Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحقائق فی الحدائق

المعروف

شرح حدائق بخشش

(کتیالوی)

جلد چہارم

شارح عمدۃ الشارحین علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

ناشر: رضا دار الاشاعت ۲۵۔ نشتر روڈ
لاہور، پاکستان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں ——— !!

نام کتاب ——— الحقائق فی الحدائق (جلد چہارم)

——— المعروف شرح حدائقِ بخشش

تصنیف ——— علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہٗ

نگرانِ کتابت ——— الحاج قاری غلام عباس نقشبندی

نظر ثانی ——— علامہ محمد منشا تابش قصوری

ناشر ——— الحاج مقبول احمد قادری ضیائی

مطبع ——— احمد سجاد آرٹ پریس لاہور

قیمت ——— ۱۶۰/ روپے

——— ملنے کے پتے ———

- شبیر برادرز، اردو بازار لاہور
- مکتبہ اویسیہ رضویہ (سیرانی روڈ) بہاول پور
- مکتبہ قادریہ، جامعہ نظامیہ رضویہ - لاہور
- مکتبہ اشرفیہ، مریدکے، ضلع شیخوپورہ

رضا دار الاشاعت ۲۵- نشتر روڈ، لاہور، پاکستان

فون 765044

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایفائے عہد

بارگاہِ رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کی سعادتِ عظمیٰ کئی سالوں سے متواتر نصیب ہو رہی ہے۔ یہ رحیم و کریم آقا کا بے پایاں عنایت و کرم ہے۔ ورنہ بندہ کی کیا مجال! حضورِ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اَن گنت انعامات میں سے یہ بھی ہے کہ متعدد بار مسجدِ نبوی شریف میں اعتکاف کی نعمت بھی میسر ہوئی۔ انہی میں سے ۱۴۱۵ھ کا اعتکاف کئی ایک یادگاروں کا سبب بنا۔ وہ یوں کہ ماہِ رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ کو احقر گنبدِ خضرا، کے سائے اور مسجدِ نبوی شریف کی پرنور بہاروں میں اعتکاف کی سعادت حاصل کر رہا تھا، جہاں ہزارہا عاشقانِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء اپنا دامنِ قلب و نظر پھیلائے، قاسمِ خزائنِ معطیٔ حقیقی کے حضور بستر جمائے، شب و روز دل کی باتیں کہہ رہے تھے اور درود و سلام کے ترانے، تلاوتِ قرآنِ حکیم کے نذرانے، اوراد و وظائف، تسبیح و تہلیل اور تراویح و تہجد کے تحائف پیش کر رہے تھے۔ سکون و اطمینان کی لگاتار بارش ہو رہی تھی کہ اسی اثنا میں شہرہ آفاق اہلِ علم و قلم سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، جن میں نازشِ لوح و قلم، مسعودِ ملت حضرت الحاج ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد مجددی نقشبندی مظہری مدظلہ اور صاحبِ تصانیفِ کثیرہ حضرت علامہ الحاج الحافظ القاری المفتی مولانا محمد فیض احمد اویسی مدظلہ خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

میرے ممدوحِ اوّل حضرت مسعودِ ملت اپنی علمی و قلمی خدمات کے باعث بین الاقوامی سطح پر محققین میں ممتاز حیثیت سے متعارف اور رضا اکیڈمی لاہور کے سرپرستوں میں اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ آپ جب بھی لاہور تشریف لاتے ہیں، تو ہماری نشست جمتی ہے۔ آپ کی ہر تصنیف پراثر اور ایمان افروز ہے، جن کا ایک ایک حرف اپنی صوری و معنوی خوبیوں کا جہاں آباد کئے ہوئے ہے۔

رضا اکیڈمی کی اشاعتی خدمات کا دائرہ چار دانگِ عالم میں پھیلا ہوا ہے خصوصاً پاک و ہند کی ہر علمی شخصیت نے خراجِ تحسین و محبت پیش کیا۔ بنابریں علامہ حضرت علامہ اویسی صاحب مدظلہ نے مجھے مسجد نبوی شریف میں دورانِ اعتکاف انتہائی والہانہ انداز میں فرمایا کیا ہی اچھا ہو کہ رضا اکیڈمی جس امام کی نسبت سے ایک مقام رکھتی ہے اسی عاشقانِ رسولِ انام صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کا نعتیہ دیوان "حدائقِ بخشش" جس کی شرح کئی جلدوں میں لکھی جا رہی ہے۔ ان میں سے ایک یا زیادہ جلدیں آپ کا ادارہ شائع کرے تاکہ تقسیمِ کار کے باعث کامل شرح جلد منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہو سکے!

حضرت علامہ اویسی صاحب مدظلہ نے ایسے اندازِ محبت سے پیشکش کی کہ انکار کرنے کی گنجائش تک نہ رہی اور پھر مسجدِ نبوی کی روح پرور، ایمان افروز اور دلکش فضاؤں میں نیز رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محامد و محاسن، شمائل و فضائل، جلال و جمال، اخلاق و عادات اور معجزات و نعمات پر مشتمل دیوان کی شرح کے متعلق موصوف کے دلربا کلمات نے بڑی تیز رفتاری سے دل پر اثر کیا۔ جواباً بندہ نے نبیٔ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطائے خاص اور نگاہِ لطف پر بھروسہ کرتے ہوئے وعدہ کیا اور عرض کیا حضرت آپ جو کچھ ہمیں دیں گے انشاء اللہ العزیز اسے شائع کرنے کی پوری پوری کوشش کی جائے گی۔

چنانچہ آج اسی وعدہ کو ایفا کرتے ہوئے "الحقائق فی الحدائق" جلد چہارم اہلِ محبت کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے، جسے رضا دار الاشاعت لاہور نے اپنی شاندار اشاعتی روایت کو ملحوظ رکھتے ہوئے زیورِ طباعت سے آراستہ کیا ہے۔ ادارہ اس سے قبل درج ذیل تین کتابیں نہایت دلکش انداز میں شائع کر چکا ہے۔

"انوارِ شریعت" از مفتی جلال الدین احمد امجدی

"البریلویہ کا تحقیقی جائزہ" از علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

اور "دعوتِ فکر" از علامہ محمد منشا تابش قصوری

دعا کریں! اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت و برکات کے باعث اس ادارہ کو ترقی عطا فرمائے اور ہماری خدمات کو شرفِ قبولیت سے نوازے

(حاجی) محمد مقبول احمد قادری ضیائی

سرپرست رضا دار الاشاعت لاہور

Marfat.com

تاثراتِ علامہ تابش قصوری

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عاشقانِ رسولِ انام علیہ التحیۃ والسلام کے قلب و ایمان اور سکون و ترقی کے لیے ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم لازوال نعمت ہے اور اس نعمت کو جب نعت کے لباس میں دیکھا، پڑھا اور سُنا جائے تو کرم بالائے کرم کا محاورہ مطابقت رکھتا ہے۔ نعتیہ اشعار کا سلسلہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لے کر رہتی دُنیا تک قائم رہے گا۔ نعتوں کا شمار ناممکن ہے۔ دُنیا بھر کی ہر زبان میں اربوں کی تعداد میں نعتیں منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوئیں اور ثناخوانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ واصحابہٖ وسلم کروڑوں کی تعداد میں آئے اور اپنے اپنے نعتیہ دیوانوں، کلیات اور کتابوں کے ساتھ پردۂ عدم میں چلے گئے تاہم ان محبّین اور عاشقوں میں کئی نام دائمی شہرت کے حامل ہیں۔ جن کا کلام آفاقی اور قبولیت کی بلندیوں کو چھُو رہا ہے۔ جن میں حضرت امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ بُردہ شریف خاص شہرت رکھتا ہے۔ ائمہ کرام، مشائخ عظام اور علمائے کرام نے قصیدہ بُردہ شریف کو زندگی کا وظیفہ بنایا اور بیسیوں شرحیں لکھیں، متعدد زبانوں میں آج بھی وہ شرحیں قبولیتِ تامہ کا شرف رکھتی ہیں۔

قصیدہ بُردہ شریف کے بعد زبانِ اُردو میں اگر کسی نعتیہ کتاب کو قبولیتِ آفاقی کا شرف ملا تو وہ امامِ اہلسنّت مجدّدِ دین و ملّت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عدیم المثال نعتیہ دیوان "حدائقِ بخشش" کو حاصل ہوا۔ جس کا ایک ایک شعر قرآن و حدیث کا ترجمان اور تفسیر معلوم ہوتا ہے۔ ہر نعت، ہر قصیدہ ایک خاص لذّت اور عجیب کیف و سرور رکھتا ہے۔ ایک صدی سے برِّ اعظم ایشیا کے مسلمانوں کے ایمان و ایقان میں حدائقِ بخشش اضافہ کا باعث بن چکا ہے خصوصاً اعلیٰحضرت نے جو سلام بارگاہِ خیر الانام علیہ التحیۃ والسلام میں پیش کیا ہے وہ تو ہر روز دُنیا کے کونے کونے میں پڑھا جا رہا ہے۔ بارگاہ عرش پناہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و آلہٖ واصحابہٖ وسلّم میں مواجہہ شریف اور گنبدِ خضریٰ کے سایۂ رحمت میں عشّاق شب و روز پڑھتے سُنائی دیتے ہیں۔ یہ قبولیت یہ سعادت عطا پر عطا ذالک فضل اللہ یؤتیہ

Marfat.com

من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

ضرورت اس بات کی تھی کہ قصیدہ بُردہ شریف کی طرح حدائق بخشش کی شروح بھی لکھی جاتیں مگر ایک صدی بیت رہی ہے کسی صاحبِ علم وفضل نے اس طرف توجہ نہ فرمائی۔ یوں بھی کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهٖ قانون کے تحت بھی کام وقتِ معیّن کی انتظار میں تھا اور ع

یہ رتبہ بلند ملا جسے مل گیا

حدائق بخشش کی شرح لکھنے کی سعادت فاضلِ دوراں صاحبِ تفسیرِ قرآں، عاشقِ محبوبِ یزداں حضرت الحاج الحافظ مولانا ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو نصیب ہوئی جنھوں نے "الحقائق فی الحدائق" کے نام سے سات ضخیم مجلدات میں قابلِ اعتماد شرح لکھ کر اہلِ سنّت پر احسان فرمایا اور اعلیحضرت کے فیضان کو تقسیم فرمانے کی طرح ڈالی۔

راقم السطور الحقائق فی الحدائق کے چھ حصے دیکھ چکا ہے۔ جس کا انداز ان عنوانات کو لیے ہوئے ہے اوّلاً متن یعنی شعر، ثانیاً حل لغات، ثالثاً شرح، رابعاً شرح از قرآن کریم، خامساً شرح از حدیثِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سادساً متعلقہ تاریخی واقعات۔

ان امور کے پیشِ نظر یہ شرح جہاں محققین کے لیے تحقیقی دلچسپی کا باعث ہے وہاں واعظین اور مقررین کے لیے ایک نہایت جامع اور عمدہ تقاریر کا بے بہا خزینہ ثابت ہوگی۔ گو حضرت مترجم مدظلہ نے فنِ شاعری کی خوبیوں اور محاسن سے صرفِ نظر کی ہے۔ مگر عقائد و اعمال کی زینت اور ہزاروں فوائد کی جا ہے

مدرس
جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

محمد منشا تابش
قصوری

خطیب
جامع مسجد ظفریہ مریدکے (شیخوپورہ)

Marfat.com

حرفِ چند

"الحقائق فی الحدائق" أستاذ العلماء، استاذی المکرّم حضرت علاّمہ الحاج الحافظ القاری مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ کے برق رفتار قلم کا وہ عظیم شاہکار ہے، جسے علماء و مشائخ عظّام، خطباء و مقررینِ کرام، طلبہ و مدرّسین اور اصفیاء و سالکین حرزِ علم و عمل بنائیں گے۔ بلکہ ہر خاص و عام اس سے دینی و رُوحانی برکات کا اِستفادہ کر سکتا ہے۔

حضرت علاّمہ اویسی صاحب دامت برکاتہم نے حدائقِ بخشش کی اِس بے مثال شرح الحقائق فی الحدائق کی تمام تر ذمہ داری احقر پر ڈال دی۔ حُسنِ اتفاق کہ مجھے ایک اچھے سے کاتب کا تعاون حاصل ہو گیا جو تسلسل کے ساتھ کتابت سے عہدہ برا ہو رہے ہیں۔ اس وقت تک چھ ضخیم جلدیں زیورِ کتابت سے آراستہ ہو چکی ہیں، جن میں سے تین تو طباعت کے مراحل بحُسن وخوبی طے کر کے اپنا اثر جما چکی ہیں۔ چوتھی جلد رضا دار الاشاعت لاہور کی طرف سے شائع ہو کر آپ کے مُبارک ہاتھوں میں ہے۔

اس سلسلہ میں حضرت الحاج جناب مقبول احمد صاحب قادری ضیائی مدظلہ اور حضرت مولانا علاّمہ الحاج محمد منشا تابش قصوری مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، خطیب جامعہ مسجد ظفریہ مُریدکے، کی مساعیٔ جمیلہ کار فرما ہیں۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ بجاہِ حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِس شرح کو قبولیّت کا شرف عطا فرمائے۔ نیز حضرت شارح مدظلہ، ناشر، معاونین اور قارئین کو اپنی خصوصی عنایات سے حظِ وافر مرحمت کرے۔ نیز رضا دار الاشاعت کو مقبولیّت نصیب کرے۔

آمین!

قاری غلام عباس نقشبندی
ناظمِ اعلیٰ جامعہ رضائے مصطفےٰ
خطیب موتی مسجد نوشہرہ ورکاں گوجرانوالہ

Marfat.com

تحریر: **حکیم محمد موسیٰ امرتسری** بانی مرکزی مجلس رضا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شرح حدائق بخشش یہ حسین وجمیل، پاکیزہ اور ایمان افروز مرقع حضرت مولانا حافظ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی کی تصنیفِ حنیف ہے۔ حضرت موصوف نے اپنی اس تصنیف میں اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معرکۃ الآرا اور روح پرور نعتیہ مجموعہ کلام "حدائق بخشش"، کی شرح اس شاندار اور عام فہم پیرایہ میں مرقوم فرمائی ہے۔ جو لائق صد توصیف وتحسین ہے۔ شارح علّام کی یہ تشریح حضور پُر نور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور سیرتِ طیبہ کی ایسی دستاویز ہے۔ جو فرقانِ حمید اور احادیث مقدسہ کی معتبر ومستند روایات کی حقیقی ترجمان اور اسلامی شعار پر تمام وکمال پوری اترتی ہے۔

نیز منکرانِ تقلید اور معترضین کی غلط فہمیوں کے ازالہ اور مؤثر ردعمل پر مشتمل ایک لاجواب تحفہ اور حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے والہانہ عشق ومحبت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ ہمیں امید ہے کہ اربابِ علم ودانش اس نادر ترین تصنیف کے مطالعہ سے اپنے علمی، ادبی، اخلاقی، اصلاحی اور دینی وملی ذوق کی تسکین کا سامان پاسکیں گے (انشاء اللہ تعالیٰ)

دعا ہے کہ ربِّ قدیر جل جلالہٗ حضرت شارح کو تا دیر سلامت باکرامت رکھے اور وہ دین وملت کی بیش از بیش خدمت سرانجام دیتے رہیں۔ آمین ثم آمین۔ بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم۔

داتا کی نگری ۲۷ صفر المظفر ۱۴۱۶ھ خاک راہ دردمنداں محمد موسیٰ عفی عنہ

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

Marfat.com

فہرست مضامین شرح حدائق بخشش جلد چہارم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷	۵ لغزش پا کا ہمارا	۳	تقریظ حضرت حکیم محمد موسیٰ صاحب مدظلہ
۱۸	قیامت کے دن حضور علیہ السلام کہاں	۴	نعت پاٹ وہ کچھ دھار الخ
۱۹	آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صراط میزان	۵	ہر مصیبت میں کام آنیوالے کریم صلی اللہ
"	اور حوض پر ہونگے	"	علیہ وآلہ وسلم
۲۰	شفاعت کا منظر	۵	۱ شعر مذکور کا دوسرا مطلب
۲۱	۶ صدقہ اپنے بازوؤں کا	۶	۲ شعر "کس بلا کی مے سے سرشار ہم"
۲۲	بازو مبارک کی تفصیل اور معجزات	۶	عشاق صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے واقعات
۲۳	پہلوانوں کو پچھاڑا، بازو خوشبودار	۱۰	۳ کرم سے مشتری ہر عیب کے
۲۵	۷ دم قدم کی خیر الخ	۱۰	جنس نامقبول کی خریداری کی مثالیں
۲۶	آیۃ دیزکیہم سے حاضر و ناظر	۱۱	طٰہٰ ما انزلنا (الآیۃ) کا شان نزول و تفسیر
"	علم غیب اور تصرف کا ثبوت	۱۲	حضرت زاہر صحابی رضی اللہ عنہ کا واقعہ
۲۷	۸ فیضان جاری رہیگا حدیث	۱۳	۴ دشمن کی آنکھ میں بھی پھول تم
"	عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثبوت	۱۴	ابوجہل کا اعتراف کہ حضور علیہ السلام
۲۸	۸ اپنی رحمت کیطرف دیکھیں	"	سچے ہیں۔
۲۹	علم غیب کلی کا ثبوت قرآن واحادیث	۱۵	ابوجہل سے ایک مسافر کا حضور صلی اللہ
۳۰	ثبوت از اقوال علماء	"	علیہ وآلہ وسلم نے حق دلوانا

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
علم غیب کا انکار	۳۶	صحابہ کرام کے واقعات بعد از وصال	۵۳
عـ۱۰ اپنے مہمانوں کا صدقہ	۳۹	امام شافعی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ	۵۴
عـ۱۱ چاندنی چھٹکی ہے	۴۰	استن حنانہ کا قصہ مع سند	۵۵
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مظہر خدا تعالیٰ	۴۰	عـ۱۶ اپنی ستاری کا واسطہ	۵۶
دلائل قرآنی	۴۰	عـ۱۷ اتنی عرض آخری کہہ دو	۵۷
اللہ ورسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم	۴۳	عـ۱۸ منہ پہ دیکھا ہے کسی کے عفو کا	۵۷
کے مراتب کا فرق	"	اس شعر پر اعتراض کا جواب	۵۸
جن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعد	۴۴	عـ۱۹ ہیں نثار ایسا مسلماں کیجئے	۵۹
وصال مدد پہنچی	"	عـ۲۰ کب سے پھیلائے ہیں دامن	۶۰
حوران بہشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ	۴۵	عـ۲۱ سنیت سے کھٹکے سب کی آنکھ	۶۰
وآلہ وسلم کی بھکارن	"	ہر سنی مسلمان پر ظلم از خیر القرون تا حال	۶۱
جنات پر حضور علیہ السلام کی حکومت	۴۶	کی تفصیل .	"
مختار کل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم	۴۷	تابعین پر ظلم وستم کے واقعات	۶۲
حدیث حبس الشمس	۴۹	معتزلہ کا برائمہ اہلسنت	۶۳
شعر عـ۱۲ تم نے لاکھوں کی جانیں پھیر دیں	۵۰	امام احمد رضا پر ظلم (جانکاہ واقعہ)	۶۵
احیاء موتیٰ کا ثبوت	۵۰	امام احمد رضا بریلوی پر مقدمہ حاسدین	۶۹
زندہ در گور بچی کا قصہ	۵۱	کا واقعہ	"
		انگریزوں سے مخالفت کا بیان	۷۰
جابر رضی اللہ عنہ کے بچے زندہ ہو گئے	۵۱	مخالفین کے ایک مقدمہ پر امام احمد رضا	۷۱
اولیائے امت نے مردے زندہ کئے	۵۲	کا منظر	"

Marfat.com

مضمون	صفحہ
۲۲ ناتوانی کا بھلا ہو	۷۲
۲۳ دل کے ٹکڑے نذر حاضر لائے	۷۲
سگان طیبہ کا ادب	۷۶
مجنون کا سگ لیلی کا ادب	۷۶
والدہ انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا ذوق و ادب	۷۷
پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سگ طیبہ کا ادب	۷۸
آداب مدینہ از امام احمد رضا قدس سرہ	۷۹
شیخ سعدی و عارف جامی قدس سرہما اور سگ طیبہ کا ادب	۸۰
نسبت بسگت کردم کی شرح ادیبی	۸۱
شاہ سلیمان تونسوی و شاہ عبدالحق کا ادب بہ سگ مدینہ	۸۲
امام احمد رضا کا ادب سگ طیبہ	۸۳
نسبت بسگت کے دلائل	۸۴
سگ کی حیوانیت پر علامہ دمیری کا مقالہ	۸۵
سگ نبی و سگ ولی کہلوانے کی وجہ	۸۶
اصحاب کہف اور حضور علیہ السلام	۸۷

مضمون	صفحہ
کلب کی لغوی تحقیق و حکایت حجاج شاعر	۸۸
مولانا مرید غوث تونسوی کی حکایت	۸۹
کتوں کی حکایات	۹۰
ے قسمت ثور و حراء الخ	۹۱
غار ثور میں قیام نبوی	۹۱
حراء کے متعلق تحقیق و اشعار	۹۶
سیدی عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ	۱۰۰
حضور علیہ السلام کو غار میں قیام کا حکم	۱۰۱
شعر گرم پوشی اور شعر فصل گل سبزہ	۱۰۲
شعر "میکدہ چھٹتا ہے الخ	۱۰۳
شعر "ساقی تسنیم جب" "ناز شیں الخ	۱۰۴
ملائکہ خدام اور جبرائیل علیہ السلام خادم	۱۰۴
جبرائیل و عزرائیل علیہم السلام خدام	۱۰۶
خوشبوئے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم	۱۰۷
شعر لطف از خود رفتگی الخ	۱۰۸
رفتار سرکار صلے اللہ علیہ وسلم	۱۰۸
معجزات رفتار	۱۰۹
نقشہ قدم مبارک	۱۱۰
شعر "ان کے آگے دعوائے ہستی"	۱۱۱
ہیں ہیں ہم ہم کی مذمت	۱۱۲
حضور علیہ السلام کا صحابی سے اظہار	۱۱۲

Marfat.com

مضمون	صفحہ
حیفہ بر وہابیہ	۱۱۳
حافظ فتح محمد جلال پور پیر والہ کا واقعہ	۱۱۳
نعت نمبر ۲۹ عارض شمس و قمر ایڑیاں	۱۱۵
غزالیٔ زماں شاہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ	
علیہ کی تقریر معراج	۱۱۶
معراج جسمانی کی دلیل از قرآن	۱۱۷
مراحل ثلاثہ، بیت المقدس عرش	
لامکان کے لطائف	۱۱۸
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان	
تینوں سے تعلق	۱۱۹
شعر(۲) جا بجا پر تو فگن ہیں الخ	
اقوال الجمہور	۱۲۴
سوال مرزائی جوابات اویسی	۱۲۶
شعر(۳) نجم گردوں تو نظر آتے ہیں	۱۲۹
شعر(۴، ۵) دب کے زیر پا الخ ان	
کا منگتا پاؤں سے الخ	۱۳۰
حضرت عمار صحابی رضی اللہ عنہ کا	
واقعۂ عشق	۱۳۱
شعر(۶) دو قمر دو پنجہ الخ	۱۳۲
پا بوسی و دست بوسی کے	

مضمون	صفحہ
حوالہ جات (احادیث)	۱۳۳
(فائدہ) سجدہ اور قدم بوسی میں فرق	۱۳۵
شعر(۷) ہائے اس پتھر الخ	۱۳۸
وہ پتھر جو حضور علیہ السلام کو قبل	
بعثت سلام عرض کرتا تھا۔ وہ	
حجر اسود تھا۔	۱۳۸
حجرِ اسود کا ادب رسول اللہ صلی اللہ	
علیہ وآلہ وسلم اور دیگر پتھروں کا سلام	
عرض کرنا	۱۳۹
معجزات متعلق بہ ایڑیاں	۱۴۰
حضور علیہ السلام کے قدم کے نیچے	
پتھر کا نرم ہونا اس پر سوال و جواب	۱۴۱
حضور علیہ السلام کے دیگر معجزات	
متعلق بہ سواریاں	۱۴۳
حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیماری سے	
شفاء کا معجزہ	۱۴۵
شعر(۸) تاج روح القدس کے موتی الخ	۱۴۶
جبریل علیہ السلام کے بوسے	
(حضور علیہ السلام کو)	۱۴۶
مکالمہ خلیل و جبریل علی نبینا و علیہما السلام	۱۴۷

Marfat.com

مضمون	صفحہ
شعر (۹) ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ الخ	۱۴۹
کوہ شبیر کو ٹھوکر	۱۵۰
شعر (۱۰) چرخ پر چڑھتے ہی الخ	۱۵۱
شعر (۱۱) اے رضا طوفان محشر الخ	۱۵۲
مولانا حسن رضا رحمۃ اللہ کی نعت برائے شفاعت	۱۵۳
شفاعت پر عربی نعت مع ترجمہ	۱۵۴
امت کی مغفرت کی دعاء	۱۵۴
(نعت نمبر ۳۰) عشق مولیٰ میں ہو دامن ۔	۱۵۵
شعر (۲) بہ چلی آنکھ بھی الخ	۱۵۶
منتہی عشاق کے واقعات	۱۵۶
شعر (۳) اشک برساؤں چلے	۱۵۸
ملاقات حضرت اویس قرنی و ہرم بن حیان	۱۵۸
شعر (۴) دل شدوں کا یہ ہوا الخ	۱۶۱
ہر مومن کے ایمان کا کنکشن (مدینہ پاک میں)	۱۶۱
ایک گستاخ کا ایمان مدینہ پاک سے کٹ گیا (حکایت)	۱۶۲
شعر (۵) مشک سا زلف شہ الخ	۱۶۳
زلف عنبرین کی برکات	۱۶۳
پاکستان میں تین موئے مبارک ان کا تعارف	۱۶۶
شعر (۶) تجھ سے اے گل الخ	۱۶۸
شعر (۷) عکس افگن الخ	۱۶۸
شعر (۸) اشک کہتے ہیں یہ شیدائی الخ	
الادب فوق الامر	۱۶۹
الادب فوق الامر پہ دلائل	۱۷۰
حضور علیہ السلام صغائر و کبائر سے پاک	۱۷۱
دین میں سنت کا اجراء موجب ثواب	۱۷۲
عشق پر امر کا غلبہ	۱۷۴
غزوۂ احد میں جانوں کے نذرانے	۱۷۵
شعر (۹) اے رضا آہ وہ بلبل	۱۷۶
امام احمد رضا کے اسم رضا کی لغوی و معنوی تحقیق	۱۷۶
علمی تحقیق مولانا جلال الدین کھاریاں	۱۷۷
گزارش اویسی اور اپنی تحقیق کی ترجیح کی وجوہ	۱۸۵
نعت (۳۱) رشک قمر ہوں رنگ رخ آفتاب ہوں	۱۸۹

Marfat.com

مضمون	صفحہ
اذان یوم قیامت اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ	۱۸۹
صلۂ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بلال کو۔	۱۹۰
اذان کیلئے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیوں	۱۹۱
ہجرت بلال سوئے شام اور حضور علیہ السلام نے خواب میں فرمایا۔	۱۹۳
اذان بلال مدینہ میں اور قیامت صغریٰ	۱۹۴
شعر (۲) در نجف ہوں الخ تعارف	
حضرت علی رضی اللہ عنہ	۱۹۵
شعر (۳) اگر آنکھ ہوں تو ابر کی الخ	۲۰۵
عاشق کی نشانی اور عشق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	۲۰۶
صحابہ کی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہچکیاں	۲۰۷
شعر (۴) خونیں جگر ہوں الخ عاشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تین علامات	۲۰۸
وصال رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کا حال زار۔	۲۰۹
استقلال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۲۰۹
سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا کا حال	۲۱۰
سیدہ صدیقہ و سیدنا علی و سیدنا انس رضی اللہ عنہم	۲۱۱
سیدنا حسان رضی اللہ عنہ	۲۱۲

مضمون	صفحہ
ام ایمن و حضرت عمر رضی اللہ عنہا۔	۲۱۳
سیدنا بلال رضی اللہ عنہ	۲۱۷
عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیوانی	۲۱۹
جملہ عشاق اور خود امام احمد رضا رحمۃ اللہ	۲۲۰
شعر (۵) بے اصول و بے ثبات ہوں	۲۲۱
غوث اعظم عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی طالب علمی کا واقعہ	۲۲۲
با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب	۲۲۲
شعر (۶) عبرت فزا ہے شرم الخ	۲۲۳
شفاعت وغیرہ کے سہارے پر جرائم کے ارتکاب پر اعتراض اور جواب	۲۲۴
حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کا واقعہ	۲۲۵
شعر (۷) کیوں نالہ سوز سے گردن الخ	۲۲۸
دنیا میں امت کی خبر گیری اور برزخ و آخرت میں	۲۲۹
شعر (۹) دل بستہ بے قرار الخ	۲۳۱
اطاعت ہی درحقیقت عشق ہے۔	۲۳۲
صحابہ کرام اور اطاعت رسول	۲۳۵
شعر (۱۰) دعویٰ ہے سب سے الخ	
احادیث شفاعت۔	۲۳۹

Marfat.com

مضمون	صفحہ
شعر (۲) مولی دہائی نظروں الخ۔ محب محبوب کو بکثرت یاد کرتا ہے۔	۲۳۹
آدم علیہ السلام کی وصیت۔ (اولاد کو)	۲۴۶
شعر (۱۱) مٹ جائے یہ خودی تو الخ	۲۴۸
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خودی مٹائی	۲۴۸
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جان نثاری	۲۴۹
ابوبصیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ۔	۲۵۲
شعر (۱۱) صدقے ہوں اس پہ نار الخ	۲۵۶
حضور علیہ السلام دوزخ کو بھگا دیں گے	۲۵۶
حضور علیہ السلام کی جسمانی قوت	۲۵۷
شعر (۱۲) قالب تہی کئے الخ	۲۵۸
حضور علیہ السلام گھوڑی سے گر گئے فلہذا بے اختیار اس کا جواب اویسی	۲۵۹
رکانہ پہلوان کو حضور علیہ السلام نے پچھاڑ دیا	۲۶۰
شعر (۱۴) کیا کیا ہیں تجھ سے ناز الخ	۲۶۱
حضور علیہ السلام کعبہ کی جان اور حدیث لولاک	۲۶۲
گنبد خضراء کے مکین صلی اللہ علیہ وسلم کی اقامت گاہ	۲۶۴
ابن تیمیہ کی گمراہی	۲۶۶
صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل۔	۲۶۶

مضمون	صفحہ
زیارت مزار رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۲۶۶
شعر (۱۵) شاہا بچھے سقر الخ	۲۶۷
اعرابی مزار رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر	۲۶۸
آیۃ ولو انہم اذ ظلموا الخ پر سوال وجواب	۲۶۹
شعر (۱۶) میں تو کیا ہی چاہوں الخ	۲۷۱
امام غزالی رحمۃ اللہ کی بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں وقار	۲۷۱
شعر (۱۷) حسرت میں خاک بوسی طیبہ الخ	۲۷۲
تمنائے مدینہ —	۲۷۳
مسئلہ زیارۃ القبور اور رد ابن تیمیہ	۲۷۳
عورتوں کا زیارۃ القبور کی تحقیق	۲۷۴
زیارۃ القبور کے جواز سے ابن تیمیہ کا رد	۲۷۵
نعت (۳۲) پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں الخ	۲۷۶
معراج کے منکرین فلاسفہ کا رد	۲۷۶
سورج کی گردش سے منکرین کا رد	۲۷۷
ستارے اور مسئلہ معراج	۲۷۸
معراج کی شب عرش اور جبریل علیہ السلام پیچھے رہ گئے۔	۲۸۰

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
عرش پر جلوہ گر ہوئے اس پر اختلاف	۲۸۱	شعر(۵) دل کو دے نور الخ	۳۰۵
بارگاہ اسماء و صفات میں اور رفرف	۲۸۳	سنت ابراہیمی پر عمل	۳۰۵
منکرین معراج جسمانی کے لیے نقلی دلائل	۲۸۴	واقعہ ابراہیم علیہ السلام ربّ ارنی کیف الخ	۳۰۶
شعر(۲) قصر دنیٰ کے راز میں الخ	۲۹۰	شعر(۶) دل کو ہے فکر کس طرح	۳۰۸
علمی کمال امام احمد رضا قدس سرہ	۲۹۰	لفظ حضور کا لطیفہ	۳۰۸
مذہب حق تائید از قرآن	۲۹۱	احیاء الموتیٰ و احیاء النشاۃ	۳۰۹
فاستویٰ کی تفسیر	۲۹۲	شعر(۷) باغ میں شکر وصل تھا الخ	۳۱۱
کہاں جبریل کہاں حبیب صلی اللہ علیہ وسلم	۲۹۳	شعر(۸) جو کہے شعر و پاس شرع الخ	۳۱۲
جبریل علیہ السلام کا دانا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم	۲۹۴	شعر اور پاس شرع کی مشکلات	۳۱۳
زیارت بلا حجاب کی روایات	۲۹۵	چند مشاہیر شعراء کی شرعی اغلاط	۳۱۳
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آواز	۲۹۵	وہابی دیوبندی شعراء کی شرعی غلطیاں	۳۲۲
اُدنُ منی کی آواز۔ قاب قوسین۔	۲۹۶	نعت (۳۳) پھر کے گلی گلی الخ	۳۲۴
ثنائے حق بر نبی برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۹۶	مرتد کاتب کا واقعہ اور واضع الحدیث	۳۲۵
سفر عرشی	۲۹۷	محلّم کا انجام اور لنجہ ہاتھ	۳۲۶
رفرف کا مقام ختم	۲۹۸	ثعلبہ کا انجام بد	۳۲۷
اسرار و رموز کی باتیں	۲۹۹	ابو عامر کا انجام بد	۳۲۹
عطائے علوم کی بحث	۳۰۰	شعر(۲) رخصت قافلہ کا شور	۳۳۰
اللہ تعالیٰ کو سر کی آنکھوں سے دیکھنا	۳۰۱	فضائل مدینہ پاک	۳۳۱
شعر(۳) میں نے کہا جلوہ اصل الخ	۳۰۳	شعر(۳) بار نہ تھے حبیب کو الخ	۳۳۸
شعر(۴) ہائے رے ذوق بے خودی	۳۰۴	شعر(۴) یاد حضور کی قسم الخ	۳۳۹

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
شعر (۵) دیکھ کے حضرت غنی الخ	۳۴۰	سایہ خود اللہ کو گوارہ نہ ہوا	۳۶۸
حضور علیہ السلام کے سائلین کی فہرست	۳۴۱	نفی سایہ کی وجوہ	۳۶۹
شعر (۶) جان ہے عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۳۴۴	نفی سایہ کے حوالہ جات و عبارات	۳۷۱
امام احمد رضا قدس سرہ کی عملی زندگی	۳۴۴	شعر (۱۵) سنگ در حضور سے الخ	۳۷۵
حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سچا طبیب جھوٹا	۳۴۶	شعر (۱۶) ہے تو رضا نرا ستم جرم الخ	۳۷۶
بچپن سے اتباع شریعت	۳۴۶	نعت (۳۴) یاد وطن ستم کیا	۳۷۷
مزید واقعات امام احمد رضا قدس سرہ	۳۴۷	دلائل حاضری مدینہ قرآن مجید	۳۷۸
ضعیف حدیث کو خفیف سمجھنے والے کو سزا	۳۴۸	نقد ملے مدعا (مدینہ میں)	۳۷۹
ہم تو ہیں آپ دلفگار الخ	۳۵۱	دلائل حاضری از احادیث	۳۸۰
حضور علیہ السلام کو نعت سننے کے واقعات	۳۵۲	دریائی زبوں حال اعشاق نجدیوں	
شعر (۸) یا تو یونہی تڑپ کے جائیں الخ	۳۵۴	کی مذمت	۳۸۴
شعر (۹) ان کے جلال کا اثر الخ	۳۵۵	کیوں نہ مرجائیں تیری ادا پہ	۳۸۸
شعر (۱۰) خوش رہے گل سے الخ	۳۵۵	شعر (۲) دل میں تو چوٹ تھی دبی الخ	۳۹۰
حرم مدینہ باختیار محبوب مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم	۳۵۶	شعر (۳) چھوڑ کے اس حرم کو الخ	۳۹۰
شعر (۱۱) گرد ملال اگر دھلے الخ	۳۵۷	شعر (۴) باغ عرب کا سرو ناز الخ	۳۹۱
شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ	۳۵۷	شعر (۵) نام مدینہ لے دیا الخ	۳۹۱
شعر (۱۲) جان سفر نصیب کو الخ	۳۵۸	شعر (۶) اس کی نگاہ کی حیا الخ	۳۹۲
شعر (۱۳) اب تو نہ روک اے غنی	۳۵۹	شعر (۷) تو کر دیا طبیب الخ	۳۹۳
صحابہ کرام کے قصے	۳۶۰	شعر (۸) فکر معاش بدبلا الخ	۳۹۳
شعر (۱۴) راہ نبی میں کیا کمی الخ	۳۶۷	شعر میں عالم ارواح کی طرف اشارہ ہے	۳۹۴

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
شعر(۹) ہو نہ ہو آج کچھ الخ	۳۹۴	امت کیلئے پچاس ہزار سال ۵ منٹ میں	۴۰۷
شعر(۱۰) حورجنان ستم کیا الخ	۳۹۵	بے حساب وکتاب اور لاڈلی امت	۴۰۸
علم موسیقی اور امام احمد رضا	۳۹۵	تمنائے کلیم علیہ السّلام	۴۰۹
انکشاف یا علمی چیلنج	۳۹۶	نورانی چہرے جنت جاگیر	۴۱۰
شعر(۱۱) غفلت شیخ وشاب الخ	۳۹۷	دیدار الٰہی اور سارے جنتی	۴۱۱
شعر(۱۲) عرض کروں حضور سے	۳۹۸	شعر(۳) بد ہیں تو آپ کے ہیں	۴۱۲
شعر(۱۳) حسرت نو الخ	۳۹۹	جسے ملتا ہے حضور علیہ السلام سے ملتا	
نعت(۳۵) اہل صراط روح امین الخ	۴۰۰	ہے دلائل	۴۱۳
اس شعر میں امام احمد رضا نے جبریل علیہ السلام		شعر(۴) سرکار ہم کمینوں الخ	۴۱۶
سے اظہار استغناء کیا ہے۔	۴۰۰	شعر(۵) ان کی حرم خار کشیدہ الخ	۴۱۶
جبریل علیہ السلام سے بے نیازی کیوں	۴۰۱	شعر(۶) جالوں پر جال پڑ گئے	۴۱۷
جبریل علیہ السلام کی حاجت بارگاہ رسول		المدد یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	
میں (صلی اللہ علیہ وسلم)	۴۰۱	کے دلائل	۴۱۸
وہابیہ پر لطیفہ	۴۰۲	شعر(۷) منزل کڑی ہے الخ	۴۲۱
شعر(۲) ان فتنہ ہائے حشر الخ	۴۰۳	ہر منزل پر امداد رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۴۲۱
نازوں کے پالے امتی پر شواہد	۴۰۳	امت کا فریاد رس صلی اللہ علیہ وسلم	۴۲۴
امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہود و		شعر(۸) کلک رضا ہے خنجر الخ	۴۲۷
نصاریٰ فدیہ بنائیں گے۔	۴۰۵	امام احمد رضا نے اپنے دور میں	
لطیفہ دنبہ اسماعیل وغیرہ۔	۴۰۶	کیسے ظالموں سے مقابلہ کیا۔	۴۲۷
کفار ومشرکین امت پر فدیہ	۴۰۶	نعت(۳۵) وہ سوئے لالہ زار الخ	۴۳۴

Marfat.com

مضمون	صفحہ
اس نعت کا شان ورود	۴۳۴
بیداری میں رویت حضور علیہ السلام کے دلائل۔	۴۳۵
شعر (۲) جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں	۴۳۹
ابو عامر راہب کی موت	۴۳۹
شعر (۳) آہ کل عیش تو کئے الخ	۴۴۲
منکرین شفاعت کی فہرست	۴۴۲
منکرین شفاعت کا رد	۴۴۳
شعر (۴) ان کے ایما پر الخ	۴۴۶
آیات تسخیر کی تفسیر	۴۴۷
حضور علیہ السلام کے وزراء کی فہرست	۴۴۸
حضور علیہ السلام کے ہاتھ میں خزانوں کی چابیاں	۴۴۸
کائنات پر حکومت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے	۴۴۹
شعر (۵) ہر چراغ مزار پر قدسی	۴۵۰
دور نجدی اور چراغ	۴۵۱
مزارات اولیاء پر چراغاں کا ثبوت	۴۵۲
شعر (۶) اس گلی کا گدا ہوں میں الخ	۴۵۴
شعر (۷) جاتے ہیں جان کیا نظر آئے الخ	۴۵۴
غار ثور میں حاضر وناظر پھر ...	۴۵۵
ہجرت کی شب اول سے حاضر وناظر کا استدلال۔	۴۵۶
ابو لہب کی زوجہ کو حضور علیہ السلام نظر نہ آئے۔	۴۵۷
شعر (۸) پھول کیا دیکھوں الخ	۴۵۸
شعر (۹) لاکھوں قدسی ہیں الخ	۴۵۹
خدام فرشتوں کا تعارف	۴۵۹
شعر (۱۰) وردیاں بولتے ہیں الخ	۴۶۳
مدینہ پاک کے نگران ملائکہ	۴۶۳
دجال مدینہ پاک میں نہ جا سکے گا۔	۴۶۴
نجدی مدینہ پاک میں کیوں ہیں لطیفہ	۴۶۴
نجدی ملک فہد کا محل اور دجال	۴۶۵
شعر (۱۱) رکھیے جیسے ہیں خانہ زاد الخ	۴۶۵
شعر (۱۲-۱۳) ہائے غافل اور بائیں رستے الخ	۴۶۶
شعر (۱۴) جاگ سنسان الخ	۴۶۷
شعر (۱۵) نفس یہ کوئی چال الخ	۴۶۸
شعر (۱۶) کوئی پوچھے کیوں تیری بات رضا	۴۶۹

Marfat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
اعلیٰ حضرت کو بیداری میں زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۴۶۹	شعر(۶) آنے دو یا ڈبو دو الخ	۴۹۴
بیداری میں زیارت کے دلائل	۴۷۰	وَیُزَکِّیْھِمْ کی تفسیر سے مختلف فیہا کے مسائل کا حل	۴۹۵
شامی صاحب اور بیرسٹر کی کہانی	۴۷۱	شعر(۷) دولہا سے اتنا کہہ دو الخ	۴۹۵
کتے بالضم و بالکسر کا لطیفہ	۴۷۳	دولہا (صلی اللہ علیہ وسلم) قیامت میں	۴۹۶
نعت ان کی مہک نے دل کے غنچے الخ	۴۷۴	براتی ملائکہ کرام (علیہم السلام)	۴۹۷
نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فوائد	۴۷۴	شعر(۸) اللہ کیا جہنم اب بھی الخ	۴۹۸
شعر(۲) جب آگئی ہیں (الخ)	۴۸۰	شعر(۹) میرے کریم سے قطرہ گرا الخ	۴۹۸
کس کو کتنا نوازا مثلاً آدم علیہ السلام	۴۸۰	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خزانچی اور	
واقعہ انجیل از مثنوی بود و انجیل الخ	۴۸۱	آپکا جود وسخا	۴۹۹
شعر(۳) ایک دل ہمارا کیا ہے الخ	۴۸۳	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو عطاء کا بیان	۵۰۰
مردوں کو زندہ کرنا	۴۸۳	دریا بہا دیئے۔	۵۰۱
سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو زندہ کرنا	۴۸۴	عادت سخاوت کے مضامین	۵۰۳
حدیث ضعیف فضائل میں مقبول الخ	۴۸۵	شعر(۱۰) ملک سخن کی شاہی	۵۰۴
حضرت جابر کی دعوت اور بکری زندہ	۴۸۶	پچاس علوم رضویہ کا اجمالی خاکہ	۵۰۵
ایک بی بی کا بیٹا زندہ ہوگیا	۴۸۸	ملک سخن کی وضاحت	۵۰۶
شعر(۴) ان پہ نثار کوئی کیسے ہی رنج الخ	۴۸۹	کوثر نیازی کا اعتراف برائے امام احمد رضا	۵۰۷
غم ٹال وظیفہ	۴۹۰	حکیم محمد سعید دہلوی کا اعتراف	۵۱۱
مردوں سے درود کی برکت سے عذاب ٹل گیا	۴۹۱	اس جلد کی اختتامی تاریخ اویسی	۵۱۹
شعر(۵) ہم سے فقیر بھی کو الخ	۴۹۲	آغاز فہرست بالخیر	۵۲۰
گنبد خضریٰ کی حاضری کے اوقات	۴۹۳	تمت الفہرست بالخیر بالنبی صاحب الخیر صلی اللہ علیہ وسلم اویسی غفرلہ بروز جمعرات ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۵ء	

Marfat.com

نعت شریف ۲۸

پاٹ وہ کچھ دھار یہ کچھ زار ہم
۱- یاالٰہی کیونکر اُتریں پار ہم

حل لغات (پاٹ) (ہندی۔ مذکر) چوڑان۔ عرض، چکی کا پتھر یہاں یہی چوڑان ہے۔ دھار (ہندی۔ مونث) لکیر، تلی۔ فوارہ۔ باڑھ۔ پانی کا تیز بہاؤ۔ یہاں یہی مراد ہے۔ زار (فارسی مذکر) جگہ کثرت نالہ وفریاد۔ رسوا۔ زار ونزار دُبلا پتلا۔ نحیف زار کمزور۔ لاغر۔ یہی مراد ہے۔

خلاصہ دریا کا چوڑان اس قدر چوڑا اور بہاؤ اتنا زیادہ ہے۔ اے الہ العالمین ہم کمزور لوگ دوسرے کنارے پر کیسے پہنچیں گے اس تیز رو دریا کو کیسے عبور کریں گے اس پُر گناہ زندگی کی روانی میں نیکی کیسے کر سکیں گے۔ تیری مدد درکار ہے۔

۱- شرح امام احمد رضا قدس سرہٗ قیامت میں مجرموں کی ترجمانی کرتے ہیں کہ جب گنہگار گناہوں کے گٹھڑ کے سخت بوجھ سے پلصراط کو گذرنے کے لیے تیار کھڑے ہیں لیکن ادھر اپنے گناہوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں ادھر آگے پلصراط کو عبور کرنا ہے جو تلوار سے تیز تر اور بال سے باریک اور ساٹھ ہزار سال کا سفر پھر قبور سے اٹھ کر یہاں تک پہنچنے تک حال بھی پتلا اور نتیجہ یہ ہے کہ پلصراط پر قدم رکھتے ہی ڈگمگائے تو نیچے جہنم ہے۔ اس حال زار کے

Marfat.com

پیشِ نظر اللہ تعالیٰ کو فریاد سناتے ہیں لیکن یہاں تو لبِ نیازی کے سوا کچھ نہیں۔

ہر مصیبت میں کام آنیوالا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اعلیحضرت قدس سرہٗ نے اس شعر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتہائی احسان وکرم کی طرف مجرموں کو اشارہ فرما رہے ہیں کہ اس وقت ہمارا تمہارا سب کی محسن عظیم صرف اور صرف ایک ذات ہے جو تمہارے کہے بغیر دعائیں مانگ رہے ہوں گے۔ سلّم سلّم، جس کی تفصیل فقیر اسی شرح کی جلد دوم میں لکھ چکا ہے۔

جبریل پَر بچھائیں

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں کے علاوہ سیدنا جبریل علیہ السّلام صرف اور صرف امت مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پَر بچھا کر کہیں گے یا رد کر جب امت مرحومہ روزِ قیامت پل صراط پر گزرے تو وہیں ان کے گزرنے کے لیے صراط پر اپنے پَر بچھا دے، یہاں تک کہ تمام اُمت گزر جائے۔ سرکارِ بیکس نوازؐ نے اس کی یہ عرض قبول فرمائی۔ اعلیحضرت رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

شان خدا نہ ساتھ دے ان کے خرام کا وہ باز
سدرہ سے تا زمیں جسے نرم سی اِک اُڑان ہے

اس کی مزید تفصیل آئے گی (انشاء اللہ)

دوسرا مطلب اس شعر کا ایک دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ امام اہلِ سنّت دنیوی زندگی گزرنے میں سلامتی کی تمنا کرتے ہیں جیسے حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ نے سرائیکی میں فرمایا ؎

شالا مول سلامت نینوں
راہ وچ لڑدن چور

Marfat.com

خدا کرے زندگی میں ایمان کی گٹھڑی باسلامت لے کر جاؤں. اس لئے کہ راستے میں اس گٹھڑی کے چھیننے کے لیے بہت سے چور ڈاکو لٹیرے آمادہ کھڑے ہیں۔

کس بلا کی مے سے سرشار ہم ۲۔ دِن ڈھلا ہوتے نہیں ہشار ہم

حل لغات بلاؔ. بالفتح (عربی۔ مؤنث) مصیبت دُکھ۔ یہاں شدت مراد ہے. مَےؔ (بالفتح) فارسی مؤنث) شراب سرشار (فارسی) بھرپور۔ مست۔

۲۔ شرح کتنی شدید شراب سے ہم مست ہیں دن ڈھلنے تک بھی ہم نشہ سے ہوش میں نہیں آتے.

حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشق ومستی نے ایسا مست کیا کہ موت سر پر ہے تب بھی اس مستی کا نشہ نہیں اترا عشق مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک ایسی دولت ہے کہ جسے نصیب ہوگئی اس میں پھر اضافہ ہی ہوتا ہے کمی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس عنوان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زبانی سنیئے۔

۱۔ ایک روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ بیشک آپ سوائے میری جان کے جو میرے دو پہلوؤں میں ہے میرے نزدیک ہر شے سے زیادہ محبوب ہیں. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا، تم میں سے کوئی ہرگز مومن (کامل) نہیں بن سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔" یہ سن کر حضرت عمر نے جواب میں عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی۔ بیشک آپ میرے نزدیک میری جان سے جو میرے دونوں پہلوؤں میں ہے زیادہ محبوب ہیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ الاٰن یا عمر یعنی اے عمر! اب تمہارا ایمان کامل ہو گیا۔ (بخاری)

۲۔ حضرت عمرو بن العاص کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے اپنے صاحبزادے سے اپنی تین حالتیں بیان کیں۔ دوسری حالت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"کوئی شخص میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبوب اور میری آنکھوں میں آپ سے زیادہ جلالت وہیبت والا نہ تھا۔ میں آپ کی ہیبت کے سبب سے آپ کی طرف نظر بھر کر نہ دیکھ سکتا تھا (صحیح بخاری)

۳۔ جب فتح مکہ کے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ ایمان لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے۔ اس پر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

"قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو دین حق دے کر بھیجا ہے۔ اس (ابو قحافہ) کے اسلام کی نسبت (آپ کے چچا) ابو طالب کا اسلام (اگر وہ اسلام لاتے) میری آنکھوں کو زیادہ ٹھنڈا کرنے والا ہوتا۔ اس واسطے کہ ابو طالب کا اسلام آپ کی آنکھ کو (بہت سے امور کی نسبت) زیادہ ٹھنڈا کرنے والا تھا[1]"

---

[1] نسیم الریاض بحوالہ احمد و ابن اسحاق۔ اصابہ ترجمہ ابو طالب۔

Marfat.com

۴۔ حضرت ثمامہ بن آثال یمامی جو اہل یمامہ کے سردار تھے ایمان لاکر کہنے لگے۔

"یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم میرے نزدیک روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے زیادہ مبغوض نہ تھا۔ آج وہی چہرہ مجھے سب چہروں سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ کی قسم میرے نزدیک کوئی دین آپ کے دین سے زیادہ مبغوض نہ تھا۔ اب وہی دین میرے نزدیک سب دینوں سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ کی قسم میرے نزدیک کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ مبغوض نہ تھا۔ اب وہی شہر میرے نزدیک سب شہروں سے زیادہ محبوب ہے۔" (بخاری)

۵۔ جنگ احد کے بعد قبیلۂ عضل وقارہ کے چند اشخاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، کہنے لگے کہ آپ اپنے چند اصحاب کو ہمارے ساتھ روانہ کر دیں تاکہ وہ ہم کو اسلام کی تعلیم دیا کریں۔ آپ نے مرثد بن ابی مرثد، خالد بن بکیر۔ عاصم بن ثابت۔ خبیب بن عدی۔ زید بن دثنہ اور عبداللہ بن طارق کو ان کے ساتھ بھیج دیا۔ جب وہ آب رجیع پر پہنچے تو انہوں نے بے وفائی کی۔ اور قبیلۂ ہذیل کو بلا لیا اور ہذیل کے ساتھ مسلح ہو کر ان اصحاب کو گھیر لیا اور کہا کہ خدا کی قسم ہم تم کو قتل کرنا نہیں چاہتے۔ ہم تمہارے عوض میں اہل مکہ سے کچھ لینا چاہتے ہیں۔ حضرت مرثد وخالد وعاصم نے اپنے تئیں دشمنوں کے حوالے نہ کیا اور مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے باقی تینوں کے ہاتھ انہوں نے جکڑ لیے۔ جب ظہران میں پہنچے تو عبداللہ بن طارق نے اپنا ہاتھ نکال لیا۔ اور تلوار ہاتھ میں لی۔ دشمن پیچھے ہٹ گئے اور دور سے پتھر پھینکتے رہے۔ یہاں تک کہ حضرت عبداللہ شہید ہو گئے۔ باقی دو کو انہوں نے قریش کے ہاتھ بیچ دیا۔ چنانچہ حضرت زید کو صفوان بن امیہ نے خریدا۔ تاکہ ان کو اپنے باپ امیہ بن خلف کے بدلے قتل کر دے۔ صفوان نے حضرت زید کو اپنے

Marfat.com

غلام نسطاس کے ساتھ تنعیم میں بھیج دیا۔ حضرت زید کو قتل کرنے کے لیے حدِ حرم سے باہر لے گئے تو ابو سفیان نے (جواب تک اسلام نہ لائے تھے) ان سے یوں کہا۔

"اے زید! میں تم کو خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں۔ کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ اس وقت ہمارے پاس بجائے تمہارے محمد ہوں جن کو ہم قتل کر دیں اور تم آرام سے اپنے اہل میں بیٹھو؟"

حضرت زید نے جواب دیا۔

"اللہ کی قسم! میں پسند نہیں کرتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت جس مکان میں تشریف رکھتے ہیں ان کو ایک کانٹا لگنے کی تکلیف ہو اور میں آرام سے اپنے اہل میں بیٹھا رہوں"

یہ سُن کر ابو سفیان نے کہا۔

"میں نے لوگوں میں سے کسی کو نہیں دیکھا کہ دوسروں سے ایسی محبت رکھتا ہو جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے رکھتے ہیں"

اس کے غلام نسطاس نے حضرت زید کو شہید کر دیا۔ (رضی اللہ عنہ)

(سیرت ابن ہشام بروایت ابن اسحاق)

دوسرا مطلب: مذکورہ بالا مطلب عاشقانہ تھا اب عامیانہ مطلب ملاحظہ ہو۔ امام اہلسنت پہلے شعر کی طرح دنیوی زندگی کا شکوہ کرتے ہیں کہ ہم اس زندگی کی شراب کے نشہ میں کس قدر بدمست ہیں۔ دن ڈھلنے لگا زندگی ختم ہونے والی ہے۔ جوانی رخصت بڑھاپا آگیا مگر ہمیں ہوش نہیں آیا ہم غافل ہیں۔

Marfat.com

۳۔ تم کرم سے مشتری ہر عیب کے
جنس نامقبولِ ہر بازار ہم

حل لغات

مشتری (عربی) اسم فاعل کا صیغہ معنی خریدار جنس (عربی) سوداگری کا مال۔

۳۔ شرح

اے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ تو ایسے کریم ہیں کہ ہر عیب دار اور ناقص بیکار کو گلے لگا لیتے ہیں اور ہم ایسے گئے گزرے ہیں کہ ہر بازار کی ناپسندیدہ جنس ہیں۔ اسی لیے آپ اپنی کریمی سے ہمیں بھی گلے لگا لیں۔

جنس نامقبول کی خریداری

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنس نامقبول کی خریداری کا یہ عالم ہے کہ گنہگار امت کے لیے کئی راتیں گریہ وزاری میں بسر فرما دیتے۔ اسی غم والم میں قیام نماز پر نماز میں قدم متورم ہو جاتے اگرچہ امام احمد رضا قدس سرہٗ نے جنس نامقبول سے گنہگار مراد لیے ہیں لیکن اس کا حقیقی مطلب تو کفار ہیں کہ وہی دائمی طور جنس نامقبول ہیں لیکن ہمارے رحیم وکریم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جنس کے بھی خریدار ہیں۔ آپ ان کے ایمان واسلام کے غم والم سے اکثر محزون ومغموم رہتے جیسا کہ نقشہ آیات ملاحظہ ہو۔

نمبر شمار	آیت	پ	س	ع
۱	ولا یحزنک قولھم ان العزۃ للہ جمیعًا	۱۱	یونس	۷/۱۲

Marfat.com

نمبر شمار	آیت	پ	س	ع
۲	ولا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر	۴	آل عمران	۱۸/۹
۳	یا ایھا الرسول لا یحزنک الذین یسارعون فی الکفر	۶	المائدہ	۶/۱۰
۴	فلا یکن فی صدرک حرج			
۵	قد نعلم انہ لیحزنک الذین یقولون فانھم لا یکذبونک الخ	۷	انعام	۷/۱۰
۶	ولا تحزن علیھم	۱۴	حجر	۶/۹
۷	ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون	۱۴	〃	〃
۸	ولا تحزن علیھم ولا تکن فی ضیق مما یمکرون	〃	نحل	۱۶/۲۲
۹	〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃	۲۱	قصص	۱۶/۲۲
۱۰	فلا یحزنک قولھم انا نعلم ما یسرون وما یعلنون	۲۳	یٰس	۵

بہر حال گنہگار ہوں یا جنس نا مقبول کفار آپ سب کے خریدار ہیں یہاں تک اللہ تعالیٰ نے جب اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حرص کرم میں مشقت و دکھ میں دیکھا تو محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا

طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی

اس کے شان نزول میں مفسرین نے لکھا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم عبادت میں بہت جہد فرماتے یہاں تک کہ قدم مبارک ورم کر آتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر بحکم الٰہی عرض کیا کہ اپنے نفس پاک کو کچھ راحت دیجئے اس کا بھی حق ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے کفر اور ان کے ایمان سے محروم رہنے پر بہت زیادہ متاسف و متحسر رہتے تھے اور خاطر مبارک پر اس سبب سے رنج وملال رہا کرتا تھا اس آیت میں فرمایا گیا کہ

Marfat.com

آپ رنج وملال کی کوفت نہ اٹھائیں قرآن پاک آپ کی مشقت کے لیے نازل نہیں کیا گیا۔ (خزائن العرفان پ ۱۶)

فائدہ جنس نامقبول کفار یا فجار آپ نے گلے لگا یا کہ قیامت میں کفار کو شفاعت کبریٰ سے حصہ ملا۔ اور فجار تو انمول ہی بن گئے کہ حدیث شریف میں جب شفاعت مقبول سے وہ جنس نامقبول نوازی گئی تو جنت میں تمام امتوں سے بلند مراتب پر فائز ہوگی کسی نے کیا خوب کہا

جب تک بکے نہ تھا کوئی پوچھتا نہ تھا
تونے خرید کر ہمیں انمول کر دیا

فائدہ حدیث شریف میں "اَلصَّالِحُوْنَ لِلّٰہِ وَالطَّالِحُوْنَ لِیْ" نیک اللہ تعالیٰ کے بُرے میرے، یہ بھی جنس نامقبول کی خریداری کی ایک دلیل ہے۔

جنس نامقبول کی ایک بہترین مثال

حضرت زاہر صحابی رضی اللہ عنہ دیہاتی اور شکل میں بظاہر کچھ حسن وجمال نہ رکھتے تھے۔ جنگل کے پھل سبزی وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ لایا کرتے تھے۔ جب وہ آپ سے رخصت ہوتے تو آپ شہر کی چیزیں کپڑا وغیرہ ان کو دے دیا کرتے تھے۔ آپ کو ان سے محبت تھی اور فرمایا کرتے تھے کہ زاہر ہمارا روستائی (دیہاتی) ہے اور ہم اس کے شہری ہیں ایک روز آپ بازار کی طرف نکلے۔ تو دیکھا کہ زاہر اپنی متاع بیچ رہے ہیں۔ آپ نے پیٹھ کی طرف سے جاکر ان کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک رکھا اور ان کو گود میں لے لیا۔ وہ بولے۔ کون ہے؟ مجھے چھوڑ دو۔ انہوں نے محسوس کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ بس اپنی پیٹھ اور بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے سے (بغرض تبرک) لپٹانے لگے۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی ہے جو ایسے غلام کو خریدے۔ وہ بولے یارسول اللہ! اگر آپ بیچتے ہیں تو آپ مجھے کم قیمت پائیں گے آپ نے فرمایا تو خدا تعالیٰ کے نزدیک گراں قدر (قیمتی) ہے۔

تبصرہ اویسی زاہر صحابی رضی اللہ عنہ بظاہر عامیانہ حیثیت اور باعتبار شکل وصورت کے جنس نامقبول ہی تھے لیکن حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر شفقت نے ایسا قیمتی جوہر بنایا کہ لاکھوں کروڑوں بلکہ اقطاب وابدال سے افضل واعلیٰ ہو گئے۔ یہاں تک کہ انہیں نقد سند دے دی تم اللہ تعالیٰ کے ہاں قیمتی جوہر اور نایاب جنس ہو۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ: امیہ نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو جنس نامقبول کہہ کر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں بیچ ڈالا لیکن نگاہ نبوت نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو ایسا قیمتی جوہر بنا دیا کہ آپکی سیاہی کو حوران جنت کیلئے حسن وجمال کا بہترین سرمایہ ثابت ہوئی اور حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے دیگر کمالات کا کیا کہنا؟۔

> ۴۔ دشمنوں کی آنکھ میں بھی پھول تم
> دوستوں کی بھی نظر میں خار ہم

حل لغات خار۔ کانٹا

Marfat.com

۴۔ شرح اے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے جمال باکمال کا کیا کہنا کہ دشمنوں کی نظر میں بھی آپ محبوب و مرغوب ہیں اور ہماری پستی کی بھی انتہا ہے کہ ہم اپنے دوستوں کو بھی نہیں بھاتے۔

فائدہ دشمنی کے باوجود کفار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صادق۔ امین کہتے اور جانتے تھے۔ قرآن مجید

قَدۡ نَعۡلَمُ اِنَّهٗ لَیَحۡزُنُكَ الَّذِیۡ یَقُوۡلُوۡنَ فَاِنَّهُمۡ لَا یُكَذِّبُوۡنَكَ وَلٰكِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجۡحَدُوۡنَ ۝

(پ۷ آیت ۳۳)

ہمیں معلوم ہے کہ تمہیں رنج دیتی ہے وہ بات جو کہہ رہے ہیں تو وہ تمہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں۔

فائدہ روح البیان اسی آیۃ کی تفسیر میں ہے کہ وہ آپ کو تو کچھ نہیں کہتے اگر بظاہر کچھ کہتے ہیں تو وہ درحقیقت مجھے کہتے ہیں اس لیے کہ آپ فانی فی اللہ ہیں۔

شان نزول، اخنس بن شریق اور ابوجہل کی باہم ملاقات ہوئی تو اخنس نے ابوجہل سے کہا اے ابوالحکم (کفار ابوجہل کو ابوالحکم کہتے تھے) یہ تنہائی کی جگہ ہے اور یہاں کوئی ایسا نہیں جو میری تیری بات پر مطلع ہوسکے۔ اب تو مجھے ٹھیک ٹھیک بتا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں یا نہیں ابوجہل نے کہا کہ اللہ کی قسم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بیشک سچے ہیں کبھی کوئی جھوٹا حرف ان کی زبان پر نہیں آیا مگر بات یہ ہے کہ یہ قصی کی اولاد ہیں اور سقایت۔ حجابت۔ ندوہ وغیرہ تو سارے اعزاز انہیں حاصل ہی ہیں نبوت بھی انہیں میں ہو جائے تو باقی قریشیوں کے لیے اعزاز کیا رہ گیا۔ ترمذی نے حضرت علی مرتضیٰ سے روایت کی کہ ابوجہل نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہم آپ کی تکذیب نہیں کرتے ہم تو اس کتاب کی تکذیب کرتے ہیں جو آپ لائے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

Marfat.com

فائدہ اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسکین خاطر ہے کہ قوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق کا اعتقاد رکھتی ہے لیکن ان کی ظاہری تکذیب کا باعث ان کا حسد و عناد ہے۔

ایسے ہی دشمنی کے باوجود شخصی رعب سے بھی تھراجاتے تھے چنانچہ ابوجہل کے متعلق امام ابن اسحاق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ دشمن خدا ابوجہل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید بغض و عداوت رکھنے کے باوجود جب آپ کو دیکھتا تھا یا آپ کے سامنے آتا گھبرا جاتا اور اس پر قدر رعب چھا جاتا کہ اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے بغیر کوئی چارہ نظر نہ آتا تھا۔ امام ابن اسحٰق فرماتے ہیں کہ مجھے عبدالملک بن عبداللہ بن عبداللہ بن ابی سفیان ثقفی نے جو علوم کے حافظ تھے بتایا کہ اراش نامی بستی کا ایک شخص اپنے کچھ اونٹ مکہ میں بیچنے کے لئے لایا تو ابوجہل نے اس سے ایک اونٹ خرید لیا لیکن اس کی قیمت ادا کرنے میں ٹال مٹول کرنے لگا آخر اس بیچارے نے تنگ آکر قریش کے ایک اجتماع میں پہنچ کر پکارا۔

کہ اے قریش کا گروہ! تم میں سے ایسا کون سا باہمت شخص ہے جو ابوجہل سے مجھے میرا حق دلائے،، میں ایک غریب مسافر ہوں۔ ابوجہل نے میرا حق دبا رکھا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس وقت مسجد حرام کے ایک کونے میں الگ تشریف رکھتے تھے۔

قریش باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے ابوجہل کی سخت عداوت کو جانتے تھے ازراہ تمسخر و مذاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگے کہ تم اس شخص کی طرف جاؤ وہ تمہیں ابوجہل سے تمہارا حق دلا دے گا۔
چنانچہ وہ اراشی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آکر عرض کرتا ہے۔

”اے خدا کے بندے ابوالحکم بن ہشام نے میرا حق دبا رکھا ہے۔ میں ایک غریب مسافر

Marfat.com

ہوں۔ میں نے ان لوگوں یعنی قریش سے فریاد کی ہے کہ تم میں سے کون میرا حق دلائے گا انہوں نے آپ کی طرف اشارہ کیا ہے اے خدا کے بندے خدا تعالیٰ آپ پر مہربان ہو۔ میرا حق دلائیے۔

آپ نے فرمایا چل میں تیرے ساتھ ابوجہل کے پاس چلتا ہوں۔ چنانچہ اس کے ہمراہ ہو گئے۔ جب قریش نے یہ دیکھا تو ایک شخص کو چپکے سے پیچھے لگا دیا کہ جاؤ دیکھ کر آؤ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس شخص کا حق ابوجہل سے کیسے دلاتے ہیں یا کیا کہتے ہیں جو بھی ہو ہمیں بتانا۔

آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل کے پاس تشریف لائے اور دروازہ کھٹکایا۔ اندر سے ابوجہل نے کہا۔ دروازہ پر کون ہے۔ آپ نے جواب دیا "محمد" ہوں باہر آؤ۔ ابوجہل باہر آگیا۔ آپ کے سامنے آتے ہی ابوجہل گھبرا گیا۔ اس کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔ آپ نے فرمایا "اس مسافر کا حق اسے ادا کر دو" ابوجہل کہتا ہے ابھی ادا کرتا ہوں آپ یہاں ٹھہریں میں آتا ہوں وہ گھر جا کر جو رقم مسافر کو دینا تھی اٹھا لایا اور اسے ادا کر دی۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے اور اراشی سے فرمایا جاؤ اب اپنا کام کرو۔ وہ قریش کے اجتماع میں پہنچا اور کہنے لگا خدا تعالیٰ اس شخص (محمد) صلی اللہ علیہ وسلم کو جزائے خیر دے۔ خدا کی قسم انہوں نے میرا حق مجھے دلا دیا ہے۔ اِدھر سے وہ شخص بھی واپس آگیا جسے قریش نے بھیجا تھا اس نے سارا ماجرائے چشم دید بتلا دیا۔ تھوڑی دیر ہوئی ابوجہل آگیا۔ قریش نے اس سے کہا افسوس کی بات ہے اے ابوجہل تجھے کیا ہوا۔ خدا کی قسم ہم نے کبھی بھی تجھے اس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرتے نہیں دیکھا جس طرح آج تو نے ان کی اطاعت کی۔ ابوجہل بولا۔ یارو واقعی افسوس کی بات ہے دراصل یوں ہوا کہ

Marfat.com

جونہی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرے دروازے پر دستک دی اور میں نے ان کی آواز سُنی مجھ پر سخت رعب چھا گیا۔ میں جونہی ان کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ ان کے سر کے اوپر (ہوا میں) ایک طاقت ور اونٹ ہے اس کا سر گردن اور اس کے دانت اس قدر خوفناک تھے کہ میں نے کبھی ایسا غضبناک اور خوفناک منظر نہیں دیکھا وہ اونٹ منہ پھاڑے کھڑا تھا وَاللّٰہِ لَوْ اَبَیْتُ لَاَ کَلَنِیْ خدا کی قسم اگر میں ان کے کہنے پر اس مسافر کو اس کا حق نہ دیتا تو وہ مجھے ہڑپ کیے بغیر نہ رہتا۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ ۳۸۹ ج ۱ والبدایۃ والنہایہ صفحہ ۴۵ ج ۳)

اس قسم کے بیسیوں واقعات کتب سیر میں موجود ہیں کہ دشمن بھی آپ کے آگے دبے بچے رہتے اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہمیں اپنے بھی منہ نہیں لگاتے۔ اس کا اظہار دوسری جگہ پر یوں فرمایا ؎

ایک طرف ہیں اعدائے دیں ایک طرف ہیں حاسدیں
بندہ ہے تنہا شہا تم پہ کروڑوں درود۔

۵۔ لغزشِ پا کا سہارا ایک تم
گرنے والے لاکھوں ناہنجار ہم

حل لغات لغزش، فارسی مونث حاصل مصدر، پھسلن۔ ڈگمگاہٹ۔ بھول گمراہی۔ ہنجار بمعنی راستہ طرز۔ روش قاعدہ فارسی لفظ اس نا نفی داخل ہو کر کا لجز ہو گیا بمعنی نالائق اور بیکار کسی کام کا نہ ہونے والا۔

۵۔ شرح ڈگمگانے والوں کا صرف آپ ہی سہارا ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے جیسے بیشمار نالائق اور

Marfat.com

بیکار کرنے والے ہیں لہٰذا اے کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لطف وکرم سے ہمارے حال پر رحم فرمانا۔

قیامت میں خطا کاروں کا سہارا صرف حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں کیونکہ شفاعت کبریٰ و دیگر جملہ اقسام شفاعت بالواسطہ اور بلاواسطہ بھی آپ ہی کے سپرد ہے آپ تنہا بلیشمار گنہگاروں کو بخشا لیں گے۔

لغزش پا کا سہارا

دنیوی مصائب ومشکلات کے وقت سہارا دینے کے دلائل و واقعات فقیر نے کتاب ندائے "یارسول اللہ" میں تفصیل سے لکھ دیئے۔ کچھ نمونے اسی شرح کی جلد دوم میں بھی بیان ہو چکے ایسے قبور میں بھی نظر عنایات کا بیان مختصر ہو چکا۔ آخرت میں جتنے بھی پر کٹھن مقامات ہیں ہر جگہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اور دوسری امتوں کا سہارا ہوں گے۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہوں گے

نزع میں گور میں میزان پہ سرِ پُل پہ کہیں
نہ چھُٹے ہاتھ سے دامانِ مُعلّیٰ تیرا

میدان قیامت کا اپنا پتہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بتایا۔ چنانچہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز میری شفاعت فرمائیے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں کروں گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز میں آپ کو کہاں تلاش کروں، آپ کہاں ملیں گے؟

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اُطْلُبْنِیْ اَوَّلَ مَا تَطْلُبُنِیْ عَلَی الصِّرَاطِ

سب سے پہلے مجھے پُل صراط پر تلاش کرنا

عرض کیا۔ حضور! اگر آپ وہاں نہ مل سکیں تو پھر کہاں تلاش کروں؟ فرمایا

وَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْمِیْزَانِ

پھر مجھے میزان پر تلاش کرنا

عرض کیا۔ حضور! اگر وہاں بھی آپ نہ مل سکیں تو؟ فرمایا

فَاطْلُبْنِیْ عِنْدَ الْحَوْضِ فَاِنِّیْ لَا اُخْطِئُ هٰذِهِ الثَّلَاثَ الْمَوَاطِنَ (مشکوٰۃ شریف ص۴۸۵)

پھر مجھے حوض کوثر پر تلاش کرنا کہ ان تینوں مقامات سے کسی نہ کسی مقام پر میں ضرور ملوں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں

قیامت کے روز جو کچھ ہونے والا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کی جس طرح شفاعت فرمائیں گے۔ اس کی تفصیل خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبانِ انور سے سنیئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے روز جب لوگ حیران ومضطرب ہوں گے اور ان میں کھلبلی مچی ہوگی اور سب متحیّر ہوں گے کہ آج کے دن کون ہماری مدد کرے۔ تو سب لوگ آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ اور شفاعت کے لیے عرض کریں گے تو حضرت آدم علیہ السلام شفاعت کرنے سے انکار فرمادیں گے اور فرمائیں گے، ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ اللہ کے خلیل ہیں۔ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو آپ بھی انکار فرمادیں گے اور فرمائیں گے موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ اللہ کے کلیم ہیں۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس

Marfat.com

جائیں گے تو وہ بھی انکار فرمادیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے پاس جانے کا ارشاد فرمائیں گے لوگ عیسیٰ علیہ السّلام کے پاس آئیں گے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام بھی انکار فرمادیں گے۔ اور فرمائیں گے کہ شفاعت مطلوب ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور شفاعت کے لیے کہیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے ہاں میں شفاعت کے لیے ہوں"۔

فائدہ کیا شانِ کرم ہے کہ جہاں سارے نبی شفاعت کرنے سے انکار فرمادیں گے۔ وہاں ہمارے نبی اَنَا لَھَا فرماکر شفاعت فرمانے پر کمر بستہ ہوجائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پھر میں خدا تعالیٰ سے اذن مانگ کر اور اذن پاکر اللہ تعالیٰ کی حمد ادا کروں گا اور اللہ کے حضور سجدے میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَ
سَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ یَا مُحَمَّدْ!

اپنا سر اٹھا کہ کہو۔ سنا جائے گا۔ مانگ۔ دیا جائے گا۔ اور شفاعت کر قبول کی جائے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا تعالےٰ جب مجھ سے یوں فرمائے گا کہ جو مانگو دوں گا اور جو شفاعت کرو قبول کروں گا۔ تو

فَاَقُوْلُ یَارَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ

پس میں کہوں گا۔ اے رب میری اُمّت کو بخش میری اُمّت کو بخش۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ پھر خدا مجھ سے فرمائے گا

اِنْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ
مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ اَوْ خَرْدَلَۃٍ مِّنْ اِیْمَانٍ

جاؤ اور جس کے دل میں رائی بھر بھی ایمان ہے اُسے نکال لو"

Marfat.com

صدقہ اپنے بازوؤں کا المدد
۶۔ کیسے توڑیں یہ بُتِ پندار ہم

حل لغات صدقہ خیرات۔ طفیل بازوؤں بازو کی جمع کہنی سے شانے تک کا حصہ۔ پندار۔ وہم وگمان

۶۔ شرح اپنے مبارک بازوؤں کے طفیل ہماری مدد فرمائیے۔ ہم وہم وگمان میں جکڑے ہوئے ہیں اس سے ہمارا نکلنا مشکل ہے اسی لیے آپ خود ہی اپنے فضل وکرم سے ہمارا کام بنائیے۔

بازو مبارک حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بازو مبارک نہایت ہی خوبصورت اور موزوں تھے اور ان کی مقدس کلائیوں پر بال پاک تھے۔

احادیث مبارکہ (۱) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَظِيْمُ السَّاعِدَيْنِ | رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں بازو عظیم تھے۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْطَ الْقَصَبِ | حضور علیہ السلام کے بازو اور پنڈلیاں طویل تھیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کی نعت کہتے ہوئے یہ کلمات بھی کہا کرتے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ | نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس

Marfat.com

وَسَلَّمَ عَبْلَ الذِّرَاعَيْنِ | بازو نہایت سفید تھے۔

حافظ ابوبکر بن ابی خیثمہ رضی اللہ عنہ آپ کے مقدس بازوؤں کے بارے میں لکھتے ہیں۔

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْلَ الْعَضُدَيْنِ وَالذِّرَاعَيْنِ طَوِيْلَ الزَّنْدَيْنِ۔ | حضور علیہ السّلام کی دونوں مچھلیاں اور کلائیاں سفید تھیں۔

قوّت بازو

یہ قاعدہ اپنی جگہ پر ثابت ہے کہ ہر نبی علیہ السلام میں سو بہشتی مردوں کی قوت ہوتی ہے اور ہر بہشتی کو دنیوی چالیس آدمیوں کی قوّت دی جائے گی یہ عموم انبیاء علیہ السلام کے لیے ہے ہمارے حضور علیہ السّلام کو چالیس انبیاء کے برابر قوت عطا ہوئی۔ اس معنی پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قوّت بازو کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

موسیٰ علیٰ نبینا علیہ السّلام

موسیٰ علیہ السّلام کی قوّت بازو سب کو معلوم ہے کہ ایک ہی تھپیڑ سے عزرائیل علیہ السلام (ملک الموت) کی آنکھ نکال لی۔

فیض الباری شرح بخاری وقسطلانی شرح بخاری میں ہے کہ اگر تقدیر ربانی حائل نہ ہوتی تو آسمان وزمین پھٹ جاتے اور ملک الموت کی قوت کا اندازہ بھی سب کو معلوم ہے اور موسیٰ علیہ السّلام کی قوّت تجلیٔ ربوبیت کے آگے بے بس ہوگئی اور ہمارے نبی علیہ السّلام عین ذات کو دیکھ کر تبسم کناں رہے۔ ؎

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتو صفات
تو عین ذات می نگری و در تبسمی

پہلوانوں کو پچھاڑا

دنیا میں پہلوانوں کو قوت بازوؤں پر بڑا ناز ہوتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں بھی پچھاڑ دیا۔

(۱) رکانہ عرب کا نامور پہلوان تھا۔ اس نے آپ کو کشتی کی دعوت دی جو آپ نے قبول کر لی۔ تین دفعہ کشتی ہوئی۔ آپ نے تینوں دفعہ اسے شکست دی۔

(۲) ابو الاسود جمحی سے بھی کشتی ہوئی۔ یہ شخص اتنا طاقتور تھا کہ اگر چمڑے پر کھڑا ہو جاتا اور دس قوی آدمی اطراف سے پکڑ کر اسے کھینچتے، چمڑہ پھٹ جاتا لیکن اس کے پاؤں کے نیچے سے نکال نہیں سکتے تھے لیکن آپ نے اسے مثالی شکست دی۔

مزید براں

حضرت جلیبب رضی اللہ عنہ غزوہ اُحد میں شہید ہوئے۔ آپ نے اسے کلائیوں پر اٹھا لیا جب تک قبر تیار نہ ہوئی آپ نے اٹھائے رکھا پھر آپ نے کلائیوں سے لحد میں اتارا۔

بازو خوشبودار

ایک شخص نے عرض کیا میری بیٹی کے بیاہ کے لیے آپ میری مدد فرمائیں آپ نے فرمایا کھلے منہ والی شیشی لے آ۔ وہ لے آیا تو آپ نے اپنے بازوؤں کا پسینہ مبارک اس میں اتار کر فرمایا جا بیٹی کو دے کر کہنا کہ اس لکڑی سے جس سے میں نے پسینہ اتارا ہے اسی کو شیشی میں ڈبو کر میرے پسینہ کو جسم پر مل لیا کرے۔ وہ پسینہ اتنا خوشبودار تھا کہ وہ لڑکی جب بھی اس سے ملا کرتی تو تمام مدینہ شہر میں خوشبو کی مہک اٹھتی اسی خوشبو پر لوگوں نے اس گھر کا نام بیت المطیبین رکھا (بے مثل بشر ص ۸۴)

بحوالہ طبرانی فی الاوسط وابویعلی وابن عساکر از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ)

شیر خدا کی گواہی

شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خیبر کا دروازہ اکھیڑ کر ڈھال بنا لیا وہ دروازہ چالیس آدمیوں سے نہ اٹھایا

Marfat.com

جا سکا۔ اتنی زبردست طاقت کے باوجود یہی شیر خدا حضور امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے دن نہ اٹھا سکے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تو غار ثور میں کاندھے پر بٹھایا۔ پھر حضور علیہ السلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بازوؤں پر بٹھا کر کعبہ پر پہنچایا سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بازو اقدس پر اٹھایا تو اس زور و شدت سے اوپر جھٹکا دیا کہ اگر میں چاہتا تو آپ کے بازو مبارک کے زور سے دوسرے آسمان تک پہنچ جاتا۔

(نزہۃ المجالس ص۸۶)

بے مثال بازو

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کا ہر حصہ بے مثال بنایا تاکہ کوئی بھی آپ کی مثل بننے کا دعویٰ نہ کر سکے چند احادیث حاضر ہیں۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبِيْعَ الذِّرَاعَيْنِ۔ | نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلائیاں طویل تھیں۔

(۲) حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَوِيْلَ الزَّنْدَيْنِ۔ | سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلائیاں لمبی تھیں۔

فائدہ

زند کے دو معنیٰ کئے گئے ہیں زمخشری نے فائق میں کہا

اَلزَّنْدُ مَا انْحَسَرَ عَنْهُ اللَّحْمُ مِنَ الذِّرَاعِ | وہ مقام جہاں بازو کا گوشت ختم ہو جاتا ہے۔

اور "مغرب" میں اس کا معنیٰ ان الفاظ میں بیان ہوا ہے۔

Marfat.com

اَلزَّنْدُ هُمَا طَرَفَا عَظْمِ السَّاعِدَيْنِ | بازو کی ہڈی کی دونوں اطراف مراد ہیں۔

انتباہ | کلائیاں طویل حسین سمجھی جاتی ہیں اور قصیر عیب ہم سب قصیر الذراعین صرف وہ بے مثل محبوب طویل الذراعین ہیں تاکہ کوئی نہ کہہ سکے کہ میں بھی بشر وہ بھی بشر۔

فائدہ | جسم اطہر کے جن حصوں پر مبارک بال تھے ان میں سے آپ کی کلائیاں بھی ہیں۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْعَرَ الذِّرَاعَيْنِ۔ | رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس کلائیوں پر زیادہ بال تھے۔

۷۔ دم قدم کی خیر اے جانِ مسیح
در پہ لائے ہیں دلِ بیمار ہم

۷۔ شرح | اے حبیبِ کریم اے حضرت مسیح نبی علیہ السلام کی جان آپ کے دم قدم کی خیر ہو آپ کی درگاہ میں ہم اپنا بیمار دل حاضر کیے بیٹھے ہیں اس کا علاج فرمائیے۔

قرآن مجید :۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد بار آیات میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کا اصلی مقصد "وَيُزَكِّيْهِمْ" بھی بتایا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تا قیامت امت کے ہر فرد کو کفر و ضلالت اور ارتکاب محرمات و معاصی اور خصائل ناپسندیدہ و مہلکات رذیلہ و ظلماتِ نفسانیہ سے خوب پاک ستھرا فرمائیں. انہی آیات کے پیش نظر امام احمد رضا قدس سرہٗ نے

Marfat.com

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دل بیمار کے علاج کا عرض کیا ہے اسی آیت میں اکثر مختلف فیہ مسائل کا حل ہے اسی لیے کہ ہمارے نزدیک تزکیہ، پاک ستھرا کرنے کا یہاں حقیقی مفہوم اقدم ہے اور وہ ہے بلاواسطہ امت کے ہر فرد کا تزکیہ فرماتے ہیں۔ جو لوگ اس سے بالواسطہ مراد لیتے ہیں وہ قرآن کی تحریف کے مرتکب ہوتے ہیں اس لیے کہ اصول فقہ کا قاعدہ ہے مجازی معنیٰ تب مراد لیا جاتا ہے جب حقیقی معنیٰ ناممکن ہو ہاں ہم بالواسطہ اور بلاواسطہ تزکیہ دونوں کے قائل ہیں تو عموم المجاز کے قبیل سے ہے جیسا کہ قاعدہ اصول فقہ (اصول الشاشی و تلویح توضیح) مسلّم ہے اس سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں سوائے جاہل ضدی کے۔ وہ عقائد و مسائل جو اس تزکیہ کی آیات سے ثابت ہوئے ہیں۔ ان کی فہرست ملاحظہ ہو۔

(۱) حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حیات حقیقی وحسّی سے زندہ ہیں ورنہ میّت سے تزکیہ کیسا جیسے کپڑا دھونے کا کام زندہ انسان ہی کر سکتا ہے مردہ سے کپڑے کی دھلائی کا کام کہاں۔

(۲) آپ اپنے ہر فرد امت کو جانتے ہیں اگر نہیں جانتے تو تزکیہ کس کا کریں گے۔ جب کہ آیات میں لفظ ہُمْ عام ہے جو تا قیامت امت کے ہر فرد کو شامل ہے۔

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر ایک امتی کو ان کی جانوں سے قریب تر ہیں ورنہ تزکیہ کیسے ہو سکے گا۔

(۴) آپ مختار کل بھی ثابت ہوئے اس لیے کہ (معاذ اللہ) اگر آپ بے اختیار ہیں تو پھر تزکیہ کی صفت سے موصوف کیسے ہو سکتے ہیں جب کہ لنگڑا لنجہ کپڑے دھونے سے عاجز ہے تو اسے کپڑے دھونے سے کیسے موصوف کیا جا سکتا ہے۔ ان وجوہ سے ثابت ہوا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حیاۃ حقیقی حسّی کے ساتھ زندہ اور امت کے حالات سے باخبر اور حاضر و ناظر اور مختار کل ہیں۔

Marfat.com

فیضان جاری ہے

بعض کوتاہ اندیشوں کا عقیدہ ہے کہ اب فیض نبوی بالواسطہ تو ہے لیکن بلا واسطہ ثابت نہیں وہ اپنے سوء العقیدہ پر ایسے کہتے ہیں ورنہ فیضان نبوی اگر بلا واسطہ درمیان میں سے اٹھ جائے تو گمراہی وضلالت کے سوا کچھ نہ ہو اس کے دلائل میں ایک دلیل سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی ذات ہے جن کو بلا واسطہ فیضان نصیب ہوا اور ان کی وجہ سے جس کو بلا واسطہ فیض نصیب ہوتا ہے اسے باصطلاح طریقت اُویسہ کہا جاتا ہے (تفریح الخاطر وتفسیر عزیزی)

غارِ ثور

بشیر القاری شرح بخاری میں ایک طویل مضمون میں ہے کہ ہر شب میں بوقت سحر بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سائل کی درخواست پیش ہوتی ہے اس پر احکام کا اجراء ہوتا ہے۔

عقیدہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہی عقیدہ تھا جیسا کہ حدیث ذیل سے ثابت ہوتا ہے۔

عَنْ اَبِی الْجَوْزَاءِ قَالَ قُحِطَ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ قَحْطًا شَدِیْدًا فَشَکَوْا اِلٰی عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا فَقَالَتْ اُنْظُرُوْا قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا کُوًی اِلَی السَّمَاءِ حَتّٰی لَا یَکُوْنَ بَیْنَ الْقَبْرِ وَبَیْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطَرًا حَتّٰی نَبَتَ الْعُشْبُ وَسَمِنَتِ الْاِبِلُ حَتّٰی تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُ

ابو جوزاء سے روایت ہے کہ مدینہ طیبہ (زادہا اللہ تشریفاً) میں سخت قحط پڑ گیا۔ تو لوگوں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی آپ نے فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مبارک کو دیکھ کر اس کے مقابل آسمان کی جانب سوراخ کر دو۔ یہاں تک کہ قبر اطہر اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے پس انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس زور

Marfat.com

عَامَ الْفَتْحِ ۵
(رواہ الدارمی مشکوٰۃ ص۵۴۵)

کی بارش ہوئی کہ خوب سبزہ پیدا ہوا اور اونٹ فربہ ہو گئے۔ اور ان کی چربی پھٹی جاتی تھی۔ اور اس سال کو لوگ خوشحالی کا سال کہنے لگے۔

۸۔ اپنی رحمت کی طرف دیکھیں حضور
جانتے ہیں جیسے ہیں بدکار ہم

۸۔ شرح یا حضور مجبوب رؤف، رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی رحمت پر نظر رکھئے ہمارا حال زبوں ہے آپ کو تو معلوم ہے کہ ہم کیسے ہیں۔ عیاں راچہ بیان،

دو عقیدے شعر ہیں دو عقیدوں کا اظہار فرمایا۔ (۱) استغاثہ

(۲) نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہر امتی کے ہر حال سے باخبر ہیں استغاثہ پر تو بہت لکھا جا چکا ہے۔ مسئلہ ثانی پر بھی کافی بحث ہو چکی ہے لیکن چونکہ حدائق بخشش شریف کے اکثر مضامین حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کلی پر مشتمل ہیں اسی لیے اس بحث کو مختصراً عرض کرتا ہوں۔

قرآن مجید علم غیب کلی کے لیے درجنوں آیات سے علمائے اہلسنت نے استدلال کیا ہے فقیر نے اپنی تصنیف "غایۃ المامول فی علم الرسول" میں تفصیل لکھی ہیں یہاں صرف ایک آیۃ مع تفاسیر پر اکتفا کرتا ہوں۔

Marfat.com

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (پ ۲۹ الجن)

غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

تو اللہ تعالیٰ انہیں غیب پر مسلط کرتا ہے۔ اور اطلاع اور کشف تام فرماتا ہے۔

اور یہ علم غیب ان کے لیے معجزہ ہوتا ہے۔ اس آیت کے تحت تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی صہ ۱۶۸، ج ۳ میں ہے۔ یعنی اَنْ لَّا یُطْلِعُ عَلَی الْغَیْبِ اِلَّا الْمُرْتَضَی الَّذِیْ یَکُوْنُ رَسُوْلًا وَقَدْ خَصَّ اللّٰهُ الرَّسُوْلَ مِنْ بَیْنِ الْمُرْتَضِیْنَ بِالْاِطْلَاعِ عَلَی الْغَیْبِ ط ہ

یعنی اللہ تعالیٰ صرف پسندیدہ رسولوں کو اپنے خاص غیب پر مطلع کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے پسندیدہ رسولوں کو اطلاع کے ساتھ خاص کیا ہے۔ اور تفسیر قرطبی صہ ۲۸ ج ۱۹ سورۃ جن میں ہے۔

اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یُظْهِرُهٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ غَیْبِهٖ لِاَنَّ الرُّسُلَ مُؤَیَّدُوْنَ بِالْمُعْجِزَاتِ وَمِنْهَا الْاِخْبَارُ عَنْ بَعْضِ الْغَائِبَاتِ وَفِی التَّنْزِیْلِ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ ثُمَّ اسْتَثْنٰی مَنِ ارْتَضَاهُ مِنَ الرُّسُلِ فَاَوْدَعَهُمْ مَا شَاءَ مِنْ غَیْبِهٖ بِطَرِیْقِ الْوَحْیِ اِلَیْهِمْ وَجَعَلَهٗ مُعْجِزَةً لَّهُمْ وَدَلَالَةً صَادِقَةً

یعنی یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ جن برگزیدہ کو چاہتا ہے اپنے خاص غیب پر مسلط کرتا ہے۔ کیونکہ معجزوں سے رسولوں کی تائید ہوتی ہے اور غیب کی خبریں بتانا معجزات سے ہی ہیں۔ اور قرآن مجید میں جناب عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو تم کھاتے ہو اور جو گھروں میں ذخیرہ بناتے ہو میں سب کچھ بتا سکتا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ رسول کو مستثنیٰ فرمایا تو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

عَلٰی نُبُوَّتِہِمْ ہ

نے انکو بطریق وحی اپنا خاص غیب جو چاہا ودیعت فرمایا اور اس علم غیب کو ان رسولوں کے لیے معجزہ اور نبوت کی سچی دلیل ٹھہرایا۔

احادیث مبارکہ

اس موضوع کی بھی بے شمار احادیث صحیحہ وارد ہیں جو تصانیف اہل سنت میں موجود ہیں تبرکاً چند روایات ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے سامنے رکھی ہیں دنیا اور اس میں حوادث ہونے والے تا قیامت ایسے دیکھتا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی دیکھ رہا ہوں۔ (طبرانی مواہب)

(۲) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ کل رات اس حجرہ کے پاس میری امت اول تا آخر پیش کی گئی عرض کی گئی وہ بھی پیش کئے گئے جو ابھی پیدا نہیں ہوئے آپ نے فرمایا کہ میرے لیے آب وگل میں ان کی صورتیں بنائی گئیں یہانتک کہ میں ان میں سے ہر ایک کو اس سے بھی زیادہ جانتا ہوں جتنا کہ تم اپنے ساتھی کو پہچانتے ہو۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۹۷ ج ۲)

مسند فردوس میں ہے کہ میرے لئے آب وگل میں میری امت کی شکل بنائی گئی اور مجھے تمام اسماء کا علم حضرت آدم علیہ السلام کی طرح دیا گیا (مواہب لدنیہ)

ایک روایت میں میری امت کے بجائے لفظ دنیا ہے یعنی مجھے تمام دنیا پیش کی گئی (زرقانی)

اقوال علماء کرام

(۱) صاحب قصیدہ بردہ شریف فرماتے ہیں۔

Marfat.com

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

کیونکہ دنیا اور آخرت آپ کی بخشش ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم میں سے ہے۔

(۲) اس کی شرح میں ملّا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری زبدہ شرح بردہ میں یوں فرماتے ہیں۔

تَوْضِيْحُهُ اَنَّ الْمُرَادَ بِعِلْمِ اللَّوْحِ مَا اُثْبِتَ فِيْهِ مِنَ النُّقُوْشِ الْقُدْسِيَّةِ وَالصُّوَرِ الْغَيْبِيَّةِ وَبِعِلْمِ الْقَلَمِ مَا اَثْبَتَ فِيْهِ كَمَا شَاءَ وَالْاِضَافَةُ لِاَدْنٰى مُلَابَسَةٍ وَكَوْنُ عِلْمِهِمَا مِنْ عُلُوْمِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّ عُلُوْمَهُ تَتَنَوَّعُ اِلَى الْكُلِّيَّاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ وَحَقَائِقَ وَدَقَائِقَ وَعَوَارِفَ وَمَعَارِفَ تَتَعَلَّقُ بِالذَّاتِ وَالصِّفَاتِ وَعِلْمُهُمَا اِنَّمَا يَكُوْنُ سَطْرًا مِنْ سُطُوْرِ عِلْمِهِ وَنَهْرًا مِنْ بُحُوْرِ عِلْمِهِ ثُمَّ مَعَ هٰذَا هُوَ مِنْ بَرَكَةِ وُجُوْدِهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

توضیح اس کی یہ ہے کہ لوح کے علم سے مراد نقوش قدسیہ اور صور غیبیہ ہیں جو اس میں منقوش ہیں اور قلم علم سے مراد وہ ہے جو اللہ نے جس طرح چاہا اس میں ودیعت رکھا۔ ان دونوں کی طرف علم کی اضافت ادنیٰ علاقہ کے باعث ہے۔ اور ان دونوں کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا ایک جزو ہے اس لیے کہ حضرت کے علم کئی قسم کے ہیں علم کلیات جزئیات علم حقائق اشیاء علم اسرار اور وہ علوم و معارف جو ذات و صفات باری تعالیٰ سے متعلق ہیں یہ اور لوح و قلم کے علوم محمدیہ کی سطروں میں سے ایک سطر اور ان کی دریاؤں میں سے ایک نہر ہیں بایں ہمہ علم لوح و قلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے وجود کی برکت سے ہے (کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو نہ لوح و قلم ہوتے نہ ان کا علم)

Marfat.com

اس کی شرح میں شیخ ابراہیم باجوری رحمہ اللہ تعالیٰ یوں لکھتے ہیں۔

اِسْتَشْكَلَ جَعْلَ عِلْمِ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ بَعْضَ عُلُوْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَنَّ مِنْ جُمْلَةِ عِلْمِ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ اَلْاُمُوْرُ الْخَمْسَةُ الْمَذْكُوْرَةُ فِيْ اٰخِرِ سُوْرَةِ لُقْمَانَ مَعَ اَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا يَعْلَمُهَا لِاَنَّ اللّٰهَ قَدِ اسْتَاْثَرَ بِعِلْمِهَا فَلَا يَتِمُّ التَّبْعِيْضُ الْمَذْكُوْرُ وَاُجِيْبُ بِعَدَمِ تَسْلِيْمِ اَنَّ هٰذِهِ الْاُمُوْرَ الْخَمْسَةَ مِمَّا كَتَبَ الْقَلَمُ فِي اللَّوْحِ وَاِلَّا لَاطَّلَعَ عَلَيْهِ مَنْ شَانِهٖ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَى اللَّوْحِ كَبَعْضِ الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَعَلٰى تَسْلِيْمِ اَنَّهَا مِمَّا كَتَبَ الْقَلَمُ فِي اللَّوْحِ فَالْمُرَادُ اَنَّ بَعْضَ عُلُوْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ الَّذِيْ يُطَّلِعُ عَلَيْهِ الْمَخْلُوْقُ فَخَرَجَتْ هٰذِهِ الْاُمُوْرُ الْخَمْسَةُ عَلٰى اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ناظم نے علم لوح و قلم کو حضرت کے علوم کا ایک جزء قرار دیا ہے اس میں یہ اشکال پیش آتا ہے کہ امور خمسہ جو آخر سورۂ لقمان میں مذکور ہیں۔ علم لوح و قلم میں سے ہیں حالانکہ حضرت ان کو نہیں جانتے۔ کیونکہ ان کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کر لیا ہے۔ لہذا جزئیت مذکورہ درست نہیں رہتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ امور خمسہ مذکورہ قلم نے لوح محفوظ میں لکھے ہیں اگر ایسا ہوتا تو بعض مقرب فرشتے جن کی شان یہ ہے کہ وہ لوح پر مطلع ہوتے ہیں ان امور پر مطلع ہوتے اگر ہم تسلیم کر لیں کہ امور خمسہ کو قلم نے لوح میں لکھا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا جزء وہ علم لوح و قلم ہے جس پر مخلوق مطلع ہے پس یہ امور خمسہ نکل گئے علاوہ ازیں حضرت اس دنیا سے تشریف نہیں لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

لَمْ يَخْرُجْ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا بَعْدَ اَنْ اَعْلَمَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهٰذِهِ الْاُمُوْرِ فَاِنْ قِيْلَ اِذَا كَانَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ بَعْضَ عُلُوْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا الْبَعْضُ الْاٰخَرُ اُجِيْبَ بِاَنَّ الْبَعْضَ الْاٰخَرَ هُوَ مَا اَخْبَرَهُ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ اَحْوَالِ الْاٰخِرَةِ لِاَنَّ الْقَلَمَ اِنَّمَا كَتَبَ فِي اللَّوْحِ مَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

آپ کو ان امور کا علم دے دیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ جب علم لوح و قلم حضرت کے علوم کا ایک جزء ٹھہرا تو دوسرا جزء کونسا ہے؟ اس کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ دوسرا جزء وہ احوال آخرت ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے حضرت کو خبر دی ہے۔ کیونکہ قلم نے تو لوح میں فقط وہ لکھا ہے جو روزِ قیامت تک ہونے والا ہے۔

(۴) علامہ شیخ محی الدین محمد بن مصطفےٰ معروف بہ شیخ زادہ جنہوں نے تفسیر بیضاوی پر حاشیہ لکھا ہے اسی بیت کی شرح میں لکھتے ہیں۔

وَالْعِلْمُ فِيْ هٰذَا الْبَيْتِ اِمَّا بِمَعْنَاهُ اَوْ بِمَعْنَى الْمَعْلُوْمِ اَیْ مَعْلُوْمَاتُكَ الْمَعْلُوْمَاتُ الْحَاصِلَةُ مِنْهُمَا وَلَعَلَّ اللّٰهَ اَطْلَعَهٗ عَلٰى جَمِيْعِ مَا فِي اللَّوْحِ وَزَادَهٗ اَيْضًا لِاَنَّ اللَّوْحَ وَالْقَلَمَ مُتَنَاهِيَانِ فَمَا فِيْهِمَا مُتَنَاهٍ وَيَجُوْزُ اِحَاطَةُ الْمُتَنَاهِيْ بِالْمُتَنَاهِيْ هٰذَا عَلٰى قَدْرِ فَهْمِكَ اِمَّا مَنِ اكْتَحَلَتْ عَيْنُ بَصِيْرَتِهٖ بِالنُّوْرِ الْاِلٰهِيْ فَيُشَاهِدُ

اس بیت میں علم یا تو اپنے معنیٰ میں ہے یا معلوم کے معنیٰ میں ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معلومات وہ معلومات ہیں جو دونوں سے حاصل ہوئے ہیں۔ اور شاید اللہ نے حضرت کو اس تمام پر مطلع کر دیا ہے کیونکہ لوح و قلم متناہی ہیں۔ پس جو کچھ ان دونوں میں ہے۔ وہ متناہی ہے اور متناہی کا احاطہ متناہی سے جائز ہے۔ اس قدر بات تیری سمجھ کے مطابق ہے لیکن وہ شخص جس کی بصیرت

Marfat.com

بِالذَّوْقِ اَنَّ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ جُزْءٌ مِّنْ عُلُوْمِہٖ كَمَا هِيَ جُزْءٌ مِّنْ عِلْمِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ لِاَنَّہٗ عَلَيْہِ السَّلَامُ

کی آنکھ میں نورِ الٰہی کا سُرمہ پڑا ہوا ہے وہ ذوق سے مشاہدہ کرتا ہے کہ علوم لوح و قلم حضرت کے علوم کا جزء ہیں

عِنْدَ الْاِنْسِلَاخِ مِنَ الْبَشَرِيَّۃِ كَمَا لَا يُسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يَبْطِشُ وَلَا يَنْطِقُ اِلَّا بِہٖ جَلَّتْ قُدْرَتُہٗ وَعَمَّتْ نِعْمَتُہٗ كَذٰلِكَ لَا يَعْلَمُ اِلَّا بِعِلْمِہٖ الَّذِيْ لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْہُ اِلَّا بِمَا شَاءَ كَمَا اَشَارَ اِلَيْہِ بِقَوْلِہٖ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔

جیسا کہ اللہ سبحانہ کے علم کا جزء ہیں۔ کیونکہ حضور علیہ السّلام بشریت سے انسلاخ کے وقت جیسا کہ نہیں سنتے نہیں دیکھتے نہیں پکڑتے اور نہیں بولتے مگر ساتھ اللہ کے اسی طرح حضور نہیں جانتے مگر ساتھ اللہ کے اسی طرح حضور علیہ السّلام نہیں جانتے مگر ساتھ اس علم خدا کے جس میں سے کسی چیز کو نہیں گھیرتے ملائک و انبیاؑ وغیرہ مگر جو وہ چاہے۔ جیسا کہ اس نے اپنے ارشاد (وعلمك مالم تكن تعلم) میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

ازالۂ وہم

اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مساوی ہے۔ کیونکہ دونوں میں بلحاظ کیفیت وکمیت بڑا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم بغیر ذرائع و وسائل ذاتی قدیم۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا علم عطائی حادث ہے۔ اسی طرح کمیت میں بھی فرق بین ہے کیونکہ انبیائے کرام علیہم السّلام کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سے وہ نسبت بھی نہیں رکھتا جو قطرے کو سمندر سے ہوتی ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری (تفسیر کہف)

Marfat.com

میں قصہ حضرت موسیٰ وحضرت خضر علیہما السّلام میں ہے۔

قَالَ وَجَاءَ عُصْفُوْرٌ فَوَقَعَ عَلٰی حَرْفِ السَّفِيْنَةِ فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ نُقْرَةً فَقَالَ لَهُ الْخَضِرُ مَا عِلْمِيْ

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک چڑیا کشتی کے کنارے پر آکر بیٹھی۔ اس نے اپنی چونچ سمندر میں ڈبوئی۔

وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ اِلَّا مِثْلُ مَا نَقَصَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنْ هٰذَا الْبَحْرِ

حضرت خضر علیہ السّلام نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے فرمایا کہ میرا علم اور آپ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں اتنا بھی نہیں جتنا پانی اس چڑیا نے سمندر میں سے اپنی چونچ میں لے لیا۔

حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں آیہ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ کے تحت میں یوں لکھتے ہیں۔

قَالَ شَيْخُنَا الْعَلَّامَةُ اَبْقَاهُ اللّٰهُ بِالسَّلَامَةِ فِي الرِّسَالَةِ الرَّحْمَانِيَّةِ فِيْ بَيَانِ الْكَلِمَةِ الْفُرْقَانِيَّةِ عِلْمُ الْاَوْلِيَاءِ مِنْ عِلْمِ الْاَنْبِيَاءِ بِمَنْزِلَةِ قَطْرَةٍ مِنْ سَبْعَةِ اَبْحُرٍ وَعِلْمُ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ عِلْمِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِهٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ وَعِلْمُ نَبِيِّنَا مِنْ عِلْمِ الْحَقِّ سُبْحَانَهٗ بِهٰذِهِ الْمَنْزِلَةِ۔

ہمارے استاد علامہ نے اللہ ان کو سلامت رکھے الرسالۃ الرحمانیہ فی بیان الکلمۃ الفرقانیہ میں فرمایا کہ اولیاء کا علم انبیاء کے علم کے مقابلہ میں بمنزلہ ایک قطرہ کے ہے سات سمندروں میں سے اور انبیاء کا علم ہمارے نبی محمد علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے علم کے ساتھ یہی نسبت رکھتا ہے اور ہمارے نبی کا علم حق سبحانہ کے علم کے ساتھ یہی نسبت رکھتا ہے۔

Marfat.com

صاحب قصیدہ

وَكُلُّهُمْ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِنَ الدِّيَمِ
وَوَاقِفُوْنَ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمِ
مِنْ نُقْطَةِ الْعِلْمِ اَوْ مِنْ شَكْلَةِ الْحِكَمِ

؎

ہیں رسول اللہ کے فیضان سے سیراب سب
وہ کسی کے حق میں شبنم ہیں کسی کے حق میں یم
اس کی پیشی میں کھڑے ہیں اپنی اپنی حد پہ سب
ہے کوئی تو نقطۂ علم کوئی اعرابِ حکم

فائدہ ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک کو پیدا کیا پھر اسے خلعت نبوت سے سرفراز فرمایا۔ وہ روح پاک عالم ارواح میں دیگر انبیائے علیہم السلام کی روحوں کو تعلیم دیا کرتی تھی۔ ہر ایک روح نے حسب قابلیت و استعداد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح سے استفادۂ علم کیا۔ کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے بحر ذخار سے بقدر ایک چلو کے لیا اور کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کی لگاتار بارشوں سے بقدر ایک قطرہ یا گھونٹ کے لیا۔ علوم و معارف جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اقدس سے حاصل کئے ان کی غایت درنہایت حضور علیہ السلام کے علم دفتر کا نقطہ یا آپ کے معارف کے دفتر کا محض ایک اعراب ہے۔

انتباہ یاد رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کے منکرین منافقین تھے اللہ تعالےٰ نے ان کی مذمت فرمائی ہے چنانچہ

Marfat.com

فرمایا۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّمَا کُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ط قُلْ اَبِاللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ وَرَسُوْلِہٖ کُنْتُمْ تَسْتَھْزِءُوْنَ

اور البتہ اگر تو ان سے پوچھے تو البتہ وہ کہیں گے سوائے اس کے نہیں کہ ہم بول چال کرتے تھے اور کھیلتے تھے تو کہہ دے

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ ط (پ۱۰ (توبہ۔ ع۸)

کیا تم اللہ سے اور اس کے کلام اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے ہو۔ بہانے مت بناؤ تحقیق تم اپنے ایمان کے بعد کافر ہو گئے۔

علامہ جلال الدین سیوطی تفسیر در منثور (جزء ثالث صفحہ ۲۵۴) میں فرماتے ہیں کہ ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم و ابوالشیخ نقل کرتے ہیں کہ امام مجاہد نے اللہ تعالیٰ کے قول وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّمَا کُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ کا شانِ نزول یہ بیان کیا ہے۔

قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُنَافِقِیْنَ یُحَدِّثُنَا مُحَمَّدٌ اَنَّ نَاقَۃَ فُلَانٍ بِوَادِ کَذَا وَکَذَا فِیْ یَوْمِ کَذَا وَکَذَا وَمَا یُدْرِیْہِ الْغَیْبُ۔

منافقین میں سے ایک شخص نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں بتاتے ہیں کہ فلاں شخص کی اونٹنی فلاں دن فلاں وادی میں تھی۔ وہ غیب کیا جانیں۔

مطلب یہ کہ ایک شخص کی اونٹنی گم ہو گئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ فلاں وادی میں ہے۔ ایک منافق بولا۔ وہ غیب کی خبریں کیا جانیں اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ منافقین جو بطریق استہزاء کہتے ہیں کہ حضرت غیب کی خبر کیا جانیں اس کے لیے بہانے بناتے ہیں ان سے فرمائیے کہ اس استہزاء کی وجہ سے تم کافر ہو گئے یہ قصہ غزوۂ تبوک میں پیش آیا تھا۔

Marfat.com

اپنے مہمانوں کا صدقہ ایک بوند
۹- مر مٹے پیاسے اِدھر سرکار ہم

۹- شرح اپنے پیارے مہمانوں کے صدقے صرف ہمیں ایک قطرۂ رحمت عطا ہوا اگرچہ پیاس سے مر مٹ چکے ہیں لیکن آپ کی صرف ایک بوند ہم سب پیاس سے مرے ہوؤں کو کافی ہے۔

اس کو مزید سمجھنے کے لیے خشک اور چٹیل زمین کی مثال سامنے رکھیئے، اللہ تعالیٰ بارش کے ذریعہ پیاسی اور مردہ زمین زندہ فرما دیتا ہے۔ جس زمین میں ایک دانہ بھی پیدا نہیں ہوتا تھا بارش برسا کر اسے سرسبز و شاداب کھیتوں سے سجا دیا اسی طرح حضور ہمیں مہمانوں کا صدقہ اپنی نگاہ رحمت کی برسات سے ایک بوند عنایت فرمائیں گے تو زمین کی طرح ہم مردوں میں جان پڑ جائے گی۔

مہمانوں کا صدقہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مہمانوں سے بہت زیادہ محبت اور پیار تھا اور ہے اس کی تفصیل مہمان نوازی کے باب میں کتب احادیث میں تفصیل موجود ہے۔

موجودہ دور کی ایک مثال ملاحظہ ہو چند سال پہلے کی بات ہے کہ مسجد نبوی میں سعودی عرب کے کارندوں نے عورتوں پر پابندی لگا دی کہ بچوں کو مسجد نبوی شریف میں نہ لائیں کہ قالین خراب ہوتی ہے۔ اس آرڈر سے عورتوں کو سخت پریشانی ہوئی کہ وہ بچوں کو کہاں چھوڑ کر حاضری دیں۔ اسلئے حضور سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی سعادتمند کو زیارت سے مشرّف فرمایا اسے ارشاد ہوا کہ حکومت والوں کو کہہ دو کہ اپنی قالینیں اُٹھالو میری اُمّت کی زائرات پر ایسی سخت پابندی نہ لگاؤ۔ اس سے اندازہ لگائیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آنیوالے مہمان کسقدر عزیز ہیں۔

Marfat.com

۱۰- اپنے کوچہ سے نکالا تو نہ دو
ہیں تو حد بھر کے خدائی خوار ہم

حل لغات نکالا ہندی لفظ ہے بمعنی جلا وطن خدائی خوار بمعنی خراب۔ آوارہ ۔۔۔

شرح اے کریم محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اپنے کوچۂ کریم سے جلا وطن نہ کریں یہاں سے نکل جانے کا حکم نہ فرمائیں اگرچہ حق یہی ہے کہ ہم دنیا بھر میں خانہ خراب آوارہ اور نکمے ہیں لیکن اپنی کریمی کے صدقے ہمارے حال پر نہ جائیں اپنے لطف و کرم سے نوازیں ہمیں اپنے قرب سے نکال نہ دیں اپنے دروازہ کرم پر ہم غریبوں کو پڑے رہنے دیں۔

۱۱- ہاتھ اٹھا کر ایک ٹکڑا اے کریم
ہیں سخی کے مال میں حقدار ہم

۱۱۔ شرح اے کریم محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے دستِ کرم سے صرف ہمیں ایک ٹکڑا لنگر سے عطا فرما دیں آپ جیسا سخی جہان میں اور کون ہوگا اور قاعدہ ہے کہ سخیوں کے مال سے ہر ایک کو عطا ہوتی رہتی ہے۔ خواہ لینے والا کیسا ہو۔

قرآن مجید "وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ" پ ۲۹ ۱۲) اور وہ جن کے مال میں حق ہے اس لیے جو

Marfat.com

مانگے اور جو نہ مانگے۔ دونوں قسم کے محتاجوں کو دے انہیں جو بھی حاجت کے وقت سوال کرتے ہیں اور انہیں بھی جو شرم سے سوال نہیں کرتے اور ان کی محتاجی ظاہر نہیں ہوتی۔ یعنی آپ کی عادت کریمہ تو ہے کہ بن مانگے عطا فرماتے ہیں اب تو ہم بھکاری بن کر مانگ رہے ہیں اس لیے ہمیں ہمارا مدعا عطا فرمائیے۔ ادھر آپ کو اپنے پروردگار کا بھی حکم ہے۔

(۲) وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ (پ۳۰ اَلَمْ نَشْرَحْ)	اور منگتا کو نہ جھڑکو۔

۱۲- چاندنی چھٹکی ہے ان کے نور کی
آؤ دیکھیں سیر طور و نار ہم

حل لغات

چاندنی (ہندی مؤنث) چاند کی روشنی یہاں مطلق روشنی مراد ہے چھٹکی ماضی از چھٹکنا بکھیرنا پھیلنا تتر بتر ہونا روشن ہونا یہاں یہی مراد ہے۔

۱۲- شرح

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مظہر ذات و صفات ہیں اس کی دلیل امام اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ نے مصرعۂ ثانی میں دے دی اور وہ ہے قصہ کا ایک حصہ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس کے بارے میں آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْٓا اِنِّيْٓ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْٓ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۝ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ

Marfat.com

إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ (پ۱۶ ع ۱)

جب اس نے ایک آگ دیکھی تو اپنی بی بی سے کہا ٹھہرو مجھے ایک آگ نظر پڑی ہے شاید میں تمہارے لیے اس میں سے کوئی چنگاری لاؤں یا آگ پر راستہ پاؤں۔ پھر جب آگ کے پاس آیا۔ ندا فرمائی گئی کہ اے موسیٰ بیشک میں تیرا رب ہوں تو تو اپنے جوتے اتار ڈال۔ بیشک تو پاک جنگل طویٰ میں ہے۔

(۲) إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِ إِنِّي آنَسْتُ نَارًا ۚ سَآتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ آتِيكُم بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝ فَلَمَّا جَاءَهَا نُودِيَ أَن بُورِكَ مَن فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ۝ وَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ يَا مُوسَىٰ إِنَّهُ أَنَا اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ (پ۱۹ ع ۱)

ترجمہ: جبکہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی گھر والی سے کہا کہ مجھے ایک آگ نظر پڑی ہے عنقریب میں تمہارے پاس اس کی کوئی خبر لاتا ہوں یا اس میں سے کوئی چمکتی چنگاری لاؤں گا کہ تم تاپو۔ پھر جب آگ کے پاس آیا ندا کی گئی کہ برکت دیا گیا وہ جو اس آگ کی جلوہ گاہ میں ہے یعنی موسیٰ اور جو اس کے آس پاس ہیں یعنی فرشتے اور پاکی ہے اللہ کو جو رب سارے جہان کا اے موسیٰ بات یہ ہے کہ میں ہی ہوں اللہ عزت والا حکمت والا۔

(۳) فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِن جَانِبِ الطُّورِ نَارًا ۖ قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِن شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَن

Marfat.com

يٰمُوْسٰى اِنِّىْٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

ترجمہ: پھر جب موسیٰ نے اپنی میعاد پوری کردی اور اپنی بی بی کو لیکر چلا طور کی طرف سے ایک آگ دیکھی. اپنی گھروالی سے کہا تم ٹھہرو مجھے طور کی طرف سے ایک آگ نظر پڑی ہے شاید میں وہاں سے کچھ خبر لاؤں یا تمہارے لیے کوئی آگ کی چنگاری لاؤں کہ تم تاپو پھر جب آگ کے پاس حاضر ہوا ندا کی گئی میدان کے داہنے کنارے سے اور برکت والے مقام میں پیڑ سے کہ اے موسیٰ بلیشک میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہان والوں کا۔

فائدہ ان ہر تینوں آیات کا مطلب ایک ہے. موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس سفر کا واقعہ بیان فرمایا جاتا ہے جس میں آپ مدین سے مصر کی طرف حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اجازت لے کر اپنی والدہ ماجدہ سے ملنے کے لیے روانہ ہوئے تھے آپ کے اہل بیت ہمراہ تھے اور آپ نے بادشاہان شام کے اندیشہ سے سڑک چھوڑ کر جنگل میں قطع مسافت اختیار فرمائی بی بی صاحبہ حاملہ تھیں چلتے چلتے طور کے غربی جانب پہنچے یہاں رات کے وقت بی بی صاحبہ کو دردِزہ شروع ہوا. یہ رات اندھیری تھی برف پڑ رہی تھی. سردی شدت کی تھی آپ کو دور سے آگ معلوم ہوئی آپ تشریف لے گئے. وہاں ایک درخت سرسبز و شاداب دیکھا جو اوپر سے نیچے تک نہایت روشن تھا جتنا اس کے قریب جاتے ہیں دور ہوتا ہے جب ٹھہر جاتے ہیں قریب ہوتا ہے وہیں پر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو نبوت و رسالت و شرف کلام کے ساتھ مشرف فرمایا یہ ندا حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہر جز بدن سے سنی اور قوت سامعہ ایسی عام ہوئی کہ تمام جسم اقدس کان بن گیا۔

Marfat.com

انتباہ اس سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے درخت کو تجلی کا مظہر بنایا تو اس کے پیارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مظہر ذات و صفات بنائے تو اشکال کیوں۔ اسی مظہریت کو سمجھنے کے بعد تمام وہ شکوک وشبہات ختم ہو سکتے ہیں۔ جنہیں منکرین کمالات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شرک کے واہمہ سے عوام الناس کو ڈراتے ہیں۔

ہمت اے ضعف انکے در پر گر کے ہوں
۱۳۔ بے تکلّف سایۂ دیوار ہم

۱۳۔ شرح اے ضعف و ناتوانی ہمّت کر کے حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در پر خود کو گرا دے۔ اس کے بعد دیوار کے سایہ کی طرح بے تکلف لیٹے رہو پھر دارین کے غم والم سے سکون مل جائے گا۔ کیونکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں آپ کے دامن میں جس نے بھی پناہ لی وہ دائمی امن و سکون میں رہے گا۔ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

دنیوی امثلہ: بے شمار واقعات میں سے صرف درود شریف پڑھنے پر مشکلیں حل ہوئیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

حکایت نمبر ۱ مفتی دمشق پر وزیر ناراض ہو گیا۔ ان کی گرفتاری کا حکم جاری کر دیا۔ مفتی مذکور شب بھر مغموم و محزون رہے۔ مذکور کا ورد جاری رکھا۔ یہ درود شریف انہیں خود حضور سرور عالم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں سکھایا بکثرت پڑھنے پر تمام پریشانیاں دور ہوگئیں (افضل الصلوات ص ۴۵۲)

حکایت نمبر ۲ شیخ محمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ میں ایک دفعہ سخت پریشان تھا بکثرت درود مذکور پڑھنے پر غم وحزن دور ہوگیا۔ (ایضاً)

حکایت نمبر ۳ حضرت ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں دمشق میں ایک عظیم فتنہ میں مبتلا ہوا میں نے درود مذکور دوسو بار پڑھا تو ایک شخص نے مجھے خوشخبری سنائی کہ فتنہ ٹل گیا۔

ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ نے قسم کھا کر کہا کہ جو کچھ میں نے کہا حق ہے۔

(افضل الصلوٰۃ ص ۴۵۲)

مزید تفصیل اور واقعات ومشاہدات ندائے یارسول اللہ میں دیکھئے۔

باعطا تم شاہ تم مختار تم
۱۴۔ بے نوا ہم زار ہم ناچار ہم

۱۴۔ شرح لف نشر مرتب ہے۔ باعطا محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے نوا ہم شہنشاہ آپ اور زار یعنی نہایت ضعیف وناتواں ہم مختار کل آپ اور مجبور اور عاجز ہم۔ لف نشر مرتب ہے۔ آپ باعطا ہم بے نوا۔ آپ بادشاہ ہیں ہم عاجز وکمزور آپ مختار کل ہیں ہم بیکار۔ نکمے۔ بے سروسامان۔

اس شعر میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین اوصاف کریمہ

Marfat.com

بیان کیے گئے ہیں۔

(۱) باعطاء یہ صفت کریمہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنا مشہور ہے کہ قدسی بھی اپنے کاسۂ فقیری ہاتھ میں لے کر آپ کے خواستگار ہیں۔ حوران وغلمان بلکہ جملہ زمین وآسمان کے مکین از عرش تا فرش ہر ایک آپ کی عطا کا بھکاری ہے۔ اتنا وسیع موضوع کو اعلحضرت قدس سرہٗ صرف لفظ باعطاء میں سمو دیا کیسا کمال ہے صرف ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔

حوران بہشت بھکارن

ابن عساکر حضرت ابن مسعود سے راوی کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اسلام لانے کے فوراً بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ غسل وکفن کے بعد دفنانے کا وقت آیا تو حضور علیہ السّلام ان کی قبر میں تشریف لے گئے۔ اور کچھ دیر کے بعد باہر تشریف لائے اور فرمایا۔

لَقَدْ نَزَلَتْ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ کُلُّهُنَّ یَقُلْنَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ زَوِّجْنَا لَہٗ فَمَا خَرَجْتُ حَتّٰی زَوَّجْتُہٗ سَبْعِیْنَ حُوْرًا۔

(خصائص ج ۲ ص ۹۹)

کہ ابھی حوران بہشتی آئیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا یا رسول اللہ اس شخص کے ساتھ ہمارا نکاح کر دیجئے۔ تو میں نے ستّر حوروں کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔

فائدہ

حدیث سے ثابت ہوا کہ بہشتی حوریں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بھکارن ہیں اور آپ کو بھی یہ اختیار ہے کہ جس مسلمان کا چاہیں بہشتی حور سے نکاح کر دیں۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا۔

وَفِی الْحَدِیْثِ اَنَّ لَہٗ اَنْ یُّزَوِّجَ مَنْ شَاءَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنَ

حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو اختیار ہے کہ آپ جس مسلمان

Marfat.com

حُورُالعَین (خصائص کبریٰ ص ۹۹ ج ۲) | کا چاہیں حوران جنت سے نکاح کر دیں۔

(۲) شاہ بلکہ شہنشاہ: یہ صفت حضور علیہ السّلام کی وہ جانتا ہے جسے آیت "

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ (پ ۵ ع ۹) | تو اے محبوب تیرے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوا جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔

پر ایمان ہے۔

اس کی مزید تفصیل آئے گی (انشاء اللہ)

آپ کی شاہی کا یہ سماں ہے کہ ملکوت و ملک اور انس وجن جملہ عالمین کا ذرہ ذرہ آپ کے زیر فرمان ہے صرف ایک دو نمونے ملاحظہ ہوں۔

جنات پر حکومت

امام ابو نعیم و طبرانی حضرت ابن مسعود سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ میں پانی کا لوٹا لے کر حضور علیہ السلام کے ساتھ ہوا۔ جب میں مکہ سے آگے پہنچا تو مجھے کچھ پرچھائیاں ایک جگہ اکٹھی نظر آئیں حضور علیہ السلام نے زمین پہ ایک خط کھینچ کر فرمایا کہ میرے آنے تک تم یہیں بیٹھے رہو۔ جب حضور علیہ السلام آگے بڑھے تو میں نے دیکھا وہ پرچھائیاں آپ کی طرف چلیں اور آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر دیر تک گفتگو فرماتے رہے جب فجر کا اجالا ہوا۔ حضور علیہ السّلام تشریف لائے۔ نماز فجر پڑھی۔ پھر میں نے عرض کی حضور یہ کون لوگ تھے تو حضور علیہ السّلام نے فرمایا۔

هٰؤُلَاءِ جِنُّ نَصِيْبِيْنَ جَاءُوْنِيْ يَخْتَصِمُوْنَ اِلَيَّ فِيْ اُمُوْرٍ كَانَتْ بَيْنَهُمْ (خصائص ج ۲ ص ۱۳۸) | یہ شہر نصیبین کے جن تھے اپنے کچھ نزاعی معاملات میرے پاس فیصلہ کے لیے لائے تھے۔

شیطان پر حکومت

بیہقی حضرت ابن مسعود سے راوی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شیطان

Marfat.com

میرے قریب سے گزرا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا۔ اور گلا گھونٹا۔ یہاں تک کہ شیطان کی زبان کی ٹھنڈک میرے ہاتھوں نے محسوس کی۔ حضور علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ اگر سلیمان علیہ السّلام دعا نہ کرتے تو میں اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیتا۔

لِیَنْظُرَ اِلَیْہِ وِلْدَانُ اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ (خصائص ج۲ ص۲۲) | اور مدینہ کے بچے اس کو دیکھتے۔

فائدہ ثابت ہوا کہ قوم جنّ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محکوم ہے اور تمام جنّات پر حضور علیہ السّلام کی حکومت و سلطنت ہے یہی وجہ ہے کہ جنّات اپنے مقدمات کا فیصلہ حضور علیہ السّلام سے کراتے ہیں اور ہر معاملہ میں حضور علیہ السّلام سے پوچھتے ہیں۔ اور آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

(۳) مختار بلکہ مختار کل :- یہ صفت بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی مسلّم ہے خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا۔

اَنَا سَیِّدُ الْعَالَمِیْنَ (بیہقی) میں ساری کائنات یعنی جملہ عالمین کا سردار ہوں۔

ائمۃ الحدیث بلکہ مخالفین کے اکابر نے مانا۔

(۱) مرقات ص۳۲۳ ج۲ فتح الملہم ص۹۶ ج۲ میں ہے۔

مِنْ ثُمَّ عَدَّ اَئِمَّتُنَا مِنْ خَصَائِصِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ یَخُصُّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ کَجَعْلِہٖ شَھَادَۃَ خُزَیْمَۃَ بْنِ ثَابِتٍ شَھَادَتَیْنِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَکَتَرْخِیْصِہٖ فِی النِّیَاحَۃِ لِاُمِّ عَطِیَّۃَ فِیْ اٰلِ فُلَانٍ خَاصَّۃً رواہ مسلم قَالَ النَّوَوِیُّ

اسی وجہ سے ہمارے ائمہ کرام سے نبی علیہ السّلام کے خصائص میں شمار کیا ہے کہ آپ جس کو چاہیں جس حکم کے ساتھ چاہیں خاص کر لیں جس طرح آپ نے خزیمہ بن ثابت کی تنہا شہادت کو دو شہادتوں کے قائم کر دیا بخاری حالانکہ تنازعات میں قرآنی حکم سے ایک مرد کی گواہی جائز نہیں

Marfat.com

لِلشَّارِعِ اَنْ يَخُصَّ مِنَ الْعُمُوْمِ مَا شَاءَ وَبِالتَّضْحِيَةِ بِالْعَنَاقِ لِاَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ نَيَارٍ وَغَيْرِهٖ ۔

اور جس طرح آپ نے ام عطیہ کو آل فلاں میں نوحہ کرنے کی اجازت دے دی مسلم جب کہ بالعموم نوحہ کرنا ممنوع تھا اور نووی

نے فرمایا کہ شارع علیہ السّلام کے لیے جائز ہے کہ وہ عموم احکام میں سے جسے چاہیں خاص فرمالیں۔ اور جس طرح ابی بردہ بن نیار کو آپ نے ایک سال سے کم عمر کے بکرے کی قربانی کی اجازت دے دی (اور دوسروں کے لیے ایک سال کی عمر سے کم کی قربانی جائز نہیں)۔

(۲) حدیث مسواک کے تحت حضرت ملا علی رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ میں تحریر فرماتے ہیں

قَالَ الطِّيْبِيُّ قِيْلَ دَلَّ عَلٰى اَنَّ الْاِيْجَابَ كَانَ مُفَوَّضًا اِلَيْهِ وَرُدَّ بِاَنَّ قَوْلَهٗ لَوْقُلْتُ نَعَمْ اَعَمُّ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِهٖ اَوْ بِوَحْيٍ نَازِلٍ اَوْ بِرَأْيٍ يَرَاهُ اَنْ جَوَّزْنَا لَهُ الْاِجْتِهَادَ ذَكَرَهُ الطِّيْبِيُّ وَفِيْهِ اَنَّ التَّفْوِيْضَ اِلَيْهِ اَيْضًا اَعَمُّ فَلَا يَكُوْنُ مَرْدُوْدًا۔

طیبی شافعی نے بیان کیا کہ بعض لوگوں نے کہا کہ احکام کو واجب کرنا آپ کی طرف مفوض ہے اور یہ صحیح نہیں کیونکہ (رج ہر سال فرض ہونے کے جواب میں) آپ کا ہاں فرمانا عام ہے۔ کہ آپ نے اپنی طرف سے کہا ہو یا وحی سے یا اجتہاد سے اس کو طیبی نے ذکر کیا (اور حضرت ملا علی قاری حنفی نے فرمایا)

کہ طیبی کے قول میں یہ سقم ہے کہ جس طرح آپ کا فرمان ہاں عام ہے اسی طرح تفویض بھی عام ہے۔ یعنی احکام کا ایجاب آپ کی طرف وحیاً بھی مفوض ہے اور اجتہاداً بھی اور من تلقاء نفسہ بھی۔ پس تفویض کا قول مردود نہیں ہوسکتا۔

(۳) حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ اسی حدیث کے تحت اشعۃ

Marfat.com

اللمعات ص۱۲۳ ج ۴ میں فرماتے ہیں۔

و ظاہر ایں حدیث در آں است کہ احکام مفوض اند بآنحضرت چنانکہ مذہب بعضے است	اور اس حدیث کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ احکام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مفوض ہیں، جس طرح بعض علماء کا مسلک ہے۔

اور اس بعض مذاہب کا بیان اشعۃ اللمعات ص۱۲۳ ج ۴ پر موجود ہے۔

ایں بر مذہب مختار کسے گویند احکام مفوض است بآں حضرت ہرچہ خواہد کند و ہر کہ خواہد نکند و ہر کرا خواہد تخصیص نماید ظاہر است	یہ مذہب مختار پر ہے جو کہتے ہیں کہ احکام نبی علیہ السلام کی طرف مفوض ہیں جو چاہیں کریں اور جو چاہیں نہ کریں اور جس کو چاہیں خاص فرمالیں۔

(۴) مولوی شبیر احمد عثمانی نے اسی حدیث کے تحت لکھا۔

قِيلَ دَلَّ عَلىٰ اَنَّ الْاِيجَابَ كَانَ مُفَوَّضًا اِلَيْهِ	کہا گیا ہے کہ احکام کو واجب کرنا نبی علیہ السلام کی طرف مفوض ہے۔

(فتح الملہم شرح مسلم ص۳۷۴ ج ۳)

فائدہ نہ صرف امور تشریعیہ بلکہ امور تکوینیہ میں بھی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مختار کل ہیں۔ مثلاً

ردّ الشمس امام طبرانی حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ الشَّمْسَ فَتَاَخَّرَتْ سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ	سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہے۔ آفتاب فوراً ٹھہر گیا۔

(شفا ملا علی قاری ج ۱ صفحہ ۵۹)

Marfat.com

ایسے ہی شق القمر اور احیاء الموتی و دیگر وہ معجزات جو امور تکوینیہ سے متعلق ہیں آپ نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ قدرت و طاقت سے ظاہر فرمائے اور اہل سنت کا مسلم عقیدہ ہے کہ معجزات و کرامات انبیاء و اولیاء علیٰ نبینا و علیہم السلام کے قصد و ارادہ اور اختیار سے ہوتے ہیں خلافاً للمعتزلہ اس کی تحقیق و تفصیل فقیر نے اپنی تصنیف التصرفات فی اختیار صاحب المعجزات والکرامات میں لکھی ہے۔

۱۵- تم نے تو لاکھوں کو جانیں پھیر دیں
ایسا کتنا رکھتے ہیں آزار ہم

حل لغات آزار) دکھ۔ تکلیف۔ بیماری

۱۵- شرح اے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ تو وہ کریم ہیں کہ لاکھوں کو جانیں واپس لوٹائیں ہم تو آپ کے کرم کے لیے کچھ بھی نہیں بس ہمارے اندر ہے تو صرف ایک بیماری تو اس کا ٹالنا آپ کے لیے کیا مشکل ہے۔

اس شعر میں امام اہلسنت نے معجزات احیاء الموتیٰ کا ذکر فرما کر اپنی بیماری ہجر و فراق کے علاج کا عرض کیا ہے کہ اے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے مُردوں کو زندہ کر ڈالا جو بڑا کام ہے ہمارے ہجر و فراق کا درد دور کرنا تو آسان ہے فلہذا ہمارا یہ روگ دور فرما کر اپنے دیدار سے سرشار فرمائیے۔

احیاء الموتیٰ :- مردے زندہ کرنے کے معجزات بھی بیشمار ہیں تبرکاً چند عرض کر دوں۔

Marfat.com

زندہ در گور بچی

حضرت حسن سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور بیان کیا کہ اس نے ایک بچی فلاں جنگل میں چھوڑ دی تھی۔ تب آپ اس کے ساتھ اس طرف تشریف لے گئے اور اس کو اس کے نام کے ساتھ پکارا۔ اے فلانی! اللہ کے حکم سے میرا جواب دے۔ پس وہ یہ کہتی نکلی لبیک وسعدیک (حاضر ہوں، حاضر ہوں) آپ نے فرمایا تیرے ماں باپ تو دونوں مسلمان ہو گئے۔ اب اگر تو چاہتی ہے تو تجھ کو ان دونوں کی طرف لوٹا دوں۔ لڑکی نے کہا مجھے ان دونوں کی حاجت نہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کو ان دونوں سے بہتر پایا ہے۔ (شفاء شریف)

فائدہ

یہ بچی انہی زندہ در گوروں سے تھی جنہیں جاہلیت میں زندہ قبر میں دفن کر دیتے تھے۔

حضرت جابر کے لڑکے زندہ ہو گئے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت دی، ان کی بیوی کھانے تیار کر رہی تھی کہ ایک لڑکے نے دوسرے کو ذبح کر دیا۔ جب اپنے بھائی کی گردن پر چھری پھیر دی، جیسے کہ باپ کو بکری ذبح کرتے دیکھا تھا۔ اب والد کے خوف سے چھت پر چڑھتے ہوئے پاؤں جو پھسلا، گرتے ہی انتقال کر گیا۔ صابرہ ماں نے دعوت کی وجہ سے دونوں لاشوں کو چھپا دیا اور کھانا تیار کر لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کھانا ملاحظہ فرما کر دستر خوان پر تشریف فرما ہوئے تو حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اپنے بچوں کو بلاؤ ہم کھانا ان کے ساتھ کھائیں گے۔ تب اس بی بی نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ بچوں کی لاشیں اٹھا کر حضور علیہ السلام کے سامنے رکھ دیں۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی، وہ بچے فوراً زندہ

Marfat.com

ہو گئے اور کھانے میں شریک ہوئے (تاریخ الخمیس وشواہد النبوۃ)

اولیائے اُمّت

احیاء الموتیٰ تو آپ کی امت کے کاملین کے کمالات میں سے ایک ادنیٰ کمال ہے. سیدنا عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ سے متعدد واقعات ظاہر ہوئے. حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ۔

ایک بڑھیا کے بیٹے کو حضرت غوث الثقلین قدس اللہ سرہٗ العزیز سے کمال محبت تھی اکثر آپ کی خدمت میں حاضر رہتا اور دنیا کے کاروبار میں کم مشغول ہوتا. ایک دن بڑھیا جناب غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہو کے کہنے لگی کہ حضور میں اس لڑکے کو غلامی میں دیتی ہوں اور میرا جو حق اس پر ہے اسے بللہ معاف کرتی ہوں آپ اسے تعلیم باطن دیں. یہ میرے کسی کام کا نہیں ہے. گھر پر ایکدم نہیں ٹکتا آپ ہی کے پاس بنا رہتا ہے. یہ کہہ کر بڑھیا چلدی اور لڑکے کو چھوڑ گئی. آپ نے اُسے ریاضت اور تعلیم باطن میں لگا دیا کبھی کبھی بڑھیا بھی اپنے بیٹے کو دیکھنے خانقاہ میں چلی آتی تھی. ایک دن جو آئی تو دیکھتی کیا ہے کہ بیٹا چنے چبا رہا ہے اور بہت ناتواں ہو گیا ہے. اس کے بعد وہ جناب غوث پاک کے پاس پہنچی آپ مرغن گوشت مرغی کا تناول فرما رہے تھے ماں کی مامتا نے نہ مانا عرض کیا کہ آپ تو مرغ کا گوشت کھاتے ہیں اور میرا بیٹا چنے چبا رہا ہے۔ آپ نے مرغی کی ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا قُوْمِیْ بِاِذْنِ اللہِ یُحْیِی الْعِظَامَ وَھِیَ رَمِیْمٌ یعنی اس خدا کے حکم سے اُٹھ کھڑی ہو جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کرے گا اتنا کہنا تھا کہ مرغی فوراً زندہ ہو گئی آپ نے. بڑھیا سے فرمایا کہ جب تیرا بیٹا ایسا ہو جائے گا تو پھر اس کا جو جی چاہے کھائے (مرآۃ الجنان)

Marfat.com

فائدہ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ یہ کرامت لکھ کر فرماتے ہیں کہ کرامت اولیائے امت میں بکثرت اس لیے واقع ہوئی کہ نصاریٰ کے نزدیک احیاء الموتی عیسیٰ علیہ السلام کا عظیم معجزہ سمجھا جاتا جس کی وجہ سے وہ انہیں ابن اللہ کہہ کر گمراہ ہوئے اللہ تعالیٰ نے اولیائے امت میں عام کر دکھلایا کہ اگر یہی علت الوہیت کی ہے تو پھر عیسیٰ علیہ السلام کی کیا تخصیص ہے ان سب کو ابن اللہ مانو۔ لیکن یہ ابناء اللہ نہیں اولیاء اللہ ہیں تو عیسیٰ علیہ السلام بھی ابن اللہ نہیں نبی اللہ ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام نے موت کے بعد زندہ ہونے کا ثبوت دیا۔

(۱) بیہقی نے عبداللہ بن عبیداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ جب ثابت بن قیس جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تو ان کو قبر میں جا کے اُتار دیا۔ وہ قبر میں پہنچ کے اُٹھے اور فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ابوبکرن الصدیق عمر الشہید عثمان البر الرحیم اس بات کو ہم لوگوں نے بخوبی سنا۔ ثابت اتنا کہہ کے پھر لیٹ گئے۔ اب ہم نے جو دیکھا تو باتیں کرنے سے پہلے جیسے مردہ تھے ویسے ہی ہیں۔

(۲) طبرانی اور ابونعیم اور ابن مندہ نے نعمان بن بشیر سے روایت کی ہے کہ زید بن خارجہ انہوں نے حضرت عثمان بن عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وفات پائی۔ تازہ ڈھکا ہوا گھر میں رکھا تھا وقت مغرب اور عشاء کے درمیان تھا عورتیں جنازہ کے گرد گھوم رہی تھیں۔ ناگہاں حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ پر سے کپڑا لے کے عورتوں کو ایک ڈانٹ بتائی کہ خاموش رہو۔ پھر فرمایا محمد رسول اللہ الامین وخاتم النبیین فی الکتاب

Marfat.com

الاول۔ یعنی محمد رسول اللہ ہیں اور خاتم پیغمبران ہیں پہلی کتاب یا لوح محفوظ کے بموجب۔ پھر کہا "صدق صدق" اللہ نے جو کچھ کہا ہے سچ کہا ہے۔ پھر صدیق وفاروق وعثمان کی تعریف کی اور السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہوئے منہ ڈھک لیا اور جیسے ان باتوں سے پہلے مردہ بے جان تھے۔ ویسے ہی ہو گئے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب مناقب الشافعی میں درج کیا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عطیات عطا فرمائے تھے وہ کسی نبی کو نہیں ملے۔ کسی شخص نے پوچھا کہ عیسیٰ کے معجزہ احیائے موتیٰ کے بالمقابل حضور علیہ السلام کو کیا عطا ہوا تھا۔ امام نے فرمایا کہ حنین جذع کا واقعہ موجود ہے جس کا تھرتھرانا (روایت نسائی) اور رونا و چلانا (روایت صحیحین وغیرہم) سے ثابت ہے۔

مولوی سلیمان کا بیان

منصور پوری غیر مقلد نے کیا خوب کہا رحمۃ اللعالمین جلد سوم ص۱۷۶ میں لکھتا ہے کہ راقم عرض کرتا ہے کہ احیاء موتیٰ سے مراد جسم موتیٰ میں اس وقت حیات کا اعادہ ہے جو شخص میت میں پہلے کبھی حاصل تھی مگر گریہ نخل تو اس سے بھی عجیب تر ہے یعنی ایک نباتی جسم کے اندر ایک ایسی صفت کا پیدا ہو جانا جو خاص انسانی صفت ہے یہ انسانی صفت نہ صرف تھرتھرانا کپکپانا اور رونا ہے بلکہ فراق محبوب کا احساس اور فقدان شرف کا علم بھی اس کے اندر حاصل ہے۔ بلکہ یہ تو عاشقانہ رنگ ہے جو ایک کھجور کے ٹنڈ میں نظر آیا۔

امام حسن بصری اس واقعہ کا ذکر فرمایا کرتے تو کہا کرتے تھے اے دعویداران

Marfat.com

بشریت فراق رسول میں ایک ٹنڈ کا یہ حال تھا تو اپنی حالتوں کا بھی اس سے قاضی عیاض ودیگر محدثین کرام نے مشہور ومتواتر تسلیم میرا فہم ناقص یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اُس نخلہ کو دفن کرا دینا غالباً اسی لیے تھا کہ وہ صفات انسانی کا مظہر بن گیا تھا۔ اس نکتہ کے بعد امام شافعیؒ کی دلیل میں اور زیادہ قوت پیدا ہو جاتی ہے (رحمۃ اللعالمین ص ۱۸۲ تا ۱۸۴ ج ۳)

استن حنانہ

اسی کتاب کے اسی حصہ میں ص ۱۷۳/۱۷۴ پر بعنوان حنینِ جذع "روایت کی سند بیان کیا۔

حنین لغت میں مشتاق کی اس آواز کو کہتے ہیں جو فراقِ محبوب میں اس کے منہ سے نکلے۔ جذع کھجور کے کٹے ہوئے تنہ کو کہتے ہیں۔ ہم اس جگہ جس روایت کا اندراج کرنے والے ہیں، اُسے دواوین حدیث میں سے صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن خزیمہ اور صحیح ابن حبان اور مسند شافعی ومسندِ احمد وسننِ نسائی وترمذی وابن ماجہ ومستدرک حاکم وبیہقی وطبرانی اور ابویعلی نے روایت کیا ہے۔ صحابہ کرام میں اس روایت ورویتِ عینی کے بیان کرنے والے: سید القراءؓ ابی بن کعب (مات ۱۹ھ) وجابرؓ بن عبداللہ الشہید (مات ۷۴ھ) وخادم الرسول انسؓ بن مالک (مات ۹۲ھ) وغاسق السنہ عبداللہؓ بن عمر الفاروق (مات ۷۳ھ) وابن عم النبی عبداللہؓ بن عباس (مات ۶۸ھ) وسہلؓ بن سعد الساعدی (مات ۹۱ھ) وابوسعیدؓ سعد بن مالک الخدری (مات ۷۴ھ) وبریدہ بن الخطیب سلمی (مات ۶۳ھ) وامّ المومنین سلمہؓ (مات ۵۹ھ) اور مطلبؓ بن ابوروداعہ القرشی رضی اللہ عنہ مصلین میں۔ واقعہ یہ ہے کہ جب مدینہ منورہ میں مسجد نبوی تعمیر کی گئی تو شروع میں کوئی منبر نہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ کے وقت ایک کھجور کے خشک تنہ کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد تمیم داریؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت سے کریا قوم نجار

Marfat.com

سے جو ایک انصاریہ کے غلام تھے منبر تیار کرالیا وہ تین زینہ کا تھا. یعنی دو زینے اور تیسری نشست کی جگہ۔ صحیح بخاری میں ہے کہ جب پہلی دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ شروع فرمایا اور کھجور کا تنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ٹیک لگانے کی عزت سے محروم رہ گیا، تب اُس سے آواز گریہ آنی شروع ہوئی۔ ابنِ عمر کہتے ہیں صَاحَتِ النَّخْلَةُ كَمَا صَاحَ الصَّبِيُّ (یعنی وہ بچوں کی طرح چلایا) اور جابر بن عبداللہ کی روایت میں ہے سَمِعْنَا لِذٰلِكَ الْجِذْعِ صَوْتًا كَصَوْتِ الْعِشَارِ (دس ماہ حاملہ اونٹنی کی سی آواز ہم نے اُس کی سُنی) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر سے اُترے اس پر دست شفقت رکھا تو وہ چُپ ہو گیا۔

صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے منبر کے متصل دفن کرا دیا۔ مزید تحقیق و تفصیل کے لیے فقیر اویسی غفرلہ کی شرح مثنوی بنام صدائے نوی کا مطالعہ فرمائیے۔

> اپنی ستّاری کا یارب واسطہ
> ۱۶- ہوں نہ رُسوا برسرِ دربار ہم

حل لغات

رُسوا: ذلیل و خوار

دربار: کچہری۔ بادشاہی۔ ستاری، پردہ پوشی،

۱۶۔ شرح

اے خداوندِ قدوس تجھے اپنی ستّاری کا واسطہ دیکر عرض ہے کہ برسرِ دربار یعنی عام مجلس میں ہمیں رسوا و شرمسار نہ کرنا۔ اس شعر میں ان احادیث مبارکہ کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے بعض بندوں کے گناہ بخش دے گا جس کا کسی کو علم تک نہ ہو گا اور بعض کے لیے یوں بھی ہو گا کہ ان کے گناہوں کی بندے کو خبر دے کر پھر فرمائے گا میں نے معاف کر دیا۔

Marfat.com

۱۷۔ اتنی عرضِ آخری کہہ دو کوئی
ناؤ ٹوٹی آ پڑے منجدھار ہم

حل لغات ناؤ کشتی منجھدار (ہندی مؤنث) دریا کے بیچ کی دھار (تیز رفتار)

۱۷۔ شرح محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری عرض پیش کردو آپ کے غلاموں کی کشتی ٹوٹ گئی اور آ گئے دریا کی طغیانی ہے اب سوائے ڈوبنے کے کوئی چارہ نہیں لہذا غلاموں کو دریا میں غرق ہونے سے بچائیے۔ اس شعر میں احادیث شفاعت کی طرف اشارہ ہے۔ اور دنیا میں بھی لاکھوں کی بگڑی بننے کے واقعات کیطرف اشارہ ہے

۱۸۔ منہ بھی دیکھا ہے کسی کے عفو کا
دیکھ او عصیاں نہیں بے یار ہم

۱۸۔ شرح امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ اپنے کریم کے کرم پر نازاں ہو کر الٹا عصیاں کو ڈانٹتے ہیں کہ تم نے کیا سمجھا ہے کہ ہم تمہاری وجہ سے سزا پائیں گے یہ تمہاری بھول ہے تم نے کسی کے عفو وکرم کا شاید منہ نہیں دیکھا اسی لیے تو ہمیں ڈرا رہا ہے اے عصیاں غور سے سن لے ہم بے وارث نہیں ہمارا وارث خدا کا محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اسی لئے تمہاری وجہ سے ہمیں ذرہ برابر بھی خطرہ نہیں۔

Marfat.com

فائدہ اسی شعر میں عقیدۂ شفاعت میں سخت سے سخت تر پختگی کا اظہار ہے یہاں تک کہ الٹا گناہوں کو سختی سے کہتے ہیں کہ اے گناہ کیا تو نے مجھے لاوارث سمجھا ہے کہ مجھے ڈرا رہا ہے۔ خبردار میں اپنے عقیدہ میں پختہ ہوں مجھے اپنے آقا و مولیٰ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر پختہ یقین ہے۔ یہ درحقیقت شفاعت کے منکرین کے خلاف ایک مضبوط اور مستحکم تردید کا طریقہ ہے اس لیے کہ منکرین شفاعت گناہ کبیرہ کو دائمی دوزخ میں دخول کے قائل ہیں۔ اس سے گویا گناہ کو غرور اور گھمنڈ ہو گیا اور وہ ہر ایک کو ستانے لگا امام احمد رضا قدس سرہٗ نے گھمنڈ اور غرور کو توڑ کر فرمایا جا انہیں ڈرا دھمکا جن کا کوئی وارث نہ ہو۔ الحمد للہ ہمارا وہ وارث ہے کہ جس نے اہل الکبائر کی شفاعت اپنے ذمہ لگا لی ہے۔ نکل جا یہاں سے تجھے ہمیں ڈرانے دھمکانے کا کوئی حق نہیں

(سوال) اس سے گناہوں کے ارتکاب پر جرأت کی بُو آتی ہے۔

(جواب) یہاں گناہوں کے ارتکاب کی گفتگو نہیں خود گناہوں سے گفتگو ہے اور منکرین شفاعت کی تردید مطلوب ہے اور قاعدہ ہے کہ جس بدمذہب کی بدمذہبی زور پکڑ رہی ہو اس کے رد کے لیے اس کا برعکس کرنا ضروری اور لازم ہوتا ہے چونکہ اعلحضرت قدس سرہٗ کے دور میں منکرین شفاعت کا زور تھا۔ نیز جب کسی کو مزید تکلیف دینا مقصود ہو تو اسے اچھے کلمات سے نشتر لگایا جاتا ہے۔ جسے قرآن کریم میں کفار و مشرکین کو زیادہ ذلیل و خوار کرنے کے لیے فرمایا جا رہا ہے۔ وَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔ انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔ یہی فارمولا یہاں جگہ تصور کیجئے، کہ اللہ تعالیٰ کی بخشش عنایت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت و رحمت پر اتنا اعلیٰ اور کامل یقین ہے کہ گناہوں کو پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں دی جا رہی۔ یہ ایک ایسی کیفیت ہے جو الفاظ میں بیان کی ہی نہیں جا سکتی۔

Marfat.com

ہمیں نثار ایسا مسلماں کیجئے
۱۹۔ توڑ ڈالیں نفس کا زُنّار ہم

حل لغات

زنار (بالضم وتشدید النون (فارسی) مذکر (مونث) جنیو سفید اکڑی لکیر اکثر نگینوں میں قدرتی اڑی بنی ہوئی ہوتی ہے۔ پتھر کا جینو پہلا معنیٰ مراد ہے۔ ایک ایسا دھاگہ جو ہندو بطورِ نشان اپنے گلے میں باندھتے ہیں۔

۱۹۔ شرح

اے کریم حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ایسا مسلمان بنا دے کہ ہم نفس کے جینو توڑ ڈالیں یعنی فنا فی اللہ و باقی باللہ بن جائیں۔

شرارت نفس:۔ نفس کی شرارت سے کون ناواقف ہے اور اس سے بچنے کی تدبیر ہر ولی اللہ نے کی چنانچہ حضرت امام بوصیری قدس سرہٗ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔ ؎

مَنْ لِیْ بِرَدِّ جِمَاحٍ مِنْ غَوَایَتِھَا ... کَمَا یُرَدُّ جِمَاحُ الْخَیْلِ بِاللُّجُمِ

کیا کوئی شخص میرے اس امر کا ذمہ لیتا ہے کہ میرے نفس سرکش کو گمراہی سے اس طرح روک دے جس طرح گھوڑے کو لگام سے روکا جاتا ہے۔ ؎

فَاِنَّ اَمَّارَتِیْ بِالسُّوْءِ مَا اتَّعَظَتْ ... مِنْ جَھْلِھَا بِنَذِیْرِ الشَّیْبِ وَالْھَرَمِ

گویا نفس سرکشی کا پیری کے وعظ اور دھمکی قبول نہ کرنا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ پیری کو جو تہمت سے مبرا ہے اس کو اس تہمت متہم کیا گیا اس کی نصیحت کی غرض پر مبنی ہے۔

Marfat.com

کب سے پھیلائے ہیں دامن تیغ عشق
۲۰۔
اب تو پائیں زخم دامن دار ہم

شرح ۲۰۔ بڑے عرصہ سے عشق کی تلوار ہم پر لٹکی ہوئی ہے۔ ہم عشق کے زخم در زخم کھائے جا رہے ہیں اب تو کرم فرمائیے دار و رسن کے زخم نصیب ہوں یعنی جام وصال پلائیے۔

ہر عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی یہی تمنا ہوتی ہے کہ وصال حبیب نصیب ہو یہ علیحدہ بات ہے کہ بعض تو دولت دیدار سے ہر وقت سرشار ہوتے ہیں۔ بعض زندگی بھر ترستے رہتے ہیں لیکن عاشق کا کام ہے کہ آرزو تمنا کا دامن مضبوط تھامے رکھے بالآخر فضل و کرم ہو ہی جاتا ہے جیسا کہ اعلحضرت قدس سرہٗ کے حالات بتلاتے ہیں کہ آپ کا اس آہ و فغاں سے بالآخر دیدار ہو ہی گیا۔ جیسے بارہا اس شرح میں بیان ہو چکا۔

سینت سے کھٹکے سب کی آنکھ میں
۲۱۔
پھول ہو کر بن گئے کیا خار ہم

حل لغات کھٹکے ماضی از کھٹکنا چبھنا ٹیس مارنا۔ برا لگنا۔ یہی مراد ہے

شرح ۲۱۔ مسلک حق اہلسنت سے وابستگی کی وجہ سے اعدائے اسلام کی آنکھ میں ہم چبھ رہے ہیں یعنی برے لگ رہے

Marfat.com

ہیں اسی وجہ سے وہ ہمیں سخت اذیتیں بھی پہنچاتے ہیں۔ درحقیقت ہم ہیں تو حق پر پھول گلاب کی طرح روحانی اور محبوب مخلوق لیکن بظاہر دشمنوں کی تکالیف پہنچانے اور پریشان کرنے کی وجہ سے ذلت کا سامنا کیوں ہے۔

ہر سنّی مسلمان پر ظلم وستم از اعدائے اسلام کے نمونے

ابتدائے اسلام سے یہ سلسلہ جاری ہے کہ اعدائے اسلام نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام و اہلبیت عظام رضی اللہ عنہم کو کتنا دکھ پہنچائے پھر ہر دور میں یہی حال رہا۔ تاریخ کے اوراق اس کے شاہد ہیں۔

اگر تاریخ اسلام کے مختلف دوروں اور سلسلۂ دعوت پر امتِ مرحومہ کی پچھلی کڑیوں پر نظر ڈالو تو یہ جو کچھ کہا گیا اس کی تصدیق ہر دور کے واقعات پیش کریں گے۔

صحابہ وتابعین:۔ (۱) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حجاج جیسے جابر کو خطبہ پڑھتے سنا تو غضب آلود ہو کر فرمانے لگے خدا کا دشمن خدا کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کرتے جاتا ہے اللہ کے گھر کو اجاڑ رہا ہے خدا کے بندوں کو قتل کرتا ہے یہ سن کر حجاج ظالم نے حکم دیا کہ ابن عمر کو زہر آلود خنجر سے ہلاک کیا جائے۔

(۲) اسی حجاج سفاک ظالم کے سامنے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ جس راست گوئی کا مظاہرہ کیا۔ پھر جس طرح اس ظالم نے ان کے ساتھ جو کچھ کیا وہ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں۔

سانحہ کربلا

عہدِ وائل بنو امیہ میں کہ ابھی ہجرت کی پہلی صدی بھی ختم نہیں ہوئی تھی کتنی بڑی جماعت اجلۂ صحابہ کرام اور ارکانِ بیتِ نبوت و بقیہ صالحۂ خیر القرون کی موجود تھی؟ اور کون ہے جو ان کی عظمت وشرف

Marfat.com

میں ایک لمحہ کے لیے بھی شک کر سکے؟ لیکن بدعات و محدثاتِ بنو اُمیہ کے مقابلے میں سرفروشانہ اقدامِ عزیمت و فتحِ بابِ مقاومت و ثبات فی الحق والعدل کا جو ایک مخصوص مقام تھا، وہ تو بجز حضرت امام حسینؑ (علیہ وعلیٰ آبائہ و اجدادہ الصلوٰۃ والسلام) کے اور کسی کے حصے میں نہ آیا، عبدالملک بن مروان کا زمانہ اجلہ تابعین وحفاظِ سنت وجملہ علوم نبویہ سے مملو تھا، لیکن اتباعِ سنت و قیامِ حق کی راہ میں سو دُرّوں کی ضرب مردانہ وار برداشت کر لینے اور مبغوض بتدعین آل مروان اور محبوبِ قلوبِ مومنین ہونے کا جو شرفِ مخصوص حضرت سعید بن المسیبؒ کے حصہ میں آیا، اس میں تو ان کا کوئی سہیم و شریک نہ تھا؛ منصور عباسی کے زمانہ میں کون کہہ سکتا ہے کہ اصحابِ علم و عمل کا کال تھا؛ لیکن معلوم ہے کہ شاہانِ جور کے مقابلے میں ثباتِ حق و اعتقاد کا جو مقامِ عزیمت امام دارالہجرت حضرت مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہما کو بہ ضمن مسئلہ یمین وطلاق مکرہ ملا وہ تو صرف انہی کے لیے تھا؟ یہ کیا چیز تھی کہ عین اس وقت جب کہ مشکیں اس زور سے کس دی گئی تھیں کہ ہاتھ بازو سے اُکھڑ گیا تھا اور ستر کوڑوں کی ضربیں ان کے جسمِ اقدس پر پڑ رہی تھیں، تو اسی اونٹ کی پیٹھ پر کھڑے ہو گئے جس پر تذلیل و تشہیر کے لیے سوار کرا دیا گیا تھا اور پکار کر کہا۔

"مَنْ عَرَفَنِیْ فَقَدْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ لَّمْ یَعْرِفْنِیْ فَاَنَا مَالِکُ بْنُ اَنَسٍ اَقُوْلُ اِنَّ الطَّلَاقَ الْمُکْرَہَ لَیْسَ بِشَیْئٍ"

یعنی جو مجھ کو جانتا ہے سو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا تو جان لے کہ میں ہوں مالک انسؓ کا بیٹا، اور اسی مسئلہ کا اعلان کرتا ہوں جس کے اعلان سے مجھ کو جبراً روکا جا رہا ہے کہ طلاق مکرہ کوئی چیز نہیں۔

فائدہ | یہ وہی مقامِ عزیمتِ کبریٰ کی شاہی و فرمانروائی تھی جس کے آگے دنیا کی پادشاہتیں بالِ مگس کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتیں، اور

Marfat.com

یہی وہ ہیبت ربانی اور جلالت روحانی تھی جس کو دیکھ کر حضرت سفیان ثوری بے اختیار پکار اٹھے تھے۔

فَهُوَا لمُهَابُ وَلَيْسَ ذَا سُلْطَانٍ!

کیا خوب فرمایا حافظ ابن جوزی نے امام موصوف کے حالات میں کہ "وکانما کَانَتْ تِلْكَ السِّيَاطُ حُلِيًّا حُلِّيَ بِهٖ" یعنی ان کو کوڑوں سے پیٹا گیا اور مشکیں کسی گئیں، لیکن ان باتوں سے ان کی عزت و عظمت گھٹنے کی جگہ اور بڑھ گئی۔ گویا یہ ضرب تازیانہ ان کے جمالِ عظمت و اجلال کا زیور تھا کہ جب پہنا دیا گیا تو اس کی رعنائی و خوبروئی دوچند ہوگئی: ؎

نالہ از بہرِ رہائی نہ کند مرغِ اسیر
خورد افسوس زمانے کہ گرفتار نبود!

(۶) تیسری صدی کے اوائل میں جب فتنۂ اعتزال و تعمق فی الدین اور بدعت و مضلّۂ تکلم بالفلسفہ و انحراف از اعتصام بالسنّہ نے سر اٹھایا اور صرف ایک ہی نہیں بلکہ لگاتار تین عظیم الشان فرمانرواؤں یعنی مامون، معتصم اور واثق باللہ کی شمشیرِ استبداد و قہرِ حکومت نے اس فتنہ کا ساتھ دیا حتیٰ کہ بقول علی بن المدینی کے فتنۂ ارتداد و منع زکوٰۃ العہد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد یہ دوسرا فتنۂ عظیم تھا جو اسلام کو پیش آیا۔ اس وقت اساطین علم و فن اور اکابرِ فضل و کمال اس عہد میں موجود تھے؟ خود بغداد علماء اہل سنت و حدیث کا مرکز تھا مگر دعوت وہ جو ایک مخصوص مقام تھا، صرف ایک ہی قائم لامراللہ کے حصہ میں آیا یعنی حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ۔ اپنے اپنے رنگ میں سب صاحب مراتب و مقامات تھے لیکن اس مرتبہ تو اور کسی کا ساجھا نہ تھا۔ یہ وہ وقت تھا کہ قیامِ سنّت و دینِ خالص کا قیامت تک کے لیے فیصلہ ہونے والا تھا،

Marfat.com

اور مامون و معتصم کے جبر و قہر، اور بشر مریسی اور قاضی ابن ابی داؤد جیسے جبابرہ معتزلہ کے تسلّط و حکومت نے علمائے حق کے لیے صرف دو ہی راستے باز رکھے تھے یا اصحاب بدعت کے آگے سر جھکا دیں اور مسئلہ خلق قرآن پر ایمان لاکر ہمیشہ کے لیے اس کی نظیر قائم کر دیں کہ شریعت میں صرف اتنا ہی نہیں ہے جو رسول بتلایا گیا بلکہ اس کے علاوہ بھی بہت کچھ کہا اور کیا جا سکتا ہے، اور ہر ظن کو اس میں دخل ہے ہر رائے اس پر قاضی و آمر ہے، ہر فلسفہ اس کا مالک و حاکم ہے۔ یُفْعَلُ مَا یَشَاءُ وَیُخْتَارُ۔ اور یا پھر قید خانے میں رہنا، ہر روز کوڑوں سے پیٹا جانا، اور ایسے تنہ خانوں میں بند ہو جانے کو قبول کرلیں۔ بہتوں کے قدم تو ابتداء ہی میں لڑکھڑا گئے بعض نے ابتداء میں استقامت دکھلائی لیکن پھر ضعف و رخصت کے گوشے میں پناہ گیر ہو گئے۔ بعض نے روپوشی اور گوشہ نشینی اختیار کرلی کہ کم سے کم اپنا دامن تو بچالے جائیں۔ کوئی اس وقت کہتا تھا،

"لَیْسَ ھٰذَا زَمَانُ حَدِیْثٍ، اِنَّمَا ھٰذَا زَمَانُ بُکَاءٍ وَتَضَرُّعٍ وَدُعَاءٍ کَدُعَاءِ الْغَرِیْقِ"

یعنی یہ زمانہ درس و اشاعت علوم و سنّت کا نہیں ہے۔ یہ تو وہ زمانہ ہے کہ بس اللہ کے آگے تضرع و زاری کرو اور ایسی دعائیں مانگو جیسے سمندر میں ڈوبتا ہوا شخص دعا مانگے۔ کوئی کہتا تھا؛

"اِحْفَظُوْا لِسَانَکُمْ، عَالِجُوْا قُلُوْبَکُمْ، وَخُذُوْا مَا تَعْرِفُوْا وَدَعُوْا مَا تُنْکِرُوْا"

اپنی زبانوں کی نگہبانی کرو، اپنے دل کے علاج میں لگ جاؤ، جو کچھ جانتے ہو اس پر عمل کیے جاؤ، اور جو برا ہو اس کو چھوڑ دو۔ کوئی کہتا "ھٰذَا زَمَانُ السُّکُوْتِ وَمُلَازَمَۃُ الْبُیُوْتِ"، یہ زمانہ خاموشی کا زمانہ ہے اور اپنے اپنے دروازوں کو بند کر کے بیٹھ رہنے کا۔ جب کہ تمام اصحاب کار و طریق کا یہ حال ہو رہا تھا اور دین

Marfat.com

الخالص کا بقا و قیام ایک عظیم الشان قربانی کا طلب گار تھا، تو غور کرو کہ صرف امام موصوف ہی تھے جن کو فاتح و سلطانِ عہد ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

جانکاہ واقعہ اس دوران امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے نہ تو داعیانِ فتن و بدعت کے آگے سر جھکایا، نہ روپوشی و خاموشی و کنارہ کشی اختیار کی، اور نہ صرف بند حجروں کے اندر کی دعاؤں اور مناجاتوں پر قناعت کر لی، بلکہ دینِ خالص کے قیام کی راہ میں اپنے نفس و وجود کو قربان کر دینے اور تمام خلفِ امت کے لیے ثبات و استقامت علی السنۃ کی راہ کھول دینے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے، ان کو قید کیا گیا، قید خانے میں چلے گئے چار بیڑیاں پاؤں میں ڈالی گئیں، پہن لیں، اسی عالم میں بغداد سے طرطوس لے چلے اور حکم دیا گیا کہ بلا کسی مدد کے خود ہی اُونٹ پر سوار ہوں اور خود ہی اونٹ سے اتریں۔ اس کو بھی قبول کر لیا۔ بوجھل بیڑیوں کی وجہ سے ہل نہیں سکتے تھے اُٹھتے تھے اور گر پڑتے تھے عین رمضان المبارک کے عشرہ اخیر میں جس کی طاعت اللہ کو تمام دنوں کی طاعات سے زیادہ محبوب ہے۔ بھوکے پیاسے جلتی دھوپ میں بٹھائے گئے۔ اور اس پیٹھ پر جو علوم و معارفِ نبوّت کی حامل تھی، لگاتار کوڑے اس طرح مارے گئے کہ ہر جلاد دو ضربیں پُوری قوت سے لگا کر پیچھے ہٹ جاتا اور پھر نیا تازہ دم جلاد اس کی جگہ لیتا۔ اس کو بھی خوشی خوشی برداشت کر لیا، مگر اللہ کے عشق سے منہ نہ موڑا اور راہِ سنّت سے منحرف نہ ہوئے۔ تازیانے کی ہر ضرب پر بھی جو صدا زبان سے نکلتی تھی وُہ نہ تو جزع و فزع کی تھی اور نہ شور و فغاں کی بلکہ وہی تھی جس کے لیے یہ سب کچھ ہو رہا تھا۔ یعنی "اَلْقُرْاٰنُ کَلَامُ اللّٰہِ غَیْرُ مُخْلُوْقٍ"

اللہ اللہ! یہ کیسی مقامِ دعوتِ کبریٰ کی خسروی و سلطانی تھی اور وراثت و نیابتِ نبوّت کی ہیبت و سطوت کہ خود معتصم باللہ جس کی ہیبت و رعب سے قیصرِ روم

Marfat.com

لرزاں و ترساں رہتا تھا، سر پر کھڑا تھا، جلاّدوں کا مجمع چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھا اور وہ بار بار کہہ رہا تھا۔

يَا اَحْمَدُ! وَاللّٰهِ اِنِّيْ عَلَيْكَ لَشَفِيْقٌ وَاِنِّيْ لَاُشْفِقُ عَلَيْكَ كَشَفَقَتِيْ عَلٰى هَارُوْنَ اِبْنِيْ وَوَاللّٰهِ لَئِنْ اَجَابَنِيْ لَاُطْلِقَنَّ عَنْكَ بِيَدِيْ۔ مَا تَقُوْلُ؟

یعنی واللہ میں تم پر اس سے بھی زیادہ شفقت رکھتا ہوں۔ جس قدر اپنے بیٹے کے لیے شفیق ہوں۔ اگر تم خلقِ قرآن کا اقرار کر لو تو قسم خدا کی ابھی اپنے ہاتھوں سے تمہاری بیڑیاں کھول دوں لیکن صابرِ اعظم کی زبانِ صدق سے صرف یہی جواب نکلتا تھا۔ اَعْطُوْنِيْ شَيْئًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اَوْ سُنَّةِ رَسُوْلِهٖ حَتّٰى اَقُوْلَ بِهٖ" اللہ کی کتاب میں سے کچھ دکھلا دو یا اس کے رسول کا کوئی قول پیش کر دو تو میں اقرار کر لوں، اس کے سوا میں اور کچھ نہیں جانتا!

(۳) جب معتصم ہر طرح عاجز آکر قاضی ابن ابی داؤد وغیرہ علماء بدعت و اعتزال سے کہتا "نَاظِرُوْهُ وَكَلِّمُوْهُ" اور وہ کتاب و سنّت کے میدان میں عاجز آکر اپنے اوہام و ظنونِ باطلہ کو باسمِ عقل و رائے پیش کرتے کہ سرتا سر یونانیات ملعونہ سے ماخوذ تھے، تو وہ اس کے جواب میں بے ساختہ بول اٹھتے "مَا اَدْرِيْ مَا هٰذَا" میں نہیں جانتا یہ کیا بلا ہے۔ "اَعْطُوْنِيْ شَيْئًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اَوْ مِنْ سُنَّةِ رَسُوْلِهٖ حَتّٰى اَقُوْلَ" اس تمام کائناتِ ہستی میں میرے سر کو جھکانے والی صرف دو ہی چیزیں ہیں۔ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنّت۔ اس کے سوا نہ میرے لیے کوئی دلیل ہے نہ علم۔

امام موصوف کو جب قید کر کے طرطوس روانہ کیا گیا تو ابوبکر الاحول نے پوچھا۔ "اِنْ عُرِضْتَ عَلَيْكَ السَّيْفَ تُجِيْبُ؟" اگر تلوار کے نیچے کھڑے کر

Marfat.com

دیئے گئے تو کیا اس وقت مان لو گے؟ کہا نہیں۔ ابراہیم بن مصعب کوتوال کہتا ہے کہ میں نے کسی انسان کو بادشاہوں کے آگے احمد بن حنبل سے بڑھ کر بارعب نہ پایا۔ "یَوْمَئِذٍ مَا نَحْنُ فِیْ عَیْنَیْہِ اِلَّا کَاَمْثَالِ الذُّبَابِ"، ہم عمالِ حکومت ان کی نظروں میں مکھیوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے تھے۔

امام احمد بن حنبل کو علماء کی نصائح وپند

ابو العباس الرقی سے حافظ ابن جوزی روایت کرتے ہیں کہ جب رقہ میں امام موصوف قید تھے تو علماء کی ایک جماعت گئی اور اس قسم کی روایات ونقول سنانے لگی جن سے بخوفِ جان تقیہ کر لینے کی رخصت نکلتی ہے۔ امام موصوف نے سب سن کر جواب دیا۔ کَیْفَ تَصْنَعُوْنَ بِحَدِیْثِ خَبَّابٍ؟ اَنَّ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانَ یُنْشَرُ اَحَدُھُمْ بِالْمِنْشَارِ ثُمَّ لَا یَصُدُّہٗ ذٰلِکَ عَنْ دِیْنِہٖ۔ قَالُوْا فَیَئِسْنَا مِنْہُ"۔

یعنی یہ تو سب کچھ ہوا مگر بھلا اس حدیث کی نسبت کیا کہتے ہو کہ جب صحابہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مظالم وشدائد کی شکایت کی تو فرمایا۔ تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں جن کے سروں پر آرہ چلایا جاتا تھا اور جسم لکڑی کی طرح چیر ڈالے جاتے تھے مگر یہ آزمائشیں بھی ان کو حق سے نہیں پھرا سکتی تھیں، ابو العباس کہتے ہیں کہ جب ہم نے یہ بات سنی تو مایوس ہو کر چلے آئے کہ ان کو سمجھانا بیکار ہے۔ یہ اپنی بات سے پھرنے والے نہیں۔

حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ جب معتصم باللہ نے جلادوں کو ضربِ تازیانہ کے لیے حکم دیا تو وہ علماء اہل سنت بھی دربار میں موجود تھے جو شدتِ محسن ومصائب کی تاب نہ لا سکے اور اقرار کر کے چھوٹ گئے۔ ان میں سے بعض نے کہا۔

Marfat.com

"مَنْ صَنَعَ مِنْ اَصْحَابِكَ فِي هٰذَا الْاَمْرِ مَا تَصْنَعُ"
خود تمہارے ساتھیوں میں سے کس نے ایسی ہٹ کی جیسی تم کر رہے ہو؟ امام احمد نے کہا: یہ تو کوئی دلیل نہ ہوئی۔ اَعْطُوْنِي شَيْئًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ اَوْ سُنَّةِ رَسُوْلِهِ اَقُوْلُ بِهِ" عین حالتِ صوم میں کہ صرف پانی کے چند گھونٹ پی کر روزہ رکھ لیا تھا، تو تازہ دم جلاّدوں نے پوری قوّت سے کوڑے مارے یہاں تک کہ تمام پیٹھ زخموں سے چور ہوگئی اور تمام جسم خون سے رنگین ہوگیا خود کہتے ہیں کہ جب ہوش آیا تو چند آدمی پانی لائے اور کہا پی لو مگر میں نے انکار کردیا کہ روزہ نہیں توڑ سکتا۔ وہاں سے مجھے اسحاق بن ابراہیم کے مکان میں لے گئے۔ ظہر کی نماز کا وقت آگیا تھا ابن سماعہ نے امامت کی اور میں نے نماز پڑھی۔ نماز کے بعد ابن سماعہ نے کہا: تم نے نماز پڑھی؛ حالانکہ خون تمہارے کپڑوں میں بہہ رہا ہے؛ یعنی دم جاری وکثیر کے بعد طہارت کہاں رہی؛ میں نے جواب دیا" قَدْ صَلّٰى عُمَرُ وَجُرْحُهٗ يَثْعَبُ دَمًا۔" ہاں مگر میں نے وہی کیا جو حضرت عمرؓ نے کیا تھا۔ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے اور قاتل نے زخمی کیا مگر اسی حالت میں انہوں نے نماز پوری کی۔

حافظ ابن جوزی نے محمد بن اسماعیل کا قول نقل کیا ہے۔

"ضُرِبَتْ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ثَمَانِيْنَ سَوْطًا لَوْ ضُرِبَتْهَا رفِيلًا لَهَدَّتْهُ"

احمد بن حنبل کو اسّی کوڑے ایسے مارے گئے کہ اگر ہاتھی کے بھی مارے جاتے تو چیخ اٹھتا، مگر اس کوہِ عزم و ہمت نے اُف تک نہ کی۔ جب تک ہوش رہا ہر ضرب پر یا تو وہی جملہ زبان سے نکلتا رہا جس کے لیے یہ سب کچھ ہو رہا تھا "اَلْقُرْاٰنُ كَلَامُ اللّٰهِ غَيْرُ مَخْلُوْقٍ" اور یہ آیت کریمہ: لَنْ يُّصِيْبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا۔

یاد رہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی چار بادشاہوں نے آزمائش کی۔ تین

Marfat.com

مامون۔ معتصم۔ واثق نے مصائب سے اور متوکل نے تعظیم وتکریم اور عطا و بخشش سے؛

امام کو چور کی نصیحت

امام موصوف کے لڑکے عبداللہ کہتے ہیں کہ میرے والد ہمیشہ کہا کرتے۔

"رَحِمَ اللہُ اَبَا الْھَیْثَمِ، غَفَرَ اللہُ لِاَبِی الْھَیْثَمِ"

خدا ابوالہیثم پر رحم کرے، خدا ابوالہیثم کو بخش دے۔ میں نے ایک دن پُوچھا: ابوالہیثم کون ہے؟ کہا، جس دن مجھ کو سپاہی دربار میں لے گئے اور کوڑے مارے گئے تو جب ہم راہ سے گزر رہے تھے، ایک آدمی مجھ سے ملا اور کہا مجھ کو پہچانتے ہو؟ میں مشہور چور اور عیار ابوالہیثم حدّاد ہوں۔ میرا نام شاہی دفتر میں ثبت ہے بارہا چوری کرتے پکڑا گیا اور بڑی بڑی سزائیں جھیلیں۔ صرف کوڑوں ہی کی مار اگر گنوں تو سب ملا کر اٹھارہ ہزار ضربیں تو میری پیٹھ پر ضرور پڑی ہوں گی۔ بااین ہمہ میری استقامت کا یہ حال ہے کہ اب تک چوری سے باز نہ آیا۔ جب کوڑے کھا کر جیل خانے سے نکلا سیدھا چوری کی تاک میں چلا گیا۔ میری استقامت کا یہ حال شیطان کی طاعت میں رہا ہے، دنیا کی خاطر، افسوس تم پر، اگر اللہ کی محبت کی راہ میں اتنی استقامت بھی نہ دکھلا سکو، اور دینِ حق کی خاطر چند کوڑوں کی ضرب برداشت نہ کرو۔ میں نے جب یہ سُنا تو اپنے جی کہا اگر حق کی خاطر اتنا بھی نہ کر سکے جتنا دنیا کی خاطر ایک چور اور ڈاکو کر رہا ہے تو ہماری بندگی پر ہزار حیف، اور ہماری خدا پرستی سے بُت پرستی لاکھ درجہ بہتر!

نمونہ کے طور چند مثالیں عرض کی گئیں اب ذیل میں امام احمد رضا قدس سرہٗ کی اپنی کیفیت بطور نمونہ ملاحظہ ہو۔

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ خود بتذکرۂ اعدا و حاسدین ارشاد فرمایا میری عمر اتنی گزری لوگ میری مخالفت ہی کرتے رہے ایک طرف کفار کا نرغہ

Marfat.com

دوسری طرف حاسدین کا مجمع مجھ سے بعض لوگوں نے کہا کر مجموعۂ اعمال بھرا ہوا ہے کوئی عمل کر لیجئے میں نے کہا جنہوں نے یہ تلواریں مجھے دی ہیں انہی کا یہ حکم ہے کر تلوار ہاتھ میں کبھی نہ لینا ہمیشہ ڈھال سے ہی کام لینا۔ (الملفوظات صـ ۵۹ ج ۴)

اس کے باوجود آپ پر اعدائے اسلام کے شدید سے شدید تر حملے ہوئے آپ کی سوانح عمری اس کی شاید کافی ہے۔ فقیر صرف ایک واقعہ جوکہ وہ بھی حاسدین کا عرض کردے اس سے اندازہ لگائیں کہ جب آپ کے حاسدین آپ کے ساتھ ایسا کر گزرتے تو پھر اعدائے دین کا کیا حال ہوگا۔

جناب سید الطاف علی بریلوی صاحب اپنا آنکھوں دیکھا حال تحریر فرماتے ہیں کہ " مولانا (احمد رضا خان قدس سرہٗ کے محلہ کے چاروں طرف ہندوؤں کی زبردست آبادی تھی۔ کوئی ایک راستہ بھی ایسا نہ تھا۔ جس کے ہر دو جانب کثیر التعداد ہندو نہ رہتے ہوں لیکن مولانا صاحب کا وقار جلال کچھ اس طرح کا تھا کہ ہندو مسلم فسادات کی سخت کشیدہ فضا میں بھی کبھی کوئی ناگوار واقعہ پیش نہ آیا۔ تقسیم ملک کی ہولناکیوں کا دور بھی گزر گیا۔ اور ان کے چھوٹے صاجزادے جناب مصطفٰے رضا خاں صاحب اور جملہ اعزہ و متوسلین بخیر و عافیت رہے۔ جسے میں قوت ایمانی اور عـ

دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی ترست

کا ایک نادر کرشمہ خیال کرتا ہوں۔

سیاسی نظریہ کے اعتبار سے مولانا احمد رضا خاں بلا شبہ حریت پسند تھے انگریز اور انگریزی حکومت سے دلی نفرت تھی "شمس العلماء" قسم کے کسی خطاب وغیرہ کو حاصل کرنے کا ان کو یا ان کے صاجزادگان مولانا حامد رضا خاں صاحب و مصطفٰے رضا خان صاحب کو کبھی تصور بھی نہ ہوا۔ والیان ریاست اور حکام وقت سے بھی مطلق راہ و رسم نہ تھی۔ بلکہ بقول الحاج سید ایوب علی صاحب مرحوم (جن کو

Marfat.com

۲۶ سال تک پیش کار رہنے، حضرت مولانا ڈاک کے لفافے پر ہمیشہ الٹا ٹکٹ لگاتے تھے۔ یعنی ملکہ وکٹوریہ، ایڈورڈ ہفتم اور جارج پنجم کے سر نیچے۔ اسی طرح حضرت کا عہد تھا کہ وہ کبھی انگریز کی عدالت میں نہ جائیں گے اس کا سب سے زیادہ مشہور واقعہ جو میرے مشاہدہ میں آیا علمائے بدایوں سے نماز جمعہ اذان ثانی نزد منبر یا صحن مسجد میں ہو، کے مسئلہ پر اختلاف تھا جس کی بناء پر مقدمہ بازی تک نوبت پہنچی۔ اہلِ بدایوں مدعی تھے۔ اور انہوں نے اپنے ہی شہر کی عدالت میں استغاثہ دائر کیا تھا۔ مولانا صاحب کے نام عدالت سے سمن آیا، اس پر حاضر نہ ہوئے تو احتمال گرفتاری کی بناء پر ہزاروں عقیدت کیش مولانا صاحب کے دولت خانہ میں جمع ہو گئے۔ نہ صرف جمع ہوئے بلکہ آس پاس کی سڑکوں اور گلیوں میں باقاعدہ ڈیرے ڈال دیئے۔ دن رات اس عزم کے ساتھ چوکسی ہونے لگی کہ جب وہ سب اپنی جانیں قربان کر دیں گے تو قانون کے کارندے مولانا کو ہاتھ لگا سکیں گے۔ فدا کاروں اور جانثاروں کا ہجوم جب بہت بڑھ گیا اور محلہ سوداگراں میں تل دھرنے کو جگہ نہ رہی تو گھنی آبادی سے دور مسجد نو محلہ کے قریب ایک کوٹھی میں حضرت کو منتقل کر دیا گیا اس کوٹھی کے سامنے گورنمنٹ ہائی سکول کا نہایت وسیع کمپاؤنڈ تھا۔ جس میں کئی لاکھ آدمی سما سکتے تھے۔ اسی کشاکش کے دوران بدایوں کی کچہری میں مقدمہ کی پیشیاں ہوتی رہیں۔ جن میں بکثرت لوگ بریلی سے بھی جاتے تھے۔ اہل بدایوں کا بھی خاصا اجتماع ہوتا۔ ایک دوسرے کے بالمقابل کیمپ لگتے۔ اور ہر لحہ باہمی تصادم کا خوف رہتا۔ ایک پیشی کے موقع پر میں ابھی اپنے چچا کے ہمراہ گیا تھا اور وہاں پہلی اور آخری بار میں نے اس دور کے مشہور ماہر قانون جناب مولوی حشمت اللہ بار ایٹ لاء کو دیکھا۔ یہ سر سیّد کے دوست تھے۔ ۱۸۹۲ء میں آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے اجلاس

Marfat.com

ہفتم دہلی کے صدر ہوئے۔ فی الوقت میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا لیکن میرا خیال ہے کہ مولوی حشمت اللہ صاحب ہی کی کوشش سے مقدمہ مذکور اس طرح خارج ہو گیا کہ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کی آن قائم رہی۔ یعنی وہ ایک مرتبہ بھی حاضر عدالت نہ ہوئے۔ اور نہ انہوں نے زبانی یا تحریری کسی قسم کی معذرت خواہی کی۔ کیونکہ بعدازاں انتہائی وسیع پیمانہ پر مبارک بادیوں کا سلسلہ کئی ہفتے جاری رہا۔ محلہ محلہ اور کوچہ کوچہ سے جلوس نکل کر سڑکوں پر اس طرح گشت کر کے مولانا صاحب کے دولت کدہ پر پہنچتے کہ چھڑکاؤ ہوتا جاتا۔ گلاب پاشی ہوتی۔ اور میلاد خوانوں کی ٹولیاں گلوں میں ہار ڈالے جھوم جھوم کر جوش و خروش کے ساتھ خود مولانا کا نعتیہ کلام بلاعت نظام پڑھتے جاتے، مٹھائی اور ہار پھولوں کی خوان پوش سینیاں بھی ساتھ جاتیں، جو منزل مقصود پر حضرت کی خدمتِ اقدس میں پیش کر دی جاتیں۔ حضرت ان سب چیزوں کو مجمع میں تقسیم کرا دیتے۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں کی زندگی کا تاریخی اہمیت رکھنے والا واقعہ تحریک خلافت و ترک موالات کے تحت ہندو مسلم اتحاد یعنی ہندوستان میں ہر دو اقوام کی متحدہ قومیت کی تحریک کی پُرزور مخالفت تھی۔ اس وقت صورت یہ تھی کہ جنگ طرابلس و بلقان المیۂ مسجد کانپور اور پہلی جنگِ عظیم میں سلطنت ترکی کی مکمل تباہی نے عامۃ المسلمین کو انگریزوں سے حد درجہ بدظن کر دیا تھا۔ ہندو بھی بعد از جنگ حکومت کی جانب سے موجودہ حکومت خود اختیاری نہ دیئے جانے اور جلیانوالہ باغ کے ہولناک قتل عام کی وجہ سے سخت مشتعل تھے نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں کے خلاف تحریک ترک موالات اور تحریک خلافت زور شور سے شروع ہو گئی، جس میں ہندو اور مسلمان متفقہ طور پر بڑھ چڑھ کر حصّہ لے رہے تھے۔ ہندو مسلم بھائی بھائی اور متحدہ قومیت کا جذبہ اس قدر عروج کو پہنچ گیا تھا کہ آریہ سماجی لیڈر شردھانند

Marfat.com

جیسے اسلام دشمن کو جامع مسجد دہلی میں تقریر کے لیے لا کھڑا کیا گیا۔

انگریز دشمنی میں جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب اور ان کے متبعین بھی کسی سے پیچھے نہیں تھے۔ لیکن ان کے یہاں ہندو دوستی بھی پسند نہیں کی جاتی تھی اور وہ مشرکین سے موالات کو ملتِ اسلامیہ کے لیے خودکشی کے مترادف سمجھتے تھے۔ لہذا ان کی جانب سے مخالفت کا زبردست دھماکہ ہوا۔ ایسا دھماکہ کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اس کی گونج دور دور تک پہنچ گئی۔ مولانا کو یقین تھا کہ مسلمان ہندو قومیت میں ضم ہو گئے تو نہ صرف ان کا دین و ایمان خراب ہو جائے گا۔ بلکہ ان کا سیاسی مستقبل بھی تاریک ہو جائے گا۔ انگریزوں کے جانے کے بعد جو جمہوری نظامِ حکومت قائم ہو گا اور مذہبی بنیاد پر اکثریت و اقلیت کا تعین ہو گا۔ اس میں مسلمانوں کی نمائندگی برائے نام رہ جانے کے باعث وہ اپنے قومی و ملی تشخص سے بالکلیہ محروم ہو جائیں گے۔ ان کا مذہب، کلچر اور زبان سب فنا کے گھاٹ اُتر جائیں گے۔ اسی تاثیر کے تحت امامِ اہلِ سنت مولانا احمد رضا خاں اور ان کی جماعت اہلسنت کے ارکان و اکابر نے ہندوستان کے طول و عرض کے دورے کیے گھر گھر پیغام حق پہنچایا۔ کانگریسی مسلمانوں، بالخصوص جمعیۃ العلمائے ہند اور فرنگی علماء سے بڑے بڑے معرکے کے مناظرے اور مقابلے ہوئے۔ اور یہ ان کی حق گوئی کا نتیجہ تھا کہ چند سال نہ گزرنے پائے تھے کہ ہندو مسلم موالات کا طلسم ٹوٹ گیا، روزمرہ کی زندگی اور سرکاری و نیم سرکاری محکموں میں ہندوؤں کی جارحانہ بالادستی اور خود غرضی کھل کر سامنے آ گئی شدھی سنگھٹن کی قابلِ نفرت تحریک نے بھی جنم لے کر آناً فاناً ہولناک صورت اختیار کر لی۔ بظاہر غیر متعصب ہندو کانگرسی رہنماؤں کی مسلم دوستی کی بھی نہرو رپورٹ کی شکل میں حقیقت عیاں ہو گئی۔

ان حقائق کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ نے جو دو قومی نظریہ پیش کیا تھا۔ اس کو پورے زور شور کے ساتھ عملی جامہ حضرت مولانا احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے عقیدت کیشوں نے پہنایا۔ بعد ازاں محمد علی جناح نے ۱۹۳۶ء سے اس نظریہ کو نہایت منظم بنیادوں پر پایۂ تکمیل کو پہنچایا اور پاکستان وجود میں آیا۔

فانی ز حیاتِ من آشفتہ چہ پرسند
مرگے است کہ از ہستی جاوید پیام است

ماہنامہ ترجمان لاثانی۔ علی پور شریف

۲۲۔ ناتوانی کا بھلا ہو بن گئے
نقش پائے طالبانِ یار ہم

۲۲۔ شرح

عاجزی و انکساری کا خدا بھلا کرے کہ اب ہمیں یہ مرتبہ نصیب ہے کہ ہم محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشاق و خدام کے نقش قدم بن گئے ہیں۔

اس شعر میں اقتدائے اسلاف پر اظہارِ مسرت ہے کہ ہم نے اگر عاجزی و انکساری اور اسلاف کی تعظیم و ادب کا طریقہ اختیار کیا ہے تو ہمیں صلہ سے بھی بہتر سے بہتر حاصل ہوا کہ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنا نصیب ہو گیا ہے یہ امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کا نہ صرف دعویٰ ہے بلکہ ایک حقیقت ہے جو آپ کی سوانح عمری پڑھنے والوں پر عیاں ہے۔

حضرت سید شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کے ارادت مندوں میں شامل تھے امام احمد رضا عقائد و افکار میں متقدمین اور سلف و صالحین کے پیرو تھے.....

Marfat.com

انہوں نے اپنے دور میں سیاست و مذہب میں تجدید و احیاء کر کے پاسبانیٔ ملت کے اہم فرائض انجام دیئے۔۔۔۔۔ غالباً اسی لیے بعض علماء عرب و عجم نے ان کو مجدد کہا۔۔۔۔۔۔

امام احمد رضا ہر کلمہ گو کو مسلمان قرار دیتے تھے مگر وہ روح اسلام کو اس کے قول و عمل میں جیتا جاگتا دیکھنا چاہتے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ تاریخ کے تہذیبی و تمدنی عمل کے پیش نظر وہ اس حد تک چھوٹ دیتے تھے جس حد تک قول و عمل شریعت سے متصادم نہ ہوں۔۔۔۔۔۔ وہ ہر اس شخص کو جو دین میں نئی نئی باتیں داخل کرتا ہے بدعتی قرار دیتے تھے۔۔۔۔۔۔ اور ہر اس شخص کا تعاقب کرتے جو ان کی نظر میں تجدید کے بہانے بے راہ روی اختیار کرتا تھا۔

امام احمد رضا نے معاشرے کی خلاف شرع عادات اور رسوم پر تنقید کی اور اس طرح تجدید و اصلاح کی ذمہ داری پوری کی۔۔۔۔۔۔ اسلامی معاشرے کے بعض لوگ فرائض و سنن کو چھوڑ کر مستحبات و مباحات کے پیچھے لگے رہتے ہیں۔۔۔۔۔۔ امام احمد رضا کی نظر میں ایسے لوگوں کی نیکیاں مردود ہیں (اعزالاکتنا فی رد صدقۃ مانع الزکوٰۃ ص ۱۰) ۔۔۔۔۔۔

بعض لوگ شریعت و طریقت کو الگ الگ خانوں میں تقسیم کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔ امام احمد رضا اس تقسیم کا سختی سے رد کرتے ہیں۔ اور طریقت کو عین شریعت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

"شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن عظیم باطل و مردود فرما چکا ہے۔"

(مقال العرفاء باعزاز شرع و علماء ص ۷)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں

"یہ قول کہ شریعت چند احکام فرض واجب و حلال و حرام کا نام ہے محض

Marfat.com

اندھاپن ہے۔ شریعت تمام احکام جسم و جان و روح و جملہ عُلومِ الٰہیہ و معارف نامتناہیہ کو جامع ہے جن میں سے ایک ٹکڑے کا نام طریقت و معرفت ہے۔

شریعت ہی صرف وہ راہ ہے جس سے وصول الی اللہ (خدا تک پہنچنا) ہے اور اس کے بغیر آدمی جو راہ چلے گا اللہ کی راہ سے دور پڑے گا۔

طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت ہی کی اتباع کا صدقہ ہے شریعت منبع ہے اور طریقت اس میں سے نکلا ہوا ایک دریا بلکہ شریعت اس مثال سے بھی متعالی بُلند ہے۔ شریعت کی حاجت ہر مسلمان کو ایک ایک سانس ایک ایک پل ایک ایک لمحہ پر مرتے دم تک ہے اور طریقت میں قدم رکھنے والوں کو اور زیادہ کہ راہ اسی قدر باریک اسی قدر ہادی کی زیادہ حاجت ہے۔

۲۳- دل کے ٹکڑے نذر حاضر لائے ہیں
اے سگانِ کوچۂ دلدار ہم

ہم دل کے ٹکڑے محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گلی کے کتوں کے لئے نذرانہ کے طور لاتے اے سگان مدینہ ہمارا یہ حقیر سا نذرانہ قبول فرمائیے۔

سگانِ طیبہ کا ادب

ہر عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی طریقہ رہا کہ وہ مدینہ پاک کے سگانِ باکمال کا ادب اور ان سے پیار رکھتے ہیں اور یہی عاشق صادق کی علامت ہے۔

مواہب لدنیہ شریف میں ہے ؎

رَاَی الْمَجْنُوْنُ فِی الْبَیْدَاءِ کَلْبًا — فَجَرَّ اِلَیْہِ لِلْاِحْسَانِ ذَیْلًا

فَلَامُوْہُ عَلٰی مَا کَانَ مِنْہُ — وَقَالُوْا مَا مَنَحْتَ الْکَلْبَ نَیْلًا

فَقَالَ دَعُوا الْمَلَامَ فَاِنَّ عَیْنِیْ — رَاٰہُ مَرَّۃً فِیْ حَیِّ لَیْلٰی

Marfat.com

جنگل میں مجنوں نے کتا دیکھا تو اس کی خاطر مدارت کی لوگوں نے ملامت کی کہ کتے سے اتنا بڑا سلوک کیوں. فرمایا یارو ملامت نہ کرو میں نے اسے لیلیٰ کی گلی میں دیکھا تھا۔

فائدہ غور فرمائیے کہ مجازی عشق نے ایک معمولی سی نسبت کہ صرف ایک دفعہ گلی میں کتے کو دیکھا تو اب وہ بھی پیارا ہے اگر یہ عشق صحیح ہو تو رنگ لاتا ہے یہی وجہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور علیہ السلام سے صحیح اور سچا عشق تھا اسی لیے ان کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہر کمال کو تسلیم کرنا ان کی پختگی کی دلیل تھی۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی والدہ کا ذوق

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَتْ لِیْ ذُؤَابَةٌ فَقَالَتْ لِیْ اُمِّیْ لَا اَجُزُّهَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْخُذُ بِهَا۔ (ابوداؤد جلد ثانی ص۲۲۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے چند بال بڑھے ہوئے تھے میری والدہ نے مجھ سے فرمایا کہ بیٹا میں ان زلفوں کو نہیں کاٹوں گی کیونکہ حضور علیہ السلام ان زلفوں کو ایک بار اپنے ہاتھوں سے نوازا تھا۔

فائدہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بالوں کو صرف اتنا نسبت تھی کہ ان پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک ہاتھ لگ گئے اب ان سے صحابیہ رضی اللہ عنہا کو اتنا پیار کہ اسے کاٹنا گوارہ نہیں حالانکہ حضور علیہ السلام نے ایسی تعلیم لفظاً (صراحتہً) نہیں دی تو کیا تھا. کہنا پڑے گا عشق رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور قاعدہ ہے کہ عشق تعلیم کا محتاج نہیں ع

Marfat.com

عاشقا نرا بدلیل چہ کار

عشاق کو دلیل کی کیا ضرورت (عشق خود استاد)

سیدنا اُویس قرنی رضی اللہ عنہ نے کون سے کورس پاس کئے وہ یہی عشق تھا کہ اب خود حضور سرور عالم فرما رہے تھے کہ مجھے رحمٰن کی خوشبو مین سے آتی ہے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت مبارک سے پیار و عقیدت نصیب ہے تو سمجھ لو ایمان کامل ہے اگر کسی چکر بازی کی چکری سے حدیث ضعیف یا کسی اور شک وشبہ میں ہیں تو ابھی سے ایمان کا علاج کراؤ۔ ورنہ جہنم میں جانا پڑے گا پھر نہ کہنا کہ کسی نے بتایا نہ تھا۔

وہ عاشقان زار جنہوں نے سگان طیبہ سے اظہارِ محبت وعقیدت فرمایا۔
حضرت سید پیر جماعت علی محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق۔

مدینہ منورہ کے ادب وعشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بے پناہ جذبہ کا صحیح واقعہ احرار کے مولوی عطاء اللہ بخاری نے چشم دید مولوی داؤد غزنوی سے حدیث اکثر مرتبہ جلسہ عام میں سنایا اور کہا کہ عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری سے سیکھو، مولوی داؤد غزنوی نے اپنا چشم دید واقعہ حضرت بخاری صاحب کو سنایا کہ مدینہ منورہ باب السلام کی طرف کتے سڑکوں پڑے ہوئے تھے کسی نے ایک کتے کی ٹانگ پر لاٹھی دے ماری اور کتا چیخ مارے لنگڑاتا ہوا جارہا تھا کہ اچانک پیر صاحب آنکلے اور آپ نے بے ساختہ فوراً کتے کو پکڑ کر اپنی گود میں بٹھا لیا اور اس شخص سے ناراضگی میں فرمایا او ظالم یہ نہ دیکھا کہ یہ سگانِ مدینہ میں سے ہے آپ نے اپنے عمامہ میں سے پٹی پھاڑ کر اس چوٹ پر باندھی اور بازار سے مٹھائی منگوا کر اپنے ہاتھ سے کھلائی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ رضائے مصطفےٰ

(پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری)

Marfat.com

آدابِ مدینہ

آپ کی زندگی کا نصب العین عشق مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم رہا۔ آپ مدینہ شریف کے شجر حجر چرند پرند اور خاک وغبار کی بھی عزت کرتے تھے آپ مدینہ منورہ کی مہندی پاؤں کو لگانے سے منع کرتے۔ آپ نے تمام عمر مدینہ منورہ کا دانہ کھایا۔ آپ نے تقریباً ۶۲ مرتبہ حج بیت اللہ شریف کی زیارت مدینہ منورہ کا شرف حاصل کیا۔ مدینہ شریف سے واپسی پر اجناس گندم، چاول، چینی، دالیں وغیرہ اشیاء — اور مدینہ شریف کی صراحی میں پانی بھر لاتے اور یہاں ان میں ملاتے رہتے۔ ختم نہ ہونے دیتے اس طرح تمام عمر مدینہ منورہ ہی کا کھایا پیا۔ مدینہ منورہ کی خاکِ پاک کی ادب و عشق کا غلبہ اس قدر تھا کہ آپ نے مدینہ منورہ سے پھل دار پودے انار لیموں وغیرہ گملوں میں اپنے ہمراہ لاکر علی پور شریف کے باغ میں لگائے اور اب یہ پھلدار درخت بن چکے ہیں۔ علی پور کی سرزمین کو مدینہ منورہ کی آب و گل کے خمیر کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔

حضرت حافظ شیرازی قدس سرہٗ

آپ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سگاں کوئے کا اظہارِ آرزو کرتے ہیں

شنیدہ ام کہ سگانرا قلادہ می بندید
چرا بگردن قاضی حافظ نیگفنی رسنے

ترجمہ: میں نے سنا ہے کہ کتوں کے گلے میں پٹہ ڈالتے ہیں۔ پھر اے یار و حافظ کی گردن میں رسی کیوں نہیں باندھتے ہیں۔

شیخ سعدی قدس سرہٗ۔ بارگاہ رسالت التحیۃ والثناء میں عرض کرتے ہیں

چہ کند سعدی مسکین کہ صد جان
سازیم فدائے سگ دربان محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

Marfat.com

ترجمہ :- سعدی (رحمۃ اللہ علیہ) کی ایک جان کیا ہے سو جانیں ہوں تو حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربان کے کتے پر واردوں۔

شرح :- ناظرین غور فرمائیں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ صرف ایک جان پر راضی نہیں بلکہ دوصد (۲۰۰) جس سے اَن گنت جانیں قربان کرنے کو تیار ہیں اور وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کتے پر نہیں بلکہ آپ کے دربار عالی کے دربان کے کتے پر اتنا بہت بڑی دُور کی نسبت اور بہت بڑی قربانی۔ یہ سب کچھ محبت و عشق سے

حضرت خواجہ خواجگان خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ نے فرمایا ہے

ہے نیڈے در دے کتیاں نال ادب

یعنی اے شاہ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے دروازہ پاک پر دیگر مقیمین تو عالی مرتبہ ہیں ان کی شان تو بلند و بالا ہے مجھے تو آپ کے سگان کوچے کا ادب ہے۔

حضرت نورالدین علامہ عبدالرحمن عارف جامی قدس سرہٗ جو درسی کتاب شرح جامی کے علاوہ بیسوں کتابوں کے مصنف ہیں فرماتے ہیں ؎

سگ تو دوش بجامی فغان کناں می گفت

خموش باش کہ از نالۂ ات بدرد سریم

اے محبوب مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزشتہ شب کو جامی آپ کے حضور میں آہ و فغاں کر رہا تھا کہ آپ کے در اقدس کا کتا کہتا تھا کہ خاموش ہو جا اس لئے کہ تیرے شور و فغاں اور آہ و نالہ سے میرے سر میں درد ہوتا ہے۔

شرح :- شعر کی نزاکت دیکھئے کہ عاشق کہتا ہے جب میں اپنی درد بھری فریاد اپنے محبوب کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کرتا ہوں تو آپ کے دروازے کے کتے ایسے نازک مزاج ہیں وہ میری آہ کو سُن کر مجھ سے فرماتے ہیں

Marfat.com

جامی خاموش رہ تیری آہ وفریاد سے ہمارے آرام میں خلل واقع ہوتا ہے۔

۲۔ من کیستم دمے دوستی زنم
کمیں سگان کوئے تویک کمترین منم

میں کون جو آپ سے دوستی کا دم بھروں۔ میں آپ کے دروازہ کے کتوں میں سے ایک ادنیٰ سگ ہوں۔

دوسرا شعر بھی عاجزی وانکساری میں کچھ کم نہیں۔ ہم دوستی کے لائق بھی کب ہیں اگر آپ کے در کے کتوں سے ایک ادنیٰ سگ لکھا اور کہا جاؤں تو بھی غنیمت ہے۔

۳۔ اور فرمایا ؎

سگت را کاش جامی نام بودے
کہ گاہے بر زبانت رفتہ بودے

کاش آپ کے کتے کا نام جامی ہوتا کبھی تو یہ نام آپ کی زبان مبارک پر جاری ہو جاتا۔

حضرت مولانا قدسی رحمۃ اللہ علیہ کچھ آگے بڑھ کر کہا چنانچہ اپنے قصیدہ میں لکھا

نسبت بسگت کردم وبس منفعلم
زانکہ نسبت بسگت کوئے تو شد بے ادبی

ترجمہ:۔ میں نے اپنے آپ کو آپ کے کتوں سے منسوب کیا ہے یہ میری غلطی ہے کیونکہ آپ کے کتوں کی بے ادبی ہے کہ میرے جیسے ان سے منسوب ہوں۔

تشریح:۔ اس میں بہت زیادہ نزاکت ہے بایں معنیٰ کہ سرکار کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اتنا ذی قدر ہیں کہ ہمارے جیسوں کا آپ کے سگان درگاہ سے منسوب ہونا ان کے سگان درگاہ کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔

Marfat.com

حضرت شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہٗ

مولانا محمد برخوردار ملتانی محشی نبراس شرح شرح عقائد نے اپنی تصنیف غوث اعظم میں لکھا کہ

ایک دفعہ حضرت شہباز طریقت حلال نکات حقیقت موردِ عنایات ربانی مداح غوث صمدانی حضرت خواجہ خواجگان محمد سلیمان تونسوی روح اللہ وجہہٗ وافاض علینا فتوحہ کے حضور میں کسی مرید نے یہ مصرعہ پڑھا۔

بر شیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

حضرت تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے ذوق وشوق سے فرمانے لگے کہ میاں تم ایسا پڑھتے لیکن ہم تو یہ اعتقاد رکھتے اور یوں پڑھا کرتے ہیں۔ ؏

بر پیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی ۔

اس کا پہلا مصرعہ یوں ہے ؎

سگ درگاہ میراں شو گر خواہی قرب سلطانی

حضرت شیخ محقّق رحمۃ اللہ علیہ

سیدنا شاہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے قلمی دستخط جو انہوں نے حاشیہ عضدی کے آخری صفحہ پر تحریر فرمائے وہ یہ ہے۔

العبد العاصی[1]

کلب القادریہ عبد الحق بن سیف الدین الدہلوی البخاری۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ

اب ہم حق بجانب ہیں کہ امام احمد رضا

---

[1] اس کی فوٹو کاپی فقیر کو مولانا تاج محمد صاحب نے پشاور سے بھجوائی تھی جو فقیر کے پاس محفوظ ہے۔

Marfat.com

قدس سرہٗ مجدد برحق مانیں کہ انہوں نے بھی وہ کیا اور کہا جو اسلاف صالحین رحمہم اللہ نے کیا اور کہا۔ آپ اکثر اپنی تصانیف کے آخر میں لکھتے ہیں۔

احد کلاب الباب النبوی احمد رضا

احمد رضا باب نبوی کا ایک کتا

اور حدائق بخشش میں درجنوں مقامات پر سگ مدینہ کے لیے فرمایا ؎

(۱) پارۂ دل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضاؔ

ان سگان کو سے اتنی جان پیاری واہ واہ

شرح:۔ اعلحضرت قدس سرہٗ کی عقیدت ملاحظہ ہوں کہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سگان کو سے اپنی جان کا تحفہ ونذرانہ پیش کرنے کو تیار ہیں۔ بلکہ یہ نذرانہ پیش نہ کر سکے تو اسیر حسرت کا اظہار فرمایا۔

سگانِ طیبہ کا ادب

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ جو سگانِ طیبہ کے ساتھ اظہارِ ادب فرمایا ہے۔ وہ بھی ملاحظہ ہو۔ ؎

خوف ہے سمع خراشئ سگِ طیبہ کا

ورنہ کیا یاد نہیں نالۂ وفغاں ہمکو

اور فرمایا ؎

سگِ کوئے نبی ویک نگہے

من دتا حشر جان نثار ہما

کوئے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک نگاہ چاہیئے۔ میں تا حشر اس پر جان چھڑکتا ہوں۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں عرض گزار ہیں ؎

Marfat.com

تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دُور کا ڈورا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹہ تیرا۔

نیز سیدنا حسّان رضی اللہ عنہ کے حضور میں یوں اظہار عقیدت فرمایا ؎
کرم نعت کے نزدیک تو کچھ دور نہیں
کہ رضائے عجمی ہو سگ حسّان عرب (رضی اللہ عنہ)

اور فرمایا ؎

رضا کسی سگ طیبہ کے پاؤں بھی چومے
تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

اور فرمایا ؎
پارۂ دِل بھی نہ نکلا دل سے تحفے میں رضا
ان سگانِ کُو سے اتنی جان پیاری واہ۔ واہ

نسبت بسگ کے دلائل

اس موضوع پر فقیر کی تصنیف بنام نسبت بسگت معروف ہے۔ اس میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ یہ نسبت اہلِ سنت کو کیوں مرغوب ہے۔ اس کی تلخیص ملاحظہ ہو۔

اہلسنت بزرگوں کی طرف اپنے آپ کو سگ کی نسبت کیوں کرتے ہیں اس کے چند وجوہ ہیں۔

علامہ کمال الدین محمد بن موسیٰ الدمیری المتوفی ۸۰۸ھ رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے

Marfat.com

ہیں کہ اَلْکَلْبُ حَیَوَانٌ شَدِیْدُ الرِّیَاضَۃِ کَثِیْرُ الْوَفَاءِ (حیوۃ الحیوان ص۲۲۵ ج۲ وعجائب المخلوقات للقزوینی ص ج۲) یعنی کلب ایک حیوان ہے جو ریاضت بسیار کی عادت کے علاوہ وفا کا مجسمہ ہے چونکہ ہم اہلسنّت کے بزرگوں کے آداب و تادیب اور محبت والفت میں بڑے محتاط ہیں۔ اور پھران سے وفاداری کا کیا کہنا کہ جان جائے تو جائے لیکن ان کی آن میں آنچ نہ آئے بلکہ اس سے مزید براں یہ ہے کہ کُتّا اپنے مالک سے اتنا الفت ومحبت رکھتا ہے کہ جس کی نظیر عالم امکان میں نہ صرف غیر ممکن ہے بلکہ محال ہے۔ چنانچہ علامہ موصوف اس کے آگے چل کر لکھتے ہیں۔

وَمِنْ طَبَاعِہٖ الْبَصْبَصَۃُ وَالزُّلْفٰی وَالتَّوَدُّدُ التَّالُفُ بِحَیْثُ اِذَا دُعِیَ بَعْدَ الْغَرَبِ وَالطَّرُوْکَۃِ مالک کی چاپلوسی اور اس کے ہر معاملہ سے رضامندی اور اس سے محبت والفت پر ایسا خوش وخرم ہے کہ اس سے سخت مارپٹائی کے باوجود جب اسے مالک بلائے تو دُم ہلاتا ہوا قدموں پر گر جاتا ہے اور اس کے قدم چومنے کو باعثِ فخر سمجھتا ہے۔ اگر مالک اسے اپنے در سے لاکھ بار ہٹائے بعینہٖ عاشقِ ولی اور سنی مسلمان کی عادت ہے کہ وہ اولیائے کاملین کے عشق ومحبت میں کیا کچھ نہیں کرتا وہی کرتا ہے جو کُتّا اپنے مالک کے ساتھ کرتا ہے پھر جس طرح کتا اپنے مالک کے مال اور عزت وآبرو کی نگرانی میں جان تک کی پرواہ نہیں کرتا مالک کو خبر ہو یا نہ غفلت کی حالت ہو یا جیسے ہی یہی وجہ ہے کہ یہ رات کے اکثر حصّہ میں بیدار رہتا ہے۔ اور دن کو نیند کرتا ہے صرف اسی لیے کہ مالک کی عزت وآبرو میں آنچ نہ آئے اسی طرح سنی مسلمان ہر وقت شانِ نبوت وِلایت کا نگران ہے یہی وجہ کہ اس کی دشمنِ نبی ولی سے ہر وقت لڑائی ہے یہاں تک کہ شانِ نبوت وولایت کے گستاخ سے کٹ مرتا ہے خواہ اس کا وہ کتنا ہی عزیز نقصان کیوں نہ ہو۔ علامہ موصوف اسی کتاب میں فرماتے ہیں کہ وَیَقْبَلُ التَّادِیْبَ وَالتَّلْقِیْنَ وَالتَّعْلِیْمَ حَتّٰی لَوْ وَضَعَتْ

Marfat.com

عَلٰی رَأْسِہٖ سِرَاجَۃٌ وَطُرِحَ لَہٗ مَاکُوْلٌ لَمْ یَلْتَفِتْ اِلَیْہِ مَا
دَامَ عَلٰی تِلْکَ الْحَالَۃِ فَاِذَا اَخَذَتِ الْمُسْرَجَۃُ عَنْ رَأْسِہٖ وَثَبَ
اِلٰی مَاکُوْلِہٖ ص ۲۲۶/۲ یعنی کتے میں مالک کی تعلیم وتادیب کا بڑا اثر ہے۔
یہاں تک کہ اگر اس کے سر پر چراغ جلتا ہوا رکھ دو اور پھر آگے کھانا رکھا ہو تو
کھانے کی طرف توجہ تک بھی نہیں کرے گا ہاں جب اسی سے چراغ اٹھالو تو پھر کھانے
کو منہ لگائے گا یہی وجہ ہے کہ اسے تعلیم وتادیب کے بعد شکار کے لیے چھوڑ دیا
جائے تو وہ اسے صحیح سالم لاتا ہے۔ اگرچہ وہ مار کے لائے تب بھی اس کا کھانا حلال طیب
ہے بشرطیکہ چھوڑتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر پڑھی جائے۔ سنی مسلمان ولی اور نبی کی
تعلیمات کا عاشق ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی خواہشات کو تعلیمات نبوت وولایت پر
قربان کرتا ہے۔ سب سے بڑی اعلٰے صفت کتے میں یہ ہے کہ اپنے مالک اور اس کے
متعلقین احباب سے مانوس ومالوف ہے یہاں تک کہ اگر پاگل ہو جائے تب بھی
مالک کی جوتیوں پر قربان رہتا ہے اسی طرح سنی اولیاء وانبیاء سے اتنا عشق رکھتا
ہے کہ دنیا سے کتنا ہی دور ہو لیکن شان نبوت وولایت میں زبان دراز نہیں ہوتا۔

فائدہ وجوہ مذکورہ کی بنا پر اولیاء کا سگ کہلانا تفاول پر دلالت کرتا
ہے۔ لیکن میرے نزدیک اور وجہ بھی ہے وہ یہ کہ سنی اللہ
والوں سے (خواہ واقف ہو یا غیر واقف دور کا ہو یا قریب کا) محبت کرتا ہے بلکہ ان کا
ادب کرتا ہے۔ کما قال العلامۃ الموصوف فی کتابہ المعروف ومن عجب طباعہ
اَنَّہٗ یُکْرِمُ الْجِلَّۃَ مِنَ النَّاسِ وَاَھْلَ الْوَجَاھَۃِ وَلَا یُنْبَحُ بَلْ جَاءَ عَنْ طَرِیْقِہٖ
یہ عجائب عالم میں سے ہے کہ کتا باوجودیکہ اجنبی لوگوں کا دشمن ہے لیکن ولی اللہ کا محب
اور عاشق ہے اسی وجہ سے اصحاب کہف کا کتا اولیاء کی صحبت سے کیا سے کیا ہو گیا۔

Marfat.com

اصحاب کہف روزے چند
پئے نیکاں گرفت مردم شد

موصوف نے اپنی کتاب معروف میں دو مقام پر نقل فرمایا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اصحاب کہف کی ملاقات کی دعا کی تو خدا تعالیٰ نے فرمایا آپ سے ان کی ملاقات آخرت میں مقدر کی گئی ہے البتہ اپنے چار یاروں کو بھیج کر ان سے اپنی رسالت کا پیغام دے سکتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا انکے پاس کیسے پہنچنا چاہیئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا اپنی چادر پھیلا دیجئے اور ایک کنارہ پر صدیق کو دوسرے پر فاروق کو تیسرے پر عثمان چوتھے پر حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بٹھلائیے اور سلیمان علیہ السلام کی ہوا کو حکم دیں۔ ایک روایت میں تیسرے پر حضرت علی اور چوتھے پر حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نام ہے۔ تاکہ انہیں غار پر پہنچادے آپ نے ہوائے سلیمان کو فرمایا اس نے ان حضرات کو غار پر پہنچایا۔ دروازہ کھولا تو کُتّے نے آنکھ کھولی دروازے روشنی کو دیکھ کر ان حضرات پر حملہ آور ہوا لیکن جب ان حضرات کے چہرہ پر نگاہ پڑی تو طرق راسہ

اَوْمَاءَ اِلَیْھِمْ بِرَاسِہٖ اَنْ اُدْخُلُوْا : اپنی عادت کے مطابق سر اور دم ہلاتا اپنے سر سے غار میں داخل ہونے کا اشارہ کیا الخ صبح ۲۳۷/۲ و صبح ۲۴۸/۲ اس سے ثابت ہوا کہ چونکہ اولیاء و انبیاء کا عاشق زار اور پورا خدمت گار اور نیاز مند ہے اسی لیے اصحاب سنن اپنے آپ کو اولیاء و انبیاء کے سگ کہلاتے ہیں۔

اس نشانی کے جو سگ ہیں وہ نہیں مارے جاتے
ابد تک رہے میرے گلے میں ڈورا تیرا

اور چونکہ عرب میں ہے کہ شئے کے ساتھ معمولی نسبت کی وجہ سے نام بھی رکھ دیتے ہیں چنانچہ عرب میں کہد، اسد وغیرہ اسماء موجود ہیں ان سے پوچھا جائے کہ تم یہ نام کیوں رکھتے ہو تو کہتے ہیں کہ

Marfat.com

اسد و فہد میں دشمن پر حملہ کرنے اور اس پر غلبہ پانے کی عادت ہے اور ہم اپنے بچوں کے لیے تفاول سمجھتے ہیں کہ اس نام کی تاثیر سے اپنے دشمنوں پر حملہ آور ہو کر غالب ہو سکے اسی وجہ سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جدِ امجد کا اسم گرامی کلاب بن مرہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے۔ اور اس میں یہی تفاول مقصود ہے۔ چنانچہ علامہ دمیری نے فرمایا وَکِلَابٌ اِمَّا مَنْقُوْلٌ مِّنَ الْمَصْدَرِ الَّذِیْ هُوَ فِی الْمُکَالَبَۃِ نَحْوُ کَالَبْتُ الْعَدُوَّ مُکَالَبَۃً الخ ص ۲۲۵/۲ ثابت ہوا کہ ہم اہلسنت کا اولیاء و انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام کا سگ کہنا ایک تفاول کی بناء پر ہے جو شرعاً ممنوع و نامشروع نہیں۔

فائدہ اسلاف میں بھی کسی نے ایسے کہا ہے یا نہ اولاً تو مخالفین اسلاف کے عادات و اطوار کے قائل نہیں کیونکہ اہل ہوا ہیں انہیں بزرگوں سے کیا واسطہ ورنہ چند ایک اسلاف کے حوالہ جات درج ذیل ہیں۔ ابن خلکان مشہور مؤرخ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ اَنَّ الْحُسَیْنَ بْنَ اَحْمَدَ الْمَعْرُوْفُ بْنُ الْحَجَّاجِ الشَّاعِرِ مَشْهُوْرٌ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاۃُ اَوْصٰی بِاَنْ یُّدْفَنَ عِنْدَ رِجْلَیِ الْاِمَامِ مُوْسٰی بْنِ جَعْفَرَ اَحَدُ الْاَئِمَّۃِ الْاِثْنٰی عَشَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَلٰی رَایِ الْاِمَامِیَّۃِ وَاَنْ یَّکْتُبَ عَلٰی قَبْرِہٖ وَکَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْهِ بِالْوَصِیْدِ۔ حیوۃ الحیوان ص ۲۲۹/۲

اس روایت سے ثابت ہوا کہ حسین بن احمد مرحوم نے اپنے آپ کو لکھوایا جو ان کی قبر پر تا عرصہ کثیر مکتوب رہا۔ اصحابِ کہف کے کُتے کے متعلق بعض مفسرین مثلاً طبری وغیرہ کی یہی روایت ہے کہ کلبہم سے حقیقی کُتا مراد نہیں بلکہ ان کا ایک خادم تھا جس نے غار پر بیٹھ کر ان کے واپس تشریف لانے کا انتظار میں بڑی مدت گزار دی باین مناسبت کہ جس طرح کُتا اپنے مالک کے دروازہ کو نہیں چھوڑتا۔

Marfat.com

اسی طرح اس نے اپنے بزرگوں کے دروازہ کو نہ چھوڑا۔ اب اس کے نام کو ترک کر کے اسے کلبھم یعنی اولیاء و اصحاب کہف کا سگ کہا گیا (سگ قادریہ کی طرح) چنانچہ اس روایت کی تائید حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی قرأت سے بھی ہوتی ہے کہ آپ نے کلبھم کے بجائے کالبھم پڑھا ہے یعنی ان کا وہی خادم جوان کے انتظار میں رہا۔ (حیوۃ الحیوان صہ ۲۳۶/۲)

حکایت مولانا مرید غوث مرحوم جو نہایت متقی فاضل اور بڑے پایہ کے عالم دین تھے۔ حضرت خواجہ شاہ سلمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے آستان پر فوت ہوئے قبل از فوتیدگی اپنے احباب کو وصیت فرمائی کہ میں تھوڑی دیر کے بعد مر جاؤں گا اور آستان عالی میں چادر تانے پڑا ہوں گا۔ حضرت سجادہ نشین خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ کو عرض کرنا کہ اپنے کُتّے کو آستان سے اٹھوا کر دفن کراؤ وغیرہ وغیرہ۔ ان کے علاوہ متعدد بزرگوں کے واقعات حالات ملتے ہیں اختصار کے پیش نظر ان تین حوالوں پر اکتفا کیا گیا۔

کُتّے کی وفاداری کی حکایات

ایسی حکایات بے شمار ہیں فقیر صرف دو حکایتیں نقل کرتا ہے۔

حکایت حارث بن صمعہ کے چند دوست تھے وہ ان سے کبھی جدائی گوارا نہیں کرتا تھا ان کی محبت میں جان دینے کو تیار ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ انہیں کہیں سیر و تفریح کے لیے لے گیا۔ اس کا ایک دوست رات کو چوری کر کے گھر پہنچ کر اس کی عورت کے ہاں پہنچ گیا اس کی عورت نے اُسے کھلایا پلایا پھر دونوں ایک بستر پر لیٹ گئے۔ حارث کے گھر ایک کتا تھا اس نے غیرت سے دونوں پر حملہ کر کے دونوں کو مار ڈالا جب حارث واپس گھر لوٹا تو دونوں

Marfat.com

کو مرا ہوا دیکھ کر یہ شعر پڑھا سہ

وَمَا زَالَ یَرْعیٰ ذِمَّتِیْ وَیَحُوْطُنِیْ

وَیَحْفَظُ عِرْسِیْ وَالْخَلِیْلُ یَخُوْنُ

فَیَا عَجَبًا لِلْخَلِیْلِ تَحْلِیْلُ حُرْمَتِیْ

وَیَا عَجَبًا لِلْکَلْبِ کَیْفَ یَصُوْنُ

ترجمہ میرا کتا میری نگرانی کرتا ہے اور ہر وقت مجھے گھیرے رہتا اور میری زوجہ کی بھی حفاظت کرتا لیکن افسوس کہ میرا دوست میری خیانت کرتا رہا۔ ایسے بدبخت دوست کا افسوس کہ جس نے میری عزت پر حملہ کیا اور کتے کو شاباش کہ وہ میری عزت کا محافظ ہوا۔

حکایت عجیبہ عجائب المخلوقات میں ہے کہ اصفہان میں کسی نے کسی کو قتل کر کے کنوئیں میں ڈال کر اسے مٹی سے پُر کر دیا مقتول کا ایک کتا تھا وہ اس کیفیت کو دیکھتا رہا پھر روزانہ اسی کنوئیں پر آ کر مٹی ہٹاتا اور لوگوں کو اندر والے کی طرف اشارہ کرتا اور جونہی قاتل کو دیکھتا تو اس پر حملہ آور ہو جاتا لوگوں نے جب اس کی بار بار یہی حرکت دیکھی تو لوگوں نے کنوئیں کو کھودا اس سے مقتول ملا کتے کے اشارہ پر اسی قاتل کو گرفتار کیا گیا اس سے پوچھا گیا تو اس نے قتل کا اعتراف کیا پھر اسے اس کے بدلہ میں قتل کیا گیا۔ (روح البیان سورۃ الکہف)

نیز ہمارے اس زمانہ میں تقریباً دنیا کے تمام ممالک کتوں کی خاص طریقہ سے تربیت کرتے ہیں جو مجرم کو پہچانے اور موریوں کا سراغ لگانے میں کام آتے ہیں۔

Marfat.com

۲۴۔ قسمتِ ثور و حرا کی حرص ہے
چاہتے ہیں دل میں گہرا غار ہم

حل لغات

ثور، وہ غارِ اقدس جس میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ہجرت کی راتیں بسر فرمائیں۔ حرا وہ غار پاک جس میں یادِ خدا میں اظہارِ نبوت سے پہلے عبادت کے لیے ایک عرصہ قیام فرمایا۔ گہرا ڈباؤ۔ برائے اظہارِ کثرت و مبالغہ یہی معنیٰ مراد ہے۔ غار: کھڈ۔ گڑھا۔

۲۴۔ شرح

غارِ ثورِ اقدس اور غارِ حراء پاک کی قسمت والا حرص ہمیں ہے کہ جیسے محبوب کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں نوازا کاش ہمارے دل میں بھی ایک ایسا گہرا غار ہو کہ آپ اس میں قیام فرمائیں۔

غارِ ثور شریف میں قیامِ نبوی کا واقعہ

قصۂ ہجرت جو بخاری شریف میں باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میں مذکور ہے۔ یہاں تبرکاً عرض کیے دیتا ہوں۔

جب قریش قتل پر اتفاق کر کے اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے تو جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور قریش کے ارادہ کی آپ کو اطلاع دی اور عرض کیا کہ آج رات آپ اپنے بستر پہ نہ سوئیں۔ عین دوپہر کے وقت حضور علیہ السلام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ دروازے پر دستک دی۔ اجازت کے بعد اندر داخل ہوئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "جو تمہارے پاس ہیں

Marfat.com

ان کو نکال دو"۔ حضرت صدیق نے عرض کیا" یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کے اہل کے سوا کوئی اور نہیں"، آپ نے فرمایا کہ" مجھے ہجرت کی اجازت ہو گئی ہے"۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا" یا رسول اللہ میرا باپ آپ پر قربان! میں آپ کی ہمراہی چاہتا ہوں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منظور فرمایا۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کیا" یا رسول اللہ میرا باپ آپ پر قربان! آپ ان دو اونٹنیوں میں سے ایک پسند فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں قیمت سے لوں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو شادی کے بعد سے اس وقت تک اپنے والد بزرگوار کے گھر میں تھیں۔ بیان فرماتی ہیں کہ ہم نے سفر کی ضروریات کو جلدی تیار کر دیا۔ اور دونوں کے لیے کچھ کھانا توشہ دان میں رکھ دیا۔ حضرت اسماءؓ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے اپنے نطاق (پٹکے) کے دو ٹکڑے کر کے ایک توشہ دان کا منہ اور دوسرے سے مشکیزہ کا منہ باندھا۔ جس کی وجہ سے ان کو ذات النطاقین کہا جاتا ہے۔ ایک کافر عبداللہ بن اریقط دائلی جو راستہ سے خوب واقف تھا۔ رہنمائی کے لئے اجرت پر نوکر رکھ لیا گیا۔ اور دونوں اونٹنیاں اس کے سپرد کر دی گئیں تاکہ تین راتوں کے بعد غار پر حاضر کر دے۔ اس انتظام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دولت خانہ کو تشریف لے گئے۔

ایک تہائی رات گذری تھی کہ قریش نے حسب قرار داد دولت خانہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور اس انتظار میں رہے کہ آپ سو جائیں تو حملہ آور ہوں۔ اس وقت آپ کے پاس صرف علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ قریش کو اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت عداوت تھی۔ مگر آپ کی امانت و دیانت پر انہیں اس قدر اعتماد تھا کہ جس کے پاس کچھ مال و اسباب ایسا ہوتا کہ اسے خود اپنے پاس رکھنے میں جوکھم نظر آئی، وہ آپ ہی کے پاس امانت رکھتا۔ چنانچہ اب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

Marfat.com

امانتیں تھیں۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میری سبز چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہو۔ تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ اور حکم دیا کہ یہ امانتیں واپس کر کے چلے آنا۔ اور خود خاک کی ایک مٹھی لی۔ اور سورۃ یٰسین شریف کے شروع کی آیات فہم لا یبصرون تک پڑھتے ہوئے کفار پر پھینک دی اور اس مجمع میں سے صاف نکل گئے۔ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پہچانا۔ ایک مخبر نے جو اس مجمع میں نہ تھا ان کو خبر دی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تو یہاں سے نکل گئے۔ اور تمہارے سروں پر خاک ڈال گئے ہیں انہوں نے اپنے سروں پر جو ہاتھ پھیرا۔ تو واقع میں خاک پائی۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سبز چادر اوڑھے ہوئے دیکھ کر خیال کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سو رہے ہیں۔ جب صبح کو حضرت علی بیدار ہوئے تو وہ کہنے لگے کہ اس مخبر نے سچ کہا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت خانہ سے نکل کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ راستے میں بازار حزورہ میں جو بعد میں مسجد حرام میں شامل کر لیا گیا ٹھہر کر یوں خطاب فرمایا۔ بطحائے مکہ، تو پاکیزہ شہر ہے اور میرے نزدیک کیسا عزیز ہے۔ اگر میری قوم مجھے تجھ سے نہ نکالتی تو میں تیرے سوا کسی اور جگہ سکونت پذیر نہ ہوتا۔" اسی رات آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر گھر کے عقب میں ایک دریچہ سے نکلے اور کوہ ثور کی غار پر پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ غار میں داخل ہوں۔ مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ آپ داخل نہ ہوں۔ جب تک کہ میں پہلے داخل نہ ہو لوں۔ تاکہ اگر اس میں کوئی سانپ بچھو وغیرہ ہو۔ تو وہ مجھ کو کاٹے آپ کو نہ کاٹے۔ اس لئے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ پہلے داخل ہوئے۔ غار میں جھاڑو دی۔ اس کے ایک طرف میں کچھ سوراخ پائے۔ اپنا کپڑا پھاڑ کر ان کو بند کیا۔ مگر دو سوراخ باقی رہ گئے، ان میں اپنے دونوں پاؤں ڈال دیئے۔

Marfat.com

پھر عرض کیا اب تشریف لائیے۔ آپ داخل ہوئے۔ اور سر مبارک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھ کر سو گئے۔ ایک سوراخ سے کسی چیز نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کاٹا۔ مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہلے کہ مبادا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاگ اٹھیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے آنسو جو آپ کے چہرۂ مبارک پر گرے تو فرمایا۔ "ابو بکر تجھے کیا ہوا؟ عرض کی "میرے ماں باپ آپ پر فدا، مجھے کسی چیز نے کاٹ کھایا" آپ نے زخم پر اپنا لعاب دہن لگا دیا۔ فوراً سب درد جاتا رہا۔ اس غار میں دونوں تین راتیں رہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ جو نوخیز جوان تھے۔ رات کو غار میں ساتھ سوتے صبح منہ اندھیرے شہر چلے جاتے۔ اور قریش جو مشورہ کرتے یا کہتے شام کو غار میں آکر اس کی اطلاع دیتے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا غلام عامر بن فہیرہ دن کو بکریاں چراتا۔ اور رات کو دو بکریاں غار پر لے جاتا۔ ان کا دودھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کام آتا۔ عامر منہ اندھیرے بکریوں کو عبداللہ کے نقش پا پر ہانک لے جاتا

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اپنے دولت خانہ سے نکل آئے تو صبح کو کفار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تیرا یار کہاں گیا۔ آپ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں اس پر پائے مبارک کے نشان کے ذریعے سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعاقب کیا۔ جب وہ کوہ ثور کے پاس پہنچے تو پائے مبارک کا نشان ان پر مشتبہ ہو گیا۔ وہ پہاڑ پر چڑھ گئے اور غار کے دہانہ پہنچ گئے۔ مگر غار پر اس وقت خدائی پہرہ لگا ہوا تھا۔ دہانہ پر مکڑی نے جالا تنا ہوا تھا۔ اور کنارے پر کبوتری نے انڈے دے رکھے تھے یہ دیکھ کر وہ کہنے لگے کہ اگر (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس میں داخل ہوتے تو مکڑی جالا نہ تنتی اور کبوتری انڈے نہ دیتی۔ اسی حال میں آہٹ پا کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی "یا رسول اللہ! اگر ان میں

Marfat.com

سے کسی کی نظر اپنے قدم پر پڑ جائے تو ہمیں دیکھ لے گا۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "غم نہ کر۔ خدا ہمارے ساتھ ہے"۔

قصہ کوتاہ غار میں تین راتیں گزار کر شبِ دوشنبہ یکم ربیع الاوّل کو اونٹنیوں پر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ عامر بن فہیرہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بغرض خدمت اپنے ساتھ سوار کر لیا تھا۔ بدرقہ آگے آگے راستہ بناتا جاتا تھا۔ راستے میں اگر کوئی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پوچھتا تھا کہ یہ کون ہیں تو جواب دیتے کہ میرے ہادی و رہبر ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

غارِ حرا

یہ غار مبارک مکہ معظمہ سے شرقی جانب تقریباً چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی کا آغاز یہاں پر ہوا۔ اور آغازِ وحی سے قبل آپ اس کے اندر تنہائی میں عبادت فرماتے تھے۔ تفصیل کتبِ سیر میں موجود ہے۔ یہ غار جس پہاڑ پر واقع ہے اسے جبلِ نور کہتے ہیں۔ اسی غارِ حرا میں قرآن کریم کے نزول کا آغاز ہوا۔

Marfat.com

حِرا

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ حِرا، غار کا نام ہے مگر درحقیقت حِراء وہ پہاڑ ہے جس میں یہ غار واقع ہے یہی پہاڑ بعد میں جَبَلُ النُّور کے ساتھ مشہور ہوا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب کوہ طور تجلّیٔ الٰہی سے ٹکڑوں میں بٹا تھا تو اس کے چند ٹکڑے یہاں بھی آکر گرے تھے۔ گویا اللہ تعالےٰ نے اپنا آخری کلام اُتارنے کیلئے اوّلین جائے نزول کے طور پر انہی پتھروں کو منتخب کیا۔ جو اس سے پہلے بھی اللہ تعالےٰ عزوجل کو موسیٰ علیہ السلام سے ہمکلام ہوتا سُن چکے تھے اور اس کے جلوے کی ایک جھلک دیکھ چکے تھے۔

حقیقت شناس نگاہیں آج بھی ان پتھروں پر تجلّیات الٰہیہ کے آثار دیکھتی ہیں۔ اور ان کے حُسن و جمال میں کھو جاتی ہیں۔

ساتویں صدی ہجری کے ایک بڑے مُفسّر فقیہ اور صوفی امام عبداللہ ابنِ محمد قرشی مرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے کوہِ حِرا پر ایک بہت عُمدہ نظم لکھی ہے یہاں اس کے چند اشعار مختصر تشریح کیساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔

تأمّل حِرَاءَ فِی جَمَالِ مُحَیَّاہُ ۔۔۔ فَکَمْ مِنْ اُنَاسٍ مِنْ حُلَی حُسْنِہٖ تَاہُ

زرا کوہِ حِرا کے رُوئے زیبا کے جمال پر غور کرو کتنے ہی لوگ اس کے حُسن کی آرائش سے حیرت میں مُبتلا ہوئے ہیں۔

میرے جیسے عام آدمی کے لئے تو یہ پہاڑ چھوٹے بڑے پتھروں کا ایک ایسا تودہ ہے جس میں ظاہری حُسن سرے سے مفقود ہے۔ نہ یہاں جھرنے اور آبشاریں ہیں نہ ایسے چمن اور مرغزاریں جن میں پھولوں کی مہکار ہو

اور پرندوں کی چہکار ہو۔ مگر امام مرجانی کہتے ہیں کہ اس کی آرائشِ حسن سے ایک دُنیا حیرت زدہ ہے۔ یقیناً ایسا ہی ہو گا جن پتھروں پر کبھی جلوۂ رب کی تابانی ہوئی تھی۔ ان سے حسین چیز بھلا اور کیا ہو سکتی ہے۔ مگر اس کا ادراک صرف حقیقت بین نگاہیں ہی کر سکتی ہیں۔

فَمِمَّا حَوَاهُ مَنْ جَاءَ لِعُلْبَةٍ ذَائِراً يُفَرِّجُ عَنْهُ الْهَمُّ فِي حَالِ مَرْقَاهُ

جن فضائل پر یہ پہاڑ حاوی ہے اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جو شخص ان کی بلندی کی زیارت کرنے آئے تو اس پہاڑ پر چڑھتے ہوئے اُس کا ہر غم دور ہو جاتا ہے۔

یہ تجربے اور مشاہدے کی بات ہے واقعی اس پر چڑھتے وقت آدمی پر ایک عجیب سا سُرور طاری ہو جاتا ہے۔ اور ہر غم بھول بھال جاتا ہے ہو سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ اس دوران انسان کے دل میں اس جانِ جہان کی یاد بسی ہوتی ہے جس کی مدح میں اعلحضرت یوں نغمہ سرا ہوئے ہیں ؎

اُن کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیے ہیں

بِهِ خَلْوَةُ الْهَادِي الشَّفِيعِ مُحَمَّدٍ
وَفِيهِ لَهُ غَارٌ لَهُ كَانَ يَرْقَاهُ

اسی پہاڑ پر ہادی و شفیع محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خلوت اختیار کیا کرتے تھے۔ اور اسی پر آپ کی وہ مخصوص غار ہے جس کیلئے آپ اوپر چڑھا کرتے تھے ــــــ

اعلانِ نبوت کے چند برس پہلے آپ نے یہ معمول بنا لیا تھا کہ ہر سال رمضان المبارک کا مہینہ اس غار میں گذارا کرتے تھے۔ کھجوریں ستّو اور کچھ پانی

Marfat.com

ساتھ لے جاتے تھے اور ختم ہونے پر دوبارہ آکر لے جاتے تھے۔

اس غار کو خلوت گاہ کے طور پر منتخب کرنے کی علماء کرام نے دو وجہیں بیان کی ہیں ایک یہ کہ آپ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب بھی یہاں آکر گوشہ نشینی اختیار کیا کرتے تھے۔ اس لئے آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی پسندیدہ جگہ کو ترجیح دی۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں اس غار سے بیت اللہ کیطرف دیکھا جاتا تھا تو بیت اللہ صاف نظر آتا تھا۔ اور اللہ کی طرف متوجہ اور یکسو ہونے کے ساتھ ساتھ اس گھر کا دیدار بھی میسر رہتا تھا۔ آج کل درمیان میں دیواریں اور عمارتیں بن جانے کی وجہ سے کعبہ شریف کیطرف تو نگاہ نہیں پڑتی البتہ حرم شریف کے مینار اب بھی دکھائی دیتے ہیں۔

وَقِبْلَتُهٗ لِلْقُدْسِ كَانَتْ بِغَارِهٖ
وَفِيْهِ اَتَاهُ الْوَحْيُ فِيْ حَالِ صَبْرِهٖ

اس غار میں آپ کی پوری توجہ عالم قدس کیطرف ہوتی تھی اور یہیں آپ پر وحی نازل ہوئی تھی جب آپ یہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔

نزولِ وحی کا آغاز کیسے ہوا تھا؟ دن کیا تھا اور وقت کون سا تھا؟ ان تفصیلات کو جاننے کیلئے سیّدُ الوریٰ جلد اول کا مطالعہ کیجئے۔

وَلَمَّا تَجَلَّى اللّٰهُ قُدِّسَ ذِكْرُهٗ
لِطُوْدٍ تَشَظّٰى فَهُوَ اِحْدٰى شَظَايَاهُ

اور جب اللہ پاک نے کوہ طور پر تجلّی فرمائی تھی تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گیا تھا یہ پہاڑ بھی انہی ٹکڑوں میں سے ایک ہے۔

علامہ واحدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے کہ تجلّیٔ الٰہی کے جلال سے جب طور کے ٹکڑے اڑے تھے تو کچھ

Marfat.com

ٹکڑے مکہ میں آپڑے تھے اور کچھ مدینہ میں مکہ میں ان کے مقامات کو کوہِ حراء کوہِ ثور اور کوہِ ثبیر جبکہ مدینہ میں کوہِ احد کوہِ ورقان اور کوہِ رضوٰی ۔ (زرقانی علی المواہب ج ۱ ص ۲۷)

ذرا اندازہ کیجئے کہ محبوبِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی عظمت و توقیر کا کہ جب ان پر نزولِ وحی کا آغاز ہوا اسوقت ان کے مسندِ ناز وہ پتھر تھے جو کبھی جلوۂ رب سے فیضیاب ہو چکے تھے (سبحان اللہ)!

وَيُقْبَلُ فِيْهِ سَاعَةَ الظُّهْرِ مَنْ دَعَا
بِهٖ يُنَادِيْ مَنْ دَعَانَا أَجَبْنَاهُ

یہاں پر ظہر کے وقت جو دعا مانگی جائے وہ قبول ہوتی ہے اور یہیں پر یہ ندا آتی ہے کہ جو ہمیں پکارے گا ہم اس کی ضرور سنیں گے۔

معلوم نہیں اس بات کا امام مرجانی کو کشفی طور پر پتہ چلا تھا یا اس بارے میں کوئی روایت انکی نظر سے گذری تھی؟

بِهٖ مَرْكَزُ النُّوْرِ الْإِلٰهِيْ مُثْبَتًا
فَلِلّٰهِ مَا أَحْلٰى مَقَامًا بِأَعْلَاهُ

یہ جگہ یقینی طور پر نورِ الٰہی کا مرکز ہے پس اللہ ہی جانتا ہے کہ اس کی چوٹی کسقدر حسین و شیریں مقام ہے۔

نورِ الٰہی کا مرکز ہونے کی ایک وجہ تو وہی ہے جو ہم جبل النور کے تحت بیان کر آئے ہیں کہ یہاں نورِ مبین کے نزول کی ابتداء ہوئی تھی، دوسری وجہ یہ ہے کہ یہاں ہر رات کو تکوینی امور کے ذمہ دار اولیاء کرام کی نورانی محفل سجتی ہے۔ جس میں کبھی کبھی نورِ مجسّم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود بھی رونق افروز ہوتے ہیں۔

Marfat.com

سید عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ

بارھویں صدی ہجری میں ایک عظیم ولی اللہ گذرے ہیں جو اپنے زمانے کے غوث تھے ان کا اسم گرامی سید عبدالعزیز دباغ تھا انہوں نے ظاہری تعلیم تو کسی سے حاصل نہ کی لیکن اللہ تعالٰی نے اُن کو علم لدُنی اتنا وافر عطا فرمایا تھا کہ بڑے بڑے اہلِ علم ان کی باتیں سُن کر انگشت بدنداں رہ جاتے تھے۔ ان کے حالات زندگی اور اُن کے بیان کردہ علوم و معارف کو ان کے ایک انتہائی قابل ارادتمند علامہ احمد ابنِ مبارک سلجماسی نے اکٹھا کیا ہے اور اس مجموعے کا نام "ابریز" ہے۔ یہ کتاب مشہور و معروف ہے اور اس کے متعدد ترجمے ہو چکے ہیں۔ "ابریز" کے چوتھے باب کے شروع میں علامہ سلجماسی لکھتے ہیں۔

"حضرت نے فرمایا کہ صالحین کا دربار اسی غارِ حرا میں لگتا ہے جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت سے قبل عبادت کیا کرتے تھے۔ غوث غار کے باہر اسطرح بیٹھتا ہے کہ مکہ اس کے دائیں شانہ کے پیچھے ہوتا ہے۔ اور مدینہ اس کے بائیں گھٹنے کے سامنے۔ چار قطب اس کی دائیں طرف بیٹھتے ہیں اور تین بائیں طرف غوث کے سامنے وکیل بیٹھتا ہے جسے قاضی دربار بھی کہا جاتا ہے یہ تمام دربار کی ترجمانی کا فریضہ انجام دیتا ہے۔ گذشتہ لوگوں میں سے بعض کاملین بھی دربار میں آتے ہیں۔ فرشتے اور باکمال جنات بھی حاضر ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مجلس میں شرکت فرماتے ہیں جب آپ تشریف لاتے ہیں تو آپ کے ساتھ ایسے انوار بھی آتے ہیں جن کو برداشت کرنے کی طاقت کسی میں بھی نہیں ان انوار کے جلال و ہیبت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اگر چالیس آدمی فرض کئے جائیں جو شجاعت اور بہادری کے درجہ پر فائز ہوں اور وہ اچانک ان انوار کے سامنے آجائیں تو سب کے سب بیہوش ہو کر گر پڑیں گے۔ مگر اللہ تعالٰے اپنے اولیاء کو ان انوار کے برداشت کرنے کی

Marfat.com

طاقت دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔اس مجلس کا وقت وہی ساعت ہے جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی اور رات کے آخری تیسرے حصے کی یہی وہ ساعتِ اجابت ہے جس کا احادیث میں ذکر آیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوہِ حراء کو حکم

نبوت سے پہلے تو سرورِ کونین اس پہاڑ پر تشریف لایا ہی کرتے تھے نبوت ملنے کے بعد بھی کبھی اکیلے کبھی صحابہ کرام کی معیت میں یہاں جلوہ فرما ہوا کرتے تھے صحیح حدیث ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیق اکبر، فاروقِ اعظم، عثمان غنی علی المرتضےٰ، طلحہ اور زبیر (رضی اللہ عنہم) کی معیت میں اس پہاڑ پہ قدم رنجا فرمایا تو پہاڑ لرزنے لگا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

"پُر سکون ہو جا اے حراء! کیونکہ اس وقت تجھ پر جو افراد کھڑے ہیں ان میں کوئی نبی (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے کوئی صدیق ہے اور کوئی شہید ہے[1]

یہ سُن کر حرا کی لرزش تھم گئی

صد شکر کہ آج ہم جیسے گنہگار بھی اس مقدس پہاڑ پر چڑھے اور اس غار کے سامنے آ پہنچے جسکو سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلوت کدہ ہونیکا اعزاز حاصل ہے اور جہاں ہر رات روحانیت کے تاجدار محفل سجاتے ہیں اور انوار کی بارش ہوتی ہے سب نے اس مرکزِ انوار غار میں دو دو نفل پڑھے اور اللہ تعالیٰ کے اس بے پایاں انعام پر شکر ادا کیا۔

---

[1] نبی تو آپ خود تھے، صدیق ابو بکر تھے اور باقی سب شہداء تھے۔ اور یہ بات آپ کو ان کی شہادت سے سالہا سال پہلے معلوم تھی۔

"صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین"

Marfat.com

۲۵- چشم پوشی وکرم شانِ شما
کارما بیباکی واصرار ہم

حل لغات چشم پوشی (فارسی مؤنث) دیکھ کر ٹال جانا۔ شان شما (فارسی) تمہاری شان کارما (فارسی) ہمارا کام۔ بیباکی فارسی۔ آزادی احرار (عربی) پے در پے اور بار بار کرنا۔

۲۵- شرح اے کریم آپ کا کام ہے چشم پوشی اور لطف وکرم سے نوازنا اور ہمارا کام ہے غلطیوں کے ارتکاب میں بیباکی اور بار بار ان کا مرتکب ہونا۔ اسی لیے اے کریم آپ اپنے فضل وکرم کے صدقے ہماری غلطیوں سے چشم پوشی فرماتے ہوئے اپنے دامن رحمت میں پناہ دیجئے ؎

خطاؤں پر خطا عادت ہماری
عطاؤں پر عطا شیوا تمہارا

۲۶- فصلِ گل سبزہ صبا مستی شباب
چھوڑیں کس دل سے در خمار ہم

حل لغات فصل گل (مرکب عربی فارسی مؤنث) وہ موسم جس میں پھول کھلتے ہیں۔ بسنت۔ بہار۔ رُت۔ سبزہ صبا (مرکب فارسی عربی سبزہ مذکر تر و تازگی۔ ہریالی صبا (مؤنث) پروا ہوا۔ پچھلی رات کی سرا مستی

Marfat.com

شباب مرکب فارسی عربی، جوانی کی مستی خمار (عربی) نشہ کا اتار۔ بیند کا زور۔

۲۶۔ شرح

گلاب کا موسم ہریالی کا دَور دَورہ موسمِ بہار کی ہوا شہوت کا جوش و نشہ جوانی کی اُمنگ ہو تو شراب فروخت کرنے والے کے دروازے کو ہم کس دل سے چھوڑیں۔

غالب نے اسے یوں ادا کیا ہے ؎

گو میں رہا رہینِ ستمگارہائے روزگار
لیکن تیری یاد سے غافل نہیں رہا۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اس شعر میں سبق دیا ہے کہ محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یاد سے غفلت نہیں کرنی چاہیئے۔

> ۲۷۔ میکدہ چھٹتا ہے لِلّٰہ ساقیا
> اب کی ساغر سے نہ ہوں ہشیار ہم

حل لغات

میکدہ شراب خانہ چھٹتا ہے (بکسرِ جیم فارسی) مضارع از چھٹنا بمعنی بکھرنا پھیلنا تتر بتر ہونا۔ ساغر (عربی مذکر) جام شراب کا پیالہ۔

۲۷۔ شرح

اے ساقی شراب خانہ سے ہماری جدائی ہونے والی ہے تو خدا کے واسطے اس مرتبہ ایسا جام پلا کر تا حیات ہم کو ہوش نہ آئے۔ یعنی دنیا سے رخصتی ہو تو آپ کا دامن ہمارے ہاتھ میں ہو۔ اس میں خاتمہ بر ایمان اور بوقت وفات دیدار سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آرزو ہے۔

Marfat.com

۲۸- ساقی تسنیم جب تک آ نہ جائیں
اے سیہ مستی نہ ہوں ہشیار ہم

حل لغات

سیہ مستی (فارسی مونث) بے ہوشی

۲۸- شرح

تسنیم کے ساقی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک زیارت سے مشرف نہ فرمائیں اے مدہوشی اس وقت تک ہم ہوش میں نہ آئیں۔

۲۹- نازشیں کرتے ہیں آپس میں ملک
ہیں غلامانِ شہِ ابرار ہم

۲۹- شرح

ملائکہ کرام آپس میں فخر و ناز کرتے ہیں کہ ہم بھی شہِ ابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں میں سے ہیں۔

ملائکہ خدام

اسی شرح حدائق میں فقیر نے متعدد مقامات میں ملائکہ کرام کی خدمت گزاری کا ذکر کیا ہے لیکن ہر مقام پہ مضمون کا تکرار نہیں۔ الحمد للہ ہر مقام پہ جدید مضمون لایا گیا ہے۔ یہاں بھی تبرکاً چند ان ملائکہ کرام کا ذکر خیر کر دوں جو بارگاہ نبوی کے خدام ہیں اور اس پر انہیں فخر ہے۔

(۱) جبریل امین و اسرافیل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

Marfat.com

اور جبریل امین کوہ صفا پر تھے، حضور علیہ السلام نے فرمایا اے جبریل شام کو آل محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس ایک مٹھی بھر آٹا اور ہتھیلی بھر ستو بھی نہیں ہوتے۔ بس یہ فرمانا تھا کہ آسمان سے ایک سخت آواز آئی فرمایا جبریل یہ کیا ہے۔ عرض کی اسرافیل کو آپ کے پاس حاضر ہونے کا حکم ہوا ہے۔ چنانچہ وہ حاضر ہو گئے اور کہا کہ آپ نے ابھی جو کلام کیا خدا تعالٰی نے اسے سُنا اور مجھے آپ کے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے کر بھیجا اور مجھے حکم ہوا کہ میں آپ کی خدمت میں پیش کر دوں اور تہامہ کے پہاڑوں کو زمرد یاقوت سونے اور چاندی کا بنا دوں آپ کا اختیار ہے کہ آپ نبی بادشاہ بنیں یا نبی بندے۔ جبریل امین نے آپکی طرف تواضع اختیار کرنے کا اشارہ فرمایا آپ نے تین مرتبہ فرمایا کہ میں نبی بندہ بننا چاہتا ہوں۔ (جواہر البحار ص۲۹ جلد ۱)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان سے مجھ پر ایک فرشتہ نازل ہوا جو پہلے کسی نبی پر نازل نہ ہوا۔ اور نہ میرے بعد کسی پر نازل ہوگا۔ اور وہ اسرافیل ہے۔ جس نے آکر عرض کی یا رسول اللہ آپ نبی بادشاہ بننا پسند کرتے ہیں یا نبی بندہ، مَیں نے جبریل امین کی طرف دیکھا اس نے تواضع کا اشارہ کیا اگر میں کہہ دیتا کہ میں نبی بادشاہ بننا چاہتا ہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلتے (جواہر البحار ص۲۹ ج۱)

جبرائیل و میکائیل

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لِی اَرْبَعَۃُ وُزَرَاءَ وَزِیْرَایَ فِی السَّمَاءِ وَوَزِیْرَایَ فِی الْاَرْضِ۔ میرے چار وزیر ہیں دو وزیر آسمان پر اور دو وزیر زمین پر۔

فَاَمَّا وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرَائِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ وَاَمَّا

میرے دو وزیر آسمان کے جبریل اور میکائیل علیہما السلام والتسلیم ہیں اور زمین

وَزِیْرَایَ مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ۔ | کے دو وزیر ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

فائدہ

جاننا چاہیے کہ وزیر بادشاہ کے ہوتے ہیں چونکہ آپ کے وزیر آسمان میں بھی ہیں اور زمین پر بھی، اس لیے آپ آسمان کے بھی بادشاہ ہوئے اور زمین کے بھی۔ ہر کوئی اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ ملک میں جو بھی حکم اور قانون جاری ہوتا ہے۔ وہ بادشاہ کے دربار سے جاری ہوتا ہے اور چونکہ آپ زمین و آسمان کے بادشاہ ہیں لہٰذا زمین و آسمان کا ہر حکم آپ کے دربارِ دُربار سے جاری ہوتا ہے۔

جبرائیل و عزرائیل

جب ملک الموت اعرابی کی شکل میں آیا تو اس نے اندر آنے کی اجازت طلب کی پس اسے اجازت دی گئی اس نے عرض کی السلام علیکم ایہا النبی خدا تعالےٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور مجھے اس نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کی اجازت سے آپ کی روح قبض کروں، حضور علیہ السّلام نے فرمایا اے ملک الموت جب تک میرے پاس میرے بھائی جبریل امین نہ آئیں اس وقت تک میری روح کو قبض نہ کرنا اسی وقت جبریل علیہ السّلام حاضر خدمت ہوئے آپ نے فرمایا اے جبریل ایسے وقت میں مجھے تنہا چھوڑتے ہو۔ جبریل امین علیہ السلام نے عرض کی یارسول اللہ میں آپ کے لیے بشارت لایا ہوں کہ خدا تعالےٰ نے مالک جہنم سے فرمایا کہ آج آتشِ دوزخ کو سرد کردو کہ میرے محبوب کی روحِ مقدسہ آسمان پر آرہی ہے حوروں کو حکم دیا گیا کہ وہ آراستہ پیراستہ ہو جائیں۔ فرشتوں کو حکم ہوا کہ صف بستہ کھڑے ہو جائیں کہ روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آرہی ہے اور مجھے خدا نے حکم دیا کہ زمین پر جاؤ اور میرے محبوب سے کہو کہ جنت تمام نبیوں اور امتوں پر حرام ہے جب تک آپ اور آپ کی اُمّت

Marfat.com

اس میں داخل نہ ہوں اور قیامت کے دن آپ کی اُمّت کے بارے میں خدا آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ملک الموت جس بات کا تمہیں حکم ہوا ہے اس کی تعمیل کر دیں ملک الموت نے آپ کی روح کو قبض کیا اور اعلیٰ علیین میں لے گئے اور یہ کہتے ہوئے گئے کہ یا محمداہ یا رسول رب العالمین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آسمان سے فرشتے کی آواز سنتا تھا جو کہتا تھا وا محمداہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ کی روحِ مقدسہ قبض ہوئی تو میں نے ایک ایسی خوشبو محسوس کی کہ اس سے بہتر خوشبو مجھے کبھی محسوس نہیں ہوئی۔

خوشبو حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ قبضِ روح کے بعد میں نے حضور علیہ السلام کے سینے پر ہاتھ رکھا تو کئی جمعوں تک میرے ہاتھ سے کستوری کی خوشبو آتی رہی حالانکہ میں نے اپنے ہاتھوں کو کئی بار دھویا اور ان کے ساتھ کھانا بھی تناول فرمایا۔ (مدارج النبوت ج۲ ص۵۵۵ معارج النبوت ص۲۳۵)

فائدہ جبریل امین بھی حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں اجازت لے کر حاضر ہوتے تھے، چنانچہ علامہ عبدالوہاب نے لکھا ہے کہ حضرت ابو رافع فرمایا کرتے تھے کہ کَانَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِذَا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقِفُ عَلَی الْبَابِ ثُمَّ یَسْتَأْذِنُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعَہٗ عَرَفَ فَیَخْرُجُ مُہَرْوِلًا فَیَأْخُذُہٗ وَیَدْخُلُ بِہِ الْبَیْتَ وَرُبَمَا یَقِفُ عَلَی الْبَابِ حَتّٰی یَنْقَضِیَ الْوَحْیُ وَلَمْ یَدْخُلْ۔ (کشف الغمہ ص۱۱)

ترجمہ: حضرت جبریل علیہ السلام نبی پاک کے پاس آتے تو دروازے پر ٹھہر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

ان کی آواز سن کر پہچان جاتے پس جلدی سے باہر تشریف لاتے اور جبریل امین کو اپنے ساتھ گھر میں لے جاتے اور اکثر یوں ہوتا کہ ان کے ساتھ دروازے پر کھڑے رہتے حتیٰ کہ وحی اختتام پذیر ہو جاتی اور جبریل (گھر میں) داخل نہ ہوتے۔

ان کے گھر میں بے اجازت جبریل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہلِ بیت

لطف از خود رفتگی یارب نصیب ۳۰۔ ہوں شہیدِ جلوۂ رفتار ہم

۳۰۔ شرح

یہ بے خودی کی لذت یارب ہم کو حاصل ہو کر ہم ان کی رفتار و انداز کے نظارہ پر قربان ہو جائیں۔

رفتار سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

مَا رَأَيْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ كَاَنَّمَا الْاَرْضُ تَطْوِىْ لَهٗ اَنَا نَجْهَدُ اَنْفُسَنَا وَاَنَّهٗ غَيْرُ بِكَثْرَت

(رواہ الترمذی شمائلہ مشکوٰۃ ص۵۱۸)

میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا جب آپ چلتے یوں معلوم ہوتا کہ زمین لپٹی جا رہی ہے ہم آپ کے ساتھ دوڑا کرتے اور تیز چلنے میں مشقت اٹھاتے لیکن آپ باآسانی بے تکلف چلتے باوجود اس کے آپ ہم سب سے آگے رہتے۔

طی الارض

اسے طی الارض پر محمول نہ کیا جائے اس لیے کہ یہ رفتار آپ کی طبعی تھی جو تعلیم امت کے لیے آپ نے پاؤں مبارک

Marfat.com

پر چل دکھایا ہاں یہ علیحدہ بات ہے کہ جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر چلتے ہوں گے زمین کا ہر اگلا حصہ کود کر قدم بوسی کے لیے آجاتا ہوگا۔

معجزات

(۱) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ادا معجزہ ہے مثلاً اسی رفتار پاک کا حال ہے کہ آپ سے کبھی بھی کوئی تیز رفتار آگے نہ بڑھ سکتا ہے وہ اپنا کتنا ہی زور لگائے بلکہ بقول سیدنا ابو ہریرہ تمام چلنے والے دوڑ کر ہی آپ کے ساتھ چل سکتے تھے ورنہ مشکل تھا۔

(۲) آپ سخت زمین پر قدم رکھتے تو نرم ہو جاتی۔ نرم یعنی ریتلی زمین پر قدم مبارک رکھتے تو وہ ملائم ہو جاتی۔

(۳) پتھر پر قدم کے نقش تو مشہور معجزات ہیں۔ فقیر نے اسی شرح میں متعدد مقامات پہ لکھا ہے یہاں بھی تبرکاً عرض کردوں۔

(۱) امام بیہقی نے دلائل نے روایت کیا کہ آپ سخت پتھر پہ چلتے تو پتھر پر آپ کے قدم مبارک کے نشان منقوش ہو جاتے اور پتھر نرم ہو جاتا۔

حضرت ابو ہریرہ وحضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔

اِنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا مَشٰی عَلَی الصَّخْرِ غَاصَتْ قَدَمَاهُ فِيْهِ۔

(بیہقی، ابن عساکر، زرقانی ص ۱۹۷/۴)

کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم پتھروں پر چلتے تو آپ کے پاؤں مبارک کے نشان ان پر لگ جاتے (یعنی وہ آپ کے پاؤں کے نیچے نرم ہو جاتے۔

حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِیْ بَعْضِ الْاَحْيَانِ اِذَا مَشٰی غَاصَ قَدَمُهٗ فِی الْحِجَارَةِ بِحَيْثُ بَقِیَ ذٰلِكَ

کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی ننگے پاؤں پتھروں پر چلتے تو پتھر آپ کے مبارک قدموں کے نیچے نرم ہو جاتے اور

Marfat.com

اِلَى الْاٰنَ وَارْتَسَمَ فِيْهَا مِثَالُهٗ بِعَيْنِهٖ وَالنَّاسُ تَتَبَرَّكُ بِهٖ وَتَزُوْرُهٗ وَتُعَظِّمُهٗ كَمَا فِي الْقُدْسِ وَنُقِلَ مِنْهُ فِيْ مِصْرَ فِيْ اَمَاكِنَ مُتَعَدِّدَةٍ حَتّٰى قِيْلَ اِنَّ السُّلْطَانَ قَاتِبَيَانِيْ اشْتَرَاهُ بِعِشْرِيْنَ اَلْفَ دِيْنَارٍ وَاَوْصٰى بِجَعْلِهٖ عِنْدَ قَبْرِهٖ وَهُوَ مَوْجُوْدٌ اِلَى الْاٰنَ۔

(زرقانی ص ۱۹۷/ج۴)

ان میں بعینہٖ نشان قدم مبارک پڑ جاتا، چنانچہ ان پتھروں کو تبرکاً محفوظ کیا گیا ہے جو کہ اب بھی موجود ہیں۔ بیت المقدس اور مصر میں متعدد جگہ پائے جاتے ہیں اور لوگ ان کی زیارت و تعظیم کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ سلطان قاتبیانی نے بیس ہزار دینار سے ایک پتھر خریدا تھا اور وصیت کی تھی کہ اسے میری قبر کے پاس نصب کیا جائے، چنانچہ وہ اب تک وہاں موجود ہے۔

اس کا عکس ہمارے پاکستان کے کوئی عاشق رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاکستان میں لے آئے اور اس کی فوٹو کاپیاں تیار کر کے عام تقسیم کئے وہ عکس یہ ہے۔

Marfat.com

ان کے آگے دعوئ ہستی رضاؔ
۳۱۔ کیا بکے جاتا ہے یہ ہر بار ہم

حل لغات

بکے جاتا ہے مضارع از بکنا (بفتح الباء) بیہودہ بولنا

۳۱۔ شرح

حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے ہستی کا دعویٰ کر کے بار بار ہم کہے جا رہے ہو۔ اے رضاؔ کیا فضول باتیں کر رہے ہو، ایسی درگاہ میں تو جُنید و بایزید (رحمہما اللہ تعالےٰ) جیسے جلیل القدر اولیاء بھی نفس گم کئے بیٹھے ہیں قطار و شمار میں۔ جبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے اپنی ہستی کا دعویٰ چھوڑ کر فنا فی الرسول بن جا۔

حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ نے اس بارگاہ کے حضور میں اپنی عاجزی کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔

توں ہیں کیہڑی باغ دی مولی
کئی رُل مویاں میں وانگ

یعنی تو کس باغ کی مولی یعنی کس شمار میں ہے تیرے جیسے یہاں کئی مر مٹے ان کا نام و نشان تک معلوم نہیں۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نشُد تختہ بر کنار

اس موج میں بے شمار کشتیاں غرق ہوئیں کہ جن کا ایک تختہ بھی کنارۂ دریا

Marfat.com

پر کبھی نظر نہ آیا۔

بہر حال یہاں ادب ضروری ہے۔
اپنی خودی کو مٹانا ضروری ہے۔ اس لئے کہ
نفس گم کردہ می آید
جُنید و بایزید اینجا

میں میں ہم ہم: حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے کلمات ناپسند تھے چنانچہ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں اپنے باپ کے قرضہ کے باب میں گئے۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے انہوں نے عرض کیا کہ میں، فرمایا "میں" تو میں بھی ہوں گویا یہ کلمہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناپسند ہوا۔

لطیفہ: ایسی روایات سے مخالفین یعنی منکرین کمالات مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعویٰ کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا علم نہ تھا۔ یہاں تک کہ مناظروں میں اپنے دعوٰی مذکور پر یہ اور اس قسم کی روایات پیش کرتے ہیں۔

جواب — حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مَنْ ذَا فرمانا یعنی یہ کون ہے حضور علیہ السلام کے نفی علم غیب کی دلیل نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالےٰ ابراہیم علیہ السلام سے کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی کے جواب میں فرماتا ہے اَوَلَمْ تُؤْمِنْ کیا تم ایمان نہیں لائے تو مخالف یہاں بھی یہ کہہ دیتا کہ معاذ اللہ اگر اللہ تعالےٰ کو علم غیب ہوتا تو یہ کیوں فرماتا کہ تم ایمان نہیں لائے یاد رہے کہ ہر جگہ سوال کی علت بے علمی نہیں ہوا کرتی بلکہ اس میں حکمت ہوا کرتی ہے۔ علےٰ ہٰذا احادیث میں بھی مذکور ہے کہ اللہ تعالےٰ فرشتوں سے دریافت کرتا ہے کہ میرے بندے کیا کرتے ہیں۔ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے غرضیکہ یہاں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے دریافت فرمانے میں جو حکمت ہے

Marfat.com

وہ اہلِ علم پر بخوبی روشن ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو جواب کی تعلیم فرمانا مقصود تھا۔ کہ جب تم کسی کے مکان پر جاؤ اور وہ دریافت کرے کہ تم کون ہو تو میں نہ کہدیا کرو صرف نام بتایا کرو کیونکہ لفظ میں کہدینا جس سے تمیز نہ ہو سکے کہ کون صاحب ہیں ناپسند ہے۔ بلکہ کسی حد تک مضر ہے کیونکہ باہر سے بلانے والا تمہارا دشمن بھی ہو سکتا ہے اور النغمۃ تشبہ النغمۃ " آواز آواز کے مشابہ ہو سکتی ہے۔ اور بارہا ایسے واقعات مشاہدے میں آچکے ہیں کہ دشمن دوست کی آواز سے مشابہ کر کے باہر بلا کر جان سے مار دیتا ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے رہتی دنیا تک اُمّت کو سبق سکھایا کہ جب تک بلانے والے کے متعلق یقین نہ ہو کہ کون ہے باہر مت جاؤ۔

افسوس ہے مخالفین پر کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو اُمّت کی خیر خواہی کر رہے ہیں لیکن یہ لوگ ان کی توہین پر کمر بستہ ہو کر آپ کی لاعلمی ثابت کر رہے ہیں۔

..اس وقت باہر سے بلانے والا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی اجنبی یا ناواقف نہ تھا بلکہ حضرت جابر صحابی رضی اللہ عنہ) تھے جو اکثر اوقات حاضر باش رہتے تھے کیا (معاذ اللہ) آپ کی حس ظاہری اتنا کمزور پڑ گئی تھی کہ حاضر باش صحابی کی آواز بھی بار بار عرض کرنے سے نہ پہچان سکے جبکہ ہم ایک جانی پہچانی شخصیت دوست وغیرہ کی آواز سننے سے فوراً پہچان جاتے ہیں کہ یہ کون ہے۔ بزرگانِ دین کا طریقہ رہا ہے کہ وہ زبان پر لفظ انا (میں) لانا ناموزوں سمجھتے ہیں۔

حضرت حافظ فتح محمد صاحب جو ہمارے بہاولپور کے پڑوسی شہر جلالپور پیر والہ ضلع ملتان حال لودھراں میں مقیم تھے۔

آپ کے متعلق سید خورشید احمد گیلانی لکھتے ہیں کہ جلالپور پیر والہ میں ایک صوفی بزرگ حضرت حافظ فتح محمّد ہوا کرتے تھے بڑے سیدھے سادھے بھلے مانس

Marfat.com

میری نیری سے بے نیاز اور من و تو کے چکر سے آزاد دیہاتی مزاج کے درویش تھے ان کی یہ انفرادیت رہی کہ انہوں نے عمر بھر اپنی زبان سے کبھی "میں" کا لفظ نہ نکالا جب اپنے حوالے سے بات کرتے تو یوں نہ کہتے کہ میں نے کہا ہے، میں سمجھتا ہوں، میں گیا تھا، میں اٹھا میں بیٹھا وغیرہ بلکہ یوں کہتے کہ فقیر نے کہا ہے، عاجز کی یہ رائے ہے بندہ یہ سمجھتا ہے وغیرہ۔

ایک بار کسی تنگ مزاج یا خشک طبع مولوی صاحب کو جوش چڑھا اور اپنے حلقۂ احباب سے کہا کہ میں آج حافظ صاحب کے منہ سے "میں" کا لفظ اگلوا کر رہوں گا۔ اور مولوی صاحب آپ کی خدمت میں آئے اور کہا یا حضرت! میرا ایک سوال ہے اس کا جواب کسی فلسفے منطق اور ادب کی رُو اور عالمانہ زبان میں نہیں بلکہ دیسی دیہاتی اور عام فہم زبان میں دینا ہے۔

یک لفظی سوال ہے اور یک لفظی جواب ہونا چاہیئے) آپ نے فرمایا ارشاد! مولوی صاحب نے یہ پوچھا آپ یہ فرمایئے کہ ابلیس کو کس چیز نے راندۂ درگاہ بنایا اسے کس نے برباد کیا۔

مولوی صاحب سوچ رہے تھے کہ اب حضرت کے پاس اس کے علاوہ کیا چارہ ہے کہ وہ کہیں کہ ابلیس کو اس کی "میں" مار گئی)۔ سیدھا سادھا اور عام فہم جواب بھی ہو سکتا تھا۔ حضرت حافظ صاحب خاموش ہو گئے اتنے میں مؤذن نے تکبیر کہی۔ آپ نے فرمایا نماز پڑھ لیں فقیر بعد میں جواب عرض کر دیگا۔

آپ نے امامت کرائی اور فرض پڑھنے کے بعد آپ مقتدیوں کیطرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ شیطان کے بارے میں سوال کرنیوالا شخص کون تھا۔ صف میں موجود مولوی صاحب ایک جھٹکے سے آگے بڑھے اور بولے قبلہ "میں" آپ نے فرمایا بس اسی چیز نے ابلیس کو برباد کیا تھا یہ سُن کر مولوی صاحب کے جذبات پر اوس پڑ گئی........................

(ضیائے حرم ماہ جنوری ۱۹۹۵ء)

Marfat.com

نعت شریف

عارضِ شمس و قمر سے بھی ہیں انور ایڑیاں
۱۔ عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں وہ خوشتر ایڑیاں

حل لغات ایڑیاں ایڑ۔ ایڑی کی جمع بمعنی اڈی۔ پاشنہ

۱۔ شرح محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایڑیاں اقدس سورج و چاند سے بھی زیادہ نورانی ہیں اور عرشِ الٰہی کی آنکھوں کا تارا ہیں۔

اس میں اسی عقیدہ معروفہ کا اظہار ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرشِ معلیٰ پہ تشریف لے گئے۔ جن لوگوں کا عقیدہ اس کے برعکس ہے وہ جمہور کے خلاف ہے۔ جمہور کا مذہب وہی ہے جس کا امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اپنے شعر مذکور میں اشارہ فرمایا ہے۔

ازالۂ وہم امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اپنے ہر شعر میں مضامین کے دریا بہائے ہیں لیکن کوزہ بند۔ شعر ہذا میں جہاں جمہور کا مذہب بیان فرمایا ہے۔ وہاں معراج کی اقسام بنمامہا بیان فرمائی ہیں اس اجمال کو فقیر بجائے اپنی تحقیق کے حضرت غزالی زمان علامہ احمد سعید شاہ صاحب کاظمی محدث ملتانی قدس سرہٗ النورانی سے تفصیل میں لاتا ہے تاکہ یقین ہو سکے کہ

Marfat.com

واقعی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی ایڑیاں شمس و قمر سے روشن تر اور عرش کی آنکھوں کے تارے ہیں۔

اسراء اور معراج کا فرق اگرچہ عام استعمالات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس تمام مبارک سیر و عروج یعنی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ اور وہاں سے آسمانوں اور لامکاں تک تشریف لے جانے کو معراج کہا جاتا ہے لیکن محدثین و مفسرین کی اصطلاح میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک تشریف لے جانا اسراء کہلاتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس کو لفظِ اسراء سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور مسجدِ اقصیٰ سے آسمانوں کی طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عروج فرمانا معراج کہلاتا ہے۔ اس لیے کہ اس کے لیے معراج اور عروج کے الفاظ احادیث صحیحہ میں وارد ہوئے ہیں۔

اسرار معراج اور اعراج حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فارسی میں فرماتے ہیں۔ جس کا اُردو خلاصہ یہ ہے کہ (مسجد حرام سے) بیت المقدس تک اسراء ہے اور وہاں سے آسمانوں تک معراج ہے۔ اور آسمانوں سے قاب قوسین تک اعراج ہے (فوائد الفوائد جلد چہارم ص ۳۰۸)

(معراج النبی ص ۷)

اضافہ اویسیہ غفرلہ اسراء، معراج، اعراج یہ سب کچھ بیداری اور روح مع الجسد الکریم سے ماننا فرض ہے اس کا منکر گمراہ بے دین ہے ایسے ہی مسجد اقصیٰ تک کا انکار کفر اس لیے کہ یہ نص قطعی سے ثابت ہے اس کے بعد عرش الی ماوراء الوراء کا منکر کافر ہے نہ گمراہ اس لیے کہ اخبار احاد سے ثابت ہے۔

(نبراس وغیرہ)

Marfat.com

معراج جسمانی کی دلیل

اللہ تعالےٰ نے عبدہٖ فرما کر اس حقیقت کو روشن تر فرما دیا کہ معراج صرف روح کو نہیں ہوئی بلکہ روح مع الجسد کو ہوئی ہے۔ کیونکہ قرآن وحدیث یا کلامِ عرب میں ایسا کوئی استعمال موجود نہیں جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ کسی کی دنیاوی زندگی میں اسے عبد کہا گیا ہو اور لفظ عبد سے صرف روح مراد ہو۔ بلکہ اس کے برعکس آپ قرآن وحدیث اور محاوراتِ عرب میں یہی پائیں گے کہ جب بھی کسی کو اس کی حیاتِ ظاہری میں لفظ عبد سے تعبیر کیا گیا ہے۔ تو اس لفظ سے روح مع الجسد مراد لیا گیا ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السّلام کو حکم دیا۔

فَأَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا (پ ۲۵ سورہ دخان) — اے موسیٰ میرے بندوں کو رات میں لے جا۔

یہاں بھی لفظ عبد سے روح مع الجسد اور اسراء سے اسراء جسمانی مراد ہے

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

أَرَأَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى عَبْدًا إِذَا صَلّٰى — کیا تو نے اسے دیکھا جو روکتا ہے عبد (مقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کو جب وہ نماز پڑھے

دیکھئے یہاں بھی عبد سے جسم وروح کا مجموعہ مراد ہے۔

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ۔ — جب کھڑا ہوا اللہ کا عبد (مقدس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس حال میں اللہ کو پکارتا یعنی اس کی عبادت کرتا تھا۔

اس آیت میں بھی لفظ عبد سے جسم وروح دونوں مراد ہیں۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْد۔

Marfat.com

حضرت غزالی زمان قدس سرہ اسراء و معراج و عروج کے بعد معراج کے چند نکات بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

خلاصۃ الکلام یہ کہ آیۂ کریمہ میں اسراء کا بیان مفصل ہے۔ اور معراج کا ذکر مجمل اور مفصل مجمل کی دلیل ہے۔ آیۂ کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تمام سفر مبارک کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ اس کے تین مرحلے الگ الگ نظر آتے ہیں۔

پہلا مرحلہ مسجدِ حرام سے شروع ہو کر مسجد اقصیٰ پر ختم ہوتا ہے۔ دوسرے مرحلہ کا بیان نُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا میں وارد ہے۔ اور تیسرے مرحلہ کا بیان اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ میں موجود ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد حرام سے چلے مسجد اقصیٰ پہنچے۔ اور مسجدِ اقصیٰ سے آسمانوں پر جلوہ گر ہوتے ہوئے عرشِ الٰہی تک تشریف لے گئے پھر عرشِ الٰہی سے اِلٰی حَيْثُ شَآءَ اللّٰهُ (جہاں تک اللہ نے چاہا) جلوہ افگن ہوئے۔ اور زمان و مکان بلکہ عالمِ امکان کی قیود سے بالاتر ہو کر اللہ تعالیٰ کے قربِ خاص سے مشرف ہوئے اور اپنے رب کا جمال اپنے سرِ اقدس کی آنکھوں سے بے حجاب دیکھا۔

سُبْحٰنَ الَّذِيْ سے لیکر الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ تک اسریٰ کا تفصیلی بیان اور اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ میں اللہ تعالیٰ کے قربِ خاص اس کا کلام سننے اور جمال دیکھنے کا بیان ہے۔

مراحلِ ثلاثہ میں باریک اور لطیف فرق

مسجدِ حرام سے مسجد اقصیٰ تک دنیائے جسمانیات اور عالمِ شہادت ہے اور مسجدِ اقصیٰ سے اوپر آسمانوں اور عرش کا عالمِ روحانی، نورانی اور مجرد

Marfat.com

لطیف کائنات ہے اس کے بعد فوق العرش اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قدس ہے۔ جس میں کسی کائن ومخلوق کا شائبہ تک متصوّر نہیں بلکہ زمان ومکاں سے بالاتر، اللہ تعالیٰ کے جلوہ ہائے عظمت وجلال کے ظہور کا وہ عالم ہے۔ جسے عالم کہنا بھی صرف مجاز ہے حقیقت میں وہ عالم وعالیات سے کہیں اعلیٰ اور برتر و بالا ہے کیونکہ زمان ومکان کی حدود میں جمالِ الوہیت کا ظہور اتم مقید نہیں ہوسکتا۔

ان تینوں مرحلوں سے حضور نبی کریم کی ذاتِ گرامی کا ربط اور تعلّق یہ ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کا تینوں مرحلوں سے تعلّق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تین شانیں ہیں۔

(۱) بشریت: جس کو عالم جسمانیات سے ربط ہے۔

(۲) ملکیت اور روحانیت: جسے عالم انوار اور حقائق مجرداتِ قدسیہ سے تعلق ہے۔

(۳) محمدیت: یعنی حق تعالیٰ کی ذات وصفات اور حُسن وجمال کا مظہرِ اتم ہونا۔ جسے بارگاہِ قدس اور حضرتِ جمال الوہیت سے گہرا تعلّق ہے۔

سفر معراج کے تینوں مرحلوں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تینوں شانوں کا تعلق اور باہمی مناسبت کو ذہن نشین کر لینے کے بعد آیت کریمہ کی روشنی میں فلسفۂ معراج نہایت آسانی کے ساتھ سمجھ میں آسکتا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ معراج کا مقصد حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی شایان شان بلند اور اونچے مراتب پر پہنچنا ہے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مذکورہ شانیں ایسی ہیں کہ تمام کمالاتِ محمدی ان ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ہر کمال مصطفوی کا سرچشمہ یہی تین شانیں

Marfat.com

ہیں۔ لہٰذا ان میں سے ہر ایک کا اپنے عروج پر پہنچنا تکمیل معراج کے لیے ضروری ہوا۔ یہ امر واضح ہے کہ ہر چیز کا عروج اسی عالم میں متصور ہے۔ جس عالم سے اس چیز کا تعلق پایا جاتا ہے۔ اس لئے بشریت کا معراج عالمِ بشریت میں ہوگا اور نورانیت و روحانیت کا معراج عالمِ ارواح و عالمِ انوار میں اور اسی طرح حقیقتِ محمدیہ یعنی مظہریت حق کا معراج بارگاہِ حق تعالیٰ میں ہوگا۔

آیتِ کریمہ کے مضمون میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج مبارک بالکل اسی شان سے واقع ہوئی۔ دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجدِ حرام سے چل کر مسجدِ اقصیٰ پہنچے۔ جہاں تمام انبیاء علیہم السّلام نے حضور علیہ السّلام کی اقتدا کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کے امام بنے۔ مسجدِ اقصیٰ عالمِ اجسام میں ہے اور اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بشریت مطہرہ کو یہ عروج حاصل ہوا۔ کہ تمام انبیاء علیہم السّلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بشریت مقدسہ کے پیچھے اقتدار کی بشریت مصطفویہ کا مسجدِ اقصیٰ میں انبیاء علیہم السّلام کا مقتدا ہونا حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بشریت کا معراج ہے۔ اس حیثیت سے کہ عالمِ بشریت میں انسانیت اور بشریت کا کمال رکھنے والے یعنی حضراتِ انبیاء علیہم السّلام پیچھے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی بشریت آگے ہے۔ اس کے بعد جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام مسجدِ اقصیٰ سے آسمانوں پر تشریف لے گئے اور ساتوں آسمانوں سے گزر کر سدرۃ المنتہیٰ پہنچے۔ یہ وہ مقام ہے کہ جہاں سے اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے فرشتے بھی آگے نہیں جا سکتے۔ آسمانِ اوّل سے لے کر سدرہ تک تمام روحانی اور نورانی افراد یعنی ملائکہ کرام پیچھے رہ گئے حتیٰ کہ جبریل علیہ السّلام بھی وہاں سے آگے تشریف نہ لے گئے اور حضور علیہ السّلام کا سدرہ سے آگے تشریف لے جانا حضور علیہ السّلام کی حقیقتِ ملکیہ اور آپ کی نورانیت و روحانیت کا چمکتا ہوا معراج تھا۔ اس حیثیت سے کہ عالمِ ملائکہ میں حضور

Marfat.com

علیہ السّلام کی نورانیت و روحانیت دراصل حقیقتِ ملکیت کی معراج ہے۔

پھر آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا زمان و مکان کی قیود سے بلند و بالا ہو کر فوق العرش پہنچ کر بارگاہِ حق تعالیٰ جل مجدہ میں حاضر ہونا اور ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کے مراتب عالیہ پر فائز ہونا اور سر اقدس کی آنکھوں سے بے حجاب اللہ تعالیٰ کو دیکھنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی حقیقت محمدیہ اور صورت حقیہ کی معراج ہے۔ اس حیثیت سے کردہ عرشِ عظیم جو تجلیات حُسن حقیقی کی بلند ترین جلوہ گاہ ہے۔ اسی طرح پیچھے رہ گیا۔ جس طرح مسجد اقصیٰ میں کمال انسانیت رکھنے والے انبیا علیہم السّلام پیچھے رہ گئے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان سے آگے تشریف لے گئے تھے بالکل اسی طرح حُسنِ الوہیت کی بلند ترین جلوہ عرش عظیم بھی پیچھے رہ گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمان و مکاں نیز تحت و فوق کو پیچھے چھوڑ کر ایسے عالم میں جسے عالم کہنا درحقیقت مجاز ہے۔ اپنی حقیقت محمدیہ اور صورۃ حقیہ کے ساتھ اس عرشِ عظیم کی بلندی سے بلند ہو کر اس ذاتِ والاصفات کے ساتھ واصل ہوئے۔ جس کے حُسنِ ذات وصفات کا مظہرِ اتم تھے۔ اس کا کلام سنا۔ اور اس کا جمال دیکھا۔ نہ ان کی بات سننے اور انہیں دیکھنے والا رب کے سوا کوئی اور تھا۔ نہ رب کا کلام سننے والا اور اسے دیکھنے والا آپ کے سوا کوئی دوسرا تھا۔ حضور علیہ السّلام رب کے سمیع وبصیر تھے۔ اور رب کریم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سمیع وبصیر تھا۔

فوائد الفواد ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک حوالہ تو اس سے قبل عرض کر چکا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک اسرا ہے۔ اور وہاں سے آسمانوں تک معراج اور آسمانوں سے قاب قوسین تک اعراج ہے۔ یہ ملفوظ مبارک بھی فقیر کے بیان سابق پر بلا تاویل واضح اور روشن دلالت کر رہا ہے۔ دوسرے حوالہ کی فارسی عبارت کا اردو خلاصہ حسب ذیل ہے۔

"کسی خادم نے عرض کیا۔ حضور! لوگ کہتے ہیں کہ قلب کو بھی معراج ہوئی ہوگی۔

Marfat.com

اور قالب کو بھی، اور روح کو بھی، ہر ایک کو کس طرح معراج ہوئی ہو گی؟ حضور خواجہ غریب نواز نے جواب میں یہ مصرع پڑھا ؎

ظُنَّ خَیْرًا وَلَا تَسْئَلْ عَنِ الْخَیْرِ

یعنی گمان خیر رکھ اور خیر کی بابت تحقیق نہ کر۔" (فوائد الفواد جلد ۴ ص ۲۰۸)

مطلب یہ ہے کہ یہ معاملہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین راز ہے۔ جس کو مان لو اور اس کی ماہیت و کیفیت کے پیچھے نہ پڑو۔ اس مضمون سے بھی فقیر کے بیان پر اس طرح روشنی پڑتی ہے کہ۔

قالب، بشریت ہے۔ روح، ملکیت اور قلب، مظہریت حق۔ تینوں کو معراج ہوئی۔ یہ اجمال ہے۔ اس کی تفصیل وہ تھی جو فقیر وضاحت کے ساتھ بیان کر چکا ہے۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت ملکیت اور مظہریت تینوں کو معراج کرائی۔

بشریت اس عالم کی چیز ہے۔ اس کی معراج یہاں یعنی مسجد اقصیٰ میں ہوئی۔ ملکیت و روحانیت عالم سموٰت سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کی معراج آسمانوں پر ہوئی۔ مظہریت حقیہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے متعلق ہے۔ اس لیے اس کی معراج فوق العرش لامکاں میں ہوئی۔ جہاں اللہ تعالیٰ کا دیدار حضور علیہ السلام کو ہوا۔ بشریت کی معراج اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی میں تفصیلاً مذکور ہے۔ اور آسمانی معراج لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا میں اجمالاً مذکور ہے۔ اور معراج فوق العرش قرب ایزدی و دیدار الٰہی کا ذکر اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ میں ہے۔

معلوم ہوا کہ سفر معراج کے تین حصے صرف اس لیے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صفتیں ہیں۔ ہر صفت کی معراج کا مستقل ذکر ہے۔ ہمارے اس بیان سے کوئی شخص اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کو

Marfat.com

جب معراج ہوئی تو اس وقت روح مبارک نہ تھی یا جس وقت حضور علیہ السلام کی حقیقتِ ملکیہ کی معراج آسمانوں پر ہوئی۔ تو اس وقت جسمانیتِ مطہرہ ساتھ نہ تھی۔ اسی طرح جب حضور علیہ السلام کی مظہریتِ مطہرہ کو معراج ہوئی تھی تو روحِ اقدس یا جسم مبارک اس وقت موجود نہ تھا اس لیے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام ان تمام مراحل میں جسم اقدس اور روح مبارک بھی تھی اور جب مسجدِ اقصیٰ سے آسمانوں اور سدرۃ المنتہی پر تشریف لے گئے تو اس وقت بھی روحِ مبارک بدن اقدس میں جلوہ گر تھی۔ البتہ یہ ضرور ہوا کہ اس عالم ناسوت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مطہرہ بالفعل تھی اور ملکیتِ مقدسہ بالقوۃ۔ جب حضور علیہ السلام جسم وروح اقدس کے ساتھ عالم ملائکہ میں پہنچے تو اس وقت حضور علیہ السلام کی بشریت بالقوۃ اور ملکیت بالفعل ہو گئی تھی۔ اور جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام مقام دَنٰی فَتَدَلّٰی پر جلوہ گر ہوئے تو بشریت و ملکیت دونوں بالقوۃ ہو گئیں اور کمال مظہریت قوت سے فعل کی طرف متوجہ ہوا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ آدمی جب کسی پر غضبناک ہوتا ہے۔ تو اس پر رحم کی صفت بھی موجود ہوتی ہے۔ بولنے کے وقت خاموش ہونے کی اور خاموشی کے وقت بولنے کی طاقت انسان میں موجود ہوتی ہے۔ حرکت کے وقت سکون اور سکون کے وقت حرکت کی قوت انسان میں پائی جاتی ہے۔

اسی طرح بشریت کے معراج کے وقت حضور علیہ السلام کی ملکیت و مظہریت موجود تھی۔ اور حقیقتِ ملکیہ کے وقت بشریت اور مظہریت دونوں صفتیں بحال تھیں پھر حقیقتِ مظہریت کی معراج ہوئی تو بشریت اور ملکیت دونوں بدستور تھیں۔ ان تینوں میں سے ہر ایک کی معراج کے وقت اسی حقیقت کا غلبہ تھا۔ مسجد اقصیٰ میں بشریت اور آسمانوں میں ملکیت وروحانیت اور عرش پر حقیقت مظہریت کو اللہ تعالیٰ نے غالب فرما دیا تھا (معراج النبی محدث ملتانی ص ۱۷ تا ص ۲۲)

Marfat.com

تبصرہ اویسی غفرلہٗ اس تفصیل سے واضح ہوا کہ حضور علیہ السلام کی بشریت بھی نور ہے لیکن اس تقریر سے مزید محقق ہوا کہ عرش پر آپ کی بشریت پر حقیقت ملکیہ کا غلبہ تھا تو اس نورانیت کے آگے سورج وقمر کی کیا مجال جب کہ ملکوتی حضرات بھی پیچھے رہ گئے اور ایڑیاں عرش کی آنکھوں کے تارے بھی بجا ہیکہ شان محبوبی عجب رنگ پر۔

جابجا پرتو فگن ہیں آسمان پر ایڑیاں ۲۔ دن کو ہیں خورشید شب کو ماہ واختر ایڑیاں

۲۔ شرح حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مقدس ایڑیاں تو آسمان پر، پرتو فگن ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے۔ دن کو یہ ایڑیاں پاک سورج ہیں تو رات کو چاند اور ستارے ہیں۔

اس شعر میں شعر مذکور کی طرح آسمانوں پہ تشریف لے جانے کی طرف اشارہ ہے اس میں بھی بعض فرقوں کو اختلاف ہے تو انکار اختلاف غیر معتبر ہے اس لیے کہ ان کا قول جمہور کے مذہب کے خلاف ہے۔

اقوال الجمہور جس میں جمہور علماء اہل سنت کا اجماع واتفاق ہے وہ یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج حدود کائنات وجہات سے متجاوز تھا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج میں ہر فوق سے فوق، ہر عالی سے عالی ہوئے۔ اس مبارک شب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر وباطن کی بلندیوں کے سامنے سب بلندیاں پستیوں میں بدل گئیں۔

(۱) مدارج النبوۃ ص ۱۵۷ ج ۲ میں حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ

Marfat.com

اسراء و معراج دونوں کا وجود بیداری اور جسم کے ساتھ ہوا۔ تمام اصحاب اور تابعین اور اتباع کا اور ان کے بعد محدثین ، فقہاء اور متکلمین کا اس بات پر اتفاق ہے نیز اس پر بہت احادیث صحیحہ اور اخبار صریحہ وارد ہیں۔

(۲) تفسیر نسفی میں ہے کہ اسراء ہجرت سے ایک سال قبل بیداری میں ہوا۔

(۳) حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۵۶۹/۲ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رات مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی گئی۔ پھر وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک اور جہاں تک اللہ کی مرضی تھی آپ تشریف لے گئے۔ یہ سب باتیں جسم کے ساتھ حالت بیداری میں ہوئیں۔

(۴) سیدی عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب الیواقیت والجواہر میں لکھا ہے: قَالَ الشَّیْخُ:

"وَكَانَ هٰذَا الْإِسْرَاءُ بِجِسْمِهِ الشَّرِيْفِ وَكَانَ بِرُوْحِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ يَكُوْنُ رُؤْيَا رَآهَا كَمَا يَرَى النَّائِمُ فِيْ نَوْمِهِ مَا أَنْكَرَهُ أَحَدٌ مِنْ قُرَيْشٍ وَلَا نَازَعَهُ فِيْهِ وَإِنَّمَا أَنْكَرُوْا عَلَيْهِ كَوْنَهُ أَعْلَمَهُمْ إِنَّ الْإِسْرَاءَ بِجِسْمِهِ الشَّرِيْفِ فِيْ تِلْكَ الْمَوَاطِنِ الَّتِيْ دَخَلَهَا كُلِّهَا،

(ص ۳۵، ج ۲)

کہا شیخ اکبر نے اسراء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف کے ساتھ اگر اسراء خواب میں ہوتا کہ آپ نے اس طرح دیکھا ہوتا جس طرح سونے والا اپنے خواب میں دیکھتا ہے تو قریش سے کوئی بھی اس کا انکار نہ کرتا اور نہ کوئی اس میں آپ سے جھگڑتا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر انکار محض اس لیے کیا کہ آپ نے ان کو بتایا کہ اسراء ان تمام جگہوں میں جہاں آپ تشریف لے گئے آپ کے جسم شریف کے ساتھ ہوا۔

Marfat.com

(۵) علامہ سعد الدین تفتازانی نے شرح عقائد نسفی صہ ۱۰۲ میں رقم فرمایا ہے۔ لیکن بعض تھوڑے لوگوں نے کہا ہے کہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو اسراء اور معراج دونوں خواب میں ہوئے۔ اور بعض کا قول ہے کہ اسراء میں آپ مسجد اقصی تک بحالت بیداری جسم کے ساتھ براق پر سوار ہو کر گئے۔ پھر وہاں سے اوپر آسمانوں کا معراج آپ کی روح کو ہوا۔

(سوال) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

مَا فَقَدَ جَسَدُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ

محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کا جسم شریف معراج کی رات (گھر سے) غائب نہیں ہوا۔

اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ

كَانَتْ رُؤْيَا صَالِحَةً | وہ ایک اچھا خواب تھا۔

اور قرآن پاک میں ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ اَرَيْنَاكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

اور نہیں کیا ہم نے وہ خواب جو ہم نے یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو دکھایا مگر لوگوں کے لیے فتنہ۔

جوابات

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول کے کئی جواب ہیں۔

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قول کا یہ مطلب نہیں جو مخالفین معراجِ جسمانی نے لیا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا جسم شریف روح سے گم نہیں ہوا۔ بلکہ تمام مواطن اور جگہوں میں روح کے ساتھ رہا۔ (شرح عقائد نسفی)

(۲) معراج کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا قول مذکور اگر ظاہر پر محمول

Marfat.com

ہو تو اس لیے نامعتبر ہے کہ اس وقت تک آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقدِ نکاح میں نہیں آئی تھیں۔

(۳) نصوص صریحہ اور احادیث قویّہ کے مقابل جن سے حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معراج ثابت ہے وہ قول نا قابلِ تسلیم نہیں اور نہ وہ حجت ہو سکتا ہے۔ اور نہ وہ اس لائق ہے کہ اس سے استدلال کیا جائے۔

(جواب) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کا جواب یہ ہے کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معراج ہوا اس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان سے بہرہ ور نہیں تھے۔ آپ فتح مکہ کے بعد ایمان لائے۔ اس لیے ان کا قول بھی اس مسئلہ میں نہیں

(جواب) قرآن پاک کی جس آیت سے مخالفین نے استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ تفسیر روح المعانی میں آیت مذکورہ کے تحت لکھا ہے کہ رؤیا کے معنی بیداری میں آنکھ سے دیکھنے کے ہیں۔ اصل عبارت یہ ہے

وَالرُّؤيَا تَكُوْنُ بِمَعْنَى الرُّؤْيَةِ فِي الْيَقْظَةِ: قَالَ الْوَاحِدِيُّ اِنَّهَا رُؤْيَةُ الْيَقْظَةِ لَيْلًا۔

واحدی نے جو امام لغت ہیں کہا کہ رؤیت کے معنی رات کو بیداری میں دیکھنا ہے۔

تو جب رؤیا میں بحالت بیداری آنکھ سے دیکھنے کا بھی احتمال ہے تو اس سے اس بات پر دلیل پکڑنا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں معراج ہوا۔ ممنوع ہے کہ علماء اصولیین کا قول ہے:-

اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ

جب احتمال آئے تو استدلال باطل ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

تفسیر مذکور میں مرقوم ہے

وَاحْتَجَّ الْجُمْهُوْرُ لِذَالِكَ بِاَنَّهٗ لَوْ كَانَ مَنَامًا مَا تَعَجَّبَ مِنْهُ قُرَيْشٌ وَلَا اسْتَحَالُوْهُ لِاَنَّ النَّائِمَ قَدْ يَرٰى نَفْسَهٗ فِى السَّمَاءِ وَيَذْهَبُ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ وَلَا اسْتَحَالُوْهُ اَحَدٌ:

جمہور نے اس پر اس طرح حجت پکڑی ہے کہ اگر وہ یعنی معراج خواب میں ہوتا تو قریش کو نہ اس سے تعجب ہوتا اور نہ وہ اس کو ناممکن کہتے اس لیے کہ سویا ہوا کبھی اپنے آپ کو آسمان میں دیکھتا ہے اور کبھی دیکھتا ہے کہ وہ مشرق سے مغرب کو جا رہا ہے تو اس کو کوئی بھی ناممکن نہیں کہتا۔

فائدہ جب یہ ثابت ہے کہ واقعہ معراج کو سُن کر کفار مکہ نے شور و غل مچایا اور اس کی تکذیب کی اور اس کو بعید از عقل و قیاس جانا اس لیے کہ مکہ سے مسجد اقصیٰ تک کی طویل مسافت کا۔ رات کے بعض حصہ میں طے کرنا اور طرفہ یہ کہ صبح صادق کے طلوع سے قبل وہاں سے واپس آجانا ناممکن ہے تو معلوم ہوا کہ یہ واقعہ خواب نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے جس کا ظہور و وقوع خرق عادت کے طور پر بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شخص کو پیش آیا۔ اگر خواب ہوتا جیسا کہ بعض کا قول ہے تو قریش مکہ اس کو سُن کر انکار نہ کرتے۔ کفار کا انکار۔ معراج کے بیداری میں جسم کے ساتھ ہونے پر برہان مبین ہے۔ آیت میں اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ اس پر شاہد عدل ہے۔ اس لیے کہ آنکھوں سے دیکھی ہوئی چیز فتنہ بن سکتی ہے خواب میں فتنہ کا ادنیٰ شائبہ بھی نہیں۔ جیسا کہ اوپر بتفصیل مذکور ہوا اور یہ بھی احتمال ہے کہ آیت مذکورہ واقعہ بدر یا عمرہ کے متعلق جو آپ نے خواب دیکھا تھا اس کا بیان ہے۔

Marfat.com

فائدہ | حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معراج میں ربّ تعالےٰ کو دیکھنا

اس بات میں بھی علماء کے مابین سخت اختلاف ہے اور یہ اختلاف سورۃ نجم میں ضمائر کے اختلاف کی وجہ سے ہے۔ بعض بلکہ اکثر مفسّرین نے دَنیٰ فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنیٰ فَاَوْحیٰ اِلیٰ عَبْدِہٖ مَا اَوْحیٰ میں ضمائر کا مرجع ہے۔ جبرئیل علیہ السلام کو بتایا ہے یعنی دَنَوٗ اور تَدَلّٰی اور قرب قوسین کا معاملہ: حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جبرئیل علیہ السلام کے درمیان ہوا۔ جیساکہ ہم اس سے قبل سورۃ نجم کی تفسیر کے ضمن میں کچھ بیان ہوا۔

۳۔ نجم گردوں تو نظر آتے ہیں چھوٹے اور وہ پاؤں
عرش پر پھر کیوں نہ ہوں محسوس لاغر ایڑیاں

حل لغات | گردوں (بفتح کاف فارسی مذکرہ آسمان۔ لاغر (عربی) دُبلا۔ پتلا کمزور۔

۳۔ شرح | آسمان کے ستارے چونکہ بہت دور ہیں اسی لئے چھوٹے نظر آتے ہیں ورنہ یہ تو بہت بڑے ہیں۔

اسی طرح عرش بریں پر ایڑیاں اقدس نیچے سے دور والوں کو دُبلی پتلی محسوس ہوتی ہیں ورنہ درحقیقت ان کی پہنائی اور لمبائی کا اندازہ کون کرسکتا ہے پہنائی و لمبائی کے کلمات عظمت و رفعت کے پر دال ہیں۔

فائدہ | ان اشعار کی شرح شعر اوّل کے مطابق ہے۔

Marfat.com

دب کے زیرِ پا نہ گنجائش سمانے کی رہی
۴۔ بن گیا جلوہ کفِ پا کا اُبھر کر ایڑیاں

اس شعر میں ایڑی کا پاؤں کے پیچھے ہونے کی علت بتاتے ہیں کہ ایڑیوں کے ادب کا تقاضا تھا کہ پاؤں کے نیچے ہوتیں لیکن زیرِ پا جگہ نہ پا کر پاؤں کے پیچھے کی جلوہ گاہ بن گئیں۔ گویا ان کے کفِ پا کے ادب کا نتیجہ ہے کہ اس مقام کا جلوہ حاصل کر لیا۔

ان کا منگتا پاؤں سے ٹھکرا دے وہ دُنیا کا تاج
۵۔ جن کی خاطر مر گئے مُنعم رگڑ کر ایڑیاں

۵۔ شرح حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در کے بھکاری ایسے مستغنی ہیں کہ وہ شاہی تخت و تاج کو تھوکتے نہیں اگر انہیں پیش کیا جائے تو ٹھکرا دیتے ہیں حالانکہ بڑے بڑے دنیادار لوگ تاج و تخت کے لیے ایڑیاں رگڑتے مر گئے۔

اس شعر میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں استغناء کا بیان ہے اور اس کی مثالیں قائم کرنے کی ضرورت ہی نہیں لیکن تبرکاً ایک عرض کر دوں۔

(۱) مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ سنجر بادشاہ نیمروز نے حضرت غوث الاعظم (رضی اللہ عنہ) کے پاس التجا بھیجی کہ آپ کی خدمت میں کچھ حصّہ سلطنت کا پیش کرنا چاہتا ہوں۔ قبول فرمائیے۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ ؎

Marfat.com

چوں چتر سنجری رُخ بختم سیاہ باد | در دل اگر بود ہوس ملک سنجرم
زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب | من ملک نیمروز بیک جو نمے خرّم

یعنی اگر تمہارے پاس ملک نیمروز ہے تو میرے پاس ملک نیم شب موجود ہے (دعوت عبدیت حصّہ چہارم وعظ ہفتم صـ۱۴،۱۳ التذکیر حصّہ سوم صـ۱۰۴) اس لئے کہ جب سے میں نے ملک نیم شب کی خبر پائی ہے تو ملک نیم روز کو تو میں ایک جو سے بھی نہیں خریدوں گا۔

تاریخ کے اوراق دہرائیے پر اس قسم کے بیشمار واقعات پڑھ لیں۔

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمّار رضی اللہ عنہ کی کہانی

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ ایک آسودہ حال یہودی۔ سردار اسحاق بن شمعون کے مقروض تھے یہودی بے انتہا ظالم اور سنگدل تھا۔ اس نے کہا:

عمار اگر تم اسلام سے برگشتہ ہو جاؤ اس نئے مذہب کو چھوڑ دو۔ تو تم کو اتنا مال و زر دوں گا کہ تم آسودہ حال ہو جاؤ گے اور اگر تم چاہو تو بھتیجی اپنی سارہ بنت عامر سے شادی بھی کر دوں گا۔ کیا تم مری درخواست کو منظور کر دگے؟

حضرت عمار بن یاسر نے فرمایا: سردار تمہارا خیال غلط ہے اگر تم سارا مال و زر بھی مجھے دینا چاہو تب بھی اسلام سے برگشتہ نہیں ہو سکتا اور اس مذہب کو نہیں چھوڑ سکتا اسلام ایک دین کامل ہے اور اس کی اولین تعلیم یہی ہے کہ حق پرستی اختیار کرو۔ اللہ واحد یکتا بے نیاز ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور وہ ساری دنیا کا مالک ہے۔ ہر چیز اس نے پیدا کی ہے۔ اور وہ ہی تمام آدمیوں کو رزق پہنچاتا ہے اس کے سوا کوئی معبود و رزاق نہیں۔ یہ ہمارا ایک مستحکم عقیدہ ہے اور ایک لمحہ کے لیے بھی ہم اس عقیدہ کو فراموش نہیں کر سکتے۔

ہمارے آقائے نامدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین انسان ہیں ان کی

Marfat.com

غریب نوازی کا یہ عالم کہ کبھی کوئی سائل ان کے در سے محروم نہیں جاتا۔ عفت و عصمت کی نسبت کبھی کسی مخالف نے بھی کوئی شبہ تک ظاہر نہیں کیا۔ زہد و تقویٰ کا یہ عالم ہے کہ رات رات بھر نوافل میں گزار دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ پائے مبارک ورم کر آتے۔ انسانی ہمدردی کی یہ کیفیت کہ روزانہ فجر کے بعد غریبوں کی خدمت اور بیماروں کی عیادت کو تشریف لے جاتا۔ غریبوں کی دلنوازی اور بیواؤں کی خدمت ان کے معمولات میں شامل تھے۔

ان کے رونق افروز ہونے سے پہلے ہم تباہ کن گمراہی کی حالت میں تھے۔ ہماری اخلاقی حالت تباہ ہو گئی تھی۔ ہم اپنی سیاہ کاریوں پر فخر کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری اصلاح کی اور ہمارے اعمال صالحہ کی طرف توجہ دلائی۔ ہم ایسے آقائے نامدار اور محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کس طرح برگشتہ ہو سکتے ہیں؟

سردار! یاد رکھو ہم دنیا کے عظیم وجلیل سرمایہ کو ٹھکرا سکتے ہیں۔ ہم تخت و تاج پر لعنت بھیج سکتے ہیں۔ ہم دنیا کی بہترین راحتوں سے بیزار ہو سکتے ہیں حتیٰ کہ اپنی جانیں بھی قربان کر سکتے ہیں لیکن ایک لمحہ کے لیے بھی آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے دستبردار نہیں ہو سکتے۔

سردار! میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ مجھے سُولی پر لٹکا دیا جائے اور مجھے خاک و خون میں تڑپایا جائے مگر میں یہ پسند نہیں کرتا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پائے اقدس میں کانٹا بھی چبھ جائے۔

۶ دو قمر دو پنجہ خور دو ستارے دس ھلال ان کے تلوے پنجے ناخن پلتے اطھر ایڑیاں

شرح دونوں پنجے آپ کے چاند سورج ایڑیاں دو ستارے اور انگلیوں کے ناخن پہلی رات کے دس چاند ہیں۔ آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تلوے پنجے ایڑیاں

Marfat.com

پائے مبارک پاکیزہ و نورانی ہیں جن کو جبریل علیہ السلام بوسہ دیتے ہیں ۔قدم بوس ہوکر شب معراج آپ کو بیدار کرتے ہیں ۔

اس شعر میں پائے اقدس کی عظمت و رفعت کا ذکر حدیث معراج کے حوالہ سے فرمایا کہ معراج کی شب عرش پر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے ۔

پاپوسی و دست بوسی

اہلسنت میں بزرگوں کے ہاتھ پاؤں چومنے کی عادت ہے اور یہ عادت انھیں صحابہ کرام سے وراثت میں ملی ہے ۔

چنانچہ حضرت زراع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک وفد کی صورت میں مدینہ منورہ آئے ۔

فَنُقَبِّلُ یَدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ وَرِجْلَہٗ

(مشکوٰۃ صہ ۴۰۲)

تو ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں چومتے ۔ لیکن کمالات نبوت و ولایت کے منکرین اسے شرک کے کھاتہ میں ڈالتے ہیں ۔فقیر چند روایات پیش کرتا ہے تو شرک کے مُفتیوں کا فتوےٰ ان کے منہ پر مارا جاسکے ۔

حضور سرورِ عالم علیہ السلام کا اپنا عمل مبارک

الادب المفرد میں امام بخاری حدیث روایت فرماتے ہیں کہ جب حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لیجاتے تو بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا

فَاَخَذَتْ بِیَدِہٖ وَقَبَّلَتْہٗ"

آپ ہاتھ مبارک پکڑ کر اسے چوم لیتیں پھر جب بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور علیہ السلام کے گھر آتیں تو آپ فاخذ بیدھا وقبلھا آپ بی بی کا ہاتھ پکڑ کر اسے بوسہ دیتے

فائدہ چونکہ ہاتھ پاؤں چومنے کو نجدی وھابی شرک اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے سجدہ و تعظیم بغیر اللہ لازم آتا ہے ۔اگر یہی بات ہے تو حضور علیہ السلام کے علاوہ مندرجہ ذیل صحابہ کے متعلق کیا جواب ہے ۔

Marfat.com

(۱) سیدنا امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدنا امیر المومنین حضرۃ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سیدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سیدنا حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ، امین الامت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ بن الجراح عبداللہ بن عمر فاروق، حضرت فاطمۃ الزھرا، زید بن ثابت، عبداللہ بن رضوان (رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) آپ تمام حضرات سے ہاتھ پاؤں چومنا ثابت ہے بلکہ مندرجہ ذیل محدثین سے بھی۔

(۲) امام بخاری امام ترمذی امام ابوداؤد امام ابن ماجہ امام مسلم، امام نووی، علامہ ابن حجر مکی، حضرت امام اعظم امام ابو یوسف، علامہ حلبی سفیان بن عیینہ علامہ بدرالدین عینی، شیخ عبدالحق محدث دھلوی، علامہ حموی، علامہ محمد بن عبداللہ تمرتاشی علامہ ابن عابدین شامی علامہ محمد امین الاربلی علامہ ابن عقیل، شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز دہلوی، علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہم اور ہمارے اکابر اولیاء کا تو شمار ہی نہیں۔ مثلاً حضور محبوب سبحانی غوث الاعظم جیلانی، داتا گنج بخش علی ہجویری شیخ احمد رفاعی، امام محمد غزالی، خواجہ حسن بصری ابراھیم ادھم، امام ربانی خواجہ مجدد الف ثانی۔ شیخ محمد ابو المواہب شاذلی، خواجہ قطب الدین بختیار کاکی۔ خواجہ فرید الدین گنج شکر، خواجہ نظام الدین اولیاء، شیخ شرف الدین یحییٰ منیری، شیخ رکن الدین عالم ملتانی، شیخ حکیم سنائی، عبدالعزیز دباغ (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)

احادیث صحیحہ صریحہ مشکوٰۃ شریف ص۱۷ میں ہے یہود یوں نے کچھ سوال کیے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب صحیح عطا فرمایا تو یہودیوں نے سُن کر فقبلا یدیہ ورجلیہ انہوں نے آپ کے ہاتھ پاؤں چومے یہ صحاح ستہ کی صحیح ترمذی ص۹۸ ج ۲ میں بھی ہے۔

(۲) ایک اعرابی نے معجزہ طلب کیا آپ نے معجزہ دکھایا تو عرض کی

اذن لی اَسْجُدُ لَکَ اجازت دیجئے کہ بس آپ کو سجدہ کروں

Marfat.com

"   "   "   آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا۔

فائدہ اسی طرح کی متعدد روایات و مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب ہاتھ پاؤں چومنے کا ثبوت کا مطالعہ فرمایئے۔

شریعت مطہرہ علے صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سجدہ کی تعریف سجدہ کے وقت سات اعضاء کا زمین پر لگنا ہے جیسا کہ کتب احادیث میں اس کی وضاحت موجود ہے۔ امام المحدثین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ الباری نے صحیح بخاری میں بَابُ السُّجُودِ عَلٰی سَبْعَةِ اَعْظُمٍ کا باب باندھ کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ

"اَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّسْجُدَ عَلٰی سَبْعَةِ اَعْضَاءٍ" نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ سجدہ سات اعضاء پر کیا جائے "(صحیح البخاری ص ۹۴ مطبوعہ مصر طبرانی شریف ص ۳۶ ج ۱)

امام ابو عیسٰے ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ

"اِنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهٗ سَبْعَةُ اٰرَابٍ وَجْهُهٗ وَکَفَّاهُ وَرُکْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ"

انہوں نے رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب بندہ سجدہ کرے تو اس کے سات اعضاء چہرہ دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں بھی اس کے ساتھ سجدہ کرتے ہیں۔

(منتخب الصحیحین من کلام سید الکونین ص ۲۰ ترمذی شریف مطبوعہ دہلی نصب الرایہ

Marfat.com

فی تخریج احادیث الہدایہ ص۸۰)

حضرت عبداللہ ابن عباس اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی ہے کہ حضور پُر نور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اللہ تعالےٰ نے وحی کی اور فرمایا

"اَنْ یَّسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ" کہ سجدہ سات اعضاء سے کریں۔

(مسانید امام اعظم ص۳۹۶ ج ا مطبوعہ حیدر آباد دکن)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

"اَلْاِنْسَانُ یَسْجُدُ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ جَبْھَتِہٖ وَیَدَیْہِ
وَرُکْبَتَیْہِ وَصُدُوْرِ قَدَمَیْہِ فَاِذَا سَجَدَ اَحَدُکُمْ
فَلْیَضَعْ کُلَّ عُضْوٍ مَوْضِعَہٗ"

کہ انسان جب سجدہ کرے سات اعضاء یعنی پیشانی دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے دونوں پاؤں کے اگلے حصوں کے ساتھ تو اس کو چاہیئے کہ ہر ہر عضو کو اپنی اپنی جگہ پر رکھے

(جامع مسانید الامام الاعظم ص۴۰۱ ج ا طبرانی شریف ص۳۶)

امام اجل جلال الدین السیوطی علیہ الرحمہ روایت درج فرماتے ہیں کہ

"اَلسُّجُوْدُ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْضَاءِ الْیَدَیْنِ وَالْقَدَمَیْنِ
وَالرُّکْبَتَیْنِ وَالْجَبْھَۃِ" سجدہ سات اعضاء دونوں ہاتھ دونوں پاؤں دونوں گھٹنوں اور پیشانی سے ہوتا ہے (جامع الصغیر ص۳۵ ج ۲ مطبوعہ مصر

عارف باللہ الشیخ محمد امین الکردی الاربلی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں

اَلسُّجُوْدُ عَلَی الْاَعْضَاءِ السَّبْعَۃِ الَّتِیْ ھِیَ الْجَبْھَۃُ
وَالرُّکْبَتَانِ وَبَاطِنُ الْکَفَّیْنِ وَاَطْرَافُ بُطُوْنِ

Marfat.com

اِصَابِعَ الْقَدَمَیْنِ وَاَنْ یَکُوْنَ السُّجُوْدُ عَلَی الْاَعْضَاءِ السَّبْعَۃِ فِیْ اٰنٍ وَّاحِدٍ"

سجدہ سات اعضاء جو کہ پیشانی دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ، دونوں پاؤں کی انگلیوں کے کنارے لگانے سے ہوتا ہے۔ اور سجدہ سات اعضاء پر ایک ہی وقت میں ہونا چاہیئے۔

(تنویر القلوب فی معاملۃ علام الغیوب صفحہ ۱۳۴ مطبوعہ مصر)

غیر مقلدین کے مستند عالم دین مولوی سلیمان صاحب منصورپوری بھی سجدہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ (سجدہ) اصطلاحِ شریعتِ محمدیہ میں پیشانی اور ناک کو زمین پر لگانا اسطرح سے کہ دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیاں بھی زمین سے لگی ہوئی ہوں رانیں پیٹ سے الگ ہوں اور بازو پہلوؤں سے الگ اسطرح اس اصطلاح کو اب حقیقت شرعیہ کہا جاتا ہے

(والجمال والکمال صفحہ ۵۲ سطر ۹ تا ۱۱)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سجدہ میں زمین پر سات اعضاء لگیں تو سجدہ ہے وگرنہ سجدہ نہیں کیونکہ سجدہ کیلئے سات اعضاء کا لگنا ضروری ہے۔ اگر چھ اعضاء لگیں تب بھی سجدہ نہیں خواہ انسان نمازمیں ہی کیوں نہ ہو۔ لہذا ہاتھ پاؤں چومنے کو سجدہ میں شمار کرنا کس قدر کم علمی اور جہالت ہے کہ اسمیں تو سات اعضاء زمین پر نہیں لگتے۔

سجدہ میں نیت کا بھی دخل ہے ایک شخص یونہی سجدہ کی حالت میں ہے جبکہ اس کی نیت قیام رکوع اور سجود کی نہیں تو کیا اسکو اسکا ثواب ملے گا ہرگز نہیں کیونکہ ثواب حاصل کرنے کیلئے نیت شرط ہے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ارشاد ہے

Marfat.com

انما الاعمال بالنیات یعنی اعمال کے ثواب کا دارومدار نیتوں پر ہے (صحیح بخاری شریف) اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَامِکُمْ وَلَا اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں اور صورتوں کو ہی نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کی نیتوں کو دیکھتا ہے۔ (صحیح مسلم شریف الترغیب والترہیب للمنذری صفحہ ۲۴)

ہائے اس پتھر سے اس سینہ کی قسمت پھوڑیئے ۶۔ بے تکلف جس کے دل میں یوں کریں گھر ایڑیاں

حل لغات ہائے (اُردو) افسوس و تاسف وغیرہ کے لیے بولتے ہیں یہاں تمنائیہ ہے۔

شرح کاش اپنے سینہ کو اسی مبارک پتھر سے مَس کر کے اپنی قسمت جگائیں جس پتھر میں بلا تکلّف مقدس ایڑیوں نے گھر بنا لیا یعنی وہ پتھر نرم ہو گیا اور ایڑیوں کے نشان نمایاں ہوئے۔

شرح امام بیہقی ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جس پتھر پر قدم رکھتے تو وہ پتھر نرم ہو جاتا۔

چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

(۱) مسلم نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں اُس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مکے میں سلام کیا کرتا تھا۔

فائدہ بیہقی اور اکثر محدثین نے کہا ہے کہ وہ پتھر حجر اسود ہے اور بعض نے کہا کہ ایک اور پتھر ہے کہ اب تک مکے میں موجود ہے اس کوچے میں جس کو زقاق المرفق کہتے ہیں اور اس میں حضور علیہ السلام کی کہنی شریف کا نشان ہے

Marfat.com

اور لوگ اس کی زیارت کیا کرتے ہیں ابنِ حجر مکی نے لکھا ہے کہ یہ بات مکے میں قدیم سے بزرگوں سے متوارث ہے۔ لیکن افسوس کہ نجدیوں نے دوسرے تبرکات کی طرح اس مقدس پتھر کو بھی اڑا دیا۔ اب نہ وہ گلی رہی اور نہ ہی وہ مبارک پتھر۔

فائدہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے پہلے صلوٰۃ والسلام عرض کرنے والا (خصوصیت سے) اکثر محدثین کی رائے حجرِ اسود کے متعلق ہے تفصیل و تحقیق کے لیے فقیر کا رسالہ "حجرِ اسود بھی غلامِ احمد ہے" اور دوسری تصنیف "التحریر العسجد فی تحقیق الحجر الاسود"

حجرہ (پتھر) کا ادب یہ پتھر مبارک قدرتِ الٰہی سے بیت المقدس میں معلّق ہے جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہاں تشریف فرما ہوئے وہ آپ کی تعظیم کے لیے جھکا فرشتوں نے اسے تھاما جب آپ نے اس پر قدم مبارک رکھا تو وہ نرم ہو گیا اور قدم مبارک کے نشان اس پر بن گیا جو اب تک موجود ہے اور لوگ اس کی تعظیم و توقیر کرتے اور اس سے تبرک حاصل کرتے ہیں (سیرۃ حلبی و فتح المستعال)

پتھروں کا سلام پتھروں کا سلام عرض کرنا تو عام تھا اس کی تفصیل اسی مضمون کے تحت گزری ہے شاعر کہتا ہے۔

سَلَّمَتْ اَحْجَارُوَا دٍ اِذْ رَاَتْ
یَا نَبِیَّ اللہِ قَالَتْ تَسْتَہِلُّ

ترجمہ: جنگل میں بہتی ندیوں کے پتھروں نے آپ کو دیکھ کر سلام کیا اور پکار پکار کر یا نبی اللہ کہنے لگے۔

مکہ میں ایک پتھر مکہ معظمہ میں ایک پتھر تھا جس پر نماز میں حضور علیہ السلام نے استراحت فرمائی،

Marfat.com

لِاَنَّ الْحَجَرَ حَتّٰی بَدَا ذِرَاعَیْہِ وَسَاعِدَیْہِ: (دلائل النبوۃ صفحہ ۲۱۵ ج ۲)
پتھر نرم ہو گیا اور اس پتھر پر حضور علیہ السلام کی مقدس کہنیاں اور بازو مبارک صاف نظر آئے۔

فائدہ لوہے سے پتھر کا نرم ہو جانا بدرجہا قوی ہے اس لیے کہ لوہا پگھل سکتا ہے لیکن پتھر نہیں۔ جب وہ پتھر کو نرم کر سکتے ہیں تو وہ لوہے کو بطریق اولیٰ نرم کر سکتے ہیں۔

معجزاتِ ایڑیاں

(۱) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ مقام ذی المجاز میں تھے، یہ مقام عرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے اور یہاں ہر سال منڈی لگتی تھی۔ حضرت ابو طالب کو پیاس لگی تو

قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَطَشْتُ وَلَیْسَ عِنْدِی مَاءٌ فَنَزَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضَرَبَ بِقَدَمِہٖ الْاَرْضَ فَخَرَجَ الْمَاءُ فَقَالَ اِشْرَبْ۔

انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے بھتیجے! میں پیاسا ہوں اور میرے پاس پانی نہیں ہے، یہ سُن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری سے اُترے اور اپنا پاؤں مبارک زمین پر مارا تو زمین سے پانی نکلنے لگا، فرمایا اے چچا پانی پی لو۔

(ابن سعد، ابن عساکر، شفا شریف، زرقانی صفحہ ۱۷۰ ج ۵)

فائدہ یہ قدم مبارک کا اثر تھا کہ زمین نے قدم مبارک کے اشارے کو سمجھ کر پانی کا چشمہ بہا دیا۔ ابو طالب کہتے ہیں میں نے سیر ہو کر پیا۔ جب میں پی چکا تو آپ نے اسی جگہ پر (جہاں سے پانی نکل رہا تھا) اپنا مبارک قدم رکھ کر دبایا تو پانی بند ہو گیا۔

(ابن عساکر، ابن سعد، خطیب)

Marfat.com

(۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک قدم وہ قدم ہیں کہ ایک مرتبہ آپ مع حضرت ابوبکر وحضرت عمر وحضرت عثمان رضی اللہ عنہم اُحد پہاڑ پہ کھڑے تھے کہ وہ پہاڑ کانپنے لگا۔

فَضَرَبَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِرِجْلِہٖ وَقَالَ اُثْبُتْ فَاِنَّمَا عَلَیْکَ نَبِیٌّ وَّصِدِّیْقٌ وَّشَہِیْدَانِ۔ (بخاری شریف)

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر اپنا پاؤں مارا اور فرمایا ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں ۔

ایک ٹھوکر سے اُحد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

فائدہ یہی وہ اُحد پہاڑ ہے جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

ھٰذَا جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَ نُحِبُّہٗ۔ (بخاری شریف)

یہ پہاڑ ہم سے محبّت رکھتا ہے اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں۔

(۳) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کوہ ثُبیر پہ کھڑے تھے میں بھی حاضر تھا کہ وہ لرزنے لگا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر قدم مبارک مارا اور فرمایا ٹھہر جا۔ چنانچہ وہ ٹھہر گیا۔ (رواہ النسائی وابوداؤد وترمذی)

ازالۂ وہم منکرین کمالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں کہ پتھر کا نرم ہو جانا بعید از عقل ہے ان کے وہم کا ازالہ یہ حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَلْفَضِیْلَۃُ الشَّرِیْفَۃُ لِھٰذَا

کعبۂ معظمہ کی ایک فضیلت مقام ابراہیم

Marfat.com

الْبَيْتِ مَقَامُ اِبْرَاهِيْمَ هُوَ
الْحَجَرُ الَّذِيْ وَضَعَ اِبْرَاهِيْمُ
قَدَمَهٗ عَلَيْهِ فَجَعَلَ اللّٰهُ مَا
تَحْتَ قَدَمِ اِبْرٰهِيْمَ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مِنْ ذٰلِكَ
الْحَجَرِ دُوْنَ سَائِرِ اَجْزَائِهٖ
كَالطِّيْنِ حَتّٰى غَاصَ فِيْهِ قَدَمُ
اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
وَهٰذَا مِمَّا لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ اِلَّا
اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا يُظْهِرُهٗ اِلَّا عَلَى
الْاَنْبِيَاءِ ثُمَّ لَمَّا رَفَعَ اِبْرَاهِيْمُ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَدَمَهٗ
عَنْهُ خَلَقَ فِيْهِ الصَّلَابَةَ
الْحَجَرِيَّةَ مَرَّةً اُخْرٰى ثُمَّ
اَنَّهٗ تَعَالٰى اَبْقٰى ذٰلِكَ الْحَجَرَ
عَلٰى سَبِيْلِ الْاِسْتِمْرَارِ وَالدَّوَامِ
فَهٰذِهٖ اَنْوَاعٌ مِنَ الْاٰيَاتِ
الْعَجِيْبَةِ وَالْمُعْجِزَاتِ الْبَاهِرَةِ
اَظْهَرَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ ذٰلِكَ
الْحَجَرِ (تفسیر کبیر ص۳)

ہے اور یہ وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ
الصلوٰۃ والسلام نے اپنا قدم مبارک
رکھا تو جتنا ٹکڑا ان کے زیر قدم آیا
تر مٹی کی طرح نرم ہوگیا یہاں تک حضرت
ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدم مبارک
اس میں پیر گیا اور یہ خاص قدرتِ الٰہیہ
ومعجزۂ انبیاء ہے پھر جب ابراہیم
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قدم اٹھایا،
اللہ تعالےٰ نے دوبارہ اس ٹکڑے
میں پتھر کی سی سختی پیدا کردی کہ وہ نشان
قدم محفوظ رہ گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے
ہمیشہ کے لیے باقی رکھا ہے تو یہ
اقسام اقسام کے عجیب وغریب معجزے
ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اس پتھر میں ظاہر
فرمائے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں

Marfat.com

أَثَرُ قَدَمَيْهِ فِي الْمَقَامِ آيَةٌ بَيِّنَةٌ.

(تفسیر ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن المنذر)

ابراہیم (علیہ السلام) کے دونوں مبارک قدموں کا اس پتھر میں نشان ہو جانا یہ روشن نشانی ہے (جسے اللہ آیات بلینات فرما رہا ہے)

اور وہ پتھر ابھی تک مکہ معظمہ میں مقام ابراہیم علیہ التحیۃ والتسلیم میں موجود ہے پس ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے مبارک قدموں کے نیچے آکر پتھروں کا نرم ہو جانا ایک حقیقت ہے جس کا انکار جہالت و گمراہی ہے۔

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری یہ اونٹنی بہت سست اور کم رفتار ہے۔

فَضَرَبَهَا بِرِجْلِهِ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ رَأَيْتُهَا تَسْبِقُ الْقَائِدَ۔

(مسلم شریف)

تو آپ نے اپنے پائے مبارک سے ٹھوکر لگائی حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم جس کے قبضۂ میں میری جان ہے اس کے بعد وہ ایسی تیز ہو گئی کہ کسی کو اپنے آگے نہ بڑھنے دیتی۔

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو طلحہ کے گھوڑے پر جو بہت ہی سست اور کم رو تھا سوار ہوئے۔

فَكَانَ بَعْدُ لَا يُجَارىٰ

(بخاری و مسلم، شفا شریف، خصائص کبریٰ ص۲۴ ج۲)

تو اس کے بعد وہ ایسا تیز ہو گیا کہ اس کے ساتھ کوئی نہ چل سکتا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غزوہ ذات الرقاع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا، میرا اونٹ کمزور تھا وہ تھک کر بیٹھ گیا۔ حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم تشریف لائے، فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میرا اونٹ تھک گیا ہے۔ اس سبب سے میں پیچھے رہ گیا ہوں، یہ سُن کر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری سے اُتر پڑے اور اس کو ایک ٹھوکر لگائی۔

فَنَشِطَ حَتّٰی کَانَ یَمْلِکُ زِمَامَہٗ | تو وہ ایسا نشاط میں آیا کہ جابر اُس کی باگ نہ تھام سکتے تھے۔

(شفا شریف، سیرت النبویہ (ابنِ ہشام)

فائدہ یہ آپ کی ٹھوکر کا اثر تھا کہ ایسے مردہ قسم اور کم چال سُست جانوروں کو زندہ اور چُست وچالاک بنا دیا۔ یوں تو ہر جانور مارنے اور اذیت پہنچانے سے تیز رفتار ہو جاتا ہے۔ مگر اسی وقت تک کہ اس میں درد موجود رہے جس کا تعلق صرف جسم سے ہوتا ہے۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل اس کے جسم تک محدود نہ تھا بلکہ اس کی فطرت اور طبیعت پر عمل کرنے والا تھا۔

(۷) حضرت عبداللہ بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رَکِبَ حِمَارًا قَطُوْفًا لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ فَرَدَّھَا ھِمْلَاجًا لَا یُسَایَرُ۔ | حضرت سعد بن عبادہ کے بہت سُست رفتار گدھے پر سوار ہوئے جب آپ نے اس کو واپس کیا تو وہ ایسا تیز رفتار ہوا کہ کوئی دوسرا گدھا اس کے ساتھ نہ چل سکتا تھا۔

(شفا شریف ص۲۱۸ خصائص کبریٰ ص۲۴ ج۲)

اس مضمون کی بہت سی احادیث ہیں۔

فائدہ حضرت علامہ دمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن چوپاؤں پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے آپ کی سواری کی حالت میں

Marfat.com

انہوں نے کبھی پیشاب وغیرہ نہ کیا اور نہ ہی وہ کبھی بیمار ہوئے۔ (منظومہ فی الفقہ)

فائدہ امام ابن سبع فرماتے ہیں کہ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے۔

اَنَّ کُلَّ دَابَّۃٍ رَکِبَھَا بَقِیَتْ عَلَی الْقَدْرِ الَّذِیْ کَانَتْ عَلَیْہِ وَلَمْ تَھْرُمْ بِبَرَکَتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

(خصائص کبریٰ ص ٦۴/۲)

کہ وہ تمام جانور جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے ہیں آپ کی سواری کی برکت سے وہ ہمیشہ توانا و تندرست رہے اور کبھی کمزور اور ضعیف نہ ہوئے۔

مجھ کو بھی پائے مال کہ عمر تری دراز ہو
مستِ خرام ناز ادھر مشق خرام ناز ہو

(۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اِشْتَکٰی عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اشْفِہٖ اَوْعَافِہٖ ثُمَّ ضَرَبَہٗ بِرِجْلِہٖ فَمَا اشْتَکٰی ذَالِکَ الْوَجَعَ بَعْدُ۔

(بیہقی و شفا شریف، ابونعیم دلائل النبوۃ ص ۳۸۵)

کہ ایک دفعہ شیر خدا حضرت علی مرتضےٰ رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر یا اللہ اسے شفا دے اور صحت بخش۔ نیز اپنے مقدس پاؤں سے انہیں چھوا تو اسی وقت صحت یاب ہو گئے پھر کبھی بیمار نہ ہوئے۔

ٹھوکر کا اثر یہ ہوا کہ اسی وقت بیماری دور ہو گئی اور اس کے بعد کبھی بیمار نہ ہوئے۔ یہ تھی تاثیر آپ کے قدم اقدس کی ٹھوکر کی۔

Marfat.com

تاج روح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں
رکھتی ہیں واللہ وہ پاکیزہ گوھر ایڑیاں ۸

حل لغات روح القدس جبریل علیہ السّلام کا لقب۔ واللہ بخدا اللہ تعالیٰ کی قسم

۸۔ شرح آسمان کی مخلوق یعنی نوری فرشتے بھی حضور علیہ السّلام کے امتی اور آپ کے غلام اور محکوم ہیں۔ ان تمام فرشتوں اور ملکوتیوں کے شہنشاہ حضرت جبریل امین بھی شبِ معراج قدم پاک مصطفےٰ علیہ السّلام پر اپنی نوری پیشانی رکھ کر آپکو بیدار کر رہے ہیں۔ اسی کو سجدہ سے تعبیر کیا گیا ہے ویسے غیر اللہ کا سجدہ تعظیم غیر مکلف کو ممنوع نہیں لیکن یہاں تو سراسر تعظیم ہی تعظیم مراد ہے۔ امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اعلیٰ کا کیا کہنا کہ دنیوی شہنشاہوں کی تو بات ہی کیا۔ آسمانوں کے شہنشاہوں کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے نوری تاج آپ کے قدموں پر نچھاور اور سر رگڑنے کو باعث صد افتخار سمجھتے ہیں۔ جیسے جبریل علیہ السّلام کا حال سب کو معلوم ہے کہ شب معراج آپ کے قدموں کو بوسے دے کر بیدار کر رہے تھے۔

جبریل علیہ السّلام کے بوسے معراج کی رات جب حضرت جبریل علیہ السّلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کھڑے ہو کر چشمِ نرگسی کے کھلنے کے منتظر رہے حکم پہنچا قَبِّلْ قَدَمَیْہِ۔ یعنی جبرئیل میرے محبوب کے قدم چوم لو۔ جبرئیل امین نے اپنے کافوری ہونٹ قدم پاک نبوی پر رکھ دیئے اور کافور کی ٹھنڈک سے چشم دلنواز

Marfat.com

عجیب انداز سے کھلی۔ روح الامین کا اس طرح ادب و لحاظ سے بیدار کرنا وہ اعزاز و احترام ہے کہ کسی کو نہ ملا نہ کسی کو مل سکتا ہے۔

تفصیل واقعہ مکالمہ خلیل و جبریل

امام زرقانی نے فرمایا کہ

قَالَ كُنْتُ نُوْرًا فِيْ جَسَدِ اِبْرَاهِيْمَ وَذَرَّةً فِيْ ظَهْرِهٖ فَلَمَّا عَرَضَهٗ جِبْرِيْلُ وَهُوَ فِي الْمَنْجَنِيْقِ فَقَالَ لَهٗ يَا خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ هَلْ لَّكَ مِنْ حَاجَةٍ قَالَ اَمَّا اِلَيْكَ فَلَا فَعَادَ اِلَيْهِ ثَانِيَةً وَمَعَهٗ مِيْكَائِيْلُ فَقَالَ لَا اِلَيْكَ وَلَا اِلٰى مِيْكَائِيْلَ فَعَادَ اِلَيْهِ ثَالِثَةً فَقَالَ هَلْ لَّكَ مِنْ حَاجَةٍ اِلٰى رَبِّكَ قَالَ يَا اَخِيْ يَا جِبْرِيْلُ مِنْ شَاْنِ الْخَلِيْلِ اَنْ لَا يُعَارِضَ خَلِيْلَهٗ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْطَقَنِيَ اللّٰهُ اَنْ قُلْتُ اَنْ بَعَثَنِيَ اللّٰهُ نَبِيًّا وَاصْطَفَانِيْ بِرِسَالَةٍ لَاُجَازِيَنَّ اِنِّيْ جِبْرِيْلُ عَلٰى فِعْلِهٖ بِاَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْاِسْرَا بَعْدَ اَنْ بَعَثَنِيَ اللّٰهُ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے بہت سارے علوم سکھائے گئے پس ان میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سکھایا اس کے بعد علی المرتضیٰ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں بحیثیت نور کے تھا اور جب آپ منجنیق میں باندھے گئے حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے خلیل کوئی حاجت ہے آپ نے فرمایا تیرے تک کوئی حاجت نہیں۔ پھر جبریل میکائیل کو ساتھ لے کر دوبارہ عرض کرنے آئے کہ اے خلیل کوئی حاجت ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تجھ تک اور نہ میکائیل تک مجھے کوئی حاجت نہیں پھر تیسری بار جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے خلیل تجھے اپنے رب

Marfat.com

اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ وَکَانَ السَّفِیْرُ بِیْ اِلٰی رَبِّیْ اِلٰی اَنِ انْتَهٰی اِلٰی مَقَامٍ ثُمَّ وَقَفَ عِنْدَ ذٰلِكَ فَقُلْتُ یَا جِبْرِیْلُ فِیْ مِثْلِ هٰذَا الْمَقَامِ یَتْرُكُ الْخَلِیْلُ خَلِیْلَهٗ فَقَالَ اِنْ تَجَاوَزْتُهٗ اُحْتَرَقْتُ بِالنُّوْرِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا جِبْرِیْلُ هَلْ لَّكَ مِنْ حَاجَةٍ اِلٰی رَبِّكَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اَنَّ اَبْسُطَ جَنَاحِیْ عَلَی الصِّرَاطِ لِاُمَّتِكَ حَتّٰی یَجُوْزُوْا عَلَیْهِ (الزرقانی شرح مواہب الدنیہ جلد ۶ صـ۱۱۲) (روح البیان صـ۲۲۱ ۵)

تک کوئی حاجت ہو تو کہو۔ آپ نے فرمایا اے بھائی، جبریل خلیل کی یہ شان ہے کہ وہ اپنے دوست کے درمیان کسی کو نہیں ڈالتا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا۔ اُس وقت اللہ نے مجھے گویائی عطا فرمائی میں نے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ مجھے بحیثیت نبی کے مبعوث فرمائے گا اور مجھے اپنی رسالت کے لیے چُنے گا تو میں ضرور جبریل کے اس فعل کی خبر دوں گا جو اُس نے میرے باپ ابراہیم کے ساتھ کیا ہے پس جب میری بعثت کے بعد معراج کی شب آئی تو جبریل میرے پاس آئے تاکہ میرے رب کی طرف مجھے لے جائیں۔ پھر جبریل ایک مقام پر کوئی دوست اپنے دوست کو چھوڑتا ہے جبریل نے عرض کیا کہ میں آگے جاؤں تو انوارِ الٰہی سے میں جل جاؤں گا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبریل تجھے اپنے رب سے کوئی حاجت ہو تو مجھ سے کہو۔ جبریل نے عرض کیا کہ آپ میرے متعلق اللہ تعالیٰ سے یہ اجازت مانگیں کہ میں پلصراط پر اپنے پَر بچھا دوں اور آپ کی اُمّت ان سے گزرے۔

Marfat.com

ایک ٹھوکر میں اُحد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

حل لغات ٹھوکر (ہندی مؤنث) پاؤں کی چوٹ زلزلہ (عربی) مصدر رباعی بھونچال ہلچل وقار عربی مذکر قدر و منزلت جاہ و جلال۔

شرح پاؤں مبارک کی ایک ہی چوٹ سے اُحد پہاڑ کی ہلچل ختم ہو گئی۔ سبحان اللہ کتنی ہی آپکی مقدس ایڑیوں کو قدرومنزلت اور جاہ وجلال حاصل ہے۔

حدیث شریف یہ اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے جسے امام بخاری و امام ترمذی و امام احمد وغیرہم نے روایت فرمایا۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہ اُحد پر چڑھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم تھے وہ پہاڑ ہلا۔ آپ نے اسے اپنے پائے مبارک سے ٹھوکر لگا کر فرمایا تو ساکن رہ۔ کیونکہ تجھ پر نبی اور صدیق اور شہید ہیں۔

سوال:- بعض روایات میں جبل حراء کا ذکر ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صعد حراء وابوبکر و عمر و عثمان فرجف بہم فقال	بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبلِ حرا پر چڑھے حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان بھی آپ کے ہمراہ تھے پس پہاڑ نے ہلنا

Marfat.com

اثبت حراُ فانما علیك نبی وصدیق وشہیدان۔ شروع کر دیا تو آپ نے فرمایا حراُ ساکن ہو کیونکہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔

جواب:۔ علامہ عینی شرح بخاری صـــ ۱۹۱/ ج ۶ میں لکھتے ہیں کہ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ واقع ہیں اس لیے اعتراض نہیں ہو سکتا۔ امام احمد رضا قدس سرہ چونکہ مدینہ پاک کے تصور میں مستغرق ہیں اسی لیے اپنے موضوع کے مطابق حراُ شریف کے بجائے احد پاک کا نام لیا۔

لِلنَّاسِ مَا یَعۡشِقُوۡنَ مَذَاهِبُ۔

کوہِ ثُبَیر نسائی و ابوداؤد و دارقطنی نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے روایت کی کوہ ثُبَیر پر حضور علیہ السلام کے ساتھ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کھڑے تھے کہ پہاڑ لرزنے لگا۔ یہاں تک کہ پتھر نیچے گرنے لگے آپ نے اس پر قدم مبارک مارا اور فرمایا اے ثُبَیر ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

فائدہ دو شہیدوں سے سیدنا فاروق اعظم اور خود سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما مراد ہیں۔

انتباہ ان روایات میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علمِ غیب بھی ثابت ہوا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ کسی کو کیا علم کہ کل کیا ہوگا افسوس کہ وہ نامعلوم ان روایات سے کیوں آنکھ چراتے ہیں۔ جس میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مَا فِی الۡغَدِ علم غیب کا ثبوت ہے۔

Marfat.com

۱۰۔ چرخ پر چڑھتے ہی چاندی میں سیاہی آگئی
کر چکی ہیں بدر کو ٹکسال باہر ایڑیاں

حل لغات

چرخ (فارسی مذکر) پھرنے والا پہیہ چاک چرخی۔ آسمان یہاں یہی مراد ہے۔ چاندی (مونث ہندی) ایک سفید قیمتی دھات کا نام کامیابی مراد مندی ٹکسال اسم مؤنث ہندی) روپیہ پیسہ بنانے کا کارخانہ ٹکسال باہر بمعنی وہ روپیہ پیسہ جسے کارخانہ میں نہ بنایا گیا۔

۱۰۔ شرح

شب معراج حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آسمان پر تشریف لے جانے سے چاند کی روشنی مدھم پڑ گئی آپ کی ایڑیاں پہلے سے بھی چودھویں کے چاند کو ٹکسال فرما چکی ہیں۔ یعنی چاند کو تو چودھویں شب کی روشنی رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عطیہ ہے۔

حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ؎

بفضل اللہ! نابینا نہیں ہوں کیسے دو نسبت
کفِ پائے حبیبِ حق کو روئے ماہِ کامل سے
سراپا نور ہیں وہ نورِ حق نورٌ علیٰ نورٍ
کمشکوٰۃٍ ہے شان انکی انہیں کیا واسطہ ظلّ سے

Marfat.com

۱۱- اے رضا طوفانِ محشر کے تلاطم سے نہ ڈر
شاد ہوئیں کشتیٔ امت کو لنگر ایڑیاں

حل لغات طوفان (عربی مذکر) تباہ کرنے والا پانی۔ نہایت شدت کی ہوا۔ کہرام۔ (تلاطم) (مصدر عربی) نہر پانی کے تھپیڑے جوش ولولہ۔ لنگر (فارسی۔ مذکر) جہاز یا قافلہ کا ٹھہرنا۔ ناؤ یا جہاز ٹھہرانے کا رستہ یہاں یہی مراد ہے۔

شرح اے رضا محشر کے طوفان کے تھپیڑوں سے نہ ڈر اس لیے کہ کشتی امت کے لئے ایڑیاں مبارک لنگر بننے کے لیے خوشی محسوس کر رہی ہیں۔ وہ اس خوشی سے ہم سب کو محشر کی تمام تباہیوں سے محفوظ فرمالیں گی۔

شفاعت شفاعت پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ یہاں تبرکاً (مشکوٰۃ شریف ص۴۸۱) میں سے ایک حدیث کا ترجمہ لکھا جاتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں گنہ گاروں کو جہنم سے نکال لاؤں گا۔

فائدہ کیا شانِ شفاعت و رحمت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وجود باوجود اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے کہ یہاں بھی ہماری یاری اور وہاں بھی غم خواری اس موقعہ پر حضرت مولانا حسن رضا بریلوی امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرھما کے برادر خورد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

دکھائی جائے گی محشر میں شانِ محبوبی
کہ آپ ہی کی خوشی آپ کا کہا ہوگا

Marfat.com

خدائے پاک کی چاہیں گے اگلے پچھلے خوشی
خدائے پاک خوشی اُن کی چاہتا ہو گا
کسی کے پاؤں کی بیڑی یہ کاٹتے ہوں گے
کوئی اسیرِ غم ان کو پکارتا ہو گا!
کسی طرف سے صدا آئے گی حضور آؤ!
نہیں تو دم میں غریبوں کا فیصلہ ہو گا
کسی کے پلّہ پہ ہوں گے وقتِ وزنِ عمل!
کوئی اُمید سے منہ اُن کا تک رہا ہو گا
کوئی کہے گا دہائی ہے یا رسول اللہ
تو کوئی تھام کے دامن مچل گیا ہو گا!
عزیز بچہ کو ماں جس طرح تلاش کرے
خدا گواہ یہی حال آپ کا ہو گا
کہیں گے اور نبی اِذْهَبُوا اِلٰی غَیْرِیْ!
میرے حضور کے لب پہ اَنَا لَهَا ہو گا
دعائے امت بد کا ورد لب ہو گی
خدا کے سامنے سر سجدہ میں جھکا ہو گا.

کسی نے عربی اشعار میں طلب شفاعت کی ہے ؎

عَسٰی اَنَالُ غَدًا مِّنْكَ الشَّفَاعَةَ اِذَا
قَدْ اَلْجَمَ النَّاسُ لَا تُدْمُ بِالْعَرَقِ

میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے بہرہ یاب ہونگے جب گناہوں کی وجہ سے لوگوں کا پسینہ منہ تک آجائے گا۔

Marfat.com

وَ اَنْتَ تَسْتَقِیْ وَلاَ سَاقِ سَوَا لِسَاَ لَهُمْ
کَاَسَاًیُطَافُ بِمَاءٍ بَارِدٍ غَرِقِ

اس وقت آپ لوگوں کو ٹھنڈے پانی کا جام پلاتے ہوں گے جب آپ کے سوا کوئی ساقی نہیں ہو گا۔

ثُمَّ الصَّلٰوۃ صَلٰوۃً لا انقضاءَ لَهَا
عَلیَ النَّبِیِّ مع الاصحاب وَالرَّفقِ

اس کے بعد درود وسلام آپ پر نازل ہوں جو کبھی ختم نہ ہوں آپ پر اور آپ کے اصحاب رفقا پر۔

وَاَهْل بَیْتِ رسول اللہ کُلِّهِم
مالاح بَدْرُالدُّجیٰ والشّمس فی الافق

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت پر جب تک سورج چاند دنیا میں چمکتے ہوں گے۔

اُمت کی مغفرت

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار بارگاہ الٰہی میں امت عاصی کی مغفرت کی دعا مانگی۔ حکم ہوا کہ امت کی مغفرت تمہارے رات کے جاگنے پر موقوف ہے اگر آدھی امت کی مغفرت چاہو آدھی رات جاگو چوتھائی کی چاہو چہارم رات جاگو تہائی کی چاہو تہائی رات جاگو اور اگر ساری امت کی بخشش چاہتے ہو تو ساری رات جاگو چونکہ اس نبی مکرم کو ہم گنہگاروں کا رنج والم درد وغم میں عذاب الٰہی میں گرفتار ہونا ناگوار تھا لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے چین وآرام کی وجہ اپنی جان پر یہ مشقت جانکاہ لی کہ تمام رات جاگتے اور نمازیں کھڑے رہتے۔ یہاں تک کہ پائے مبارک ورم گئے اور پھٹ کر خون بہہ نکلا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ ابوذر رضی اللہ عنہ

Marfat.com

سے کہ ایک رات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رات بھر کھڑے اس آیۃ کو پڑھتے رہے۔
اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔ حدیث میں ہے کہ ایک روز آپ نے یہ قول ابراہیم علیہ السلام کا رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهُ مِنِّيْ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اور پھر یہ قول عیسیٰ علیہ السلام کا ان تعذبهم فانهم عبادك الخ پڑھا پھر کہا اللهم امتی امتی اور رونے لگی خطاب آیا سنرضيك فی امتك ولا نسوئك بیشک ہم تجھے تیری امت کے معاملہ میں راضی کردیں گے اور غمگین نہ کریں گے۔

نعت شریف ۳۰

۱۔	عشقِ مولیٰ میں ہو خوں بار کنار دامن یا خدا جلد کہیں آئے بہار دامن

حل لغات

خون بار خون کے آنسو کنار (فارسی مؤنث) بغل گود۔ چھاتی۔ جدائی علیحدگی دامن (فارسی۔ مذکر) دامن پہاڑ کے نیچے کا میدان

۱۔ شرح

میرے دامن کا کنارہ عشق محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خون آلود ہو۔ اے اللہ بالکل جلد ہی دامن کی بہار آئے یعنی دولت عشق سے خون کے آنسو بہانے کا موقع میسر ہو۔

اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کی آرزو کی ہے۔

Marfat.com

۲۔ بہ چلی آنکھ بھی اشکوں کی طرح دامن پر
کہ نہیں تارِ نظر جز دوسہ تار دامن

حل لغات

اشکوں اشک کی جمع بمعنی آنسو
تار (فارسی مذکر) تاگا۔ کسی دھات کا لمبا ڈورا سلسلہ ریزہ ٹکڑا۔

۲۔ شرح

دامن محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر میری آنکھ آنسو کی طرح بہ چلی اور ہماری نظر کا سلسلہ تو سوائے دامن مبارک کی دو تین تاروں کے سوا اور کچھ نہیں، یعنی محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نظارہ دیکھنے والے اشکوں کی بجائے خود میری آنکھیں دامن تک پہنچ گئیں اور ہمارا مطمع نظر تو ہے ہی دامن محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے سوا ہمیں اور کیا دیکھنا ہے۔

منتہی عشاق

یہ مرتبہ منتہی عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے کہ اس عالم دنیا میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیداری میں دیکھتے اور باہم گفتگو ہوتے ہیں۔ فقیر نے اس موضوع پر لکھی ہے، "تحفۃ الصلحاء" ایک حوالہ ملاحظہ ہو۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

اَنَّ الشَّیْخَ خَلِیْفَۃَ بْنَ مُوْسٰی النَّہْرَ مَلْکِی کَانَ کَثِیْرُ الرُّؤْیَۃِ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقْظَۃً وَّمَنَامًا فَکَانَ یُقَالُ اَنَّ اَکْثَرَ اَفْعَالِہٖ یَتَلَقَّاہُ مِنْہُ صَلَّی اللّٰہُ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ یَقْظَۃً وَّمَنَامًا وَرَاٰہُ فِیْ لَیْلَۃٍ وَاحِدَۃٍ سَبْعَ عَشَرَ مَرَّۃً قَالَ فِیْ اِحْدَاھُنَّ یَا خَلِیْفَۃُ لَا تَفْجُرْ مِنِّیْ فَکَثِیْرٌ مِّنَ الْاَوْلِیَاءِ مَاتَ بِحَسْرَۃِ رُؤْیَتِیْ قَالَ رَجُلٌ لِّلشَّیْخِ اَبِی الْعَبَّاسِ

Marfat.com

الْمُرْسِيُّ يَا سَيِّدِيْ صَافِحْنِيْ بِكَفِّكَ هٰذِهٖ فَاِنَّكَ لَقِيْتَ رِجَالًا وَبِلَادًا فَقَالَ مَا صَافَحْتُ بِكَفِّيْ هٰذِهٖ اِلَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الشَّيْخُ لَوْ حُجِبَ عَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرْفَةَ عَيْنٍ مَا عَدَدْتُ نَفْسِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ایضً صـ۳۳ الحاوی للفتاوی صـ۳۳/۱۷۰)

شیخ خلیفہ بن موسی نہر بلکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیداری میں بکثرت زیارت کرنے والے تھے اور ان کے خوابوں کا حساب نہ تھا وہ اکثر باتیں حضور علیہ السلام سے بیداری اور خواب میں پوچھ لیا کرتے تھے ایک شب میں تو انہوں نے سترہ بار زیارت کی ان میں سے ایک بار فرمایا اے خلیفہ اس پر فخر نہ کر میرے فراق میں بیشمار اولیاء حسرت سے مر گئے۔

کسی نے شیخ مرسی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی اے شیخ اپنے ہاتھ مبارک سے میرا مصافحہ فرمایئے اس لیے کہ آپ بڑے لوگوں کو ملے بڑے شہر گھومے شیخ نے فرمایا میں نے اس ہاتھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی سے مصافحہ نہیں کیا اور میرا حال یہ ہے کہ اگر ایک لمحہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ دیکھوں تو میں مسلمان نہ رہوں۔

Marfat.com

اشک برساؤں چلے کوچہ جاناں سے نسیم
۳- یاخدا جلد کہیں نکلے بخار دامن

حل لغات اشک (فارسی) آنسو۔ نسیم (عربی مؤنث) نرم اور بھینی بھینی ہوا۔ نسجار (عربی مذکر) حرارت پت۔ جوشش بھاپ یہاں یہی مراد ہے۔

۳- شرح محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوچۂ کریم سے بھینی بھینی ہوا چلے اسی لیے میں آنسو بہا رہا ہوں کہ اے خداوند کریم کہیں جلد ہی دامن اقدس سے کرم کی بھاپ نکلے اور ہم تک پہنچے اور ہم جاودانی زندگی پائیں۔ کیونکہ جنہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کرم نصیب ہوئی وہ دائمی زندگی پا گئے۔ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ پر کیسا کرم ہوا کہ آپ، قرن (یمن) میں اونٹ مزدوری پر چراتے تھے لیکن جونہی نگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نوازے گئے تو عالم بطون کے غوث الاغواث ٹھہرے (رضی اللہ عنہ)

حضرت ہرم بن حیان کی ملاقات کا بیان حضرت ہرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ خود ایک ممتاز تابعی تھے، لیکن ان کو حضرت اویس کی زیارت اور ان سے فیض حاصل کرنے کا بڑا اشتیاق تھا چنانچہ وہ اسی غرض سے کوفہ گئے۔ اور آپ کو تلاش کرتے ہوئے دریائے فرات کے کنارے جا نکلے دوپہر کا وقت تھا۔ دیکھا ایک شخص وضو کر رہا ہے۔ حضرت ہرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ حضرت اویس رضی اللہ عنہ سے واقف تھے۔

Marfat.com

سر منڈا ہوا تھا۔ داڑھی گھنی تھی۔ بدن پر صوف کا ازار تھا اور صوف ہی کی ایک چادر تھی چہرے سے دحشت نمایاں تھی۔ انہوں نے قریب جا کر سلام کیا۔ انہوں نے جواب میں کہا خدا تم کو زندہ رکھے۔ حضرت ہرم نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا تو انکار کر دیا۔ اور پھر فرمایا خدا تم کو زندہ رکھے۔ خاصانِ خدا کی باتیں کیسی ہوتی ہیں آیئے دل کے کانوں سے سُنیں ہمارے لیے ان میں کتنی موعظتیں اور کتنی عبرتیں ہیں؟

حضرت ہرم بن حیان نے کہا۔ "اویس تم پر خدا کی رحمت ہو اور وہ تمہاری مغفرت فرمائے، تمہارا یہ کیا حال ہے اتنا بڑا بزرگ اور اتنا شکستہ حال"؟

حضرت ہرم بن حیان کو رونا آ گیا۔ حضرت اویس رضی اللہ عنہ بھی رونے لگے۔ بولے "ہرم بن حیان خدا تم پر رحم فرمائے میرے بھائی کیسے ہو؟ تم کو میرا پتہ کس نے بتا دیا؟ کہا۔ "خدا نے"۔ حضرت ہرم نے پوچھا۔ آپ نے میرا اور باپ کا نام کیسے جان لیا۔ میں نے تو آج سے پہلے آپ کو دیکھا تک نہ تھا"۔

فرمایا۔ "خدائے علیم و خبیر نے بتایا۔ جس وقت تمہارے نفس سے میرے نفس نے باتیں کیں۔ اسی وقت میری روح نے تمہیں پہچان لیا"۔

حضرت ہرم بن حیان رحمۃ اللہ علیہ نے درخواست کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث روایت کیجئے جسے سن کر یاد کر لوں۔ فرمایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے والوں سے سوال کیجئے آپ کی طرح مجھے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں ہوئی۔ میں نے عرض کی سامنے والا یہ دروازہ میرا ہے۔ وہاں چلو مجھے اپنے نفس کے متعلق بہت سے کام ہیں۔ فلہذا معذرت قبول فرمائیے۔

خاصانِ خدا کی منزلت کو خاصانِ خدا ہی پہچانتے ہیں۔ حضرت ہرم بن حیان نے کہا۔ "پھر قرآن کریم کی کچھ آیات ہی سُنا دیجئے۔ میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ مجھے آپ کی زبان سے کلام پاک سُننے کا بڑا اشتیاق ہے۔ میرے لیے دعا

Marfat.com

بھی کیجئے اور کچھ نصیحت بھی کیجئے۔ جس کو میں یاد رکھوں حضرت اویس رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑا۔ اور جیسے ہی زبان سے نکلا "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ" چیخ مار کر رو پڑے۔ فرمایا میرے رب کا ذکر بلند ہے اسی کا قول سب کے قول سے بلند ہے اس کی بات سب سے سچی ہے اسی کا کلام سب کے کلام سے زیادہ بہتر ہے" فرما کر سورۂ دخان کی یہ آیتیں تلاوت کیں۔

"وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ مِیْقَاتُهُمْ اَجْمَعِیْنَ یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَیْئًا وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ۔

اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اس کے اندر ہے بیکار نہیں بنایا۔ ہم نے ان کو تدبیر سے نہیں بنایا مگر حق کے ساتھ نہیں جانتے کچھ شک نہیں کرتے بیشک دن فیصلے کا مقررہ وقت ہے جس دن آئے گا کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔ اور نہ ان کو کوئی بچا سکے گا مگر جس پہ اللہ تعالیٰ رحم کرے بلاشبہ وہ بڑے شان اور رحم والا ہے

پھر خاموش ہو گئے میں نے عرض کی کچھ نصیحت فرمائیے پھر فرمایا "ہرم بن حیان ایک دن تم کو بھی جانا ہے۔

ابن حیان آدم علیہ السلام چلے گئے، ابن حیان نوح علیہ السلام چلے گئے۔ ابن حیان موسیٰ نبی اللہ چلے گئے۔ داؤد خلیفۃ الرحمٰن چلے گئے۔ ابن حیان ابوبکر خلیفۃ المسلمین چلے گئے وغیرہ۔

Marfat.com

۴- دل شدوں کا یہ ہوا دامنِ اطہر پہ ہجوم
بیدل آباد ہوا نام دیارِ دامن

حل لغات

(شدوں، عشاق، ہجوم، (عربی مذکر) کسی پر دفعتہً ٹوٹ پڑنا۔ بھیڑ بھاڑ۔ انبوہ۔ ازدحام۔ بیدل بہادر ناراض۔ مایوس لیکن یہاں عشاق مراد ہے۔

۴- شرح

دامن اطہر پر عشاق کے دلوں کی بھیڑ بھاڑ اور ازدحام ہے اسی لیے آپ کے دامن کی دیار کا نام ہی عشاق (بیدل) آباد پڑ گیا ہے۔ یہ مسئلہ مسلّم ہے کہ عُشاق کے قلوب بلکہ عاشق سارے کا سارا ہر وقت مدینہ میں ہے جیسا کہ ایک شاعر کا مصرعہ مشہور ہے۔

ع میں یہاں ہوں میرا دل مدینے میں،

امام احمد رضا قدس سرہٗ بڑھ کر کچھ اور فرمایا ہے

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

اسی لیے اتنا قلوب وارداح وہوش وحواس اور عقول وفہوم کے ہجوم پر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دامن اقدس "بیدل آباد" قلوب عُشاق کا بسیرہ،، نام نہ ہو تو اور کیا نام ہو سکتا ہے۔

ہر مومن کے ایمان کا کنکشن

عشاق کی تو بات انوکھی ہے۔ اہلسنّت کا عقیدہ ہے کہ ہر مومن کے ایمان کا کنکشن مدینہ پاک میں ہے۔ ہر ایک کو ہر وقت۔ ایمان کا نور نصیب ہو رہا ہے اگر یہ عقیدہ

Marfat.com

نہیں تو پھر دولت ایمان سے محرومی ہے صرف لفظاً ایمان کا دعویٰ عبث اور فضول ہے بلکہ ہر نعمت کا تعلق مدینہ پاک سے ہے۔

حکایت امام یوسف نبہانی قدس سرہٗ العزیز حجۃ اللہ علی العالمین صـ ۵۲ میں لکھتے ہیں کہ ایک صاحب کشف بزرگ نے لقمہ اٹھایا تو انہیں ایک نورانی لکیر محسوس ہوئی جو بجانب مدینہ پھیلی ہوئی تھی اس نورانی لکیر کو غور سے دیکھا تو اس کا کنکشن حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے متصل پایا۔ گویا آپ کا نور ایک پاور ہاؤس کی طرح ہے جس سے ہر چار سو ہر نعمت کا نور آپ کے نور سے آکر ملتا ہے اور یہی کیفیت نور ایمان کی ہے اسی بزرگ کے ایک مرید صادق علامہ احمد بن المبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی ایک بدبخت نے ہمارے شیخ کی تقریر سن کر کہا۔

لَيْسَ لِيْ مِنْ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِلَّا الْهِدَايَةَ إِلَى الْإِيْمَانِ وَأَمَّا نُوْرُ إِيْمَانِيْ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ رَأَيْتَ أَنْ قَطَعْنَا مَا بَيْنَ نُوْرِ إِيْمَانِكَ وَبَيْنَ نُوْرِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَأَبْقَيْنَا لَكَ الْهِدَايَةَ الَّتِيْ ذَكَرْتَ أَتَرْضٰى بِذٰلِكَ فَقَالَ نَعَمْ رَضِيْتُ قَالَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَمَا تَمَّ كَلَامُهٗ حَتّٰى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کام صرف یہ ہے کہ وہ ایمان کی ہدایت دیتے ہیں باقی رہا ایمان کا نور وہ اللہ سے ہے نہ کہ نبی سے اسے کسی بزرگ نے فرمایا۔

کیا تیرا خیال ہے میں تیرے نور ایمان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے علیحدہ کر دوں اور صرف ہدایت باقی چھوڑ دوں جیسے تیرا عقیدہ ہے اس نے کہا کر سکتے ہیں کر دیں۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس کی یہ بات ختم ہوئی

Marfat.com

سَجَدَ بِالصَّلِیْبِ وَکَفَرَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَاتَ عَلٰی کُفْرِہٖ۔	میں نے دیکھا کہ وہ صلیب کو سجدہ ریز تھا اللہ و رسول سے کفر کرنے لگا اور اسی پر مرا۔

انتباہ ہمارے دور میں اس قسم کے لوگوں کی بھرمار ہے۔ وہ توحید کے نشہ میں مخمور ہو کر برملا کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام ہدایت کا پیغام دے کر چلے گئے۔ اب آپ کا امت کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں۔

ع حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے۔

۵۔ مشک سا زلف شہ و نور فشاں روئے حضور
اللہ اللہ حلب جیب و نثار دامن ،

حل لغات مشک (فارسی مذکر) ایک خوشبو مادے کا نام۔ کستوری سا شبیہ ہے۔ اللہ اللہ (عربی) واہ واہ۔ تعجب اور تحسین کے لئے آتا ہے۔ حلب بالوں کا سیاہ ہونا اور بالوں کی سیاہی۔

۵۔ شرح زلف مبارک مشک سے بھرپور اور روئے مبارک نور پھیلانے والا ہے۔ واہ کیا خوب ہے۔ زلف مبارک کی سیاہی اور واہ کیا خوب ہے رحمت کا وسیع دامن۔

زلفِ عنبریں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زلفوں سے خوشبو مہکتی تھی اس کی تفصیل بلکہ زلفانِ اقدس

Marfat.com

کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن یہ وہ مشک ہے کہ اسے سونگھے جاؤ ہر آن نئی شان۔

چند تبرکات مزید

(۱) حضرت جابر اور حضرت انس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَرَّ فِىْ طَرِيْقٍ مِّنْ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ وَجَدُوْا مِنْهُ رَائِحَةَ الطِّيْبِ وَقَالُوْا. مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰذَا الطَّرِيْقِ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ کی کسی گلی سے گزرتے تو لوگ اُس گلی سے خوشبو پاتے اور کہتے کہ اس گلی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا ہے۔ (دلائل النبوۃ ص ۳۸۰ خصائص کبریٰ ص ۶۷)

فائدہ

اس عموم میں زلفوں کی خوشبو شامل ہے۔ صراحۃً بھی مواہب لدنیہ کے حوالہ سے فقیر نے پہلے عرض کیا ہے کہ زلفاں عنبریں سے خوشبو مہکتی تھی۔ آپ کی زلفوں مبارک کو تبرک کے طور پر محفوظ کر لیا گیا جس کی زیارت کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جایا کرتے تھے چنانچہ صحیح بخاری میں عثمان بن عبداللہ بن مواہب سے ہے۔

قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَاَخْرَجَتْ اِلَيْنَا شَعْرًا مِّنْ شَعْرِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوْبًا۔

ترجمہ: میں حضرت ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی ہمیں زیارت کرائی اس پر خضاب کا اثر تھا۔

(فوائد) (۱) صحابہ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کی اتنی

Marfat.com

قدر تھی کہ آپ کے متعلقات کو بطور تبرک اپنے پاس رکھتے تھے۔

(۲) آپ کے تبرکات کی زیارت کرتے کراتے جیسے ہم اہلسنت کو نصیب ہے۔

(۳) خضاب سے مہندی سُرخ مراد ہے نہ کہ کالا خضاب کیونکہ گناہ کبیرہ ہے اس کی تفصیل امام اہلسنت اعلحضرت عظیم البرکت سیدی احمد رضا رضی اللہ عنہ کا رسالہ حک العیب فی تسوید الشیب پڑھیے۔

حضور کے موئے مبارک کی برکات

حضرت اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

لَوْ وُضِعَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْ سَوْطُهٗ عَلٰی قَبْرِ عَاصٍ لَنَجَا ذَالِكَ الْعَاصِیُ بِبَرَکَاتِ تِلْكَ الذَّخِیْرَةِ مِنَ الْعَذَابِ وَاِنْ کَانَ فِیْ دَارِ اِنْسَانٍ اَوْ بَلْدَةٍ لَا یُصِیْبُ سُکَّانَهَا بَلَاءٌ بِبَرَکَتِهٖ وَاِنْ لَّمْ یَشْعُرُوْا بِهٖ۔

(روح البیان ص ۹۳۲/۲۶)

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا بال شریف یا عصا شریف پاک کا دُرّہ شریف اگر کسی گنہگار کی قبر پر رکھ دیا جائے۔ توان کی برکات سے وہ گنہگار عذاب سے نجات پا جائے گا۔ اور اگر ان میں سے کوئی چیز کسی گھر یا شہر میں ہوگی تو اس کے رہنے والے اس کی برکت کے باعث ہر بلا سے محفوظ رہیں گے اگرچہ انہیں اس بات کا علم بھی نہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی چیز ان کے گھر میں موجود ہے،،

تائید از حدیث خالد رضی اللہ عنہ

حضرت اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی تائید سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کے عقیدہ سے بھی ہوتی ہے۔ مواہب لدنیہ و دیگر کتب سیر میں

Marfat.com

ہے کہ۔

وَكَانَتْ فِيْ قَلَنْسُوَةِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ شَعَرَاتٌ مِنْ شَعْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَقَطَتْ قَلَنْسُوَةٌ فِيْ بَعْضِ حُرُوْبِهٖ فَشَدَّ عَلَيْهَا شِدَّةً اَنْكَرَ عَلَيْهِ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثْرَةَ يُقْتَلُ فِيْهَا فَقَالَ لَمْ اَفْعَلْهَا بِسَبَبِ الْقَلَنْسُوَةِ بَلْ لَهَا تَضَمُّنَتِهٖ مِنْ شَعْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِئَلَّا تُسْلَبَ بَرَكَتُهَا وَتَقَعَ فِيْ اَيْدِي الْمُشْرِكِيْنَ۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں چند موئے مبارک تھے کسی لڑائی میں وہ ٹوپی گر گئی۔ خالد رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے ایسا شدید حملہ فرمایا جس پر اور صحابہ کرام نے انکار کیا اس لیے کہ اس شدید وسخت حملے میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے۔ خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا حملہ ٹوپی کے لیے نہ تھا بلکہ ان موئے مبارک کے لیے تھا جو اس ٹوپی میں ہیں۔ مبادا کہ اس کی برکت میرے ہاتھ سے نکل جائے اور کفار کے ہاتھ لگ جائے۔

ٹین موئے مبارک

مشہور بادشاہی جامع شاہجہاں مسجد دہلی میں بھی ایک موئے مبارک مختلف بزرگوں سے ہو کر یہاں پہنچا ہے اور ساتھ ہی حضرت شافع روز جزاء صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار مبارک اور نعلین مبارک ،، بھی زیارت گاہ عام وخاص ہیں

حضرت رحمتہ العالمین کے دوسرے ،، موئے مبارک ،، پاکستان کے صوبہ سندھ ضلع ٹھٹھہ کے تعلقہ شاہ بندر، شہر شاہ بندی کے قدیم شہر شاہ اور بندرگاہ جو عباسی خاندان کے فرمانروا غلام شاہ کلہوڑو نے ۱۹۷۲ھ میں تعمیر کرایا تھا۔ جو ۱۸۱۹ء میں زلزلے اور طوفان کی وجہ سے تباہ ہو گیا۔ اب بھی محفوظ ہے جس

Marfat.com

کی زیارت مشرفہ ہر سال دسویں ذی الحج کو عیدالاضحیٰ کے موقع پر کرائی جاتی ہے۔

مقامی روایات اور بعض تواریخی شواہد سے پتہ چلتا ہے کہ موئے مبارک کے ساتھ آنے والا بزرگ حضرت محمد ابراہیم (عرف میاں غوث) البغوی والحموی ثم الدیرائی جو غالباً آٹھویں صدی ہجری کو سندھ میں وارد ہوئے تھے اور سندھ کے مختلف شہروں میں سے ہو کر "ککرالہ" کے علاقہ میں وارد ہوئے اور یہ بزرگ آج جس جگہ مدفون ہے۔ وہ "شاہ بندر" کہلاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام شاہ کلہوڑو عباسی کے آنے سے قبل بھی یہ علاقہ آباد تھا؟ اور شاید یہ بزرگ غلام شاہ کلہوڑا سے بھی پہلے اس علاقہ میں رہائش پذیر تھے۔

جب اس بزرگ کی وفات ہوئی۔ چند برس گزرے کہ یہ علاقہ تباہی کا شکار ہو گیا؛ جس کی وجہ سے بزرگ کے لواحقین اورنگا بندر کے دارالخلافہ "دیرو" شہر میں رہائش اختیار کی۔

ایک روایت کے مطابق یہ "موئے مبارک" مذکورہ بزرگ کے سُسر کی طرف سے اپنی دختر (یعنی بزرگ کی بی بی) کو جہیز میں دیا تھا اس خاندان کے بزرگ عالم قاضی القضات سید مصطفےٰ حموی بغوی دیبرائی کی کتابت سے پتہ چلتا ہے ۹۹۵ھ تک یہ خاندان "دیرو" میں رہے اور جب اورنگزیب عالمگیر نے اورنگا بندر ۱۰۶۲ھ میں تعمیر کرایا تو اس وقت میں بھی یہ خاندان وہیں تھا اس کے بعد جب غلام شاہ کلہوڑو نے شاہ بندر (شاگڑہ) تعمیر کرایا تو وہاں منتقل ہو گئے اور مستقل طور پر وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ یہ خاندان اب بھی یہاں رہائش پذیر ہے۔

موئے مبارک کے ساتھ بزرگ اولیاءؒ کے کچھ تبرکات بھی ہیں جس میں بزرگ کی "ٹوپی" مبارک اور کمر بند، رومال شریف اور مسواک شریف بھی ہے اس سال بھی حسبِ دستور زیارت کرائی گئی اور دس ہزار فرزندانِ توحید نے زیارت

Marfat.com

کی اور انتقام شہر چوہڑ جمالی کے نوجوانوں کی طرف سے قائم کردہ "شاہ بندر ادبی سوسائٹی کی طرف سے کیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسرا موئے مبارک سندھ کے قدیم شہر "رہڑی" شریف میں محفوظ ہے جس کی زیارت سال بھر کرائی جاتی ہے۔

۶۔ تجھ سے اے گل میں ستم دیدۂ دشت حرماں
خلشِ دل کی کہوں یا غمِ خارِ دامن

حل لغات حرماں محروم رہنا۔ کچھ نہ ملنا۔ ناامیدی۔ خلش۔ زخم کرنا جہاں پر زخم ہو وہاں تک کوئی چیز چھانا۔ دل میں جو تکلیف پہنچتی رہی۔ یہاں یہی مراد ہے۔

۶۔ شرح اے محبوب پیارے صلی اللہ علیہ وسلم میں تو محرومی کے جنگل کا ستمدیدہ ہوں اب آپ کو دل کی خلش عرض کروں یا دامن کے خار کا غم ظاہر کروں۔ لیکن میرے ظاہر کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے آپ تو میرے حال کو خوب جانتے ہیں پھر خود ہی فضل و کرم فرما کر دردِ دل کا علاج فرمایئے۔

۷۔ عکس افگن ہے ہلال لب شہ جیب نہیں
مہر عارض کی شعاعیں ہیں نہ تار دامن

حل لغات عکس۔ الٹا۔ ضد سایہ۔ تصویر۔ پرچھائیں۔ شعاعیں شعاع کی جمع چمک دسورج کی کرن تار ڈورا۔ سوت

Marfat.com

بنانا۔ پہلا معنیٰ مراد ہے۔

خلاصہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لب مبارک کا ہلال پرتو ڈالنے والا ہے نہیں نہیں چہرۂ اقدس کی دونوں جانبوں کی چمکیں ہیں یہ نور دامن کے ڈورے کا نہیں۔

اشک کہتے ہیں یہ شیدائی کی آنکھیں دھوکر ۸۔ اے ادب گرد نظر ہو نہ غبار دامن

۸۔ شرح آنسو کہتے ہیں کہ عاشق کی آنکھیں اشکوں سے دھوکر حاضری دیں لیکن خبردار ادب مدنظر ہو دیکھنا۔ تمہارے آنسو گرد وغبار آلود ہیں محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن پر گرنے نہ پائیں اس طرح سے کہیں دامن کی بے ادبی نہ ہو جائے۔

اس شعر میں ادب محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نزاکت کا بیان ہے یہاں تک کہ عشاق کے نزدیک ادب کا مرتبہ امر سے بڑھ کر اگرچہ مشہور ہے الامر فوق الادب لیکن عشاق کہتے ہیں الادب فوق الامر،،

تطبیق :۔ میں کہتا ہوں دونوں قول حق ہیں پہلا مرتبہ مبتدیوں کا دوسرا منتہیوں اور عاشقان باصفا کا۔

الادب فوق الامر فقیر اویسی غفرلہ نے محبوبان خدا کے ادب وتعظیم پر متعدد رسائل وکتابیں لکھی ہیں۔

اسلام کا قاعدہ ہے "الاسلام کلہ ادب" اور اس قاعدہ کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پسندیدہ اعمال وآداب سب سے زیادہ وہی جانتے ہیں۔

Marfat.com

جنہوں نے اپنی عمریں حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گزاریں اور بلا واسطہ تعلیم و تربیت پائی۔ جامِ محبت کو آنکھوں سے پی کر دل کو سیراب کیا۔ حضرت جبریل امین سے حاضری سیکھے اور منتظر نگاہِ یار بن کر منزلِ عشق کے نجوم و مقتدیٰ بنے۔

ان کے دل میں شوقِ اقتداء و پیروئ نبی کا وہ شباب تھا کہ آپ کے ایک ایک فرمان پر جان و سر کی بازی لگا دیتے تھے۔

دلائل (۱) صلح حدیبیہ میں جب کفار نے جملہ "محمد رسول اللہ" پر اعتراض کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ الکریم سے فرمایا کہ صلح نامہ سے اس جملہ کو مٹا دے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ وَاللہِ لَا اَمْحُوْكَ اَبَدًا (مشکوٰۃ) اللہ کی قسم میں آپ کا نامِ پاک کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام نے خود اپنے ہاتھ سے لکھا اور ساتھ ہی یہ غیبی انکشاف فرمایا کہ اے علی رضی اللہ عنہ ایک دن تیرے ساتھ بھی ایسا ہوگا چنانچہ غزوہ صفین میں ایسے ہی ہوا جیسے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

فائدہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ هٰذَا الَّذِیْ فَعَلَهٗ عَلِیٌّ مِنْ بَابِ الْاَدَبِ الْمُسْتَحَبِّ۔ یعنی یہ جو علی نے کیا ازراہ ادب تھا اور یہ مستحب ہے۔

(۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عین نماز میں یہ جان کر کہ حضور تشریف لا رہے ہیں۔ باوجود آپ کے منع فرمانے کے پیچھے ہٹنا بھی عین ادب تھا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دریافت فرمانے پر خود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو قحافہ کے بیٹے کو لائق نہیں کہ اللہ تعالےٰ کے اس عظیم الشان رسول کے آگے نماز پڑھے۔ (بخاری)

فائدہ اگر کسی امر کے متعلق یہ سمجھتے کہ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اسی میں ہے تو اگرچہ بظاہر موافقِ ادب نہ معلوم ہوتا کر لیتے تھے کہ اب

Marfat.com

حقیقت میں یہی ادب ہے تو ان کے ہر عمل میں ادب ہی ادب تھا۔

(۳) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کئی کام محض محبت کی بنا پر کر لیتے تھے اور حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو برقرار رکھتے تھے۔

مشکوٰۃ شریف میں عبدالرحمان بن ابی قراد سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن وضو فرمایا۔ آپ کے صحابہ نے اس متبرک پانی سے مسح کرنا شروع کیا تو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَا یَحْمِلُکُمْ عَلٰی ھٰذَا تمہیں اس کام پر کس چیز نے آمادہ کیا۔ قَالُوْا حُبُّ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہمارے اس عمل کا باعث و سبب خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔

فائدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کے اس مبارک عمل کی تائید فرمائی اور منع ہرگز نہیں فرمایا۔ جس سے واضح ہوا کہ ادب امر کا محتاج نہیں یاد رہے کہ ادب عشق سے پیدا ہوتا ہے جسے عشق نہ ہو بے ادب ہی ہوگا۔

(۴) شفا شریف میں حضرت محذورہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قصہ مذکور ہے۔ انہوں نے مَسِ حبیب علیہ السلام کی وجہ سے اپنے پیشانی کے بال لمبے چھوڑے جس کے تحت نسیم الریاض میں ہے وَبِھٰذَا زَالَتِ الْکَرَاھَۃُ وَاِنْ قِیْلَ بِھَا فِیْ غَیْرِہٖ ادَبْ کے بسبب کراہت زائل ہوگئی اگرچہ اس کے غیر کے حق میں کراہت بدستور ہوگی یعنی اس کے علاوہ عام لمبے بال رکھنا مکروہ ہوگا۔

انتباہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صغائر و کبائر تمام گناہوں سے پاک و منزہ ہیں۔ اس لیے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے آپ کے مستعمل پانی کو تبرک بنا کر استعمال کیا۔ صحابۂ کرام کے ادب و اعتقاد کا عجیب عالم تھا کہ جس پانی نے محبوب معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضا مبارک کو مس کیا اُسے باعثِ برکت سمجھ کر استعمال کر رہے ہیں۔ بلکہ کتب احادیث میں یہاں تک مذکور ہے کہ اس پاک پانی کو بڑی کوشش

Marfat.com

سے حاصل کرتے اور اپنے بدن پر لگاتے تھے۔ اور جسے نہ ملتا وہ دوسرے کے ہاتھ کی تری لے کر استعمال کرتا۔ ان کی پاک نظروں میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے۔

(۵) حضرت معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہ ایک دن نماز کے لیے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہوئے تو آپ سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نماز پڑھ چکے تھے تو باقی ماندہ میں حضرت معاذ مقتدی بن گئے پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ کر سلام پھیرا تو حضرت معاذ نے باقی نماز کو پورا کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ يَا مُعَاذُ اے معاذ تجھے اس کام پر کس چیز نے آمادہ کیا تو عرض کی۔ وَجَدْتُكَ عَلٰى حَالٍ فَكَرِهْتُ اَنْ اُخَالِفَكَ میں نے آپ کو ایک حال پر پایا۔ تو میں نے اچھا نہ سمجھا کہ آپ کی مخالفت کروں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاذ نے تمہارے لیے سنت حسنہ جاری کر دی ہے۔ فَاسْتَنُّوْا بِهَا تم سب اس کی اقتدا کرو (یعنی اگر کسی سے کچھ نماز فوت ہو جائے تو ایسا ہی کرے جیسا کہ حضرت معاذ نے کیا۔ (مبسوط ص ۳۵ ج ۲)

فائدہ دین میں سنت حسنہ کا اجراء قابلِ اتباع و موجب ثواب ہوتا ہے۔ اہلِ محبت کا کسی امر کو مکروہ و نامناسب جان کر چھوڑنا اور اسی طرح کسی چیز کو پیارا سمجھ کر کرنا اس کے حسن و جواز کی دلیل ہے۔ حضرت معاذ کے دل میں یہ خیال ہوا کہ محبوب کی عدم اقتدا مناسب نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سنت حسنہ فرمایا۔

(۶) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کے پاس ایک برتن تھا جس سے پی رہے تھے تو اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَا شَانُكَ کیا ارادہ

Marfat.com

ہے عرض کیا بیشک میں نے اس چیز کو پیارا سمجھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون شریف سے کچھ میرے پیٹ میں ہو۔

(۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے ایک غلام نے سنگھیاں لگائیں، جب فارغ ہوا تو خون شریف کو لے کر پی گیا پھر متوجہ ہوا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے چہرے کو دیکھ کر فرمایا۔ وَیْحَكَ مَا صَنَعْتَ بِالدَّمِ تجھے افسوس خون کے ساتھ کیا معاملہ کیا عرض کی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ نَفِسْتُ عَلٰی دَمِكَ اَنْ اُھْرِیْقَہٗ فِی الْاَرْضِ فَھُوَ فِیْ بَطْنِیْ میں نے آپ کے خون پاک کو زمین میں پلٹنے کے بجائے پی لیا۔ اب وہ میرے پیٹ میں ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اِذْھَبْ فَقَدْ اَحْرَزْتَ نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ جا تو نے اپنے نفس کو آگ سے ضرور آزاد کر لیا۔

(۸) حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنگھیاں لگوائیں تو میرے لڑکے کو اپنا خونِ پاک دیا تو اس نے پی لیا۔ آپ کے پاس جبریل امین آئے اور اس خون پینے کی خبر دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما صنعت کیا کیا تو نے عرض کی کَرِھْتُ عَنْ اَصُبَّ دَمَكَ میں نے آپ کے خونِ پاک کو پلٹنا پسند نہیں کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَمَسُّكَ النَّارُ تجھے آگ مس نہیں کرے گی حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا خونِ مبارک پاک ہے جس کے پیٹ میں یہ مبارک خون داخل ہوا۔ اس پر نارِ جہنم حرام ہو گئی تو جس کے دل میں حُبّ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہے وہ کیوں نہ نارِ جہنم سے آزاد ہوں گے۔ مرضوں کا علاج مسنون، دفع ضرر کا ذریعہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ سے متعلقہ چیزوں کے بارے میں جو بات ناپسند ہو اسے چھوڑ دینا اور جو پسند و پیاری لگے کر لینا۔ نہایت ہی اچھا ہے۔ دیکھئے

Marfat.com

خونِ پاک کو زمین پر پلٹنا ناپسند سمجھ کر ترک کر دیا۔ حالانکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کلامِ پاک سے بظاہر پلٹنا ہی مفہوم ہے اور پینا پسند و پیارا لگا پی لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا۔ بلکہ بشارت سے سرفراز فرما دیا اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کی یہ ترجیح ادب محبوب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محبوب و پسند تھی بلکہ جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلامِ پاک سے اس (ترجیح ادب) کا اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت ہونا ثابت ہے۔

(۹) حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نماز کے فوت ہونے پر جو حضور علیہ السلام نے ردّ الشمس کی دعا مانگی اس میں یہ کلمات بھی ہیں۔ اِنَّہٗ کَانَ فِیْ طَاعَتِکَ وَاَطَاعَتِ رَسُوْلِکَ۔ اے اللہ بیشک حضرت علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا۔

فائدہ: ثابت ہوا کہ ایسا ادب امر کے خلاف ہوا تو بھی اطاعت الٰہی بن گیا۔ اس طرح کی بے شمار مثالیں ہیں۔

عشق پر امر کا غلبہ

سچے عشق کی علامت یہی ہے کہ امر محبوب کو عشق پر غالب بنائے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جانوروں کو حضور علیہ السلام کا سجدہ کرتے دیکھ کر سجدے کی تمنا کی تو آپ نے روک دیا۔ اسی طرح عشق کا تقاضا ہے کہ کعبہ معظمہ کی طرح حضور علیہ السلام کی جانب سجدہ ہو لیکن حضور علیہ السلام کا حکم مانع ہوا تو اب اس کے خلاف ہو گا تو کفر۔ ثابت ہوا کہ عشق پر امر غالب ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس خلوص کا نتیجہ تھا کہ مدینہ منورہ کے قیام کے دوران میں دیکھنے والی آنکھوں کا یہ فیصلہ تھا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب کی دوستی کے لئے صدیق اکبر کا انتخاب کیا ہے۔ کوئی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جلیل القدر صحابی کی موجودگی کے بغیر طے نہ فرماتے تھے۔ عہدِ نبوت میں جتنے غزوات

Marfat.com

ہوئے ہیں آپ ان سب میں شریک تھے۔ بلکہ غزوہ بدر میں تو اس عریش (چھپر کا اسارہ) کی پاسبانی بھی آپ ہی فرما رہے تھے۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز تھے۔ خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا بیان ہے کہ پاسبانی کی یہ خدمت بڑے حوصلہ کا کام تھا۔

جان کا نذرانہ

شب ہجرت سانپ نے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جان لے لی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی جان کا نذرانہ دے چکے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ جان بخشنے والے نے بھی جان بخش دی

غزوۂ اُحد میں جانوں کے نذرانے

غزوۂ اُحد کی تفصیل پڑھنے والوں کو معلوم ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے تھے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا واقعہ شہادت

غزوۂ اُحد کے بعد حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد بن مسلمہ کو حضرت سعد بن ربیع کا حال معلوم کرنے کے لئے بھیجا۔ حضرت محمد بن مسلمہ نے حضرت سعد کو مقتولین میں زخمی پایا (ان پر تیر، تلوار اور نیزے کے ستّر زخم تھے) ان میں فقط رمق حیات باقی تھا۔ حضرت محمد بن مسلمہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ میں دیکھوں کہ تم زندوں میں ہو یا مُردوں میں۔ حضرت سعد نے دھیمی آواز سے جواب دیا۔ مَیں مردوں میں ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرا سلام پہنچانا۔ اور عرض کرنا کہ سعد بن ربیع آپ سے گزارش کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے اچھی سے اچھی جزا دے جو اس نے کسی نبی کو ان کی امت کی طرف سے

Marfat.com

دی ہے اور اپنی قوم کو میرا سلام پہنچانا۔ اور ان سے کہنا کہ اگر کوئی (دشمن) تمہارے پیغمبر تک (بارادۂ قتل) پہنچ جائے۔ اور تم میں سے ایک بھی زندہ ہو تو خدا کی بارگاہ میں تمہارا کوئی عذر نہ ہوگا۔" حضرت سعدیہ کہہ کر داصل بحق ہو گئے۔ حضرت محمد بن مسلمہ نے حضور کی خدمت میں صورت حال عرض کر دی۔ حضور نے یہ سُن کر فرمایا۔ "اللہ اس پر رحم کرے اس نے حیات و موت میں خدا و رسول کی خیر خواہی کی۔" اس غزوہ میں مسلمانوں میں سے ستر یا کچھ کم و بیش شہید ہوئے۔

> اے رضا آہ وہ بُلبُل کہ نظر میں جس کی
>
> جلوۂ جیبِ گل آئے نہ بہارِ دامن ۹

۹۔ شرح

اے رضا (رحمۃ اللہ علیہ) تو وہ بلبل (عاشق) ہے کہ جس کی نظر میں نہ تو بہترین گلاب کا جلوہ سمائے اور نہ بہار کا دامن صرف محبوب مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلوے ہی جلوے تصور میں ہیں کیونکہ حبیب۔ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے یہ گلاب اور بہار کیا شے ہیں۔

تحقیق

اسم رضا:۔ مرکزی مجلس رضا لاہور کے ماہنامہ جہان رضا میں امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اسم گرامی کے متعلق اختلافی نوٹ ہے کہ کیا امام احمد رضا کے اسم گرامی رضا کی راء مفتوحہ ہے۔ یا مکسورہ یا ہر دونوں۔ ترجیح کس کو ہے ایک محقق نے بالکسر کو ترجیح دی ہے دوسرے محقق نے بالفتح کو۔ علامہ پیرزادہ الحاج محمد اقبال فاروقی مدظلہ نے آخر میں اس کے فیصلہ کے لیے دعوت تحقیق دی ہے۔ فقیر ان دونوں بزرگوں کی تحریریں پیش کرتا

Marfat.com

ہے اس کے بعد نامعلوم کسی نے کوئی تحقیق لکھی ہے یا نہیں فقیر کو جو سمجھ آیا۔ ہے وہ آخر میں عرض کرے گا۔ (انشاء اللہ)

لفظ "رضا" پر ایک لغوی اور علمی بحث

حضرت مولانا محمد جلال الدین صاحب رضوی رکھاریاں

لسانی محققین نے علم وادب کی دنیا میں الفاظ کے انتخاب۔ واستعمال کو بڑی اہمیت دی ہے الفاظ اور حروف۔ کے ساتھ ساتھ زیر، زبر اور پیش تک کے استعمال کا بھی خاص خیال رکھا ہے۔ عربی میں تو خصوصیت کے ساتھ زیر، زبر اور پیش کے غلط استعمال سے الفاظ کے معانی بدل کر رہ جاتے ہیں۔ عربی کے علاوہ دوسری زبانوں میں بھی اعراب کے استعمال کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ "اردو" میں الفاظ پر زیر، زبر اور پیش کی اہمیت کو اہل زبان نے بھی تسلیم کیا ہے۔ اُردو سے ہٹ کر ہماری علاقائی زبانیں بھی زیر، زبر اور پیش کی اہمیت سے غافل نہیں رہیں۔ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ سرائیکی کے ایک قادر الکلام شاعر بھی تھے اور اپنے وقت کے ولی کامل بھی تھے۔ بہاولپور کے نواب کو آپ سے بے حد عقیدت تھی۔ ایک دفعہ نواب صاحب نے اپنی رعایا پر کچھ زبردستی کی تو حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ نے تین لفظوں میں ایک حکمنامہ جاری کیا کہ تہ بہ تھی، نہ بہ تھی ورنہ پیش تھیسیں۔ نواب کانپ گیا اور عرض کی حضور میں زبردست رہوں گا زبردستی نہیں کروں گا۔ میں اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونے کے قابل نہیں۔ پنجابی کے مشہور شاعر فضل شاہ نواں کوٹ لاہور نے بھی زیر، زبر اور پیش کا کتنا خوبصورت استعمال کیا ہے۔

تیری سِک اندر سُک سُک بوٹیاں۔

امام اہل سنت۔ فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا اسم مبارک احمد رضا ہے۔ اہل علم

Marfat.com

اسے مختلف انداز میں ادا کرتے ہیں۔ ر کے نیچے زیر، بعض ر کے اوپر زبر کا استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے فاضل محقق جناب مولانا جلال الدین صاحب قادری رضوی نے اس لفظ کو زیر بحث لاکر اہل علم و تحقیق کو اظہار خیال کی دعوت دی ہے۔ ہم "جہان رضا" کے قارئین سے التماس کریں گے کہ وہ زیر بحث مضمون کے مطالعہ کے بعد اپنی تحقیقی آراء سے نوازیں تاکہ وہ "جہان رضا" کے کالموں میں چھپ سکے۔

مجدد دین وملت احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ النوری کا نام نامی واسم گرامی دنیائے علم وفضل میں ایک سند جلیل کا درجہ رکھتا ہے۔ محققین، مصنفین، دانشور، ادباء اور شعراء جوں جوں آپ کے علمی ورثہ سے حصہ پاتے ہیں، مسرت وحیرت پاتے ہیں۔ آپ کا علمی وتحقیقی ورثہ صرف ایک فن میں نہیں اور نہ ہی ایک علاقہ آپ سے فیض پا سکتا ہے۔ بلکہ آپ کی تحقیقات علم وفضل کے ہر فن میں مجددانہ ہیں اور آپ کا وجود مسعود برصغیر اور عرب وعجم سب کے لیے سرمایہ علم وفضل ہے۔ برصغیر اور عرب وعجم کا ہر محقق جب بھی آپ کے علوم وفنون کی طرف توجہ کرتا ہے۔ اسے نئے نئے افق نظر آتے ہیں اور اس وقت پوری دنیا میں کوئی بڑے سے بڑا محقق یہ دعویٰ نہیں کر پاتا کہ اس نے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کے تمام علوم وفنون پر دسترس حاصل کر لی ہے۔ قدیم علمی اداروں اور دنیا کی تمام عظیم "جدید جامعات" میں امام احمد رضا قدس سرہٗ پر بے شمار جہات سے تحقیق ہو چکی ہے اور ہو رہی ہے مگر آپ کی ذات آج بھی محققین کے لیے ایک چیلنج ہے۔

اس وقت جو بات تحقیق طلب ہے اور فوری توجہ کی مستحق ہے۔ وہ یہ ہے کہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ النوری کا نام نامی "رضا" کے کسرہ (زیر) کے ساتھ ہے یا رضا کے فتحہ (زبر) کے ساتھ۔ چند سال قبل تک امام احمد رضا قدس سرہٗ النوری پر تحقیقی کام کرنے والے اشاعتی ادارے "مرکزی مجلس رضا لاہور"

Marfat.com

کی مطبوعات میں موصوف کا ذکر "رضا" کے کسرہ کے ساتھ ہوتا تھا۔ سرمایہ اہلِ سنت حکیم الحاج محمد موسیٰ امرتسری ضیائی مدظلہم الاقدس کے زیرِ نگرانی اس اشاعتی ادارہ نے محققین کو توجہ دلائی کہ "رضا" کے کسرہ (زیر) کے ساتھ امام موصوف کا نام نامی صحیح ہے۔ اس کی اتباع میں دیگر علمی و تحقیقاتی ادارے بھی "رضا" کو را کے کسرہ (زیر) کے ساتھ لکھتے رہے۔ چنانچہ تمام محققین محدث بریلوی کے نام کو پسندیدہ شخص اس مثال میں مصدر رضا مفعول (مرضی) کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی وہ شخص جس پر خوشنودی کا اظہار کیا گیا ہو۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کہ مصدر کو اسم فاعل کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں رجل عدل یا رجل خصم (عادل شخص یا جھگڑالو آدمی)

نیز الرضا، غنی کے وزن پر (فا کلمہ کے کسرہ کے ساتھ) ضامن کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

نیز اس کا ایک معنی محب بھی ہے۔

شخصیات میں امام موسیٰ کاظم رضا کا لقب بھی کسرہ ر کے ساتھ ہے۔

(ج) "منجد" اور "مصباح اللغات" میں ہے۔ الرضاء۔ خوشنودی

رجل رضی۔ پسندیدہ مرد، چونکہ یہ مصدر (رضی) بمعنی مفعول ہے۔ و بفتح و مد خوشنود شدن۔

در منتخب بہمہ معنی بفتح نوشتہ۔

و صاحب کشف و صراح و مزیل الاغلاط و ابن حاج بمعنی اول بکسر نوشتہ اند یعنی رضا میں را کے کسرہ کے ساتھ کا معنی خوشنودی ہے۔

اور را کے فتحہ اور آخر میں الف ممدودہ کے ساتھ (رَضا) کا معنی خوش ہونا "منتخب" میں دونوں معنوں کو را کے فتحہ کے ساتھ بتایا گیا ہے۔

Marfat.com

نیز کشف، صراح، منزیل الاغلاط وابن حاج نے اول الذکر معنی (خوشنودی) کو کسرہ را کے ساتھ (رضا) بیان کیا ہے۔

(۵) "فرہنگ عامرہ" میں محمد عبداللہ خویشگی نے لکھا۔

رضا۔ خوشنودی۔

رضا۔ خوشنود ہونا۔

رضا کے کسرہ کے ساتھ لکھتے اور پڑھتے رہے۔ اس سلسلہ میں ان کے سامنے چند قابل ذکر دلائل تھے۔

(۱) لغت میں رضا کا کسرہ ہی درج ہے۔ اگرچہ بعض کتب لغت میں رضا کا فتحہ (زبر) بھی درج ہے مگر اس کا معنی یہاں مناسب نہیں۔

(الف) "صراح" میں امام النحو ابوالفضل محمد بن خالد جمال قریشی نے لکھا ہے۔

"رضی" بالکسر مصدر محض۔ است۔

الاسم الرضاء بالمد رضا بہ کسرہ خوشنودی و بفتح و مد خوشنود شدن۔ (صراح، ص ۵۶۱)

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ رضا کسرہ کے ساتھ اور الف مقصورہ کے ساتھ خوشنودی کے معنوں میں ہے اور یہ مصدر ہے۔

(ب) "تاج العروس" میں امام النحو والادب علامہ محمد مرتضیٰ زبیدی نے لکھا۔

رضا بالکسر مقصورا مصدر محض واما بالمد فهو اسم عن الاخفش او مصدر..... رجل رضا بالکسر والقصر من قوم رضا فنعان.....

وصف المصدر الذی بمعنی المفعول کما وصف بالمصدر الذی فی معنی الفاعل فی عدل وخصم..... الرضی کغنی الضا من..... ایضا المحب۔

والرضی لقب الامام بن الحسن علی بن موسی بن جعفر بن حسن بن

Marfat.com

علی بن ابی طالب (تاج العروس، ج۱۰، ص ۱۵۰، ۱۵۱)

خلاصہ عبارت یہ ہے۔

رِضا۔ ر کے کسرہ اور آخر میں الف مقصورہ کے ساتھ مصدر محض ہے۔

رِضاء۔ را کے کسرہ اور آخر میں الف ممدودہ کے ساتھ اسم ہے یا مصدر

مثال میں کہا جاتا ہے کہ رجل رضا (را کے کسرہ اور الف مقصورہ کے ساتھ)

(۲) لغوی بحث کے علاوہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے اپنے نام نامی کو رِضا (را کے کسرہ کے ساتھ) لکھا اور پڑھا۔ اس وقت محدث بریلوی قدس سرہٗ کا اپنے قلم مبارک سے لکھا ہوا شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ کا عکس جلی پیش نظر ہے۔ امام احمد رضا نے اسے مارہرہ مقدسہ میں اپنے شیخ طریقت کے آستانہ میں بیٹھ کر ۲۱ محرم الحرام ۱۳۰۶ھ/ستمبر ۱۸۸۸ء کو لکھا۔

اس میں اپنا نام واضح طور پر اعراب کے ساتھ یوں لکھا۔

"احمد رِضا"

اسی شجرہ مبارکہ ملقب بتاریخی زھر الصلاۃ من شجرۃ الائمۃ الھداۃ میں اپنے شیخ طریقت امام موسیٰ رِضا علیہ الرحمۃ والرضوان کا نام نامی بھی اعراب کے ساتھ لکھا۔

"رِضا" زھرۃ الصلاۃ کی اس قلمی تحریر کو حضور سید مصطفےٰ حیدر حسن قادری برکاتی مارہروی کے توسط سے ماہنامہ "المیزان" بمبئی نے اپنے "امام احمد رضا نمبر" میں نیز شرکت حنفیہ لاہور نے اپنی مطبوعہ کتاب "انوار رضا" میں درج کیا ہے۔

(۳) ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی نے اپنی تصانیف اور تحقیقی مقالہ جات میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ النوری کا نام رائے کسرہ کے ساتھ (رِضا) لکھا۔ اسی سلسلہ میں آپ کا انگریزی زبان میں مقالہ

NEGLECTED GENIUS OF THB EAST

Marfat.com

خصوصی قابل توجہ کا مستحق ہے۔ اس میں آپ نے "رِضا" کے انگریزی حروف کے یوں ہجے لکھے ہیں۔ AHMAD RIDA KHAN گویا موصوف الذکر کے نزدیک رضا کسرہ کے ساتھ صحیح ہے۔

(۴) چند سال قبل تک مرکزی مجلس رضا، لاہور کے سالانہ اجلاس میں ملک بھر اور بیرونی دنیا کے عظیم سکالر تشریف لائے۔ ان کے علمی و تحقیقی مقالہ جات اور تقاریر، محققین کے لیے ایک عظیم راہنما اصول فراہم کرتے۔ علمی مذاکرے قائم ہوتے جن میں تحقیقی گفتگو سے مسائل طے ہوتے۔ انہی مذاکرات میں ایک مذاکرہ مولانا تقدس علی رضوی بریلوی "شیخ الجامعہ راشدیہ" پیر جو گوٹھ (سندھ) علیہ الرحمۃ اور حکیم اہل سنت الحاج حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی کے درمیان لفظ "رضا" کے تلفظ کے بارے میں ہوا۔ مولانا تقدس علی بریلوی علیہ رحمۃ خاندان امام احمد رضا کے فرد ہونے کے ساتھ عظیم محقق اور ماہر مدرس تھے۔ آپ نے رِضا کے تلفظ کو را کے کسرہ کے ساتھ (رِضا) صحیح بتایا۔ ان کا یہ ارشاد علمی سند ہونے کے ساتھ ساتھ خاندان امام احمد رضا قدس سرہ کے گھر کی گواہی کا درجہ رکھتا ہے۔ موصوف امام احمد رضا محدث بریلوی کے بلا واسطہ مرید اور تلمیذ ہیں۔

(۵) امام احمد رضا کا نام نامی واسم گرامی معروف حدیث قدسی کُلُّھُمْ یَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاکَ یَا مُحَمَّدُ کا عکس جمیل ہے۔ شجرہ قادریہ منظومہ بزبان اُردو میں آپ نے اس طرف لطیف اشارہ فرمایا ہے۔

کر عطا احمد، رضائے احمد مرسل مجھے

میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کے واسطے

حدیث مبارک میں رضا بالکسر ہے۔ اس مناسبت سے امام احمد رضا کا نام بھی را کسرہ کے ساتھ صحیح ہونا چاہیئے۔

Marfat.com

(۶) امام احمد رضا قدس سرہٗ نے اپنے دوسرے سفر حج و زیارت مدینہ منورہ کے موقع پر "حرمین شریفین" کے اجلہ علمائے کرام کو ان کی استدعا پر اپنی مرویات اور تصانیف کی سندیں عطا فرمائیں۔ طلب اجازت میں جب علمائے کرام کا اصرار بڑھا، بارہا آپ کے سامنے حرمین طیبین کا ادب و احترام اور علماء کا اعزاز و اکرام حائل ہوتا رہا۔ بالآخر آپ نے اجازت دی لیکن علو مرتبت کے باوجود آپ کا انکسار ملاحظہ ہو۔ شیخ الحرمین حضرت سید صالح کمال مفتی احناف، مکہ معظمہ کی سند اجازت میں امام احمد رضا نے اپنے نام رضا کے جز کو کس خوبی سے استعمال فرمایا۔

فَهِمْتُ الْاَمْرَانَ اِسْمِیْ رِضَا وَصِرْتُ عَیْنِیْ فَاَنْتَ عَیْنُ الرِّضَا
وَعَیْنُ الرِّضَا عَنْ کُلِّ عَیْبٍ کَلِیْلَۃٌ
فَتَحْسِبُ مِثْلِیْ صَالِحًا لِکَمَالٍ
وَمَابِیْ صَلَاحٌ لِکَمَالٍ کَمَا لَہَا
کَمَالَا تَذَرْنِیْ صَالِحٍ بْنِ کَمَالٍ

(الاجازات المتینہ لعلماء بکتہ والمدینتہ)

ہاں اصل بات معلوم ہوگئی کہ میرا نام "رضا" ہے اور آپ میری آنکھ ہو جانے کی وجہ سے "عین الرضا" ہوئے۔

(ترجمہ اشعار) اور عین الرضا عیب نہیں دیکھ سکتی۔ بنا بریں آپ نے مجھے (عیب سے دور) کمال کا صالح سمجھ لیا۔ حالانکہ عین الرضا کی طرح ہوں مجھ میں کمال کی صلاحیت نہیں عین الرضا (عیب بینی سے) اس طرح پاک ہے جس طرح صالح بن کمال عیبوں کے خس و خاشاک سے۔

ان اشعار میں امام احمد رضا نے رضا کو خوشنودی کے معنوں میں استعمال کیا۔ اور خوشنودی کے لیے رضا بالکسر ہی صحیح ہے۔ اس کے برعکس ایک عرصہ سے بعض حضرات

Marfat.com

نے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ النوری کے اسم گرامی کو را کے فتحہ (زبر) کے ساتھ (رَضا) لکھنا شروع کیا ہے۔ اس سلسلہ میں مولانا مفتی محمد اعظم صاحب شیخ الحدیث دار العلوم منظر اسلام، بریلی (انڈیا) کا اسم گرامی سر فہرست ہے۔ حضرت مولانا موصوف مدظلہ العالی نے اس امر کے لیے ایک مضمون بھی لکھا ہے۔ جو ان کے موقر جریدہ سہ ماہی دامن مصطفےٰ بریلی (انڈیا) کے مفتی اعظم نمبر حصہ اوّل (مئی تا اکتوبر ۱۹۹۰ء) کو شائع ہوا۔

نام "رضا" کی تحقیق میں آپ نے جو دلائل رضا (فتحہ کے ساتھ) کے لیے دیئے ان کا خلاصہ یوں ہے۔

۱- جو لوگ رضا کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ سلسلہ رضویہ کے شجرہ میں کئی جگہ رَضا را کے زبر کے ساتھ آیا ہے، اس لیے احمد رَضا صحیح ہے۔

۲- المعجم الوسیط اور منتخب اللغات میں ہے۔

رَضا ۔ مصدر ہے۔ خوشنودی کے معنوں میں اور حضرت موسیٰ رضا کاظم کا نام بھی اسی طرح ہے۔

۳- ایک مجلس میں خلف اصغر و خلیفہ امام احمد رضا، حضرت مفتی محمد مصطفےٰ رضا قدس سرہما سے عرض کیا گیا کہ حضور اعلیٰ حضرت کا اسم گرامی "احمد رضا" ہے یا "احمد رِضا" تو حضرت نے فرمایا "احمد رضا" نام ہے۔

پھر اسی مجلس میں دوسرا سوال حاضر کیا گیا کہ حضور اعلیٰ حضرت آپ کو مصطفےٰ رَضا کہہ کر فرماتے یا مصطفےٰ رِضا۔ فرمایا کہ حضور اعلیٰ حضرت مجھ کو زیادہ تر مصطفےٰ یہاں کہہ کر یاد کر لیا کرتے تھے اور کبھی کبھی مصطفےٰ رَضا بھی فرمایا کرتے تھے۔

تیسرا سوال عرض کیا گیا کہ حضور اعلیٰ حضرت کا نام احمد رضا ہے اور آپ کا مصطفےٰ رضا فرمایا۔ ہاں۔

اس سلسلہ میں آخری سوال حاضر کیا گیا کہ نام تو رضا ہے مگر لغت میں رِضا،

Marfat.com

رضا دونوں صحیح ہیں تو حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا؛

ہاں لغت میں دونوں (طرح) آیا ہے۔

اس علمی مذاکرہ سے حضرت مولانا مفتی محمد اعظم ، بریلی نے استدلال فرمایا کہ امام احمد رضا محدث بریلی قدس سرہٗ کا نام نامی احمد رَضا (را کے فتحہ کے ساتھ) صحیح ہے۔ علاوہ ازیں برصغیر میں شائع ہونے والی بعض کتاب میں امام احمد رَضا (فتحہ کے ساتھ) لکھا جاتا ہے۔

اس مقام پر پہنچ کر ایک عام قاری پریشان ہو جاتا ہے کہ اس کے ممدوح اور دنیائے علم و فضل کے عظیم محسن کا اسم گرامی "احمد رِضا" ہے یا "احمد رَضا"۔ ان حالات میں محققین، علماء و مشائخ اور بالخصوص منتسلین سلسلہ عالیہ و خانوادہ رضویہ کی خدمت میں دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ طے فرمائیں کہ محدث بریلوی قدس سرہٗ کے اسم گرامی کا صحیح تلفظ کیا ہے۔ دونوں طرف سے دلائل موجود ہیں۔ ان میں ایک کو ترجیح دینا ہوگا۔ (ماہنامہ جہان رضا ص ۲۴ تا ۳۱ جلد ۲ شمارہ ۳۲ مئی ۱۹۹۳ء)

گذارش اویسی

فقیر کو اس تحقیق کی لیاقت کہاں۔ جہاں دو محققوں نے زور آزمائی فرمائی ہے اسی لئے متعلمانہ طور چند سطور عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں اس کے صواب و خطاء کی اطلاع کا منتظر رہوں گا۔

رضا

بفتح الراء و بالکسر ہر دونوں جائز لیکن میرے نزدیک بالفتح راجح ہے اس کی چند وجوہ ہیں۔

(۱) امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کا اسم گرامی اپنے خاندان کے مطابق "رضا علی۔ نقی علی تقی علی رحمہم اللہ تعالےٰ کی مناسبت سے رکھا گیا ہے اور یہ اسماء اہلبیت سے محبت و عقیدت کی وجہ سے مسمّٰی ہیں اور رضا خصوصیت سے سیدنا موسیٰ کاظم رضا رضی اللہ عنہ کی وجہ سے ہے اور سیدنا موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا لفظ رضَا بالفتح ہے چنانچہ غیاث اللغات ص ۳۲۰ مطبع نولکشور میں ہے۔

Marfat.com

رضا بالکسر خوشنودی و بفتح و مد خوشنود شدن و باصطلاح تصوف خوشنودی کردن ہرچہ از قضائے الٰہی بہ بندہ اسد دفرو ازیں مرتبہ سلیم ولقب علی موسیٰ بن جعفر (رضی اللہ عنہما) و در منتخب بہمہ معنی بفتح نوشتہ ؛

رضا بالکسر خوشنودی و بفتح خوشنود ہونا اور صوفیہ کی اطلاع میں خوشنودی کرنا ہر اس امر پر جو قضائے الٰہی سے بندہ کو پہنچے اس سے نیچے کے مرتبہ کا نام تسلیم ہے اور سیدنا علی موسیٰ بن جعفر رضی اللہ عنہ کا لقب ہے اور منتخب میں تمام معانی میں بالفتح آیا ہے۔

۲۔ خواص و عوام اپنوں اور غیروں میں امام اہلسنت کے علاوہ دیگر اسی اسما والے بالفتح سے مشہور ہو گئے ہیں۔ یہ بالکسر سہی لیکن بالفتح بھی ممنوع نہیں بلکہ جائز تو محقق اوّل (مولانا محمد جلال الدین) رضوی کو بھی تسلیم ہے۔ علم الاصول میں عرف کو غلبہ ہے اگرچہ لغت اسے قبول بھی نہ کرے مثلاً مچھلی جسے قرآن مجید میں "لحما طریا"، تازہ گوشت کہا گیا لیکن اسے عرف میں گوشت نہیں کہا جاتا اسی لیے گوشت نہ کھانے کی قسم میں مچھلی کھانے سے حانث نہ ہو گا۔ ایسے ہی لفظ رضا بالکسر ہو بھی تب بھی عرف میں بالفتح مشہور ہے اور بالفتح لغت میں پایا بھی جاتا ہے اسی لیے بطریق اولیٰ اسے بالکسر پر عرفاً غلبہ ہو گا

۳۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ سے منسوب رضوی کا تقاضا بھی بالفتح کا ہے اس لیے کہ بالکسر میں ثقالت ہے کہ کسرہ کے بعد فتح ہے نسبت کے وقت اسے ساکن کرنا پڑے گا اور یہ بلاوجہ ساکن پڑھنا ہے کہ اس کا علم الصرف میں کوئی قاعدہ نہیں اور اعلحضرت قدس سرہٗ کی نسبت کا اتنا غلبہ ہے کہ اہل تشیع اور بعض اہلِ سنّت بھی اگرچہ رضوی ہوتے ہیں (منسوب بہ سیدنا موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہما لیکن اہل سنت بھی رضوی سنیں گے فوراً ان کے ذہن میں امام احمد رضا محدث بریلوی کا تصوّر آئے گا۔ یہاں تک کہ محدث اعظم پاکستان علامہ محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

مدارس میں بھی اس نسبت پر زور دیتے اور فرمایا کرتے کہ اس طرح کی نسبت سنیت کا نشان ہے ورنہ مخالفین دھوکہ کے طور پر چشتیہ، قادریہ وغیرہ مدارس کا نام رکھتے ہیں صرف لفظ رضویت ہے کہ ان سے سنّی مدارس کو نمایاں کرے گا۔

۴۔ عرصہ دراز سے رضا بالفتح مشہور ہوگیا ہے یہاں تک کہ اپنے بیگانے خورد وکلاں اعلحضرت کی پیدائش سے پہلے بھی سیدنا موسیٰ کاظم رضا رضی اللہ عنہ کی وجہ سے اور پھر اعلحضرت کی پیدائش کے بعد بھی یہ نام بالفتح پڑھا لکھا جارہا ہے اگر ہم جدّت کرکے بالکسر کو ترجیح دیں تو انتشار پھیلے گا۔ جو کہ ایک فتنہ ہے،، الفتنۃ اشدّ من القتل۔ اس سے بچنا بچانا ضروری ہے جب کہ بالفتح غلط بھی نہیں۔ بلکہ بعض لغت میں تو صرف بالفتح مانا گیا ہے (غیاث)

۵۔ تفاؤلاً بالفتح ہی موزوں ہے اس لیے کہ کسر کے معنیٰ توڑنا اور فتح تو فتح ہی ہے بالخصوص امام احمد رضا قدس سرہٗ تو بالفتح ہی سمجھتا ہے کہ آپ کے اسم گرامی سے سنیّت کو صدی گزشتہ بلکہ موجودہ صدی میں فتح نصیب ہوئی اور فتح نصیب ہے۔ بدقسمت ہے وہ سنّی جو خود کو سنّی کہہ کر صلح کلیّت کی طرف جھکتا ہے۔ تجربہ شاہد ہے جو اعلحضرت قدس سرہٗ کا دامن چھوڑ کر دوسری طرف جھکا تو (پھر بھٹکتا رہا)

۶۔ مانا کہ اس کی لغت بالکسر بھی ہے لیکن بالفتح سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اور علم الصرف کا قاعدہ ہے،، الفتحۃ اخف الحرکات۔ (فتحہ حرکات میں سے خفیف حرکت ہے۔ اصول کا قاعدہ ہے کہ کسرہ وفتحہ کے مقابلہ میں فتحہ کو ترجیح ہوتی ہے۔ بالخصوص اسماء میں کہ ان کی کثرت استعمال تخفیف چاہتی ہے۔ فلہذا رضا کو بالفتح پڑھنا لکھنا موزوں ہے۔

۷۔ بالکسر کو بایں معنی ترجیح دینا کہ بالکسر میں متعدی کا معنیٰ ہے اور بالفتح میں لازم اور متعدی مصدر مفعول کے معنیٰ میں آتا ہے۔ یہ بھی درست نہیں اس لیے کہ بالفتح میں لازم کا معنیٰ ہے تو باب لازم ومتعدی میں مصدر بمعنی فاعل آتا ہے اور یہاں

Marfat.com

فاعل کا معنیٰ ہو تو حرج نہیں بلکہ حقیقت ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً ہر دونوں سے موصوف فرمایا کما قال اللہ تعالیٰ

یَآ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْٓ اِلٰی رَبِّكِ
رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۝"

Marfat.com

نعت شریف ۳۱

رشکِ قمر ہوں رنگِ رُخِ آفتاب ہوں
۱۔ ذرّہ ترا جو اے شہ گردوں جناب ہوں

۱۔ شرح الحمد للہ میں تو وہ خوش قسمت ہوں کہ مجھ پر چاند رشک کناں ہے اور میں سُرخ آفتاب کا رنگ ہوں اس لیے کہ اے کریم میں تیری بارگاہ کا جو ایک ذرہ ہوں۔ اس نسبت سے میرے لیے تمام حسین کچھ نہیں بلکہ الٹا وہ میری قسمت پر رشک کناں ہیں۔ اس میں یہ درس دیا گیا ہے جو غلام سید الابرار ہے اس کی قسمت و سعادت پر جملہ عالم رشک کرتا ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو جب سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی نصیب ہوئی تو رشک عالم بن گئے۔

کل قیامت میں دیکھنا کہ حضرت بلال غلامی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے کیسے باکمال ہیں۔

اذانِ یومِ قیامت اور حضرت بلال

ابنِ زنجویہ فضائل الاعمال میں کثیر بن مرہ حضرمی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ — حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

عليه وسلم تبعث ناقة
ثمود لصالح فيركبها
من عند قبره حتى توافى
به المحشر قال معاذ
وانت تركب العضباء
يا رسول الله قال تركبها
ابنتي وانا على البراق
اختصصت به من دون
الانبياء يومئذ ويبعث
بلال على ناقة من نوق
الجنة ينادي على ظهرها
بالاذان فاذا
سمعت الانبياء وامها
اشهد ان لا اله الا الله
واشهد ان محمدا رسول الله
قالوا ونحن نشهد على
ذالك۔
(الوفا لابن الجوزي رحمة الله عليه ص ٨١٥)

وسلم نے فرمایا صالح علیہ السلام
کے لیے ناقۂ ثمود لایا جائے گا
وہ اپنی مزار سے اس پر سوار
ہو کر میدان حشر میں آئیں گے
حضرت معاذ عرض کریں گے
حضور پھر آپ تو عضبا ناقہ پر
سوار ہوں گے فرمایا۔ نہ اس پر
تو میری صاحبزادی سوار ہو گی
اور میں براق پر تشریف رکھوں گا
جو اس روز سب انبیاء علیہ السلام
سے الگ اور خاص مجھی کو عطا ہو گی
اور بلال رضی اللہ عنہ ایک جنتی اونٹنی
پر سوار ہوں گے اور اس پر سوار ہو
کر اذان دیں گے جب انبیاء اور
ان کی امتیں اشہد ان لا الٰہ
الا اللہ و اشہد ان محمد رسول
اللہ سنیں گے تو بول اٹھیں گے کہ
ہم بھی اس کی گواہی دیتے ہیں۔

صلۂ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۰ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو یہ مرتبہ دراصل عشق کے صلہ میں ملا۔ علامہ اقبال نے

Marfat.com

بارگاہ مؤذن رسول میں اپنی عقیدت کے پھول پیش کرتے ہوئے یوں نغمہ سرائی کی ہے۔

چمک اٹھا جو ستارہ تیرے مقدر کا حبش سے تجھ کو اٹھا کر حجاز میں لایا
ہوئی اسی سے تیرے غم کدے کی آبادی تیری غلامی پہ صدقے ہزار آزادی

حضرت بلال حبشی ظاہری صورت میں گو مشک فام حبشی نژاد تھے۔ مگر آئینہ دل صاف وشفاف تھا۔ اس کو ضیائے ایمان نے اس وقت منور کیا جب کہ وادئ بطحا کی اکثر گوری مخلوق غرور حسن اور زعم شرافت میں ضلالت وگمراہی کی ٹھوکریں کھا رہی تھی۔ آپ ان سات السابقون الاوّلون میں سے تھے جنہوں نے توحید کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک کہا۔

آپ کا اسم گرامی "بلال" کنیت عبداللہ ہے والد کا نام حمامتہ ہے آپ مکہ المکرمہ میں قبیلہ بنو جمع کے درمیان مقام سراۃ میں غلام پیدا ہوئے۔ آقا کا نام امیہ بن خلف تھا جو اسلام کی مخالفت کرنے والے مشرکین مکہ میں پیش پیش تھا۔ کمزور ہمیشہ سب سے زیادہ ظلم وستم کی آماجگاہ رہتا ہے۔ حضرت بلال چونکہ غلام تھے اس لیے اور بھی زیادہ ظلم وجفا کا شکار ہوئے گوناگوں مصائب اور طرح طرح کے مظالم سے انکے استقلال و استقامت کی آزمائش ہوئی تپتی ہوئی ریت، جلتے ہوئے سنگریزوں اور دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹائے گئے۔ مشرکین کے شریر لڑکے گلوئے مبارک میں رسیاں ڈال کر بازیچہ اطفال بناتے لیکن ان تمام روح فرسا اور جان گسل آزمائشوں کے باوجود توحید کا حبلِ متین ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ ابوجہل ان کو منہ کے بل سنگریزوں پر لٹا کر پیٹھ پہ بھاری پتھر رکھ دیتا۔ اور جب آفتاب کی تمازت بیقرار کرتی تو ننگ انسانیت ابوجہل نے کہا اے بلال۔ تو محمد کے خدا سے باز آ"، لیکن اسلام کا یہ بطل جلیل کہتا ہے

توڑ دو گر ہڈیاں میری سبھی دامن احمد نہ چھوڑوں گا کبھی

Marfat.com

خنجر بکف، بینا بردوش سفّاک امیہ بن خلف کی جدت طرازیوں نے ظلم وجفا کے نئے طریقے ایجاد کر رکھے تھے کبھی گائے کی کھال میں لپیٹ کر اندھیری کوٹھڑیوں میں بند کر دیتا کبھی لوہے کی زرہ پہنا کر جلتی ہوئی دھوپ میں بٹھا دیتا لیکن ؎

تعزیرِ جرمِ عشق ہے بے صرفہ محتسب
بڑھتا ہے ذوقِ جرم یہاں ہر سزا کے بعد

درفشِ توحید بلال "احد۔ احد" کا کلمہ باطل شکن بلند کرتے رہے مختصر یہ کہ ہزار جتن کئے گئے کہ کسی طرح حضرت بلال کو محمد عربی کے دامن رحمت سے محروم کر دیا جائے لیکن تاریخ اس بات پر شاہد عادل ہے کہ مقتلِ زیست میں عاشقِ رسول بلال کا جب بھی امتحان ہوا آپ دار ورسن کو چومتے رہے اور عشق مصطفےٰ میں جھومتے رہے ؎

وہ آستاں نہ چھُٹا تجھ سے ایکدم کے لئے
کسی کے شوق میں تونے مزے ستم کے لئے

حضرت بلال رضی اللہ عنہ ابتلا اور آزمائشوں کے بھنور میں عشقِ رسول کی فولادی چٹان بن گئے چنانچہ طاغوتی طاقتیں پسپا ہو کر ہمیشہ کے لیے مٹ گئیں اور بلال تا قیامت زندہ و تابندہ ہو گئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ لاڈلا صحابی ایک روز وادیٔ بطحا میں مشق ستم بنایا جا رہا تھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا گذر ہوا۔ یہ عبرت ناک منظر دیکھ کر جی بھر آیا اور گراں قدر رقم معاوضہ دے کر آزاد کرا دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "ابوبکر تم مجھے بھی اس نیکی میں شریک کر لو" عرض کی پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں آزاد کرا چکا ہوں" حضرت بلال ہجرت کر کے مدینے پہنچے تو مسجد کی تعمیر ہوئی۔ خدائے لم یزل کی عبادت و پرستش کے لیے نماز پنجگانہ قائم ہوئی۔ دعوت نماز کے لیے اذان کا طریقہ وضع کیا گیا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ، سب سے پہلے وہ بزرگ تھے جو اذان

Marfat.com

دینے پر مامور ہوئے۔ حضرت بلال کی آواز نہایت بلند اور دلکش تھی۔ ان کی صدائے دلنواز توحید کے متوالوں کو بے چین کر دیتی تھی۔ مرد اپنا کاروبار، عورتیں شبستان حرم اور بچے کھیل کو د چھوڑ کر والہانہ ان کے گرد۔ جمع ہو جاتے تھے۔ جب خدائے واحد کے پرستاروں کا مجمع کافی ہو جاتا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ آستانہ نبوت پر کھڑے ہو کر کہتے۔ " حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ ، اَلصَّلٰوۃُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ " یعنی یا رسول اللہ جماعت تیار ہے،، جب آپ تشریف لے آئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی صدائے سامعہ نواز تکبیر کے نعروں سے۔ بندگان خدا کو بارگاہ ذوالجلال والاکرام میں سربسجود ہونے کے لیے کھڑا کر دیتے۔ حضرت بلال سفر و حضر میں مؤذن رسول کی حیثیت سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے۔ چنانچہ جب کملی والے آقا صلے اللہ علیہ وسلم فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے تو حکم دیا کہ اے بلال۔ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اذان کہو،، خدا کی قدرت کہ وہ حریم قدس جس کو ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدائے واحد کی پرستش کے لیے تعمیر کیا تھا مدّتوں صنم خانہ رہنے کے بعد پھر ایک حبشی نژاد کے ترانہ روح نواز سے گونج اٹھا حضرت بلال فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے سنا کہ " راہ خدا میں جہاد کرنا مومن کا سب سے بڑا عمل ہے" چنانچہ آپ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں عرض کی کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں جہاد کے لیے نکلوں اور پیام موت تک اس عمل کو لازمۂ حیات بنالوں۔ لیکن خلیفہ اوّل نے کہا " خدا و مصطفےٰ کے واسطے مجھے عالم پیری میں داغِ مفارقت نہ دو " اس مؤثر فرمان کے بعد آپ جنگوں میں شرکت سے باز رہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ جنگوں میں شرکت کی اجازت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ بلال کو ملک شام کی سبز و شاداب زمین پسند آگئی اور یہاں سکونت پذیر ہو گئے۔ حضرت بلال نے شام میں قیام کے دوران ایک رات

Marfat.com

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ فرما رہے تھے "اے بلال، یہ خشک زندگی کب تک؟ کیا تمہارے لیے وقت نہیں آیا کہ تم ہماری زیارت کرو!" اس خواب نے زندگی کے پُر لطف افسانے یاد دلا دیئے۔ عشق و محبت کے مرجھائے ہوئے زخم پھر ہرے ہو گئے۔ اسی وقت دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ لی اور روزۂ اطہر پر حاضر ہو کر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے۔ آنکھوں سے سیلِ عشق رواں تھا اور مضطربانہ جوش و محبت کے ساتھ جگر گوشگانِ رسول یعنی امام حسن رضی اللہ عنہ اور امام حسین رضی اللہ عنہ کو چمٹا چمٹا کر پیار کرتے خاندان نبوت کے شہزادوں نے عرض کی "وہ آذان تو کہو جو نانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا کرتے تھے، آپ نے فرمایا "گو میں عہد کر چکا ہوں کہ حضرت خیر الانام کے بعد کسی کے لیے آذان نہیں کہوں گا لیکن آج آپ کی خواہش پوری کروں گا۔ یہ کہہ کر عندلیبِ توحید نے کچھ ایسے لحن داؤدی میں خدائے ذوالجلال کی عظمت و شوکت کا آوازہ پُرسوز سنایا کہ تمام مدینہ گونج اٹھا۔ لیکن جب اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ کا نعرہ بلند کیا تو عورتیں بیقرار پردوں سے نکل پڑیں اور تمام عاشقانِ رسول کے رخسار آنسوؤں سے تر ہو گئے حضرت عمر اس قدر روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔ غرضیکہ سب کے سامنے عہد رسالت کا نقشہ کھنچ گیا۔

اذاں ازل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس کے نظارے کا اک بہانہ بنی

حضرت بلال ہمیشہ خانہ خدا میں حاضر رہتے۔ دنیاوی معاملات سے کوئی سروکار نہ تھا۔ عبادت و شب زندہ داری ان کا مشغلہ تھا اور محمد عربی کی زیارت ان کا محبوب عمل تھا۔

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

آپ ایمان کو تمام اعمالِ حسنہ کی جان سمجھتے تھے کسی نے پوچھا کہ بہتر عمل کونسا

Marfat.com

ہے فرمایا" خدا اور رسول پر ایمان لاؤ جہاد کرو پھر حج اور تواضع، خاکساری آپ کی فطرت میں داخل تھی۔ جب لوگ آپ کے فضائل بیان کرتے تو آپ کو سخت کوفت ہوئی۔ (تفصیلی حالات فقیر کی کتاب

"مرأة الجمال فی حیاۃ سیدنا بلال" میں پڑھیئے۔

۲۔ دُرِّ نجف ہوں گوہر پاک خوشاب ہوں
یعنی ترابِ رہ گزرِ بُوتراب ہوں

خلاصہ موتی خالص اور عمدہ گوہر پاک ہوں کیونکہ سیدنا بوتراب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی رہگزر کی خاک ہوں۔

۲۔ شرح اس شعر میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے عقیدت کا اظہار کیا ہے اور ساتھ ہی ان سے عقیدت کا مرتبہ بھی بتایا ہے کہ جو ان کا نیاز مند ہے بقیناً خالص موتی اور عمدہ گوہر یعنی اللہ تعالیٰ کا محبوب و مقرب بندہ ہے۔

تعارف حضرت علی رضی اللہ عنہ شواہد النبوت میں ہے کہ امیر المومنین مولیٰ علی شیر خدا ائمہ اثنا عشر میں پہلے امام ہیں اور شمائل و فضائل جس قدر آپ کے ہیں، کسی دوسرے صحابی کے نہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم کو اس قدر فضائل کسی کے نہ ملے جتنے کہ امیر المومنین سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے ملتے ہیں.....

Marfat.com

آپ کی ولادت باسعادت مکہ معظمہ میں بعد از تیس سال عام الفیل یوم جمعہ ۱۳ رجب المرجب کو ہوئی۔

ایک روایت میں ہے کہ یمن میں ایک شخص مشرم بن وعیب الشیفا زاہدان یمن میں مشرم ایک سو نوے سال کی عمر کا تھا ایک روز اوقاتِ عبادت میں اس نے وقتِ مناجات جنابِ الٰہی میں دعا کی کہ الٰہی اپنے حبیبِ مکرم نبیِ آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی مقرب عزیز کی زیارت کرا دے۔ تیر دعائے بے ریا ہدفِ اجابت پر لگا۔ حضرت ابوطالب کو سفرِ یمن لاحق ہوا۔ جب آپ یمن پہنچے تو شرفائے یمن سے ملاقات فرمائی، منجملہ ان کے مشرم کی زیارت کو تشریف لائے مشرم نے آپ کو دیکھ کر بہت تعظیم کی، اپنے پہلو میں بٹھایا پھر پوچھا آپ کس قوم سے ہیں؟ اور کہاں کے رہنے والے ہیں؟ آپ نے کہا میں اہلِ تہامہ سے ہوں۔ مشرم نے کہا تہامہ میں کس جگہ کے ہیں؟ آپ نے فرمایا اہلِ مکہ سے۔ پھر اس نے کہا کس قبیلہ سے ہیں؟ آپ نے کہا بنی ہاشم بن عبد مناف سے۔ مشرم یہ سنتے ہی اٹھا، اور پیشانی ابوطالب کو چوما اور کہا الحمد للہ خدا نے میری دعا قبول فرمائی، اور مرنے سے پہلے آپ کی زیارت کرائی۔ آپ اپنا نام تو بتائیں؟ آپ نے فرمایا مجھے ابوطالب کہتے ہیں۔ مشرم نے کہا آپ کے باپ کا کیا نام ہے؟ آپ نے فرمایا عبدالمطلب مشرم نے کہا میں نے کتبِ سابقہ میں پڑھا ہے کہ عبدالمطلب کے دو نبیرے (پوتے) ہوں گے۔ ایک نبیِ مرسل ہوگا۔ اس کے باپ کا نام عبداللہ، اور دوسرا ولیِ کامل ہوگا۔ اس کے باپ کا نام ابوطالب ہے۔ جب وہ نبی تیس سال کے ہو جائیں گے، تو اللہ اس ولی کو پیدا فرمائے گا۔ مشرم نے پوچھا کیا وہ نبی پیدا ہو گئے؟ آپ نے فرمایا ہاں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کا نام ہے، اور ۲۹ سال اس وقت اُن کی عمر ہے مشرم نے کہا، ابوطالب مبارک ہو تم کو اس سال میں وہ فرزندِ دلبند عطا ہوگا۔ جو

Marfat.com

امامِ متقیاں اور پیشوائے مومناں بنے گا۔ جب تم مکہ پہنچو تو اپنے برادر زادہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں میرا اسلام عرض کر دینا اور یہ بھی کہہ دینا کہ مشرم آپ کے نیازمندوں میں غائبانہ نیازمند ہے، اور اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ خدا ایک ہے اور آپ اس کے سچے رسول ہیں۔ اور جب تمہارے فرزند دلبند متولد ہوں، تو انہیں بھی میرا اسلام شوق عرض کر دینا اور انہیں بشارت دینا کہ آپ خلیفۂ پیغمبر ہوں گے۔ اور آپ پر مراتب ولایت کا اختتام ہو گا۔

ابوطالب نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے کہا اس کی تصدیق میں کیونکر کروں، مجھے کوئی ایسی کرامت دکھاؤ جس سے میں تمہیں صاحب تصرف مان سکوں۔ مشرم نے کہا آپ کیا چاہتے ہیں۔ فرمائیں میں خدا سے دعا کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور قبول فرمائے گا۔ ابوطالب نے اِدھر اُدھر دیکھا تو ایک انار کا درخت خشک نظر آیا۔ آپ نے کہا یہ درخت ابھی تر و تازہ ہو کر پھل دے؟ مشرم نے دعا کی، اُس درخت میں تازہ انار پیدا ہوئے اور وہ سرسبز ہوا۔ ابوطالب نے وہ انار لیے ایک کو تراشا تو سرخ مثل لعل رمانی کے اس کے دانے نکلے۔ آپ یہ کرامت دیکھ کر واپس مکہ تشریف لائے اور اس سال حسب پیش گوئی مشرم بن وعیب آپ کی بیوی حضرت فاطمہ بنت اسد سے خانہ کعبہ میں ولادت شیرِ خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ ہوئی۔ آپ کی ولادت کا قصہ یوں ہے کہ

آپ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد حاملہ تھیں، نواں مہینہ تھا۔ خانہ کعبہ میں طواف کے لیے حاضر ہوئیں۔ آپ کہتی ہیں کہ طواف میں مشغول تھی، تین شوط باطمینان پورے کر چکی تھی شوط چہارم کر رہی تھی کہ دردِ زِہ محسوس ہوا، حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے چہرے کے تغیر سے مجھے پہچانا اور فرمایا کیا بات ہے، جو آپ کا رنگ متغیر ہو رہا ہے؟

Marfat.com

میں نے حال عرض کیا۔ فرمایا فاطمہ! طواف پورا کر چکیں یا نہیں میں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا طواف پورا کرلو، اور اسی حال میں اگر درد بڑھ جائے تو اندرونِ خانہ کعبہ چلی جانا کہ اس میں کوئی حکمتِ الٰہی ہے۔

صاحب بشائر المصطفےٰ نقل فرماتے ہیں کہ میں عباس بن عبدالمطلب اور چند قبیلۂ بنی عبدالعزیٰ کے لوگوں کے ساتھ مسجد بیت الحرام میں بیٹھا ہوا تھا کہ فاطمہ بنتِ اسد مسجد میں آئیں، اور ان کو نواں مہینہ تھا۔ جب وہ مشغولِ طواف ہوئیں تو شوطِ رابع میں چلنے کی قوت نہ رہی تو آپ پکاریں اے خداوندِ خانہ! بحرمتِ کعبہ اس ولادت کو مجھ پر آسان فرما، کہ یک لخت دیوارِ کعبہ شق ہوئی، اور فاطمہ بنتِ اسد اندرونِ کعبہ تشریف لے گئیں اور ہماری نظروں سے غائب۔ جب اندرونِ کعبہ سے باہر تشریف لائیں، اور حضرتِ علی کو گود میں لیے ہوئے تھیں۔ آپ کے فضائل میں ابوداؤد کا یہ شعر مشہور ہے۔ جس کو صاحبِ "روضۃ الشہداء" نقل فرماتے ہیں ؎

ولدت فی الحرم المعظم امہ
طالب وطالب ولیدھا والمولد

اس کا کسی نے فارسی میں یوں ترجمہ فرمایا ہے ؎

گوہر چو پاک بود وصدف نیز پاک بُود
آمد میانۂ حرم کعبہ در وجُود

فاطمہ بنتِ اسد حضرت علی کو گود میں لائیں، ابوطالب کو بشارت دی۔ ابوطالب نے آکر آپ کو گود میں لیا، اور آپ کا رخسارۂ انور دیکھنے لگے کہ حضرت نے ہاتھ بڑھایا اور باپ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ابوطالب نے کہا فاطمہ اس کا کیا نام رکھا؟ آپ نے فرمایا، آپ جو چاہیں نام رکھ دیں۔ ابوطالب نے کہا میں اس کا نام۔ زید رکھتا ہوں۔

جب خبر ولادتِ حضرت علی، حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی، تو فرمایا اس

Marfat.com

اس کا کیا نام رکھا؟ ابوطالب نے کہا میں نے تو اس کا نام زید رکھا ہے، اور ان کی ماں نے اسد رکھا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا نام علی رکھو، جو عالی ہمتی کی خبر دے آپ کی والدہ نے عرض کی خدا کی قسم مجھے غیب سے یہ آوازیں آتی تھیں کہ فاطمہ اس کا نام علی رکھ۔ مگر میں نے اس کو چھپایا تھا۔

روایت ہے کہ آقائے مدینہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو حضرت علی کو گود میں لے کر تحنیک فرمائی، یہ ایک مسنون طریقہ ہے کہ بعد پیدائش فرزند کسی بزرگ کو بلا کر تحنیک کرائی جائے اس کا یہ طریقہ ہے کہ کھجور یا چھوہارہ چبا کر اپنی زبان سے اس طفلِ رضیع کے تالو میں لگا دے۔

چنانچہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبانِ مبارک اُن کے منہ میں دے کر اپنا لعاب دہن اُنہیں چٹایا اسی لیے حضرت علی اکثر فخریہ فرمایا کرتے کہ نی فمی لعاب رسول اللّٰہ میرے منہ میں حضور خواجۂ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن ہے۔

آپ کی ولادت کے پانچ سال بعد قریش میں ایک قحط عظیم پڑا۔ حضرت ابوطالب چونکہ کثیر العیال اور قلیل الاموال تھے اُن پر اس قحط نے زیادہ اثر ڈالا حضور سیدِ یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس سے فرمایا کہ ابوطالب کی کثیر العیالی نے انہیں قحط محسوس کرایا ہے۔ لہٰذا ان کی اولاد کی کفالت کریں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت عباس تشریف لائے اور ارادہ ظاہر فرمایا۔ ابوطالب نے عرض کی عقیل کو میرے پاس رہنے دو، باقی اولاد میں سے جس کو چاہو لے لو۔ چنانچہ حضور سیدِ یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو لیا اور حضرتِ عباس نے جعفر کو۔ اس طرح سے حضرتِ علی کی ابتدائی تعلیم و تربیت آغوشِ نبوی میں ہوئی۔ بعد اظہار بعثت آپ اسبق الایمان

Marfat.com

لوگوں میں ہیں۔ نماز پنجگانہ سب سے اول حضرت علی نے پڑھی بروز دوشنبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اظہارِ نبوّت ہوا۔ اور سہ شنبہ کے دن حضرت علی نے نماز پڑھنی شروع کی۔

سیرت ابنِ ہشام اور ترمذی باب المناقب میں ناقل ہیں کہ آپ دس سال کی عمر میں ایمان لائے آپ نے اپنی عمرِ مبارک میں کبھی کفر و شرک نہ کیا۔ بلکہ اوائل ایام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر کے پہاڑوں کے غاروں میں چھُپ چھُپ کر نماز پڑھتے تھے ایک دن ابوطالب نے دیکھ لیا، استفسار کیا کہ یہ کیا کرتے ہو؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چچا یہ طریقہ مذہب الٰہی اور اس کے ملائکہ اور تمام انبیاء کرام اور ہمارے جدّ امجد ابراہیم علیہ السّلام کا ہے مجھ کو خدا نے اس لیے مبعوث فرمایا ہے کہ میں اُس کے بندوں کو ہدایت کروں اور حقیقت تو یہ ہے کہ سب سے اوّل آپ کو یہ اسلام قبول کرنا چاہیئے۔ آپ کی کنیت ابوالحسن تھی۔ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی کنیت ابوتراب فرمائی تھی۔ اور آپ کو اپنا نام ابوتراب بہت پسند تھا اور جب کوئی اس نام سے آواز دیتا تھا تو آپ بہت خوش ہوتے تھے اور کیوں خوش نہ ہوتے۔ جب کہ آقائے دوجہاں نے آپ کو یہ لقب عنایت فرمایا تھا (صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہ) حضرت علی کرم اللہ وجہہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ اور اسلامی بھائی چارہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں۔ نیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالے عنہا کے شوہر محترم ہیں۔ آپ عالم ربانی۔ مشہور بے بدل زاہد اور معروف خطیب تھے۔ آپ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے قرآن شریف جمع و حفظ کر کے رسالت پناہ میں پیش کیا تھا۔ جس وقت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کا ارادہ فرمایا تو آپ کو حکم دیا کہ تم

Marfat.com

ہمارے بعد چند دنوں تک مکہ معظمہ میں اور قیام کرنا تاکہ جو امانتیں۔ ودیعتیں اور وصیتیں ہمارے پاس رکھی ہیں۔ وہ پہنچا دو۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ آپ تمام غزووں میں سوائے غزوہ تبوک کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں آپ کو اپنا خلیفہ بنا کر مدینہ شریف میں ہی چھوڑ دیا تھا۔ تمام لڑائیوں میں آپ کے بہادرانہ کارنامے اور آثار مشہور ہیں۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بہت دفعہ آپ کو لڑائیوں میں جھنڈا عطا فرمایا اور سپہ سالار بنایا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شجر نبوت سے کم و بیش ۳۰ سال تک منسلک رہنے کا شرف حاصل تھا اس لیے آپ نے جن بھی فقہی مسائل کا حل پیش کیا۔ وہ قرآن وسنت کی روشنی میں ہوتا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

"میرے پاس قرآن وحدیث کے علاوہ اور کچھ نہیں مگر قرآن فہمی کی دولت جسے خدا چاہتا ہے اسی کو ملتی ہے"

آپ ہر مشکل وقت میں پیغمبر کا ساتھ دیا تو آپ تلواروں کے نرغہ اور دشمنوں کے ہجوم میں بستر نبوت پر سو گئے جس سے دشمنوں کو اپنے ارادوں میں ناکام و نامراد ہونا پڑا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ امیر المومنین میں چار خصوصیات ایسی تھیں جو ان کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہ تھیں ایک یہ کہ آپ نے ہر عربی و عجمی سے پہلے نماز پڑھی اور دوسرے ہر معرکہ، دار و گیر میں علمبردار ہوتے رہے۔ اور تیسرے جب لوگ پیغمبر اسلام کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے تو آپ صبر و استقامت سے جمے رہتے تھے اور چوتھے یہ کہ آپ ہی نے پیغمبر خدا کو غسل دیا اور قبر میں اتارا نیز آپ وہ واحد ہستی ہیں جن کی ولادت کعبہ میں ہوئی اور شہادت مسجد میں ہوئی۔ داعی اسلام کی دعوت پر سب سے پہلے لبیک بھی آپ نے کہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت و معاونت کا وعدہ

Marfat.com

بھی سب سے پہلے آپ نے کیا۔ پیغمبر اسلام نے آپ کو بھائی وزیر اور اپنے مشن کا محافظ قرار دیا۔ اور آپ کی تربیت کا اثر تھا کہ آپ آنحضور کی تعلیمات علم و عمل اور کردار کا مکمل نمونہ تھے۔ محسن انسانیت فخر موجودات سرکار رحمتی مرتبت کی کئی احادیث آپ کے علمی و عملی درجات اور فضائل و اصاف مترشح ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ "حق علی کی طرف ہے اور علی حق کی طرف ہے" "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے اور جس کا میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے۔ چنانچہ ارشادات نبوی کی روشنی میں آپ کی رفعتوں اور عظمتوں کا اندازہ بخوبی ہو جاتا ہے۔

مختصر یہ کہ آپ کی ایک ایک لمحہ نصرت دین خداوندی کے لیے وقف تھا شب ضربت ۱۹ رمضان المبارک کو جب ابن ملجم ضربت لگا چکا تو آپ نے امام حسن اور امام حسین سے فرمایا کہ میں تم دونوں کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ دنیا کے خواہشمند مت ہونا اگرچہ وہ تمہارے پیچھے لگے اور دنیا کی کسی ایسی چیز پر نہ کڑھنا جو تم سے روک لی جائے جو کہنا حق کے لیے کہنا اور جو کرنا ثواب کے لیے کرنا ظالم کے دشمن اور مظلوم کے مددگار بنے رہنا اپنے معاملات درست اور آپس کے تعلقات سلجھائے رکھنا۔ کیونکہ میں نے تمہارے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ آپس کی کشیدگیوں کو مٹانا عام نماز روزے سے افضل ہے۔ دیکھو یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا ان کے کام و دہن کے لیے فاقہ کی نوبت نہ آئے اور تمہاری موجودگی میں وہ تباہ و برباد نہ ہو جائیں اسی وصیت میں آپ نے کئی اہم دینی امور اور حقوق العباد کا تذکرہ فرمایا ہے آپ کے دیگر ارشادات، خطبات، مکتوبات اور حکم و نصائح نہج البلاغہ میں مرقوم ہیں۔

ابن سعد کے قول پر حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دوسرے روز امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر مدینہ طیبہ میں تمام صحابہ نے بیعت کی۔

Marfat.com

حضرت علی کا دورِ حکومت غریبوں اور محتاجوں کے لیے بڑی آسودگی اور راحت کا زمانہ تھا۔ بیت المال میں جو کچھ بھی آتا وہ سب کا سب ان میں تقسیم کر دیا جاتا آپ نے باغیوں اور سرکشوں کے ساتھ بھی ہمیشہ نرمی کا سلوک کیا۔ آپ کی فیاضی اور رحمدلی اس قدر عام تھی کہ اہل فارس برملا کہہ اٹھتے تھے۔

"خدا کی قسم اس عرب کو دیکھ کر نوشیرواں عادل کی یاد آجاتی ہے"

حضرت علی نے اپنی عمر کے تیس برس ہادی برحق کی رفاقت میں گزارے۔ اس لیے اسلام کی صحیح تعلیم فرائض اور رسول اللہ کے ارشادات گرامی پر آپ کی سند کافی تھی اس کے لیے ہر شخص آپ کا محتاج تھا۔

شب جمعہ ۱۸ رمضان المبارک ۴۰ھ کو امیرالمومنین حضرت مولا علی مرتضیٰ سحر کے وقت بیدار ہوئے۔ اس رمضان میں آپ کا یہ دستور رہا تھا کہ ایک شب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے پاس افطار فرماتے اور تین لقموں سے زیادہ تناول نہ فرماتے تھے اور فرماتے کہ مجھے یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ سے ملنے کے وقت میرا پیٹ خالی ہو آج کی شب تو یہ حالت رہی کہ بار بار مکان سے باہر تشریف لائے اور آسمان کی طرف نظر فرماتے اور کہتے۔ بخدا مجھے کوئی خبر جھوٹی نہیں دی گئی۔ یہ وہی رات ہے جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ الغرض ۱۸/۱۷ رمضان کو آپ سجدہ میں تھے کہ شقی ازلی ابنِ ملجم نے اس شمع ہدایت پر جس کی حیات کا ایک ایک لمحہ نوعِ انسانی کے لیے مشعل راہ تھا اور جو تقویٰ پرہیزگاری، علم و معرفت میں یکتائے روزگار تھا زہر آلود خنجر سے وار کیا اور یہ علم و فضل کا آفتاب ۲۱ رمضان المبارک کو غروب ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ متقی، پرہیزگار، شب بیدار، خدا ترس، بلند ہمت، بہادر فیاض، صف شکن سپاہی حق پرست، سیاست دان، مدبر، دور اندیش حضور سرور

Marfat.com

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب علم و حکمت کا سرچشمہ تھے

حبِّ علی رضی اللہ عنہ

(۱) زید بن ارقم کہتے ہیں کہ رسول خدا سے میں نے سنا فرماتے تھے جو شخص اُس سُرخ شاخ کو جسے اللہ نے اپنے ہاتھ سے جنت عدن میں بویا ہے۔ لینا محبوب رکھے اُسے چاہیئے کہ علی بن ابی طالب کی محبت میں زندگی بسر کرے۔

ازالۂ وہم

بعض خوارج کے بقایا لوگ کہتے ہیں کہ حب علی رضی اللہ عنہ رفض کی علامت ہے یہ ان کا کہنا جہالت بلکہ سفاہت و حماقت ہے اس لیے کہ سنیّت کی علامت ہی (حب صحابہ کے ساتھ) حب علی ہے۔ رضی اللہ عنہ، اکابر و ائمہ کا حوالہ جات آئیں گے۔

(۲) عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِیْکَ مِنْ عِیْسٰی مَثَلًا اَبْغَضَتْہُ الْیَھُوْدُ حَتّٰی بَھَتُوْا اُمَّہٗ وَاَحَبَّتْہُ النَّصَارٰی حَتّٰی اَنْزَلُوْہُ مِنْ مَنْزِلَۃِ الَّتِیْ لَیْسَ بِھَا ثُمَّ قَالَ عَلِیٌّ اَلَا وَاِنَّہٗ یَھْلِکُ فِیَّ اثْنَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ یُفْرِطُنِیْ بِمَا لَیْسَ فِیَّ وَمُبْغِضٌ یَحْمِلُہٗ شَنَاٰنِیْ عَلٰی اَنْ یَّبْھَتَنِیْ اَخْرَجَہٗ

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کر ارشاد فرمایا کہ تیری حضرت عیسٰے علیہ السلام کی مثال ہے کہ یہود نے ان سے یہاں تک بغض کیا کہ ماں تک کو بہتان لگا دیا اور نصاریٰ نے انہیں ان کے مرتبہ سے انہیں بڑھا دیا علی نے فرمایا میرے حق میں دو گروہ ہلاک ہوں گے۔ محبت زیادہ حد سے بڑھنے والا وہ باتیں جو مجھ میں نہیں وہ بنائے گا اور بغض کرنے

Marfat.com

والا کر میری دشمنی سے مجھ پر تہمتیں باندھ دے گا۔

ابن احمد زوائد المسند والبزار وابو یعلی والحاکم۔

(۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے اس ذات کی قسم جس نے دانہ اُگایا اور جان پیدا کی۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ مومن تجھ سے محبت رکھے گا۔ اور منافق بغض رکھے گا۔ ترمذی نے ابوسعید سے روایت کی ہے کہ ہم منافق کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بغض سے پہچان لیتے تھے۔ (رواہ مسلم)

فوائد وعقائد

(۱) اس بارہ میں بکثرت روایات ہیں کہ انہیں جمع کیا جائے۔ ایک ضخیم کتاب تیار ہو اور تمام روایات تواتر کی حد تک پہنچتی ہیں۔

(۲) خود حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان تو سن چکے ہیں تمام صحابہ کا یہی عقیدہ تھا اور واقعات کی شہادت تو ایسی مضبوط ہے کہ ٹھکرانے والا خود ٹھکرایا جاسکتا ہے۔

(۳) اس میں نمایاں حصہ خوارج و روافض کو نصیب ہے۔ جو تاحال یہ سلسلہ جاری ہے۔

۳۔ گر آنکھ ہوں تو ابر کی چشم پُر آب ہوں
دل ہوں تو برق کا دل پُر اضطراب ہوں

Marfat.com

حل لغات

ابر: بادل۔ چشم۔ آنکھ پرآب۔ پانی سے بھرپور۔
برق: بجلی۔ اضطراب۔ گھبراہٹ۔ بے چینی۔

خلاصہ

اگر آنکھ ہوں تو بادل کی آنکھ کی طرح بھرپور پانی ہوں۔ یعنی خوب آنسو بہانے والا ہوں اگر دل ہوں تو بجلی کا بے چین دل ہوں۔

یعنی دل میں عشق کی آگ خوب بھڑکانے والا ہوں۔

۳۔ شرح

عاشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علامات اور نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔

(۱) چشم گریاں (۲) دل سوزاں

کسی شاعر نے فرمایا ہے۔

عاشقاں راشش نشاں اے پسر آہ سرد ورنگ زرد وچشم تر
گر ترا پرسند سہ دیگر کدام کم گفتن کم خوردن وخفتن حرام

یہ کیفیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بطریق اتم واکمل تھی پھر ان کی اقتدا میں ہر عاشق کامل میں یہی جذبہ اور تڑپ دیکھی گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات و کوائف فقیر اسی شرح میں متعدد مقامات پہ لکھتا چلا آرہا اور لکھتا چلا جائے گا۔

یہاں ایک دو حوالے ملاحظہ ہوں۔

عشقِ صحابہ کرام

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ

كَيْفَ حُبُّكُمْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَحَبَّ اِلَيْنَا

اے یاران رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہاری آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کیسی تھی فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

مِنْ اَمْوَالِنَا وَاَوْلَادِنَا وَ	وسلم نے ہمیں اپنے مال اولاد
آبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاَحَبَّ	اباؤ اجداد اورامہات سے پیاسے
اِلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ عَلَى	کے لیے ٹھنڈے پانی سے
الظَّمَاءِ (شفا ص ۵۶۸)	بڑھ کر تھی۔

(۲) کتاب سیدنا محمد رسول اللہ ص ۴۰۶ میں ہے کہ۔

شَغَفَهُمْ بِهِ صَلَّى اللهُ	صحابہ کرام کا حضور علیہ الصلوٰۃ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ	والسلام سے عشق ومحبت کا یہ
وَتَعَشُّقُهُمْ اِيَّاهُ فَلَا	عالم تھا کہ آپ کے سوا انہیں صبر
صَبْرَ لَهُمْ اِذَا لَمْ يَشْهَدُوْا	نہیں کرتا تھا آپ کے دیدار
مُحَيَّاهُ فَاِذَا شَاهَدُوْا رَسُوْلَ	کے بغیر بے قرار رہتے تھے جب
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم	دیدار کر لیتے تو ان کی آنکھیں اور
قَرَّتْ اَعْيُنُهُمْ وَطَابَتْ	سینہ پرسرور اور دل باغ باغ
نُفُوْسُهُمْ وَانْشَرَحَ صُدُوْرُهُمْ	ہو جاتا۔

ہچکیاں بندھ گئیں

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد جب بھی صحابہ آپ کا ذکر خیر کرتے تو ان کی ہچکیاں بندھ جاتیں۔ مدینہ طیبہ کی گلی کوچوں میں دیوانہ وار پھرتے اور اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد میں سیماب وار تڑپا کرتے تھے۔

فائدہ

نہ صرف ان کی یہی کیفیت تھی بلکہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہی حالت تھی کہ جب بھی ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یاد آ جاتے تو بے اختیار آنسو بہاتے۔ ایک دفعہ سیدنا صدیق اکبر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کسی محفل انصار میں تشریف لے گئے تو سب رو رہے تھے پوچھا تو کہا کہ آج ہمیں

Marfat.com

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری مجلس یاد آگئی ہے۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی محبت کا یہ حال تھا کہ جب کوئی عمدہ اور لذیذ غذا پاتے تو ان کا چشمۂ الفت پھوٹ نکلتا اور جب تک اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ کر دیتے اس وقت تک چین نہ آتا ایک بار کسی نے آپ کو خرگوش ہدیہ بھیجا، تو پہلے آپ نے اس کا کثیر حصہ خدمت نبوی میں حاضر کیا۔ پھر اس میں ہاتھ لگایا۔ اسی طرح آپ نے ایک بار بہت سے خرمے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجے تھے۔ تب ان کو کھایا تھا۔

۴۔ خونیں جگر ہوں طائرِ بے آشیاں شہا
رنگِ پریدۂ رُخِ گل کا جواب ہوں

حل لغات خونیں۔ خون ملا ہوا۔ سرخ۔ طائر۔ اڑنے والا پرندہ مرغ۔ آشیاں (فارسی مذکر) گھونسلا۔ پرندوں کا گھر رنگ پریدہ چہرہ کا بے رونق ہونا۔ منہ کا فق ہو جانا۔ جواب۔ مقابل۔ ثانی۔

خلاصہ اے شہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں خونیں جگر ہوں بے آشیاں پرندہ ہوں یعنی بے سہارا ہوں۔ اس پھول کا ثانی ہوں جس کا خزاں سے چہرہ بے رونق ہو گیا ہے۔ یعنی آپ کے فراق سے زبوں حال ہوں۔

۴۔ شرح عاشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیگر تین علامات بتائی ہیں (۱) جگر جل کر راکھ ہو جانا۔

Marfat.com

(۲) دنیوی امور سے دلچسپی کا فقدان۔

(۳) عشق حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ضعف ونقاہت۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

یہ علامات عشق ومحبت بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بطریق اتم اکمل تھیں۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

دوران وصال کے احوال

صحابہ کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کی اطلاع ملی۔ تو وہ ششدر وساکت رہ گئے۔ ان میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ حضور فوت نہیں ہوئے۔ صرف حالت بے ہوشی میں ہیں۔ چنانچہ انہوں نے مسجد میں خطاب کرتے ہوئے کہا۔

بعض منافقین یہ خبر اڑا رہے ہیں کہ رسول اللہ فوت ہو گئے۔ لیکن یہ بات بالکل غلط ہے۔ وہ حضرت موسیٰ بن عمران کی طرح اپنے رب کے پاس گئے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی چالیس دن تک اپنی قوم سے غیر حاضر رہے تھے اور ان کی غیر حاضری میں لوگوں نے کہنا شروع کر دیا تھا کہ وہ فوت ہو گئے۔ لیکن جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام واپس آگئے، جو آپ کی وفات کی خبر مشہور کر رہے ہیں، ان کے ہاتھ پاؤں قلم کریں گے"۔

استقلال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا خاموش ہو جاؤ لیکن وہ اپنی تقریر میں منہمک رہے۔ تب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے کہا۔ جو کچھ میں کہتا ہوں اسے غور سے سنو! سب لوگ متوجہ ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔

اے لوگو! تم میں سے جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتا تھا وہ سن لے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو فوت ہو گئے لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت

Marfat.com

کرتا تھا۔ تو یقیناً اللہ تعالیٰ زندہ ہے اسے موت نہیں۔"

اس کے بعد سورۂ آل عمران کی یہ آیت تلاوت فرمائی۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ قَدْ خَلَتْ الخ

ترجمہ :۔ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا جائیں یا شہید کر دیئے جائیں تو کیا تم ایڑیوں کے بل (کفر کی جانب) پھر جاؤ گے۔ اور جو شخص ایڑیوں کے بل پھر جائے وہ اللہ کو ذرا سا بھی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اور عنقریب اللہ شکر گزار بندوں کو نیک بدلہ دے گا۔"

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیت پڑھی تو لوگ ایسے ہو گئے کہ گویا انہوں نے کبھی پہلے یہ آیت سُنی ہی نہ تھی۔ اس وقت لوگوں نے حضرت ابوبکر سے اس آیت کو سُن کر اپنی یاد تازہ کر لی۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان ہے جس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زبان سے میں نے یہ آیت سنی مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ گویا میرے پاؤں کٹ گئے۔ میں کھڑا نہ رہ سکا۔ اسی وقت زمین پر گر پڑا اور میں نے جانا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

آپ کی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا نے اس غم والم کے موقع پر یہ الفاظ ارشاد فرمائے۔" میرے پیارے باپ نے دعوت حق کو قبول فرمایا اور فردوس بریں میں نزول فرمایا۔ آہ جبریل کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر کون پہنچائے؟

الٰہی! روح فاطمہ کو روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا دے۔ الٰہی! مجھے دیدار رسول سے مسرور بنا دے۔ الٰہی! مجھے اس مصیبت کو جھیلنے کے ثواب سے بے نصیب

Marfat.com

نہ رکھنا۔ اور روز محشر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم نہ فرمانا۔"

سیّدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس سانحۂ عظیم پر اپنے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ہائے افسوس وہ نبی جس نے فقر کو غنا پر، اور مسکینی کو دولت مندی پر ترجیح دی۔ افسوس وہ معلم دین جو گنہ گار امت کی فکر میں کبھی پوری رات آرام سے نہ سویا، ہم سے رخصت ہو گیا۔

جس نے ہمیشہ صبر وثبات سے اپنے نفس کے ساتھ مقابلہ کیا۔

جس نے برائیوں پر کبھی توجہ نہ کی۔

جس نے نیکی اور احسان کے دروازے کبھی ضرورت مندوں پر بند نہ کیئے۔

جس روشن ضمیر کے دامن پر دشمنوں کی ایذا رسانی کا گردوغبار کبھی نہ بیٹھا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری غسل دیتے ہوئے جو تاریخی الفاظ کہے وہ ساری امت کے جذبات رنج وغم کے ترجمان ہیں۔

میرے ماں باپ آپ پر نثار۔ آپ کی موت سے وہ چیز جاتی رہی جو کسی دوسرے کی وفات سے نہ گئی تھی۔ یعنی نبوت اور غیب کی خبروں اور وحی آسمانی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ آپ کی موت صدمۂ عظیم ہے۔ اگر آپ نے صبر کا حکم نہ دیا ہوتا۔ اور آہ وزاری سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم آپ پر آنسو بہا دیتے۔ پھر بھی اس درد کا علاج اور زخم کا اندمال نہ ہوتا۔"

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تھے۔ اس کی ہر چیز روشن ہو گئی تھی۔ اور جس روز آپ کی وفات ہوئی ہے۔ اس کی

Marfat.com

ہر چیز اداس ہوگئی ہے۔ اور ابھی دفن کر کے مٹی سے ہاتھ نہ جھاڑے تھے کہ ہم نے اپنے قلوب میں تغیر پایا۔ (کیونکہ اب انہیں مرشد کامل کی صحبت کے انوار کاملہ دکھائی نہ پڑتے تھے)

سیّدنا حسّان رضی اللہ عنہ

دربارِ رسول کے شاعر حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جو لکھا۔ اس کے چند پُر درد اشعار کا ترجمہ ذیل ہے جس سے ان کے رنج وغم کے گہرے اور سچے جذبات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

"میری نیند کے اُچاٹ ہونے کا سبب اس عظیم انسان کی جدائی ہے جو ہمارا ہادی و رہنما ہے۔ صد افسوس! کہ وہ جو زمین پر بہترین ہستی تھی آج زیرِ زمین مدفون ہے۔ اے میرے پیارے آقا! کاش ایسا ہوتا کہ میں آپ سے پہلے بقیع الغرقد میں دفن ہو جاتا۔ میرے ماں باپ اس نبی کامل پر فدا ہوں، جو پیر کے روز ہمیں داغ مفارقت دے گیا۔ مدینہ کی سرزمین مجھے ویران و سنسان دکھائی دیتی ہے۔ کاش میں آج کے دن پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔ اے میرے محبوب کیا میں آپ کے بغیر مدینہ میں رہ سکتا ہوں۔ آپ کی موت میرے لیے جام زہر سے تلخ تر ہے۔ میرے آقا آپ کا پاک وجود ایسا نور تھا، جس نے تمام روئے زمین کو روشن کر رکھا تھا۔ جس نے بھی اس نور سے فیض پایا، اس نے ہدایت پائی۔

اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پیارے رسول کے ساتھ جنت الفردوس میں اکٹھا کر دے۔ خدا کی قسم! جب تک میں زندہ رہوں گا اپنے محبوب آقا کے لئے روتا اور تڑپتا رہوں گا۔"

Marfat.com

اُمِ ایمن

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ حضرت ام ایمن ایک دن حضور کو یاد کر کے رونے لگیں۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا۔ آپ کیوں روتی ہیں؟ کیا رسول اللہ کے لیے خدا تعالیٰ کے پاس (یہاں سے) بہتر نعمتیں موجود نہیں؟ انہوں نے بھی تصدیق کی۔ لیکن اپنے رونے کا یہ سبب بتلایا کہ وحی آسمانی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ اس پر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی شریک گریہ وغم ہو گئے۔

یہ سلسلہ طویل ہے چند شخصیات کے متعلق ملاحظہ فرمائیں۔

فراق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خطاب سن کر جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ سرکار کا وصال ہو چکا ہے تو ایک وقت دیکھا گیا کہ حضرت عمر رو رہے ہیں اور یہ کلمات عرض کر رہے ہیں۔

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ، لَقَدْ كُنْتَ تَخْطُبُنَا عَلٰى جِذْعِ نَخْلَةٍ فَلَمَّا كَثُرَ النَّاسُ، اتَّخَذْتَ مِنْبَرًا لِتُسْمِعَهُمْ، فَحَنَّ الْجِذْعُ لِفِرَاقِكَ حَتّٰى جَعَلْتَ يَدَكَ عَلَيْهِ فَسَكَنَ، فَاُمَّتُكَ اَوْلٰى بِالْحَنِيْنِ اِلَيْكَ لَمَّا فَارَقْتَهَا، بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ، بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ، لَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِيْلَتِكَ عِنْدَهٗ اَنْ جَعَلَ طَاعَتَكَ طَاعَتَهٗ، فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ "مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ"

(النساء ۸۰)

Marfat.com

بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ، لَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِيلَتِكَ عِنْدَهُ، أَنْ بَعَثَكَ آخِرَ الْأَنْبِيَاءِ، وَذَكَرَكَ فِي أَوَّلِهِمْ فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى بْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا" (الاحزاب ٧)

بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ، لَقَدْ بَلَغَ مِنْ فَضِيلَتِكَ عِنْدَهُ أَنَّ أَهْلَ النَّارِ يَوَدُّونَ أَنْ يَكُونُوا قَدْ أَطَاعُوكَ وَهُمْ بَيْنَ أَطْبَاقِهَا يُعَذَّبُونَ، "يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ" (الاحزاب ٦٦)

بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ لَئِنْ كَانَ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ أَعْطَاهُ اللهُ حَجَرًا تَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهَارُ فَلَيْسَ ذَلِكَ بِأَعْجَبَ مِنَ الشَّاةِ الْمَسْمُومَةِ حِينَ كَلَّمَتْكَ وَهِيَ مَشْوِيَّةٌ فَقَالَتْ لَكَ الذِّرَاعُ "لَا تَأْكُلْنِي فَإِنِّي مَسْمُومَةٌ"۔

بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ، لَقَدْ دَعَا نُوحٌ عَلَى قَوْمِهِ فَقَالَ "رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا" (نوح ۲۶)

وَلَوْ دَعَوْتَ عَلَيْنَا بِمِثْلِهَا لَهَلَكْنَا كُلُّنَا. فَلَقَدْ وَطِئَ ظَهْرَكَ عُقْبَةُ ابْنُ أَبِي مُعَيْطٍ وَأَنْتَ تُصَلِّي وَأُدْمِيَ وَجْهُكَ، وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُكَ يَوْمَ أُحُدٍ، فَأَبَيْتَ أَنْ تَقُولَ إِلَّا خَيْرًا، فَقُلْتَ "اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ"۔

Marfat.com

بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، لَقَدْ بَلَغَ مِنْ تَوَاضُعِكَ اِنَّكَ جَالَسْتَنَا وَ تَزَوَّجْتَ مِنَّا وَ اَكَلْتَ مَعَنَا وَلَبِسْتَ الصُّوْفَ وَ رَكِبْتَ الْحِمَارَ وَ اَرْدَفْتَ خَلْفَكَ وَوَضَعْتَ طَعَامَكَ عَلَى الْاَرْضِ تَوَاضُعًا مِنْكَ صلی اللہ علیك وسلم۔

رضی اللہ عنك یا عُمَرُ، یَا مَنْ اَحْبَبْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاَحَبَّكَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔

صورۃ من عظمۃ الاسلام۔ للشیخ عبدالحمید کشک۔ طبع بیروت ص ۸

ترجمہ: یا رسول اللہ! آپ پر سلام ہو۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ آپ کھجور کے ایک تنے پر ہمیں خطبہ دیا کرتے تھے جب لوگوں کی کثرت ہوئی تو آپ نے ایک منبر بنوایا تاکہ سب تک آواز پہنچا سکیں آپ منبر پر رونق افروز ہوئے تو تنہ آپ کی جدائی کے سبب نالہ کناں ہوا آپ نے اپنا دست مبارک رکھا تو وہ سکون پذیر ہوا۔ جب کھجور کے تنے کا یہ حال ہے تو آپ کی امت کو آپ کے فراق پر نالۂ شوق کرنے کا زیادہ حق پہنچتا ہے۔

یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان! خدا کے نزدیک آپ کی فضیلت اس حد کو پہنچی ہوئی ہے کہ اس نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا۔

ارشاد باری عزوجل ہوا۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (نساء ۸۰)

جس نے رسول کا حکم مانا تو بیشک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں! خدا کے نزدیک آپ کی فضیلت یہاں تک ہے کہ اُس نے آپ کو آخری نبی بنا کر مبعوث کیا اور ذکر

Marfat.com

ہیں آپ کو سب سے اول رکھا کر ارشاد فرمایا۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَھُمْ وَمِنْکَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰھِیْمَ وَمُوْسٰی وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَاَخَذْنَا مِنْھُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا۔	اے محبوب! یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے، اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے، اور ہم نے ان سے مضبوط عہد لیا۔

یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان! خدا کے یہاں آپ کی یہ فضیلت بھی ہے کہ اہل دوزخ جب طبقات جہنم میں عذاب دیئے جاتے ہوں گے اس وقت یہ آرزو کریں گے کہ کاش انہوں نے اطاعت کی ہوتی۔

یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا۔	کہتے ہوں گے ہائے! کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا۔

یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں! اگر حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو اللہ نے ایسا پتھر عطا کیا جس سے نہریں پھوٹیں، تو یہ آپ کی مبارک انگلیوں سے زیادہ عجیب نہیں جب کہ ان سے پانی کا چشمہ رواں ہوا۔

صلی اللہ علیک یا سیدی! یا رسول اللہ!۔

یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں! اگر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مردے جلانے کا اعجاز بخشا تھا تو یہ زیادہ عجیب نہیں اس زہر آلود بکری سے، جس نے بھُنی ہوئی ہو کر آپ سے کلام کیا اس بکری کے دستے نے عرض کیا۔ "مجھے نہ کھائیں کیونکہ میں زہر آلود ہوں"۔

یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا! بے شک حضرت نوح علیہ السلام

Marfat.com

نے اپنی قوم کے خلاف دعا فرمائی تو عرض کیا۔

رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا — اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ۔

اگر کہیں آپ بھی ہم پر ایسی دعا کر دیتے تو یقیناً ہم سارے کے سارے ہلاک ہو جاتے۔ بے شک عقبہ بن ابی مُعَیط نے آپ کی پشت مبارک پر بوجھ ڈالا جب کہ آپ حالت نماز میں تھے۔ جنگ اُحد کے دن آپ کا چہرۂ پاک زخمی و خونریز کیا گیا۔ آپ کے دندان مبارک شہید کئے گئے پھر بھی آپ نے خیر کے سوا کچھ کہنا گوارا نہ کیا، آپ نے عرض کیا "خدایا! میری قوم کو معاف فرما کہ وہ مجھے جانتی نہیں۔"

یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان! آپ کا تواضع و انکسار اس حد تک کو پہنچا ہوا تھا کہ آپ نے ہماری ہم نشینی اختیار کی، ہم میں نکاح کیا، ہمارے ساتھ کھانا تناول فرمایا، بھیڑ کے بالوں (اون) کا کپڑا پہنا، جانوروں کی سواری کی کسی کو اپنے پیچھے بھی سوار کرنا پسند کر لیا، اور اپنا کھانا زمین پر رکھنا گوارا کیا، یہ سب کچھ آپ کا تواضع تھا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم۔" اللہ آپ سے راضی ہو اے حضرت عمر! اے وہ جس نے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کی، اور اے وہ جس سے خود اللہ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محبت رکھی۔

سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جب وصال ہو گیا تو آپ مدینہ کی گلیوں میں یہ کہتے پھرتے تھے کہ لوگو! تم نے کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے تو مجھے بھی دکھا دو یا مجھے آپ کا پتہ بتا دو۔ پھر آپ اسی غم میں مدینے کو چھوڑ کر ملک شام کے شہر حلب میں چلے گئے۔ ایک سال کے بعد آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا کہ اے بلال! تم نے ہم سے ملنا کیوں چھوڑا کیا تمہارا

Marfat.com

دل ہم سے ملنے کو نہیں چاہتا۔ حضرت بلال یہ خواب دیکھ کر لبیک یا سیدی۔ اے آقا غلام حاضر ہے کہتے ہوئے اُٹھے اور اسی وقت رات ہی کو اونٹنی پر سوار ہو کر مدینے کو چل پڑے رات دن برابر چل کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ حضرت بلال پہلے سیدھے مسجد نبوی پہنچے اور حضور کو ڈھونڈا مگر حضور کو نہ دیکھا پھر حجروں کو تلاش کیا۔ جب وہاں بھی نہ ملے تب مزار انور پر حاضر ہوئے اور روکر عرض کیا یا رسول اللہ! حلب سے غلام کو یہ فرما کر بلایا کہ ہم سے مِل جاؤ۔ اور جب بلال زیارت کے لیے حاضر ہوا تب حضور پردہ میں چھپ گئے۔ یہ کہہ کر آپ بے ہوش ہو کر قبر انور کے پاس گر گئے۔ بہت دیر میں جب آپ کو ہوش آیا تو لوگ قبر انور سے اٹھا کر باہر لائے اس عرصہ میں بلال کے آنے کا سارے مدینہ میں غل ہوا کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن بلال آئے ہیں۔ سب نے مِل کر بلال سے درخواست کی کہ اللہ کے لئے ایک دفعہ وہ اذان سنا دو۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سناتے تھے۔ بلال فرمانے لگے۔ دوستو! یہ بات میری طاقت سے باہر ہے۔ کیونکہ حضور کی اس دنیوی زندگی میں اذان دیتا تھا تو جس وقت اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه کہتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سامنے آنکھوں سے دیکھ لیتا تھا۔ اب بتاؤ کہ کسے دیکھوں گا! مجھے اس خدمت سے معاف رکھو۔ ہر چند لوگوں نے اصرار کیا مگر حضرت بلال نے انکار ہی کیا۔ بعض صحابہ کی یہ رائے ہوئی کہ بلال کسی کا کہنا نہیں مانیں گے تم کسی کو بھیج کر حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو بلالو اگر وہ آکر بلال سے اذان کی فرمائش کریں گے تو بلال ضرور مان جائیں گے۔ کیونکہ حضور کے اہل بیت سے بلال کو عشق ہے۔ یہ سُن کر ایک صاحب جاکر حضرت حسن وحسین کو بلا لائے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے آکر بلال کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اے بلال! آج ہمیں بھی وہ اذان سنا دو جو ہمارے نانا جان کو سنایا کرتے تھے۔ حضرت بلال نے امام حسین کو گود میں

Marfat.com

اٹھا کر کہا۔ تم میرے محبوب کے ٹکڑے ہو، نبی کے باغ کے پھول ہو جو کچھ تم کہو گے منظور کروں گا۔ تمہیں رنجیدہ نہ کروں گا کہ اس طرح حضور کو مزار میں رنج پہنچے گا اور پھر فرمایا حسین مجھے لے چلو جہاں کہو گے اذان کہہ دوں گا۔ حضرت حسین نے حضرت بلال کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو مسجد کی چھت پر کھڑا کر دیا۔ بلال نے اذان کہنا شروع کی۔ اللہ اکبر! مدینہ منورہ میں یہ وقت عجب غم اور صدمہ کا وقت تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وصال فرمائے ہوئے ایک زمانہ ہوا تھا۔ آج مہینوں کے بعد اذان بلال کی آواز سُن کر حضور کی دنیوی حیات مبارک کا سماں بندھ گیا۔ بلال کی اذان سُنکر مدینہ منورہ کے بازار گلی کوچوں سے لوگ آ کر مسجد میں جمع ہوئے۔ ہر ایک شخص گھر سے نکل آیا۔ پردہ والی عورتیں باہر آ گئیں اپنے بچوں کو ساتھ لائیں جس وقت بلال نے اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہ منہ سے نکالا ہزارہا چیخیں ایک دم نکلیں اس وقت رونے کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔ عورتیں روتی رہیں۔ بچے اپنی ماؤں سے پوچھتے تھے کہ تم بتاؤ بلال مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو آ گئے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کب تشریف لائیں گے۔ حضرت بلال نے جب اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہ منہ سے نکالا اور حضور کو آنکھوں سے نہ دیکھا تو حضور کے غمِ ہجر میں بے ہوش کر گر گئے۔ اور بہت دیر کے بعد ہوش میں آکر اُٹھے اور روتے ہوئے ملک شام چلے گئے۔

(مدارج النبوۃ ص ۲۳۶ ج ۲)

عشق رسول کی دیوانی

حضرت عائشہ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئیں اور آ کر عرض کیا کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کرا دو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حجرہ شریفہ کھولا انہوں نے زیارت کی اور زیارت کر کے روتی رہیں اور روتے

Marfat.com

روتے انتقال فرماگئیں رضی اللہ عنہا وارضاہا (شفا شریف)

خلاصہ یہ کہ

حضرت اسحاق تجیبی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد جب آپ کا ذکر آتا تو صحابہ کرام خشوع وانکسار کرتے ان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور حضور کے اشتیاق و زیارت فراق میں رویا کرتے یہی حال بہت سے تابعین کا تھا۔ یہی حال بعد والوں کا تھا چنانچہ

تابعین

امام مالک فرماتے ہیں کہ میں ایوب سختیانی۔ محمد بن منکدر تیمی۔ امام جعفر صادق۔ عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق عامر بن عبداللہ بن زبیر۔ صفوان بن سلیم اور امام محمد بن مسلم زہری سے ملا کرتا تھا۔ میں نے ان کا یہ حال دیکھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آتا تو ان کا رنگ زرد ہو جاتا۔ وہ شوق زیارت میں رویا کرتے۔ بلکہ بعضے تو بیخود ہو جایا کرتے۔

(شفا شریف)

جملہ عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تقریباً یہی حال جملہ عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا اور ہے۔ زمانہ کے عشاق کے چند نمونے عرض

خود امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ "بحمد اللہ اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کیے جائیں تو خدا کی قسم! ایک پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور دوسرے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نقش ہوگا۔"

عشق صادق ہی کا کرشمہ ہے کہ نازک سے نازک موڑ پر اس نے آپ کی دستگیری کی اور حدود شرع میں ادب کی سچی راہ دکھائی کتنی ہشیاری کے ساتھ جذبہ

Marfat.com

عشق کا اظہار کیا ہے۔ اور احتیاط کا عالم یہ ہے کہ۔

پیش نظر وہ نوبہار سجدہ کو دل ہے بیقرار
روکیۓ سر کو روکیۓ ہاں یہی امتحان ہے
اے شوق دل یہ سجدہ گران کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو

۵۔ بے اصل و بے ثبات ہوں بحرِ کرم مدد
پروردۂ کنارِ سراب و حباب ہوں

حل لغات ثبات (عربی مذکر) استقلال مضبوطی ٹھہراؤ بے کے داخلہ سے نفی کے معنیٰ ہوا۔ سراب (عربی مذکر بالفتح) ریت جس پر گرمی کے موسم میں دھوپ کے وقت پانی کا دھوکہ ہوتا ہے۔ سراسر دھوکہ۔ حباب (عربی۔ مذکر بالضم) پانی کا بلبلہ۔

۵۔ شرح اے بحر کرم مدد فرمائیے اس لیے کہ میں تو بالکل بے کار اور نکمہ بلکہ سراب و حباب کے بغلوں کا پروردہ یعنی کسی قطار و شمار میں نہیں ہوں۔ محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عجز و نیاز اور انکسار مرغوب ہے اسی لیے ہر محبوب بندہ عجز و نیاز کا اظہار کر کے مدد کا طالب ہے۔ حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ نے فرمایا ؂

جسے یار فرید قبول کرے   سرکار وی توں سلطان دی توں
ورنہ احقر کمتر لاشی لا امکان وی توں۔

Marfat.com

حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اَنَا عِنْدَ مُنْکَسِرَۃِ الْقُلُوْبِ میں ٹوٹے دلوں کے نزدیک ہوں (او کما قال)

ایک اور حدیث شریف میں ہے وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ اِلَّا رَفَعَہُ اللّٰہُ جو بھی تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے مراتب بلند کرتا ہے۔

بزرگانِ دین اس پر عمل پیرا ہو کر بڑے کمالات حاصل کئے۔

غوثِ اعظم جیلانی

رضی اللہ عنہ

حضرت علامہ ابن حجر فتاوی حدیثیہ میں لکھتے ہیں کہ بغداد میں تین طالب علم تھے۔ ایک ایک بزرگ کا انہوں نے حال سنا وہاں حاضر ہوئے، ایک تو اس خیال سے کہ اس شخص کی علمیت معلوم کروں اس سے بحث و مباحثہ ہو۔ دوسرا اس غرض سے کہ میرے حق میں یہ بزرگ دعا دیں علم حاصل کروں ایک ادب کے لحاظ سے گیا ایک غرور اور عجب میں مبتلا ہو کر گیا۔ ذہین تھا، محقق تھا، جاتے ہی مناظرہ شروع کیا، مسائل میں اس بزرگ کو خاموش کرنے کی کوشش کی۔ دوسرا ادب سے خاموش بیٹھا رہا۔ بزرگ نے از خود پوچھا تم کیسے آئے ہو۔ فرمایا حضرت میں تو صرف دعا اور استفادہ کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ بزرگ نے آثار سے معلوم کیا کہ اس شخص کا تمام اولیائے وقت پر اثر ہوگا، اس سے ایک عالم فیض پائے گا۔ یہ طالب علم آگے چل کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے نام سے مشہور ہوا۔ دوسرا حکومت کی جانب سے سفیر ہوا۔ اس کے نفس کا غرور اور عجب بڑھتا رہا۔ چند یوم کے بعد ایک عیسائی عورت پر فریفتہ ہوا اس کے کہنے پر اسلام کو چھوڑ دیا اور اس کے خنزیروں کے ریوڑ چرانے لگا۔ عشق نے ہر طرح ذلیل و رسوا کر دیا۔ سینہ سے تمام علم اور قرآن مجید اٹھوا دیا گیا۔ اس تیسرے کا نام ابن سقا تھا۔ جو مرتد ہو گیا۔ تیسرا صرف دنیادار ہوا جو حکومتِ وقت

Marfat.com

میں قاضی مقرر تھا۔

عبرت فزا ہے شرمِ گنہ سے مِرا سکوت
گویا لبِ خموشِ لحد کا جواب ہوں ۔۶

حل لغات

عبرت (بکسر العین عربی۔ مؤنث) نصیحت خوف تنبیہہ۔ فزا امراز فزودن بمعنی بڑھنا لیکن یہاں فاعل ترکیبی ہے۔ فارسی زبان کے قواعد میں سے ہے کہ کوئی اسم امر کے ساتھ ملانے سے فاعل کا معنیٰ دیتا ہے اسے فاعل ترکیبی کہتے ہیں۔ تفصیل فقیر نے "اویسی نامہ" میں لکھی ہے اب معنیٰ ہوا۔ عبرت بڑھانے والا۔ مرا۔ میرا سکوت (عربی مذکر) خاموشی۔ چپ لب خاموش لحد میں اضافت ہے اور فارسی اردو میں مضاف پر زیر آتی ہے۔ لحد۔ بفتحتین (عربی) وہ بغلی کھوہ جو قبر کے ایک پہلو میں بنائی جاتی ہے۔ وہ گڑھا جو مردہ نہلانے کے لیے گھر میں کھود لیتے ہیں بمعنی قبر۔ یہاں یہی مراد ہے۔ جواب یہاں پر بمعنی مقابل اور ثانی۔ بدل مراد ہے۔

۶۔ شرح

گناہ کے شرم سے میری خاموشی عبرت افزا ہے گویا میں قبر کے خاموش لبوں کا ثانی ہوں۔ وہ اس لیے کہ گنہگار کا کام تو یہ ہے کہ اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کرے اور بارگاہ حق میں اپنی کوتاہی پر خوب روئے آنسو بہائے اور مغفرت کی طلب میں ہزار حیلے جتن کرے لیکن میں ایک عجیب آدمی ہوں کہ امورِ بالا میں سے کسی ایک پر عمل نہیں کرتا ایسا خاموش

Marfat.com

اور چپ ہوں کہ گویا قبر کے خاموش لب ہوں کہ جیسے اس سے کبھی کوئی بات کے اظہار کا امکان نہیں میری اپنے گناہوں سے خاموشی اور چپ بھی لب خاموش لحد کی طرح ہے۔

ازالۂ وہم اس میں گناہوں پر جرأت اور بیباکی مطلوب نہیں بلکہ رحمت ایزدی پر بھروسہ کا اظہار ہے۔ جو مومن کی ایک شان یہ بھی ہے کہ وہ رحمت حق سے مایوس نہ ہو۔

قرآن مجید

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۔

تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے

شان نزول مشرکین میں سے چند آدمی سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کا دین بے شک حق اور سچا ہے لیکن ہم نے بڑے بڑے گناہ کیے ہیں بہت سی مصیبتوں میں مبتلا رہے ہیں کیا کسی طرح ہمارے وہ گناہ معاف ہو سکتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے صاحبزادوں کو فرمایا۔

Marfat.com

لَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (یوسف ۸۷)

اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو بے شک اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔

حضرت وحشی رضی اللہ عنہٗ

اس مضمون کی عملی تفسیر سیدنا وحشی قاتل سیدنا حمزہ ہیں رضی اللہ عنہما۔

فتح مکہ کے بعد وحشی بن حرب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے۔

"اگر میں اسلام قبول کر لوں تو کیا میری خطائیں معاف ہو سکتی ہیں" یہ وہی وحشی بن حرب ہے جس کے ہاتھوں سے سید الشہداء حضرت حمزہ ریزہ ریزہ ہو گئے تھے غزوہ احد میں جس کی شقاوت نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو آبدیدہ کر دیا تھا۔ یہ ایک کرائے کا قاتل تھا لوگ اسے اپنے دشمنوں کو قتل کرنے کے لیے کرائے پر خریدا کرتے تھے چنانچہ غزوہ بدر کے مقتولین کا بدلہ لینے کے لیے مکہ والوں نے اسے خریدا تھا۔ اور ہدف دیا تھا کہ حمزہ کو قتل کرو منہ مانگا انعام ملے گا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اگر اسلام لانے کے لیے تم ایک جرم کبھی بھی نہ کرو تو تمہارے سب جرائم معاف ہو سکتے ہیں سوائے شرک۔ یہ جرم اللہ تعالیٰ کبھی بھی معاف نہیں کرتا۔ پس اس جرم سے بچے رہنا، کیونکہ بے شک اللہ تعالیٰ مشرک کو کبھی معاف نہیں کرتا۔ باقی جس کو چاہے معاف کر دے گا۔ (النساء)

یہی وجہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جرم نہ کرنا جنت ملے گی۔

وحشی آبدیدہ ہو گیا۔ اور کہنے لگا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید میں یہ

Marfat.com

بھی تو آیا ہے کہ جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر ڈالا وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔" وحشی زار و قطار رونے لگا اور کہنے لگا۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے اس بیان کی رو سے میں نے مومن کو نہیں مومن اعظم کو قتل کیا ہے۔ میرے ہاتھ تو حمزہ کے خون سے رنگین ہیں کیا یہ خطا بھی معاف ہو سکتی ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، "ہاں اگر وہ جو اپنے کیے پر نادم ہو جائے۔ اور ایمان لے آئے اور عمل بھی اچھے کرے رب العالمین اس کی یہ خطا بھی نہ صرف معاف کر دیتا ہے۔ بلکہ اس کی سیئات کو حسنات میں بدل دیتا ہے۔

وحشی بن حرب تھا بڑا ذہین کہنے لگا" اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان کے بعد قرآن مجید میں عمل صالح کی بھی بات تو آئی ہے نا۔ میرا نفس بڑا سرکش ہے اگر میں اسلام قبول کر بھی لوں تو میرا نفس مجھے عمل صالح کرنے نہیں دے گا پھر جہنم رسید ہو جاؤں گا مجھے تو گارنٹی چاہیئے اگر کوئی چھوٹی موٹی غلطی ہو جائے تو معاف ہو جائے تو قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی

اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میرے ان بندوں سے کہہ دیجئے جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتیاں کیں کہ خدا کی رحمت سے مایوس و ناامید نہ ہوں بے شک اللہ تعالیٰ ان کے سارے گناہ بخش دے گا۔ بے شک وہ بڑا غفور و رحیم ہے۔

اب وحشی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا آج سے مجھے بھی اپنے رضا کاروں میں سمجھئے۔ اپنی زندگی کا ایک ایک سانس آپ کی اطاعت میں گزاروں گا،، رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بازو پھیلا لئے اور وحشی بن حُر کو اپنے سینے سے لگا کر فرمایا۔

میں تجھے مبارک باد دیتا ہوں کہ تیری جہنم جنت میں بدل گئی۔ اب صرف اتنا کرنا میرے سامنے کم آیا کر۔ کیونکہ میں جب تجھے دیکھتا ہوں تو مجھے میرے چچا حمزہ کی

Marfat.com

لاش کے ٹکڑے یاد آجاتے ہیں"۔

یہ بات وحشی بن حرب کے وجدان میں تیر کی طرح اتر گئی۔ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر روتے تھے آنسوؤں کی لڑیاں پروتے تھے۔ اشکوں سے منہ دھوتے تھے اور التجا کرتے تھے "اے رب العالمین! تیرے در سے کچھ نہیں مانگتا بس ایک آرزو ہے میرے ہاتھوں سے تیرا ایک نامور دوست مارا گیا۔ جس کی مظلومیت نے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اشکبار کر دیا۔ اب کرم کر اپنا کوئی نامور دشمن بھی مجھ سے مروا دے جس سے تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر مسکراہٹ چمک اٹھے۔

جب صدیق اکبر کی متفقہ قیادت کا زمانہ آیا تو جہاں دوسرے بہت سے فتنوں کی سرکوبی ہوئی اس جہاد میں فرزندانِ اسلام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فیصلوں سے متفق تھے اس جہاد میں وحشی بن حرب بھی شامل تھا۔

مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے لشکر اسلام میدان میں آیا ہوا ہے۔ صبح جہاد ہونا ہے مجاہدین نے رات کو آرام کیا اور وحشی نے ساری رات خدا سے التجائیں کیں۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معبود! میری آرزو ہے نا تیرا نامور دوست مار چکا ہوں۔ اب چاہتا ہوں قضا ادا ہو جائے سجدہ سہو چاہتا ہوں۔ تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو رنجیدہ دیکھا تھا۔ حشر میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر مسکراہٹ چاہتا ہوں"۔

صبح ہوئی لشکر اسلام میدان جنگ میں اترا۔ وحشی بھی اسی لشکر میں گم ہو گیا کچھ دیر بعد ایک کونے سے آواز آئی۔ وحشی زبان حال سے فرزندانِ اسلام سے کہہ رہا تھا مجھے مبارک باد دو۔ اللہ نے میری التجا قبول کر لی۔

لوگوں نے دیکھا وحشی مسیلمہ کذاب کے سینے پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہے اور

Marfat.com

اس کا سر کاٹ کر نیزے پر اٹھا رکھا ہے اور کہہ رہا ہے: "اب میں اس دنیا سے مطمئن ہو جاؤں گا. رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کروں گا کہ غزوہ احد میں میرے ہاتھوں آپ کا پیارا چچا مارا گیا تھا. جس کی مظلومیت نے آپ کو اشکبار کر دیا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیری مسند پہ کسی جھوٹے کو بھی برداشت نہیں کیا اور اسے واصلِ جہنم کر کے آیا ہوں" یعنی مسیلمہ کذاب کو میں نے ہی قتل کیا.

> کیوں نالہ سوز سے کروں کیوں خونِ دل پیوں
> سیخِ کباب ہوں نہ میں جام شراب ہوں

حل لغات

نالہ (فارسی مذکر) فریاد. رونا. ہاؤ ہو. سوز (فارسی مذکر) جلن. دکھ. رنج. غم. ملامت. یہاں غم. رنج وغیرہ مراد ہے. خون دل پیوں. غم میں گھٹنا. رنج اٹھانا. سیخ (فارسی مونث) کباب بنانے والی گول اور لمبی لوہے کی سلاخ یا سینک. نہ وصیلہ ہے جسے قبل و مابعد دونوں سے تعلق ہے.

شرح

رنج والم سے فریاد کیوں کروں اور کیوں خواہ مخواہ غم میں گھٹوں اور رنج اٹھاؤں اس لیے کہ میں نہ کباب کی سیخ ہوں کہ آگ میں جلوں سڑوں اور نہ میں شراب کا پیالہ ہوں کہ ہر وقت گردش میں رہوں میں غلام احمد مختار ہوں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جس غلام کا آقا عظیم الشان اور جلیل القدر ہو اسے کاہے کا ڈر اور کاہے کا

Marfat.com

خوف۔ اس لیے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہمارے سے ہماری زیادہ فکر ہے۔ مثلاً۔

دنیا میں تشریف آوری کے وقت

احادیث میں ہے کہ جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس خاکدان عالم میں اپنے قدوم میمنت لزوم سے رونق افروز فرمایا۔ تب بھی تمہارا ہی خیال رہا اور جناب باری میں سجدہ کیا اور تمہاری مغفرت کی دعا مانگی یاربّ امتی امتی اے رب میری امت کو بخشدے میری امت کو بخش دے۔ پھر زندگی بھر امت کی بخشش اور مغفرت کے لیے نہ صرف دعائیں مانگیں بلکہ بڑی ریاضتیں کیں اور مشقتیں اٹھائیں۔ جن کی تفصیل کتب سیر میں مشہور و معروف ہے۔

برزخ

جب اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف تشریف فرما ہوئے تب بھی تمہارا ہی خیال رہا۔ جب مزار اقدس میں اتارے گئے اس وقت بھی تمہارا ہی خیال تھا اور تمہاری یاد میں لب ہائے مبارک ہلتے پائے حضرت عبداللہ ابن عباس وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کان لگا کر سُنا کہ آپ آہستہ آہستہ فرما رہے ہیں یارب امتی اے رب میری امت گنہگار کو بخش دے۔ میری امت گنہگار کو بخش دے۔

شب معراج

جب مرتبہ قاب قوسین او ادنیٰ کو (کہ وہ مقام ماسوی اللہ سب کو فراموش کرنے کا ہے) پہنچے تب بھی تمہیں نہ بھولے اور دعا وسلام یاد رکھا اور السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین فرمایا۔ صالحین امت کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے روبرو ظاہر فرمایا اور ہم گنہگاران امت کو اپنے دامن رحمت یعنی ضمیر جمع متکلم میں چھپایا۔

Marfat.com

دارِ آخرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور سے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن آپ میری شفاعت فرمائیں. فرمایا میں کرنے والا ہوں. عرض کی اُس روز میں آپ کو کہاں تلاش کروں فرمایا پلصراط پر عرض کی اگر وہاں نہ پاؤں تو کہاں ڈھونڈوں. فرمایا میزان پر عرض کیا اگر وہاں بھی نہ پاؤں تو کہاں تلاش کروں فرمایا حوض کوثر پر کہ ان تینوں جگہوں سے کہیں نہ جاؤں گا۔

فائدہ تخصیص ان مواقع کی اس وجہ سے فرمائی گئی کہ یہی تین جگہ قیامت کے دن گنہگاران امت پر زیادہ مصیبت کی ہوں گی انہیں جگہوں پر زیادہ رنج وغم درد والم گھیریں گے پلصراط پر اس لیے تشریف فرما ہوں گے کہ امت کی دستگیری فرما کر پار لگائیں. دوزخ سے نجات دلائیں۔ حوض کوثر پر اس لیے کھڑے ہوں گے کہ امت کے تشنہ کاموں کو جام کوثر پلا کر سیراب فرمائیں. میزان پر اس لیے کھڑے ہوں گے کہ امت کے اعمال اپنی روبرو تلوائیں اگر کسی کی برائیاں غالب آئیں. شفاعت فرما کر اُسے بخشوائیں جب مولا علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو قبر میں اُتارا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک میں سلایا بے اختیار چیخ ماری لوگوں نے سبب اس کا پوچھا فرمایا میں نے وہ دیکھا جو تم کو نظر نہ آیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ابوبکر کی قبر پر تشریف فرما ہیں اور فرما رہے ہیں. الٰہی میری امت کے بوڑھوں کو صدقہ ابوبکر کے بخشدے قیامت کے دن عمامہ مبارک رُخ انور سے جُدا فرمائیں گے اور سجدہ میں جا کر

Marfat.com

جناب باری میں عرض کریں گے یَارَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ اے رب میری امت کو بخش دے۔ قربان جائیے ایسے شفیق امت کے کہ جن کو دنیا و برزخ و آخرت ہر جگہ ہر دم و ہر لحظہ اپنی امت ہی کا خیال اور انہیں کی یاد ہے۔

(صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہ وبارک وکرم وسلم)

۸۔ دل بستہ بے قرار چاک اشک بار
غنچہ ہوں گل ہوں برق تپاں ہوں سحاب ہوں

حل لغات چاک کٹا ہوا یا پھٹا ہوا۔ اشکبار، آنسو بہانے والے رونے والے۔ سحاب (بالفتح عربی مذکر) بادل۔ بدلی گھٹا۔

۸۔ شرح دل بستہ بے قرار جگر پھٹا ہوا آنسو بہانے والا ہوں غنچہ ہوں۔ گل ہوں بجلی سوزاں اور بادل ہوں۔ عشق حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں میرا حال یہی ہے جو مذکور ہوا اسی لیے مجھے بجائے خوف کے فخر و ناز ہے اس لیے کہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ قیمتی جوہر ہے جس پر جتنا ناز کیا جائے کم ہے۔

یہ شعر لف نشر مرتب ہے دل بستہ (غنچہ) بے قرار گل۔ جگر چاک۔ برق تپاں اشک بار سحاب۔

اس شعر میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیا ہے کہ امتی پر لازم ہے کہ ہر وقت عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سرشار رہے۔

Marfat.com

اطاعت ہی درحقیقت عشق ہے

افسوس ہے کہ منکرین کمالات مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شرک کے کھاتے میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اور صرف اطاعت کو دین سمجھتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اطاعت ہی عشق کا نام ہے اس میں شک نہیں خالق کائنات نے قدم قدم پر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت کو ضروری اور واجب قرار دیا ہے۔ یہ سب بے مقصد اور بے معنی نہیں۔ بلکہ انسانی دنیا میں اس کے بے پناہ خوش کن نتائج اور حیات آفرین ثمرات کا بھی وعدہ کیا گیا ہے۔ سیاسی و سماجی، دنیاوی و آخروی، دینی و اخلاقی تمام کامرانیاں اسی میں مضمر و پوشیدہ ہیں۔ اس سلسلے میں قرآن وحدیث، عقل و نقل اور انسانی تجربات کے بے شمار تاریخی شواہد دستیاب ہیں۔ جذبۂ عشق و اطاعت کے ابھارنے کے لیے چند قرآنی ارشادات پیش ہیں۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَیَخْشَ اللّٰہَ وَیَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ (سورۃ نور - ۵۲)

اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْآ اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

(سورۃ نور - ۵۱)

مسلمانوں کی بات تو یہی ہے کہ جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں، کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے عرض کریں ہم نے سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔

Marfat.com

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ (سورۃ احزاب۔۷۱)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ (سورۃ نساء۔۱۳)

اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ اُسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (سورۃ آل عمران۔۳۱)

اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اور اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ۔ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا (سورۃ نساء۔۶۹)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا۔ یعنی انبیاء علیہم السلام صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی ساتھی ہیں۔

Marfat.com

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (آلِ عمران - ع ۴)

کہہ دیجئے اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو۔ تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم کو دوست رکھے۔ اور تم کو تمہارے گناہ بخش دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا۔ (احزاب - ع ۱۸)

بے شک تمہارے واسطے رسول اللہ میں اچھی پیروی تھی اس شخص کے لیے جو ثواب خدا اور روز آخر کی توقع رکھتا تھا اور جس نے اللہ کو بہت یاد کیا۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ۔ (احزاب - ع ۱)

نبی مومنوں کے لیے ان کی جانوں سے سزاوار تر ہیں اور ازواج پیغمبران کی مائیں ہیں۔

فائدہ اس آیت سے ظاہر ہے کہ دین و دنیا کے ہر امر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کو اپنی جانوں سے زیادہ پیارے ہیں۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی امر کی طرف بلائیں اور ان کے نفوس کسی دوسرے امر کی طرف بلائیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری لازم ہے۔ کیونکہ حضور جس امر کی طرف بلاتے ہیں اس میں ان کی نجات ہے۔ اور ان کے نفوس جس امر کی طرف بلاتے ہیں۔ اس میں ان کی تباہی ہے۔ اس لیے واجب ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مومنوں کو اپنی جانوں سے زیادہ محبوب ہوں۔ وہ اپنی جانیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کر دیں اور جس چیز کی طرف آپ بلائیں اس کا اتباع کریں۔

Marfat.com

حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت میں تحریر فرماتے ہیں۔

جو شخص یہ نہ سمجھا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی میری جان کے مالک ہیں اور یہ نہ سمجھا کہ تمام حالات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولایت (حکم وتصرف) نافذ ہے۔ اس نے کسی حال میں آپ کی سنت کی حلاوت نہیں چکھی۔ کیونکہ آپ اولیٰ بالمؤمنین ہیں۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

اس معیار پر بھی سرفہرست صحابہ کرام ہیں (۱) جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا وقت قریب ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کفن میں کتنے کپڑے تھے۔ حضور کی وفات شریف کس دن ہوئی۔ اس سوال کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی آرزو تھی کہ کفن و یوم وفات میں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موافقت نصیب ہو۔ حیات میں تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع تھا ہی۔ وہ ممات میں بھی آپ ہی کا اتباع چاہتے تھے۔ اللہ اللہ یہ شوق اتباع! کیوں نہ ہو۔ صدیق اکبر تھے۔ رضی اللہ تعالے عنہ۔

(۲) حضرت صدیق اکبر فرماتے ہیں کہ جس امر پہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عمل کرتے تھے میں اُسے کئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ اگر میں آپ کے حال سے کسی امر کو چھوڑ دوں تو مجھے ڈر ہے کہ میں سنت سے منحرف ہو جاؤں گا۔

(۳) زید کے باپ اسلم سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب کو دیکھا کہ حجر اسود کو بوسہ دیا۔ اور (اس کی طرف نگاہ کر کے) فرمایا اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا۔ تو میں تجھ کو بوسہ نہ دیتا۔

(بخاری کتاب المناسک)

Marfat.com

(۴) حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی۔ آپ نے اس کو نکال کر پھینک دیا اور فرمایا۔ کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ آگ کی انگاری اپنے ہاتھ میں ڈالے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد اس شخص سے کہا گیا کہ تو اپنی انگوٹھی کو اٹھالے اور (بیچ کر) اس سے فائدہ اٹھا۔ اس نے جواب دیا۔ نہیں۔ اللہ کی قسم! میں اُسے کبھی نہ لوں گا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے پھینک دیا ہے (مشکوٰۃ بحوالہ صحیح مسلم۔ باب الخاتم)

(۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ایک جماعت پر ہوا۔ جن کے سامنے بُھنی ہوئی بکری رکھی تھی۔ انہوں نے آپ کو بلایا آپ نے کھانے سے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رحلت فرما گئے اور جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی (مشکوٰۃ بحوالہ صحیح بخاری باب فضل الفقراء)

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آٹے کی بھوسی کبھی صاف نہ کی جاتی تھی۔ (بخاری کتاب الاطعمہ) ابن سعد نے بروایت ابواسحٰق روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بن چھانے آٹے کی روٹی کھاتے دیکھا ہے۔ اس لئے کہ میرے واسطے آٹا نہ چھانا جایا کرے۔ (طبقات ابن سعد۔ جزاول۔ قسم ثانی۔ ص ۱۰۹)

(۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو دیکھا گیا۔ کہ اپنی اونٹنی ایک مکان کے گرد پھرا رہے ہیں۔ اس کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ میں نہیں جانتا۔ مگر اتنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ اس لیے میں نے بھی کیا (امام احمد و بزار) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام امور عادیہ میں بھی حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا اقتدا کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

دعویٰ ہے سب سے تیری شفاعت پہ بیشتر
۹۔ دفتر میں عاصیوں کے شہا انتخاب ہوں

حل لغات

دفتر (فارسی مذکر) کچہری کے کاغذات کا رجسٹر محکمہ اوفس۔ انتخاب عربی مصدر افتعال خلاصہ چنا ہوا۔ چناؤ۔ چننا۔

۹۔ شرح

دعویٰ بالا تمام دلائل سے قوی تر ہے۔ وہ یہ کہ مجھے شفاعت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سہارا ہے اور یہ بھی مجھے یقین ہے کہ اے میرے شاہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عاصیوں کے اسماء جس دفتر پر مندرج ہیں۔ اس میں میرا چناؤ عاصیوں میں ابھی سے درج ہو چکا ہے، اور آپ کا وعدہ کریمہ ہے "

احادیثِ شفاعت

حضور سرور کونین حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(۱) شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔

(مشکوٰۃ ص۴۹۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لیے ہے

(۲) عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَتَانِیْ اٰتٍ مِّنْ عِنْدِ رَبِّیْ فَخَیَّرَنِیْ بَیْنَ اَنْ یُّدْخِلَ

حضرت عوف ابن مالک رضی اللہ عنہ، سے مروی ہے انہوں نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے رب کی طرف سے ایک

Marfat.com

نِصْفَ اُمَّتِی الْجَنَّۃِ وَبَیْنَ	آنے والا میرے پاس آیا اور مجھے
الشَّفَاعَۃِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَۃَ	میری امت جنت میں نصف
وَہِیَ لِمَنْ مَاتَ لَایُشْرِكُ	داخل ہو کر اور شفاعت کو اختیار کیا
بِاللّٰہِ شَیْئًا۔	اور وہ اس شخص کے لیے جو شرک
(رواہ الترمذی وابن ماجہ مشکوٰۃ ص۴۹۴)	پر نہ مرا ہو۔

(۳) اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ۔

اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ	روز قیامت میں انبیاء کا
کُنْتُ اِمَامُ النَّبِیّٖنَ وَ	خطیب اور ان سب کی شفاعت
خَطِیْبُھُمْ وَصَاحِبُ	والا ہوں گا اور یہ بات فخر
شَفَاعَتِھِمْ غَیْرَ فَخْرٍ	سے نہیں کہتا۔
(۴) عن ابن مسعود قَالَ	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ
قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ	سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ
وسلم ثُمَّ یَکْسُوْنِیْ رَبِّیْ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
حُلَّۃً فَاَلْبَسُھَا فَاَقُوْمُ	میرا رب مجھے ایک حلہ پہنائے
مِنْ یَمِیْنِ الْعَرْشِ مَقَامًا	گا میں اس کو پہنوں گا اور عرش
لَا یَقُوْمُہٗ اَحْسَنُ یَغْبِطُنِیْ	کے داہنی طرف کھڑا ہوں گا کہ
فِیْہِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ۔	جہاں کوئی کھڑا نہ ہو سکے گا اس میں
	اولین و آخرین رشک کریں گے۔

اور فرمایا۔

اِنَّ النَّاسَ یَصِیْرُوْنَ	بروز قیامت لوگ جمع ہوں
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی اُمَّۃً	گے یہاں تک کہ ایک گروہ

Marfat.com

یَتَّبِعُ بَیْنَھَا یَقُوْلُوْنَ یَا فُلَانُ اشْفَعْ حَتّٰی یَنْتَھِیَ الشَّفَاعَۃُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (رواہ البخاری)

اپنے نبی کا اتباع کرے گا۔ اور کہیں گے اے فلاں شفاعت کر۔ یہاں تک کہ شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے گی۔

۱۰۔ مولیٰ دہائی نظروں سے گر کر جلا غلام
اشکِ مژہ رسیدۂ چشمِ کباب ہوں

حل لغات دہائی (اردو مؤنث) فریاد نالش بچاؤ۔ پناہ۔ قسم واسطہ۔ اشک (فارسی) آنکھ رونے کا جو پانی نکلتا ہے۔ آنسو مژہ (فارسی) پلک۔

خلاصہ میرے آقا و مولیٰ آپ کی درگاہ میں فریاد ہے۔ تیرا غلام تو نظروں سے گر کر جل رہا ہے اب یہ حال ہے کہ پلکیں آنسو سے بھیگی ہیں۔ وہی کیفیت ہے جیسے کباب آگ کے اثر سے پانی نچوڑتا ہے یعنی میرا خامیوں اور کوتاہیوں سے گریہ وزاری سے کام ہے اور بس۔

۱۰۔ شرح یہ ایک حقیقت ہے کہ عاشق صادق ہے وہی جو ہر وقت یادِ محبوب میں زندگی بسر کرے۔

حدیث شریف حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ

جو جس سے محبت رکھتا ہو اس

Marfat.com

ذِکْرَہٗ" (زرقانی ص ۶/۱۴)" کا وہ اکثر ذکر کرتا رہتا ہے۔

اسی لیے علمائے کرام کا فیصلہ ہے۔

(۱) علامہ محاسبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عَلَامَةُ الْمُحِبِّيْنَ كَثْرَةُ الذِّكْرِ لِلْمَحْبُوْبِ عَلٰى طَرِيْقِ الدَّوَامِ لَا يَنْقَطِعُوْنَ وَلَا يَمَلُّوْنَ وَلَا يَفْتُرُوْنَ وَقَدْ اَجْمَعَ الْحُكَمَاءُ عَلٰى اَنْ مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِهٖ فَذِكْرُ الْمَحْبُوْبِ هُوَ الْغَالِبُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُحِبِّيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ بِهٖ بَدَلًا وَلَا يَبْغُوْنَ عَنْهُ حِوَلًا وَلَوْ قَطَعُوْا عَنْ ذِكْرِ مَحْبُوْبِهِمْ لَفَسَدَ عَيْشُهُمْ وَمَا تَلَذَّذَ الْمُتَلَذِّذُوْنَ بِشَيْءٍ اِلَّا مِنْ ذِكْرِ الْمَحْبُوْبِ۔

عشاق کی علامت ہے کہ وہ محبوب کا ذکر کثرت سے دائمی طور پر اس طرح کرتے ہیں کہ نہ تو کبھی چھوڑتے اور نہ کبھی کوتاہی کرتے ہیں اور حکماء کا اس پر اجماع ہے کہ محب محبوب کا کثرت سے ذکر کرتا ہے اور محبوب کا ذکر محبوبوں کے دلوں پر ایسا غالب ہوتا ہے کہ نہ تو وہ اس کا بدل چاہتے ہیں اور نہ ہی اس سے پھرنا۔ اور اگر ان کے محبوب کا ذکر ان سے جدا ہو جائے تو ان کی زندگی تباہ ہو جائے اور وہ کسی چیز میں لذت و حلاوت نہیں پاتے جو ذکر محبوب میں پاتے ہیں۔

(زرقانی علی المواہب ص ۶/۳۱۴)

Marfat.com

(۲) وَمِنْ عَلَامَاتِ مَحَبَّتِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ تَعْظِيْمُهٗ عِنْدَ ذِكْرِهٖ وَاِظْهَارُ الْخُشُوْعِ وَالْخُضُوْعِ وَالْاِنْكِسَارِ مَعَ سِمَاعِ اِسْمِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ (زرقانی علی المواہب ص ۳۱۵/۶)	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ کے ذکر شریف کے وقت آپ کی تعظیم کی جائے۔ اور خصوصاً آپ کے نام مبارک کے سننے کے وقت خشوع و خضوع اور عاجزی وانکساری کا اظہار کیا جائے۔

(۳) امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَمِنْ عَلَامَاتِ مُحَبَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثْرَةُ الشَّوْقِ اِلٰى لِقَائِهٖ اِذْ كُلُّ حَبِيْبٍ يُحِبُّ لِقَاءَ حَبِيْبِهٖ۔ (زرقانی علی المواہب ص ۳۱۶)	اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی زیارت اقدس کا بہت زیادہ شوق ہو کیونکہ ہر محب اپنے محبوب کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے۔
(۴) وَمِنْ عَلَامَاتِ مَحَبَّتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَلْتَذَّ مُحِبُّهٗ بِذِكْرِهِ الشَّرِيْفِ وَيَطْرُبُ عِنْدَ سِمَاعِ اِسْمِهِ الْمُنِيْفِ۔	اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کا محب آپ کے ذکر شریف سے روحانی لذت و سرور پائے اور آپ کے

Marfat.com

حدیثِ قدسی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

۱۔ جَعَلْتُ تَمَامَ الْاِیْمَانِ بِذِکْرِکَ مَعِیَ وَقَالَ اَیْضًا جَعَلْتُکَ ذِکْرًا مِنْ ذِکْرِی فَمَنْ ذَکَرَکَ ذَکَرَنِیْ۔
(شفا شریف صہ ۱۲/۱)

مَیں نے ایمان کا مکمل ہونا اس اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ (اے محبوب) میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہو اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا دیا ہے۔ پس جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّکَ یَقُوْلُ تَدْرِی کَیْفَ رَفَعْتُ ذِکْرَکَ قُلْتُ اَللّٰہُ اَعْلَمُ قَالَ اِذَا ذُکِرْتُ ذُکِرْتَ مَعِیْ۔
(زرقانی علی المواہب و درمنثور صہ ۳۶۴/۶)

میرے پاس جبریل امین آئے اور کہا بے شک آپ کا رب فرماتا ہے کہ (اے حبیب) تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تمہارا ذکر بلند کیا ہے۔ میں نے کہا اللہ خوب جانتا ہے۔ فرمایا کہ میرا ذکر ہو گا تو میرے ذکر کے ساتھ تمہارا بھی ذکر ہو گا۔

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

Marfat.com

١۔ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (پ ٢٦ ع ٩)
تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اُسکے رسول پر ایمان لاؤ۔

٢۔ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ (پ ٢٧ ع ١٧)
اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔

٣۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (پ ٢٧ ع ١٨)
اور جوہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں۔

٤۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (پ ١٨ ع ١٥)
ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے۔

٥۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (پ ٩ ع ١٧)
اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔

٦۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (پ ٤ ع ١٣)
اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا۔

٧۔ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (پ ١٠ ع ١٥)
اور اللہ و رسول کا حکم مانیں۔

٨۔ وَاِنْ تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (پ ٢٦ ع ١٤)
اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کروگے۔

٩۔ اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ (پ ٩ ع ١٧)
اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔

١٠۔ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (پ ٤ ع ١٣)
اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے۔

Marfat.com

۱۱۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (پ۲۲-ع۴)

بے شک جو ایذا دیتے ہیں اور اس کے رسول کو۔

۱۲۔ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (پ۱۰-ع۷)

بیزاری کا حکم سنانا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔

۱۳۔ وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (پ۱۰-ع۷)

اور منادی پکار دیتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔

۱۴۔ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (پ۱۰-ع۸)

اللہ اور اس کے رسول کے سوا۔

(۱۵) اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (پ۱۰ ع۱۴)

جو خلاف کرے اللہ اور اس کے رسول کا۔

۱۶۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (پ۲۸-ع۱)

بے شک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی۔

۱۷۔ اَلَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (پ۶-ع۹)

وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے۔

۱۸۔ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (پ۱۰-ع۱۰)

اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اسکے رسول نے

۱۹۔ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ (پ۹-ع۱۵)

تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں۔

۲۰۔ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (پ۵-ع۵)

پس اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔

Marfat.com

۲۱- وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (پ۹ ع۱۶)

اور جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے۔

۲۲- ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (پ۲۸ ع۴)

یہ اس لیے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے پھٹے رہے۔

۲۳- مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (پ۱۰ ع۱۳)

جو اللہ ورسول نے ان کو دیا۔

۱۴- سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ (پ۱۰ ع۱۳)

اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔

۱۵- اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (پ۱۰ ع۱۲)

بے شک اللہ اور رسول سے منکر ہوئے۔

۱۶- اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (پ۱۰ ع۱۶)

اللہ ورسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

۱۷- فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ (پ۱۰ ع۱)

پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول کا ہے۔

۱۸- اَلَّذِيْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (پ۱۰ ع۱۸)

وہ جنہوں نے اللہ ورسول سے جھوٹ بولا تھا۔

۱۹- وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ (پ۱۱ ع۱)

اور اب اللہ ورسول تمہارے کام دیکھیں گے۔

۲۰- اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ (پ۱۸ ع۱۲)

جب اللہ ورسول کی طرف بلائے جائیں۔

Marfat.com

۲۱۔ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰہُ عَلَیْہِمْ وَرَسُوْلُہٗ (پ ۱۸ ع ۶)	کہ اللہ و رسول ان پر ظلم کریں۔
۲۲۔ وَصَدَقَ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ (پ ۲۱۔ ع ۱۹)	اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے۔
۲۳۔ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ (پ ۲۱۔ ع ۲۰)	اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو چاہتی ہو۔
۲۴۔ وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْکُنَّ لِلّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (پ ۲۲۔ ع ۱)	اور جو تم میں فرمانبردار رہے اللہ اور رسول کی۔
۲۵۔ اِذَا قَضَی اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ (پ ۲۲۔ ع ۲)	جب اللہ و رسول کچھ حکم فرما دیں۔
۲۶۔ لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (پ ۲۶ ع ۱۳)	اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔
۲۷۔ وَیَنْصُرُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ (پ ۲۸۔ ع ۴)	اور اللہ و رسول کی مدد کرتے ہیں۔
۲۸۔ وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ (پ ۲۸۔ ع ۱۳)	اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔
۲۹۔ مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ (پ ۲۱۔ ع ۱۸)	ہمیں اللہ و رسول نے وعدہ نہ دیا۔

وصیت آدم علیہ السلام

کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

اَقْبَلَ اٰدَمُ عَلٰی اِبْنِہٖ — آدم علیہ السلام اپنے بیٹے شیث علیہ السلام

Marfat.com

شِيْث فَقَالَ اَىْ بُنَىَّ
اَنْتَ خَلِيْفَتِىْ مِنْ بَعْدِىْ
فَخُذْهَا بِعِمَارَةِ التَّقْوٰى
وَالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى فَكُلَّمَا
ذَكَرْتَ اللّٰهَ فَاذْكُرْ
اِلٰى جَنْبِهٖ اِسْمَ مُحَمَّدٍ
فَاِنِّىْ رَاَيْتُ اِسْمَهٗ
مَكْتُوْبًا عَلٰى سَاقِ الْعَرْشِ
وَاَنَا بَيْنَ الرُّوْحِ وَالطِّيْنِ
ثُمَّ اِنِّىْ طُفْتُ السَّمٰوَاتِ
فَلَمْ اَرَ فِى السَّمٰوَاتِ
مَوْضِعًا اِلَّا رَاَيْتُ اِسْمَ
مُحَمَّدٍ مَكْتُوْبًا عَلَيْهِ
وَاِنَّ رَبِّىْ اَسْكَنَنِىْ
الْجَنَّةَ فَلَمْ اَرَ فِى
الْجَنَّةِ قَصْرًا وَلَا غُرْفَةً
اِلَّا وَجَدْتُ اِسْمَ مُحَمَّدٍ
مَكْتُوْبًا عَلَيْهِ وَلَقَدْ
رَاَيْتُ اِسْمَ مُحَمَّدٍ
مَكْتُوْبًا عَلٰى نُحُوْرِ
الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَعَلٰى وَرَقِ

کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا
اے میرے بیٹے تم میرے بعد
میرے خلیفہ ہو۔ پس خلافت کو
تقویٰ کے تاج اور محکم یقین کے
ساتھ پکڑے رہو اور جب تم
اللہ کا ذکر کرو تو اس کے متصل
نام (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر کرو۔
کیونکہ میں نے اُن کا نام عرش
کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا ہے
جب کہ میں روح وطین کے درمیان
تھا پھر میں نے تمام آسمانوں
پر نظر کی تو مجھے کوئی جگہ ایسی
نظر نہیں آئی جہاں نام محمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) لکھا ہوا نہ ہو۔ اور میرے
رب نے مجھے جنت میں رکھا۔
تو میں نے جنت کے ہر محل اور
ہر بالاخانے اور برآمدے پر اور
تمام دروں کے سینوں کے اوپر
اور جنت کے تمام درختوں کے
پتوں پر اور شجر طوبیٰ اور سدرۃ
المنتہیٰ کے پتوں اور پردوں

Marfat.com

قصب لجام الجنة وعلى ورق شجرة طوبى وعلى ورق سدرة المنتهى وعلى اطراف الحجب وبين اعين الملئكة فاكثر ذكره فان الملائكة من قبل تذكره في كل ساعاتها (زرقانی علی المواہب)

کے کناروں پر اور فرشتوں کی آنکھوں میں نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھا ہوا دیکھا ہے۔ لہٰذا تو کثرت سے ان کا ذکر کیا کر۔ کیونکہ فرشتے ہر وقت ان کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔

مٹ جائے یہ خودی تو وہ جلوہ کہاں نہیں

١١۔ دروا۔ میں آپ اپنی نظر کا حجاب ہوں۔

خلاصہ یہ انانیت مٹ جائے تو جلوہ عیاں ہے وہ ہر جگہ ہے وہ کونسی جگہ ہے۔ جہاں محبوب کا جلوہ نہیں۔ اے درد عشق تو میرا صحیح علاج کر میں اپنا حجاب خود ہوں۔ درمیان سے خودی ہٹ جائے تو بلا حجاب ہر وقت دیدار سے سرشار ہوں گا۔

١١۔ شرح اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے وصال حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ضابطہ بتایا ہے۔ اور یہ نسخہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مجربہ ہے۔ چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یوں تو ہر صحابی رضی اللہ عنہ نے اس مجرب نسخہ پر عمل فرمایا لیکن بعض حضرات نے

Marfat.com

نمایاں کامیابی حاصل کی ان سب کو جمع کیا جائے تو دفاتر ناکافی۔

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زندگی مبارک کا ہر لمحہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں کام آیا۔ یہاں تک آئمہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تاحال مزارِ اقدس میں بھی سرکار مدینہ کے پہرہ دار ہیں۔ ان کی زندگی کا سب سے پہلا واقعہ ملاحظہ ہو۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جاں نثاری کا ایک واقعہ

ابتدائے اسلام میں جو شخص مسلمان ہوتا تھا۔ وہ اپنے اسلام کو جتنی کوشش ہوتی تھی چھپائے رکھتا تھا۔ حضور کی طرف سے بھی اس وجہ سے کہ ان کو کفار سے کوئی اذیت نہ پہنچے اسے مخفی رکھنے کی تلقین کرتے تھے جب مسلمانوں کی تعداد انتالیس تک پہنچی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اظہار کی درخواست کی کہ کھلم کھلا علی الاعلان تبلیغ اسلام بر سرِ عام کی جائے۔ اوّل تو حضورؐ نے انکار فرمایا۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اصرار پہ آپ نے انکار نہ کیا اور قبول فرما لیا۔ اور ان سب حضرات کو ساتھ لے کر مسجد کعبہ میں تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے تبلیغی خطبہ شروع کیا۔ یہ سب سے پہلا خطبہ ہے جو اسلام میں بر سرِ عام پڑھا گیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ اس دن ایمان لائے اور اس کے تین دن بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرف با اسلام ہوئے۔ خطبہ کا شروع ہونا تھا کہ چاروں طرف سے کفار ومشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو باوجود اس کے کہ مکہ مکرمہ میں ان کی عام طور پر عظمت وشرافت مسلّم تھی اس قدر مارا کہ تمام چہرۂ مبارک خون سے بھر گیا ناک کان

Marfat.com

سب لہولہان ہو گئے تھے۔ پہچانے نہ جاتے تھے جوتوں سے لاتوں سے مارا، پاؤں میں روندا اور جو نہ کرنا تھا سب کچھ کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بے ہو گئے۔ بنو تیم یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے۔ بنو تیم یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبیلے کو خبر ہوئی وہ وہاں سے اُٹھ کر آئے۔ کسی کو بھی اس میں تردد نہ تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق اس وحشیانہ حملے سے زندہ بچ سکیں گے

بنو تیم مسجد میں آئے اور اعلان کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق کی اگر اس حادثہ میں وفات ہو گئی تو ہم لوگ ان کے بدلہ میں عتبہ بن ربیعہ کو قتل کریں گے۔ عتبہ نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے مارنے میں بہت زیادہ بدبختی کا اظہار کیا تھا۔ شام تک حضرت ابوبکر صدیق پر بے ہوشی طاری رہی۔ باوجود آوازیں دینے کے بولنے یا بات کرنے کی نوبت نہ آئی تھی۔ شام کو آوازیں دینے پر وہ بولے تو سب سے پہلے یہ لفظ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے، لوگوں نے اس پر بہت ملامت کی کہ ان ہی کے ساتھ کی بدولت یہ مصیبت آئی اور دن بھر موت کے منہ میں رہے۔ یہ بات کی تو وہ بھی حضور ہی کے متعلق کی لوگ پاس سے اٹھ کر چلے گئے۔ تاہم انہیں حوصلہ ہوا کہ جان باقی ہے۔

اور بولنے کی نوبت آئی اور آپ کی والدہ ام خیر سے کہہ گئے کہ ان کے کھانے پینے کے لیے کسی چیز کا انتظام کر دیں وہ کچھ تیار کر کے لائیں اور کھانے پر اصرار کیا مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وہی ایک صدا تھی کہ میرے آقا کا کیا حال ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گزری ان کی والدہ نے کہا کہ مجھے تو کچھ خبر نہیں کہ کیا حال ہے آپ نے فرمایا کہ اُمِ جمیل (حضرت عمر کی بہن) کے پاس جا کر دریافت کر لو کہ کیا حال ہے۔ اماں بیچاری بیٹے کی اس مظلومانہ حالت کی بیتابانہ درخواست کو پورا کرنے کے واسطے اُمِ جمیل کے پاس گئیں اور حضور کا حال پوچھا۔ وہ بھی عام دستور کے موافق اس وقت تک

Marfat.com

اپنے اسلام کو چھپائے ہوئے تھیں۔ فرمانے لگیں میں کیا جانوں کون محمد اور کون ابو بکر۔ تیرے بیٹے کا سن کر رنج ہوا۔ اگر تو کہے تو میں چل کر اس کی حالت دیکھوں؟ امّ خیر نے قبول کر لیا۔ اور ان کے ساتھ گئیں اور حضرت ابو بکر کی حالت کو دیکھ کر تحمل نہ کر سکیں بے تحاشا رونا شروع کر دیا کہ بدکرداروں نے کیا حال کر دیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اپنے کئے کی سزا دے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے پھر پوچھا کہ حضور کا کیا حال ہے ام جمیل نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ وہ سن رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے خوف نہ کھاؤ تو امّ جمیل نے خیریت سنائی اور عرض کیا کہ بالکل صحیح سالم ہیں، آپ نے پوچھا اس وقت کہاں ہیں انہوں نے عرض کیا کہ ارقم کے گھر تشریف رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ کو خدا کی قسم ہے کہ اس وقت تک کوئی چیز نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہ کر لوں گا ان کی والدہ کو تو بے قراری تھی کہ وہ کچھ کھا لیں۔ مگر انہوں نے قسم کھا لی کہ جب تک زیارت نہ کر لوں گا کچھ نہ کھاؤں گا۔ اس لیے والدہ نے اس کا انتظار کیا کہ لوگوں کی آمد و رفت بند ہو جائے۔ مبادا کوئی دیکھ لے اور کچھ اذیت پہنچائے۔ جب رات کا بہت سا حصہ گزر گیا تو حضور کے پاس لے گئیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی روئے اور سب مسلمان بھی رونے لگے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حالت دیکھی نہ جاتی تھی اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق نے درخواست کی کہ یہ میری والدہ ہیں آپ ہدایت کی دعا فرمائیں اور ان کو اسلام کی تبلیغ فرمائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اول دعا فرمائی اس کے بعد ان کو اسلام کی تبلیغ کی۔ وہ بھی اسی وقت مسلمان ہو گئیں۔

یار غار، پیغمبر کا وفادار، مدنی کا حُب دار، محبت کا دعویدار۔

جس پر پیغمبر شفیق ہے صحابہ میں لئیق ہے۔ نہایت خلیق ہے لقب میں صدیق

Marfat.com

ہے۔ غار کا رفیق ہے۔ وہ ہی ابوبکر صدیق ہے۔

اسی طرح ہجرت کو دیکھئے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کس طرح محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم پہ جان قربان فرمائی ایسے ہی آپ کے جملہ حالات کا جائزہ لیا جائے تو یقین ہو گا کہ آپ نے خودی مٹائی تو جلوۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوا کسی دوسرے کے نصیب کہاں۔ ایسے ہی ہر صحابی کا درجہ بدرجہ حال تھا۔ ان سب کے حالات مدنظر رکھ کر سمجھیں کہ انہوں نے اپنی جانیں قربان کیں۔ اپنی خودی مٹائی تو بے حجابانہ دیدار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار ہوئے۔ صحابہ کرام کے حالات میں سے صرف دو جان نثاروں کا حال ملاحظہ ہو۔

ابو بصیر رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور بہت سے صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہرے پر فکر کی لکیریں صاف نظر آرہی تھیں۔ ایسے لگتا تھا جیسے کوئی بہت ہی اہم مسئلہ درپیش ہو۔ بات بھی کچھ فکر کی ہی تھی۔ صلح حدیبیہ کا معاہدہ ہوئے کچھ ہی عرصہ گذرا تھا اس کی ایک شرط کے مطابق اگر کوئی شخص مکہ سے مدینہ جائے تو اسے واپس کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر کوئی مسلمان مکہ آجائے تو واپس نہیں کیا جائے گا۔ مسلمانوں نے بھی اس پر اتفاق کر لیا تھا۔ ابو جندل کا واقعہ گزرے ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے تھے۔ اور مسلمانوں پر اس کے اثرات ابھی باقی تھے۔ وہ اپنے ایک بھائی کی مجبوری دیکھ کر نہایت افسردہ تھے۔ کہ اب ابو بصیر مکہ سے مدینہ چلے آئے تھے۔ اور ان کے دلیوں، زہیر بن عوف اور اخنس بن شریق نے صلح حدیبیہ کی شرائط کے مطابق آپ سے مطالبہ کیا تھا کہ اسے واپس بھیج دیا جائے۔ انہوں نے یہ پیغام بنی عامر کے ایک شخص کی وساطت سے بھیجا اور ساتھ ہی اپنا غلام بھی روانہ کر

Marfat.com

دیا۔ وہ دونوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عامری بولا:۔ "اے احمد صلی اللہ علیہ وسلم! صلح حدیبیہ کی شرائط کے مطابق ہمارے ولی نے ابو بصیر عتبہ بن سعید کا مطالبہ کیا ہے۔ انہیں ہمارے ساتھ روانہ کر دیا جائے۔"

اس سے پہلے کہ آپ کوئی جواب دیتے ابو بصیر بول اٹھے۔ نہیں نہیں۔ یارسول اللہ یہ ظلم ہوگا۔ میں اپنی مرضی سے آیا ہوں۔ میں یہیں اپنے مسلمان بھائیوں کے پاس رہنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ مجھے مشرکوں کے حوالے کر دیں گے؟ کیا ایسا ہوتا رہے گا؟ کہ وہ ہمارے اوپر جو ظلم جہاں چاہیں ڈھالیں؟

تمام صحابہ کرام کے دل بھر آئے۔ وہ نہایت اضطراب اور تذبذب میں مبتلا دکھائی دے رہے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بڑی تکلیف محسوس ہو رہی تھی لیکن وعدہ خلافی ان کا شیوہ نہیں تھا۔ انہوں نے تمام مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا۔ کوئی مسلمان بدعہد نہیں ہو سکتا۔ ہماری بڑائی اسی میں ہے کہ اپنے وعدے کا پاس کرتے ہوئے ابو بصیر کو ان کے ساتھ روانہ کر دیا جائے گا۔"

ابو بصیر کی پُرامید نگاہوں میں یکایک یاس بھر آئی۔ اُسے کچھ امید سی ہوگئی تھی شاید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مدینہ میں رہنے کی اجازت دے دیں۔ لیکن انہوں نے تو وعدہ وفا کرنے کی اعلیٰ مثال دنیا کے سامنے پیش کرنی تھی۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بصیر کو واپس ان لوگوں کے ساتھ روانہ کر دیا اور صبر کی تلقین فرمائی۔

سفر کا آغاز ہو چکا تھا۔ ابو بصیر نہایت افسردہ نظر آرہے۔ سفر کرتے کرتے وہ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے، ابو بصیر اب کسی قدر مطمئن نظر آرہے تھے ایسے لگتا تھا جیسے کوئی اہم فیصلہ کر لیا ہو۔ کسی خطرناک ارادے کی تکمیل کے لیے بے چین ابو بصیر نے اچانک نہایت محبت سے عامری سے باتیں شروع کر دیں۔

"یہ تلوار تو بہت خوبصورت ہے اس کی دھار تو دیکھو کتنی تیز ہے"، عامری ان کے

Marfat.com

ارادوں سے بالکل بے خبر تھا۔ اس نے جواب دیا؟ ہاں بھئی! واقعی بہت تیز ہے۔"
ابوبصیر نے کہا "ذرا دکھاؤ تو کہاں سے خریدی ہے" عامری نے تلوار ابوبصیر کے ہاتھ میں دے دی ابوبصیر نے تلوار کے ایک ہی وار سے عامری کا سر قلم کر دیا۔ یہ پوزیشن دیکھ کر غلام بھاگتا ہوا حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کو تمام واقعات سنائے کچھ دیر بعد ابوبصیر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور کہا! یارسول اللہ آپ کی شرط پوری ہو گئی آپ نے جو عہد کیا آپ اس کی تکمیل و تعمیل فرما چکے ہیں اب میرا ذاتی معاملہ ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عجیب صورتِ حال کا سامنا تھا۔ اگر وہ ابوبصیر کو مدینہ میں رکھتے تو عہد ٹوٹنے کا ڈر تھا۔ اگر وہ بھیج دیں تو ایک مسلمان کی دوہری دل شکنی ہوتی۔ آپ نے اس بارے میں بھی کوئی احکامات جاری نہیں فرمائے تھے ابوبصیر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کو دیکھ کر دل ہی دل میں فیصلہ کیا اور وہاں سے روانہ ہو کر سمندر کے کنارے عیص کے مقام پر چلے گئے۔ آہستہ آہستہ یہ خبر مکہ کے تمام مسلمانوں کو ہو گئی۔ کفار کے ظلم و ستم کے مارے ہوئے مسلمان جو تعداد میں سترہ تھے مکہ سے فرار ہو کر ابوبصیر سے آن ملے۔ اب ان کی پوری پارٹی بن چکی تھی۔ عیص کا مقام مکہ سے شام کو جانے والے راستے پر تھا۔ وہاں پر لوگ تو اکٹھے ہو گئے تھے۔ لیکن ان کے گزارے کے لیے ہر چیز کی ضرورت تھی انہوں نے اپنی معاشی ضروریات پورا کرنے کے لیے مکہ سے آنے والے تجار مشرکین کے قافلوں پر حملے کرنے شروع کر دیئے اور مالِ غنیمت پر بسر اوقات شروع کر دی۔ مکہ کے لوگوں کا زیادہ کاروبار تجارت تھا وہ کچھ چیزیں ادھر سے اُدھر لے جاتے تھے اور اس سے بہت نفع حاصل ہوتا تھا۔ اب ان کے لیے بڑی مشکل پیدا ہو گئی تھی۔ کوئی ہی ایسا قافلہ ہوتا تھا جو بچ کر جاتا تھا۔ مکہ والوں کو اب فکر لاحق ہو گئی تھی۔ انہوں نے متحد ہو کر

Marfat.com

اپنے دل سے ان کی شکایت کی۔ ایک وفد ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جناب عالی! ہم آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوئے ہیں کہ مکہ سے شام کو جانے والے راستے میں عیص کے مقام پر چند ڈاکو ہمارے تجارتی قافلوں کو لوٹ لیتے ہیں۔ سردار کچھ سوچتے ہوئے بولا۔ لیکن تمہیں معلوم ہے کہ وہ لوگ کون ہیں۔

"جناب! ان کا سردار ابوبصیر ہے۔ یہ وہی شخص ہے جو مکہ سے مدینہ چلا گیا تھا۔ جب اسے لینے گئے تو اس نے ساتھ آنے والے شخص کو قتل کر دیا تھا۔"

"اوہ" سردار نے جواب دیا: اچھا وہ لیکن اس علاقے تک ہماری رسائی مشکل ہے"

"ایک اور تاجر بولا! لیکن سردار ہمارا تمام اثاثہ اس طرح ضائع ہو رہا ہے۔ اگر یہی حالت رہی مکہ کی معاشی حالت بالکل تباہ ہو کر رہ جائے گی"

سردار پُرسوچ انداز میں بیٹھا رہا۔ کوئی بھی ترکیب ان کی سمجھ میں نہ آرہی تھی وہاں اُن کی سرکوبی کرنے کے لیے ان کے پاس زیادہ نفری نہ تھی۔ اچانک ایک سردار نے ایک مشورہ دیا۔ "کیوں نہ صلح حدیبیہ کی اس شرط کو ہی ختم کر دیا جائے"

تمام لوگ سوچ میں پڑ گئے۔ آخر کار متفقہ طور پر یہ طے پایا کہ یہ شرط ختم ہی ہونی چاہیئے انہوں نے ایک خط حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحریر کیا اور گزارش کی کہ ان مسلمانوں کو واپس مدینہ بلا لیا جائے تاکہ قریش کے تجارتی قافلے ان کی دستبرد سے محفوظ رہیں۔

Marfat.com

صدقے ہوں اس پہ نار سے دے گا جو مخلصی
۱۱۔ **بلبل نہیں کہ آتشِ گل پر کباب ہوں**

حل لغات

مخلصی۔ رہائی۔ چھٹکارا۔ کباب۔ بھنا ہوا گوشت۔ جلا ہوا۔ بھنا ہوا۔

۱۱۔ شرح

میں اس پر قربان جو نارِ جہنم سے چھٹکارا دے گا یہ بلبل نہیں کہ گل کی آگ سے کباب ہو جائے یہ قیامت میں آپ کی شفاعت سے خلق خدا کو آتش دوزخ سے نجات ملے گی۔ یہ مجازی معنیٰ ہے اور حق بھی ہے لیکن امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا اشارہ روح البیان کے نقل کردہ مضمون کی طرف اشارہ ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ دوزخ کو ایک ہزار لگام سے جکڑا جائے گا۔ اس کی ایک ایک لگام کے ساتھ ستر ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔ کھینچ کر میدان حشر میں لائیں گے۔ دوزخ اپنی باگیں توڑ کر کفار پر حملہ کرے گی اور اس کی تمام باگیں ٹوٹ جائیں گی۔ اور وہ میدان حشر کو للکارتی ہوئی کہے گی آج میں ان سے بدلہ لوں گی۔ جو رزق خدا کا کھاتے اور پرستش غیر کی کرتے اسے سوائے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نہ روک سکے گا آپ اپنے نور مبارک سے اس کا مقابلہ کر کے اسے میدانِ حشر سے ہٹا دیں گے حالانکہ ہر فرشتے کی قوت و طاقت اتنی بڑی زبردست ہو گی کہ وہ زمین اور اس کے تمام پہاڑوں کو اکھیڑ کر بلا تکلف اوپر کو لے جائے لیکن باوجود اس کے وہ تمام فرشتے دوزخ کے آگے بے بس ہو گئے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اسے بھگا دیں گے۔

(روح البیان ص ۲۹ ملک ع ۱ ص ۲۹)

Marfat.com

احادیث مبارکہ

مضمون مذکورہ کی تائید مندرجہ ذیل روایات سے ہوتی ہے۔

(۱) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (دنیا میں) میں نے آگ کو پھونک ماری ورنہ وہ تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لیتی۔ (روح البیان حوالہ مذکور)

فائدہ

قطع نظر معجزہ کے اعتقاد آپ کی جسمانی قوّت وطاقت بھی امتیازی تھی۔

جسمانی قوّت

بشر کی جسمانی قوّت کی تشریح کی ضرورت نہیں۔ ہر انسان اپنی قوت کو خوب جانتا ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوت بشری ملاحظہ ہو۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ اُعْطِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم قُوَّۃَ بِضْعٍ وَّاَرْبَعِیْنَ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّۃِ۔	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اہل بہشت کے چالیس مردوں کی طاقت عطا کی گئی۔

(حجۃ اللہ علے العالمین ص۶۸۷)

ابونعیم کی روایت میں بھی اسی طرح ہے (فتح الباری ص۳۹۳ ج۱)

بہشتی مرد کی قوت

امام احمد بن حنبل، نسائی اور حاکم نے سند صحیح کے ساتھ بیان کیا کہ ایک جنتی شخص کو کھانے پینے اور جماع وغیرہ کے لیے ایک سو دنیوی مردوں کی طاقت حاصل ہوگی۔ (فتح الباری ص۳۹۳ ج۱)

چار ہزار مردوں کی طاقت

مذکورہ بالا روایات سے ثابت ہوا کہ دنیا میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

Marfat.com

چار ہزار مردوں کی طاقت حاصل تھی۔ (حاشیہ بخاری)

تائید :- اس قوت وطاقت کی تائید حضور علیہ السلام سے پہلوانوں کے عجز سے ہوتی ہے کہ پہلوانوں نے آپ کے ساتھ قوت آزمائی تو انہوں نے آپ کی طاقت کے آگے ہتھیار ڈال دیئے۔ مثلاً رکانہ نے اظہار عجز کیا اس کی تفصیل اگلے شعر میں آتی ہے۔ اور مروی ہے کہ آپ نے ابوالاسود جمی کو پچھاڑا تھا۔ جو ایسا طاقتور تھا کہ گائے کی کھال پر کھڑا ہو جاتا۔ دس جوان اس کھال کو اس کے پاؤں سے نکالنے کی کوشش کرتے۔ وہ چمڑا پھٹ جاتا، مگر اس کے پاؤں کے نیچے سے نہ نکل سکتا تھا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا "اگر آپ مجھے کشتی میں پچھاڑ دیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا"۔ آپ نے اسے پچھاڑ دیا۔ مگر وہ بدبخت ایمان نہ لایا۔ (مواہب لدنیہ)

۱۳

قالب بہتی کئے ہمہ آغوش ہے ہلال
اے شہسوار طیبہ میں تیری رکاب ہوں

حل لغات قالب۔ سانچہ۔ ڈھانچہ۔ پنجرہ جسم۔ آغوش گود بغل۔ کولی۔ ہلال ماہ نو۔ پہلی تا تیسری رات کا چاند۔ شہسوار وہ سوار جو گھوڑے کی سواری میں ہوشیار ہو۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو براق پر سواری میں ہشیاری کی مناسبت سے شہسوار کہا گیا ہے۔ رکاب گھوڑے پر چڑھنے کا آہنی حلقہ۔ طباق۔

Marfat.com

۱۳۔ شرح

ہلال کی شکل) بتاتی ہے کہ اس کے جسم نے خالی ہو کر ہمہ تن بغل کی صورت اختیار کر لی ہے اس
سنا میں یا اس خدمت گزاری کے لیے کہ آپ معراج پہ تشریف لے جانے
کے لیے براق پر سوار ہوں تو وہ آپ کے لیے رکاب بن کر سرفرازی حاصل کرے
اور رکاب کی شکل بھی ایک گو نہ ہلال جیسی ہے۔ اور یہ حق ہے کہ آپ کی خدمت
کرنے کا موقعہ نصیب ہوا۔ اسی لئے معراج پہ تشریف لے گئے تو علویات میں ہر
شے کو آپ کی خدمت کرنے کا موقعہ نصیب ہوا اسی لیے معراج کے نکات میں
ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ
کے دیدار سے معراج پایا اور باقی جملہ علویات کو آپ کی زیارت و خدمات سرانجام
دینے پر معراج ہوئی۔

سوال :۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسے شہسوار کہا جا سکتا
ہے جب کہ آپ مدینہ پاک کے ایک معمولی سے گھوڑے سے گر پڑے۔ آپ
کو خراش آئی جس کا ایک ماہ علاج ہوتا رہا۔ (جیسا کہ بخاری شریف و دیگر کتب
احادیث و سیر میں ہے۔

جواب :۔ ہم نے اوپر عرض کیا ہے کہ براق کی سواری کی ہشیاری کی
مناسبت سے آپ شہسوار کے لقب سے ملقب ہیں اور اس میں تو مخالفین کو
بھی شک نہیں ہوگا لیکن یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ جب براق جیسی سواری (کہ جہاں
ہزاروں راکٹ اپنی پرواز کو عجز تصوّر کریں پر آپ ایسے جم کے بیٹھے کہ ملکوتی
سوار بھی رشک کناں تھے، ہاں عربی گھوڑے سے گرنا امت کی تعلیم کے لیے تھا۔
جیسا کہ آپ کی عادت کریمہ تھی کہ امت کو عمل کر کے تعلیم دی۔ اس میں نہ تو
عجز کو دخل ہے نہ مجبوری کو مثلاً فقر و فاقہ کہ دو دو ماہ تک گھر میں فاقہ ہے۔ بھوک

Marfat.com

کے اظہار کے لیے شکم اطہر پر پتھر باندھ رکھے ہیں ایسے ہی کپڑے کو خود سی رہے
ہیں۔ سفر میں ساتھیوں کے ساتھ لکڑیاں چن رہے ہیں جوتا ٹوٹ پڑا تو خود ٹانک
لگا رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہاں بھی براق کے شہسوار نے گھوڑے سے گر کر
دکھایا تو بھی تعلیم امت مدنظر تھی کہ سواری سے گر کر صبر اور حوصلہ ہاتھ سے نہ جائے
نہ ہی سواری کا قصور سمجھے ورنہ بہت سے بیوقوفوں کو دیکھا گیا ہے کہ سواری سے
گرنے پر سواری پر ڈنڈے برسا رہے ہیں۔ آپ نے سمجھایا کہ دیکھو میں کتنا بڑا
کا بڑا شہسوار ہوں۔ تو بھی گر گیا ہوں۔

رکانہ پہلوان

رکانہ مکے میں ایک بڑا پہلوان تھا کسی سے اس
کی پیٹھ زمین پر نہیں لگی تھی ایک دن آپ صلی اللہ
علیہ وسلم اس کے پاس جنگل میں جہاں وہ بکریاں چراتا تھا پہنچے اس نے کہا کہ تم
ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہو آج مجھے خوب اکیلے ملے آپ نے اس سے فرمایا
مسلمان ہو جا اس نے کہا تم میرے ساتھ کشتی لڑو۔ اگر تم مجھے پچھاڑ دو تو بیس دس
بکریاں دوں گا آپ اس سے کشتی لڑے اور اس کو پچھاڑا اس نے کہا کہ میرے
لات وعزیٰ نے مدد نہ کی اور تمہارا رب غالب آیا۔ پھر لڑو۔ اگر آپ پچھاڑ گئے
تو دس بکریاں اور دوں گا۔ آپ نے پھر اسے پچھاڑا اس نے پہلی جیسی تقریر کی
پھر تیسری بار ویسے ہی لڑنے کو کہا آپ نے تیسری بار بھی اسے پچھاڑ لیا
اس نے کہا یہ بکریاں حاضر ہیں ان میں سے اپنی حسب پسند چن لیں۔ آپ نے
فرمایا کہ میری خوشی یہ ہے کہ تو مسلمان ہو جا تاکہ دوزخ سے نجات پاوے اس نے
معجزہ طلب کیا۔ وہاں ایک سمرہ کا درخت تھا آپ نے اسے بلایا حسب فرمان رکانہ
کے قریب آکے ٹھہر گیا۔ اس نے عرض کی اسے حکم دو واپس چلا جائے حکم کے مطابق
وہ درخت واپس ہوا آپ نے فرمان اب مسلمان ہو جائیو۔ عرض کی اگر میں مسلمان

Marfat.com

ہو جاؤں تو عورتیں مجھے طعنہ دیں گی کہ رکانہ ڈر کے مارے مسلمان ہو گیا ہے۔
اس وقت مسلمان نہ ہوا لیکن فتح مکہ میں مسلمان ہو گیا۔
(تواریخ حبیب الٰہ وسیرۃ ابن ہشام ص ۲۹۰ ج ۱ وغیرہ)
اسی طرح ایک اور پہلوان کے ساتھ بھی ایسے ہوا۔ جس کا ذکر سابق شعر میں گزرا۔
خلاصہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر شان نرالی رکھی گئی تاکہ بنو آدم آپ کو اپنے جیسا مجبور بشر نہ سمجھ لیں بلکہ بشر ہیں نہ اپنے جیسا وہ یوں کہ نور لباس بشر میں ہے۔
مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب

البشریۃ لتعلیم الامۃ کا مطالعہ فرمائیے

۱۴ — کیا کیا ہیں تجھ سے ناز ترے قصر کو کہ ہیں
کعبہ کی جان عرش بریں کا جواب ہوں

حل لغات — قصر — خشک لکڑی۔ محل۔ کوٹھی اس کی جمع قصور آتی ہے یہاں تیسرا معنیٰ یعنی محل مراد ہے۔ جواب — مقابل ثانی۔ بدلا۔ موقوفی۔ جوڑ۔ نامنظوری یہاں پہلا اور دوسرا معنیٰ مراد ہے۔

۱۴۔ شرح — اے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے محل (گنبد خضریٰ) آپ کی وجہ سے کیسے ناز اور فخر ہیں وہ تمسخرانہ طور کہتا ہے کہ میں کعبہ کی جان عرش بریں کا مدمقابل اور ثانی

Marfat.com

ہوں لیکن یہ صرف تخیل شاعرانہ نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ اور جملہ علمائے اسلام کا اتفاق ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیام گاہ جملہ عوالم کی ہر جگہ و مقام یہاں تک کہ عرش بریں اور کعبۂ اقدس سے بھی افضل واشرف ہے۔ اس کے حوالے آگے چل کر عرض کروں گا۔ یہاں مصرعہ ثانی میں امام اہلسنّت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محل کو کعبہ کی جان سے تعبیر فرمایا ہے۔ اس کی تحقیق ملاحظہ ہو۔

کعبہ کی جان

جس میں امام اہلسنّت کی زبان پر کعبہ کا کعبہ ہے خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اور آپ کی قیامگاہ بھی جیساکہ بارہا عرض کیا گیا ہے اور چند حوالے آگے بھی بیان کیے جائیں گے کہ آپ کی قیامگاہ عرش بریں اور کعبہ بھی افضل واشرف ہے تو یہ افضلیت واشرفیت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کی وجہ سے اس لیے کہ۔

(۱) آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتے نہ کعبہ ہوتا نہ عرش نہ کوئی شے چنانچہ دوسرے مقام پہ فرمایا ؎

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ ومنیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

حدیث لولاک

یہ مضمون حدیث لولاک کے عین مطابق ہے۔ حوالہ جات۔

(۱) امام بیہقی، طبرانی، حاکم نے مستدرک میں حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم رؤف رحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی اور انہوں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ اے پروردگار عالم بصدقہ سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میری خطا معاف فرما۔ ارشاد ہوا۔ اذا سالتنی بحقہ فقد غفرت لک

Marfat.com

وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ " اے آدم علیہ السلام تو نے ان کے وسیلہ سے مجھے سوال کیا پس میں نے تمہیں معاف کیا اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو تمہیں پیدا نہ کرتا "

۲۔ دیلمی راس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ فرمایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اَتَانِیْ جِبْرَائِیْلُ فَقَالَ	میرے پاس جبریل علیہ السلام
اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ لَوْلَاکَ	حاضر ہوئے اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا
مَا خَلَقْتُ الْجَنَّۃَ	ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے میں جنت
وَلَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ النَّارَ۔	اور دوزخ کو نہ بناتا "

۳۔ نزہۃ المجالس میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کس لیے مخلوق فرمائے گئے ؟ فرمایا جب مجھ پر وحی نازل ہوئی۔ میں نے عرض کیا یا اللہ تو نے مجھے کس لیے پیدا فرمایا ؟ ارشاد ہوا۔

لَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ	اگر آپ نہ ہوتے تو میں اپنی زمین
اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ۔	اور آسمان کو پیدا نہ کرتا "
وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَوْلَاکَ	مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم
مَا خَلَقْتُ جَنَّتِیْ وَلَا نَارِیْ۔	اگر آپ کو پیدا نہ کرتا تو میں اپنی
	اپنی جنت اور دوزخ نہ بناتا "

اگر اللہ تعالیٰ آفتابِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا نہ فرماتا تو ذرہ بھر کو بھی عالمِ وجود میں نہ لاتا دنیا و اہل دنیا جنت و نار کی تخلیق آپ ہی کے باعث ہوئی۔

Marfat.com

۳۔ ابنِ عساکر نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر وحی بھیجی گئی۔ ارشاد باری ہوا۔

لَقَدْ خَلَقْتُ الدُّنْیَا وَاَھْلَھَا لِاُعَرِّفَھُمْ کَرَامَتَکَ وَمَنْزِلَتَکَ عِنْدِیْ لَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا۔	میں نے دنیا اور اہل دنیا کو اس لیے پیدا فرمایا کہ جو قدر و منزلت آپکی میرے ہاں ہے۔ میں اسے ظاہر کروں آپ نہ ہوتے تو دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

حدیث لولاک کی صحت اور مزید دلائل فقیر کی کتاب

شرح حدیث لولاک کا مطالعہ فرمائیے

۲۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) رحمۃ للعالمین ہیں اور کعبہ بھی عالم میں ہے تو آپ کے لطف و عنایت کا محتاج ہے۔

۳۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جملہ عوالم کے ذرہ ذرہ کے نبی ہیں اور کعبہ معظمہ کے بھی اور عرش کے بھی وغیرہ وغیرہ۔

۴۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نور سے ہی جملہ عوالم بنایا گیا۔ کعبہ بھی آپ کے نور کا ایک جلوہ ہے۔ مزید دلائل فقیر کی کتاب

"کعبہ کا کعبہ" میں ملاحظہ فرمائیے۔

گنبد خضراء کے مکین کی اقامت گاہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ و دیگر علماء کرام کا اس پر اجماع ہے کہ جہاں سرکار دوعالم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہیں وہ جگہ کعبہ وعرش معلیٰ و دیگر جملہ مقامات سے افضل ہے
۱۔ علامہ البشکری رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ میں لکھتے ہیں۔

شعر

جَزَمَ الْجَمِیْعُ بِاَنَّ خَیْرَ الْاَرْضِ مَا
قَدْ حَاطَ ذَاتَ الْمُصْطَفٰی وَحَوٰرَہَا

جملہ علماء نے جزم کیا کہ زمین کا وہ حصہ سب سے افضل ہے جسے حضور علیہ السّ
کے جسم مبارک نے گھیر رکھا ہے۔

شعر

وَنَعَمْ لَقَدْ صَدَقُوْا بِسَاکِنِہَا عَلَتْ
کَالنَّفْسِ حِیْنَ زَکَتْ زَکَامَا وَاٰہَا

یقیناً ایسا ہے اور انہوں نے سچ فرمایا کیونکہ سکونت کرنے والے سے ہی
زمین کا قطعہ بلند قدر ہوتا ہے جس طرح نفس پاکیزہ ہوتا ہے تو اس کا مسکن بھی
پاکیزہ ہوتا ہے۔

۲۔ علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

نَقَلَ الْقَاضِیْ تَاجُ الدِّیْنِ — تاج الدین سبکی نے ابن عقیل
السُّبْکِیُّ عَنِ ابْنِ عَقِیْلِ الْحَنْبَلِیِّ — حنبلی سے نقل فرمایا وہ کہتے ہیں
اَنَّہَا اَفْضَلُ مِنَ الْعَرْشِ — کہ یہ جگہ عرش سے بھی افضل ہے
وَجَزَمَ بِذٰلِکَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ — اور اس پر جزم فرمایا۔ ابن رزین
مُحَمَّدُ بْنُ رُزَیْنِ الْبَحِیْرِیُّ — بحیری شافعی نے جو کہ علماء اولیاء
الشَّافِعِیُّ اَحَدُ السَّادَۃِ الْعُلَمَاءِ — کے زمرہ کے سرداروں سے ہیں
مِنَ الْاَوْلِیَاءِ فَقَالَ فِیْ قَصِیْدَتِہٖ — اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

وَلَا شَكَّ اَنَّ الْقَبْرَ الشَّرِیْفَ مَوْضَعٌ ۔ مِنَ الْاَرْضِ وَالسَّبْعِ السَّمٰوٰتِ طُرَّۃً وَاَشْرَفَ مِنْ عَرْشِ الْمَلِیْکِ وَلَیْسَ فِی۔ مَقَالِیْ خِلَافُ عِنْدَ اَہْلِ الْحَقِیْقَۃِ

اور اس میں شک نہیں کہ مزار پاک کی جگہ ساری زمین اور ساتوں آسمانوں سے اشرف ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے عرش سے بھی یہ جگہ افضل ہے اور جو میں نے کہا ہے اس میں بھی اہل حقیقت کو اختلاف نہیں۔

ابن تیمیہ کی ضلالت وگمراہی

ابن تیمیہ نے اپنی تصانیف میں تصریح کی ہے کہ براہ راست مزار رسول کا سفر کرنا ناجائز ہے. ہاں مسجد نبوی کی نیت ہو وہاں پہنچ کر مسجد نبوی کی زیارت کے بعد طفیلی طور قبر رسول پر جا سکتا ہے اس کی اس گمراہ عقیدہ کی خوب تردیدیں ہوئیں. فقیر مختصراً عرض کرتا ہے۔

معمول صحابہ

صحابہ کرام جب حج کے لیے مکہ مکرمہ جاتے تھے تو پہلے مدینہ طیبہ میں حاضری دیتے تھے. پھر وہاں سے احرام باندھ کر جہاں سے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احرام باندھا فریضہ حج کی ادائیگی کے لیے روانہ ہوتے۔

فائدہ

اگر مزار رسول کا سفر ناجائز ہوتا تو صحابہ کرام ایسا نہ کرتے۔ نیز۔

عَنِ الْعَبْدِیْ مِنَ الْمَالِکِیَّۃِ	علماء مالکیہ کے ایک عالم العبدی
اَنَّ الْمَشْیَ لِزِیَارَۃِ قَبْرِ	فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ	علیہ وسلم کے مزار انور کی زیارت کے
مِنَ الْکَعْبَۃِ وَسَیَاْتِیْ اَنَّ مَنْ	لیے پیدل چل کر جانا افضل ہے

Marfat.com

نَذَرَ زِيَارَةَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَزِمَهُ الْوَفَاءُ قَوْلًا وَاحِدًا

کعبہ کی زیارت کے لیے پیدل چل کر جانے سے۔

(خلاصۃ الوفاء سمہودی رحمۃ اللہ علیہ)

مسئلہ جو شخص نذر مانتا ہے کہ میں نبی رحمت کے مرقد اقدس کی زیارت کروں گا اس پر اس نذر کو پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے اور اس مسئلہ پر سارے علماء متفق ہیں کوئی دوسرا قول نہیں (ایضاً)

فائدہ اگر مزار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر نا جائز ہوتا تو اس کی منت کیوں۔ پھر اس کی ادائیگی واجب کیوں۔

شاہا مجھے سقر مرے اشکوں سے تا نہ ہیں
۱۵۔ آبِ عبث چکیدۂ چشمِ کباب ہوں،

حل لغات سقر۔ دوزخ۔ اشکوں اشک کی جمع بمعنی آنسو عبث۔ بے کار۔ بے فائدہ۔ فضول۔ بلا وجہ۔ چکیدہ ٹپکا ہوا۔

۱۵۔ شرح اے شاہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے آنسو سے دوزخ کی آگ بجھ جائے تاکہ میں کباب کی آنکھ سے ٹپکے ہوئے پانی کی طرح بیکار نہ ہوں۔ کیونکہ آپ نے کوئی توجہ نہ فرمائی تو پھر دوزخ میں دخول کے سوا چارہ نہیں اور دوزخ میں داخل ہونے والے سے بڑھ کر بیکار اور کون ہو گا۔ اس شعر میں آیہ ذیل کی ترجمانی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

Marfat.com

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا. (پ ۵)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہ الٰہی میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اور آپ کی شفاعت کار برآری کا ذریعہ ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ بندہ بھی گڑگڑائے اور زاری بھی کرے اور اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وسیلہ بھی بنائے۔

حکایت ایک اعرابی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد مزار اقدس پر حاضر ہوا اور روضۂ اقدس کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ جو آپ نے فرمایا ہے ہم نے سنا اور جو آپ پر نازل ہوا یہ بھی ہے۔ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا میں نے بیشک اپنی جان پر ظلم کیا اور میں آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہنے ہوا تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے۔ اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی اس سے چند مسائل معلوم ہوئے مسئلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض حاجت کے لیے اُس کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعہ کامیابی ہے۔ مسئلہ قبر پر حاجت کے لیے جانا بھی جاؤک میں داخل اور خیر القرون کا معمول ہے۔ مسئلہ بعد وفات مقبولان حق کو یا کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے۔ مسئلہ مقبولان حق مدد فرماتے ہیں اور ان کی دعا سے حاجت روائی ہوتی ہے۔ (خزائن العرفان)

Marfat.com

سوال :- یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیوی زندگی کے لیے تھی۔ اور اب آپ کے وصال شریف کے بعد اس کا حکم باقی نہیں رہا۔ جواب حضرت امام قسطلانی شارح بخاری مواہب لدنیہ میں اس آیت شریفہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ۔

لِاَنَّ تَعْظِیْمَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَنْقَطِعُ بِمَوْتِهٖ وَلَا یُقَالُ اِنَّ اِسْتِغْفَارَ الرَّسُوْلِ لَهُمْ اِنَّهُمْ اِنَّمَا هُوَ فِیْ حَالِ حَیَاتِهٖ وَلَیْسَتِ الزِّیَارَةُ كَذٰلِكَ۔	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم حضور کے وصال کے بعد منقطع نہیں اور یہ نہ کہا جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گنہ گاروں کے لیے استغفار حضور کے اپنے زمانہ ہی کے لیے تھا۔ اور اب جو زیارت کے لیے جائیں ان کے لیے نہیں۔"

(مواہب لدنیہ صفحہ ۳۸۴ ج ۲)

سوال :- اگر کہا جائے۔ کہ جو گنہ گار مدینہ منورہ نہ پہنچ سکے۔ وہ کیا کرے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ ظاہری حاضری حاصل نہ ہو سکے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے ہی سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیئے۔ حضور کا وسیلہ بھی ایک معنی میں درِ مصطفٰے کی حاضری ہی ہے۔

فائدہ شارح بخاری رحمۃ اللہ اپنے دعویٰ پر حکایت مذکور نقل فرمائے شارح مواہب لدنیہ نے ایک اور حکایت بیان فرمائی ہے۔

مزار پر اللہ تعالیٰ سے مانگنا رحمی فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی قبر انور کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کر رہا تھا۔

اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَبِیْبُكَ وَاَنَا عَبْدُكَ وَالشَّیْطَانُ عَدُوُّكَ فَاِنْ غَفَرْتَ لِیْ سُرَّ حَبِیْبُكَ وَفَازَ عَبْدُكَ وَغَضِبَ عَدُوُّكَ وَاِنْ لَمْ تَغْفِرْ لِیْ غَضِبَ حَبِیْبُكَ وَرَضِیَ عَدُوُّكَ

Marfat.com

وَهَلَكَ عَبْدُكَ وَاَنْتَ اَكْرَمُ مِنْ اَنْ تَغْضَبَ حَبِيْبُكَ وَتَرْضٰى عَدُوُّكَ وَتَهْلِكُ عَبْدُكَ اَللّٰهُمَّ اَنَّ الْعَرَبَ الْكِرَامَ اِذَا مَاتَ فِيْهِمْ سَيِّدًا اُعْتِقُوا عَلٰى قَبْرِهٖ وَاِنَّ هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ فَاَعْتِقْنِيْ عَلٰى قَبْرِهٖ۔

اے اللہ یہ تیرا حبیب اور میں تیرا عبد اور شیطان تیرا دشمن ہے اگر تو بخش دے گا تو تیرا حبیب خوش اور تیرا عبد کامیاب اور تیرا دشمن ناراض ہوگا۔ اگر نہ بخشے گا تو تیرا محبوب ناراض اور تیرا دشمن خوش اور تیرا بندہ ہلاک ہوگا اور بڑا کریم ہے کہ اپنے حبیب کو کب ناراض کرے گا اور نہ ہی تو دشمن کو راضی کرے گا اور نہ ہی اپنے عبد کو ہلاک کرے گا۔ اے اللہ عرب والوں کی عادت ہے کہ ان کے کریم کے غلام کو اس کی موت کے بعد اس کی قبر پہ آزاد کیا جاتا ہے یہ سید العالمین ہیں۔ بجھے رحمعی فرماتے ہیں میں نے اسے کہا۔

يَا اَخَا الْعَرَبِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ وَاَعْتَقَكَ بِحُسْنِ هٰذَا السُّوَالِ۔

ترجمہ: اے عربی بھائی بیشک اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہ بخش دیئے ہوں گے اور تجھے آزاد کر دیا ہوگا جیسا کہ تو نے احسن طریق سے سوال کیا۔ (وفاء الوفاء وخلاصۃ الوفاء۔ زرقانی علی المواہب ص ۳۰۷/۸)

Marfat.com

میں تو کہا ہی چاہوں کہ بندہ ہوں شاہ کا
۱۶۔ پر لطف جب ہی کہہ دیں اگر وہ جناب ہوں

حل لغات
پَر بالفتح بمعنی لیکن۔ مگر آخری ہوں۔ بمعنی نعم یعنی ہاں۔

۱۶۔ شرح
میں تو شب و روز بلکہ ہر آن یہی کہتا رہتا ہوں کہ میں عبدالمصطفےٰ (غلام احمد مختار) صلی اللہ علیہ وسلم ہوں لیکن میرا کہنا کس کام کا۔ لطف تو یہ ہے کہ وہ محبوب الٰہی صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرما دیں کہ یہ میرا غلام ہے۔

دنیا میں
ہر سچا اور پکا امتی دل میں تڑپ رکھتا ہے کہ وہ غلام حبیب خدا ہے اور ایسی تڑپ ہونی لازم اور فرض ہے لیکن خوش قسمت ہے وہ امتی جسے دنیا میں ہی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوید سنا دی کہ یہ میرا غلام اور امتی ہے۔ بلیشمار واقعات میں چند ملاحظہ ہوں

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ
سیدنا ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کے سامنے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ فخر فرما رہے تھے۔ اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام سے یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ کیا آپ کی امتوں میں غزالی جیسا کوئی عالم ہے۔ بعض لوگ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ پر انکار کیا کرتے تھے تو حضور علیہ السلام نے خواب میں انہیں کوڑے مارے۔ وہ بیدار ہوئے تو کوڑوں کا اثر ان کے جسم پر تھا۔" (نبراس صـ ۳۸۸)

Marfat.com

فائدہ ویسے تو ہر امتی حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا دم بھرتا ہے لیکن امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ وہ خوش قسمت انسان ہیں۔ جن کے لیے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے فخر فرمایا۔

۱۷۔ حسرت میں خاک بوسیِ طیبہ کی اے رضا
ٹپکا جو چشمِ مہر سے وہ خونِ ناب ہوں

حل لغات حسرت۔ افسوس آرزو۔ ارمان۔ شوق۔ ٹپکا۔ ماضی از ٹپکنا۔ قطرہ قطرہ گرنا۔ ناب پاک صاف۔ بھرا ہوا خالص۔

۱۷۔ شرح اے رضا طیبہ پاک کی خاک بوسی حسرت سے جو چشم مہر سے خون خالص کا قطرہ گرا وہی میں ہوں۔

تمنائے مدینہ اقدس وہ کونسا انسان ہوگا جسے مدینہ پاک کی یاد نہ تڑپاتی ہو لیکن ابنِ تیمیہ کی شومئ قسمت کہ گنبدِ خضراء کی زیارت کے لیے سفر کرنے کو حرام قرار دیا اس کی تقلید میں اس کی زندگی سے لے کر تا حال اس کے معتقدین و مقلدین اسی طرح آج بھی ہیں جو اس سفر کو نا جائز کہتے ہیں۔ سعودی حکومت کی زیر نگرانی موسم حج میں بے شمار رسائل اور کتابچے احکام الحج کے بہانے مفت تقسیم ہوتے ہیں نہ صرف عربی میں بلکہ ہر زبان میں مختلف طور طریق سے سمجھایا جاتا ہے کہ حج کرنے والے کے لیے مدینہ جانا ضروری نہیں۔ اگر جانا ہے تو مسجد نبوی کی زیارت کی نیت ہو پھر ضمناً قبر رسول

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جا سکتے ہیں۔ فقیر نے اپنی تصنیف محبوب مدینہ میں اس کے رد میں بہت بڑے دلائل قائم کئے ہیں۔ اس شرح حدائق میں بھی متعدد مقامات پر کچھ نہ کچھ لکھا جا چکا ہے۔ ہمارے دلائل میں سے ایک دلیل عام قبور کی زیارت کے لیے سفر کا مسئلہ بھی ہے اس سفر کو ابن تیمیہ نے مباح کہا ہے اور ہونا بھی چاہیئے کیونکہ حدیث شریف میں ہے۔

عَنْ بُرَیْدَۃَ رَضِیَ اللّٰہ تعالیٰ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُنْتُ نَہَیْتُکُمْ عَنْ زِیَارَۃِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْھَا۔	حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تمہیں زیارت قبور سے روکتا۔ اب اجازت ہے قبور کی زیارت کرو

(شرح) اس سے قبل نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو قبروں پر جانے سے روک دیا تھا۔ صرف اس وجہ سے کہ بتوں کی عبادت سے تشابہ نہ ہو اور یہ خوف تھا کہ جس طرح زمانہ جاہلیت میں کرتے یا کہتے تھے۔ اب وہ نہ کر بیٹھیں جب دیکھا کہ قواعد اسلام مضبوط ہو گئے۔ تو اجازت بخشی۔ گویا یہ حدیث ان تمام احادیث کی ناسخ ہے جن میں زیارت قبور سے روکا گیا ہے۔

مسئلہ زیارت قبور مردوں کے لیے مستحب ہے اس سے رقت قلب اور موت کی یاد دہانی ہوتی ہے۔ بعض تو اسے واجب کہتے ہیں کذا فی خزانۃ الروایات لیکن صحیح ہے کہ مستحب ہے۔ چنانچہ امام نودی رحمۃ اللہ تعالے نے اس کے استحباب پر اجماع کا دعویٰ فرمایا ہے۔

سوال:۔ نخعی اور شعبی رحمہا اللہ تعالے تو زیارت قبور کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

Marfat.com

(جواب) ان کا قول غیر معتبر ہے۔ کیونکہ جب اس مسئلہ پر صحابہ سے لے کر آج تک تمام مذاہب کے علماء نے اجماع کیا ہے۔ تو اب ان کا قول شاذ ہو گا۔ (کذا فی الجواہر المنظم لابن الحجر المکی رحمۃ اللہ تعالیٰ)۔

(سوال) حدیث سے تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ اجازت صرف مردوں کے لیے ہے۔ جیسا لفظ "فزوروہا" سے صاف ظاہر ہے۔ اب عورتوں کے لیے یہ استحباب کہاں سے ثابت ہوا۔

(جواب) سائل کو استدلال کرتے وقت وہ قاعدہ بھول گیا کہ "اِنَّ مِنْ عَادَةِ الشَّرْعِ تَخْصِيْصُ الْخِطَابِ بِالذُّكُوْرِ لِلْاِصَالَةِ وَ تَغْلِيْبِ الْمَذْكُوْرِ عَلَى الْاِنَاثِ (کذا فی فتح المنان)۔ بنا بریں صرف مردوں کی اجازت ثابت کرنا اور عورتوں کو اس اجازت سے محروم رکھنا تعدی محض ہے۔

(الحاصل) علامہ خیر الدین رملی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اگر ان کی قبر کی زیارت سے غرض رونا دھونا آہ و بکا ہو۔ جیسا کہ ان کی عادت ہے۔ تو پھر ناجائز اور حرام ہے اس معنیٰ پر۔

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ۔

(رواہ ابوداؤد عن ابن عباس)

پر محمول کیا جائے اور اگر عورتوں کی زیارت محض عبرت اور ترحم جس میں گریہ نہ ہوا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کا سختی سے عورتوں کو قبور پر جانے کا منع کرنا از قبیل اول ہے جیسا کہ عموماً دورِ حاضر میں عورتوں کا طریقہ بنا تا ہے۔ ہاں مزار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا کسی کو انکار نہیں۔ زائرین یا زائرات۔

Marfat.com

طریقہ رد جب عام قبور کی زیارت کا سفر کرنا. جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہدائے اُحد کے لیے مدینہ پاک سے اُحد شریف تک جایا کرتے تو پھر امام الانبیاء کے مزار کی زیارت کا سفر حرام کیوں۔

نوٹ: دنیا بھر کے حجاج کرام کے پاسپورٹ پر مکہ مکرمہ۔ مدینہ منورہ میں آنے جانے کی تاریخیں درج ہوتی ہیں جو اس بات پر صریحاً دلالت کرتی ہیں کہ دنیا بھر کے مسلمانوں میں یہ بات مسلّمہ ہے کہ حج کعبہ کے ساتھ ساتھ مدینہ طیبہ میں حاضری ہو خواہ حج سے پہلے یا حج کے بعد اور سعودی حکومت نے بھی معلمین کے ذریعے باقاعدہ انہی تواریخ پر مدینہ منورہ آنے جانے کا اہتمام کر رکھا ہوتا ہے اور عملاً سب کچھ بڑی پابندی سے کرتے ہیں. خروج و دخول کی مہریں چسپاں ہوتی ہیں. ٹرانسپورٹ کا انتظام ہوتا ہے اور اس طرح کروڑہا ڈالر یا ریال عالم اسلام کے حجاج کرام اور زائرین مدینہ سے جمع کرتے ہیں آخر کیوں؟ اگر گنبدِ خضریٰ کی حاضری ممنوع ہے تو یہ اہتمام کیوں؟ محض مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لیے ہی عشاق تو نہیں جاتے اگر عشاق کا مدینہ پاک جانا بند کر دیا جائے تو دیکھیں گے عالم اسلام میں کتنا عظیم احتجاج ہوتا ہے۔ اور حج کعبہ کے لیے لوگوں کی تعداد کتنی کم ہو جاتی ہے محض دنیا کی خاطر ہی مدینہ پاک آنا جانا ہے تو بڑی بدبختی ہے؟

Marfat.com

۳۲ نعت شریف

۱۔ پوچھتے کیا ہو عرش پر یوں گئے مصطفےٰ کہ یوں کیف کے پر جہاں جلیں کوئی بتائے کیا کہ یوں

حل لغات

یوں (اُردو) اس طرح۔ ایسا۔ اس ڈھنگ سے۔ اشارہ
کیف (عربی) عام استعمال استفہام کے لیے مثلاً کیوں۔
کیونکر۔ کسی سبب سے، کس طرح۔ کسی حالت میں۔ کتنا۔

۱۔ شرح

یار د کیا پوچھتے ہو کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش پر ایسے گئے کہ ایسے۔ اور بتایا بھی کسطرح جائے جبکہ وہاں تو کیفیت کے پر جل جاتے ہیں۔ پھر کوئی کیا بتائے کہ آپ یوں گئے تھے یعنی معراج کے متعلق عقیدہ ہو، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

ہاں جو عقل کے پھندے میں پھنسے ہیں اور خود کو فلسفی سمجھتے ہیں وہ اس کی کیفیت کے درپے ہوتے ہیں لیکن وہ بھی اس لیے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جیسا کثیف آدمی بشر سمجھتے ہیں حالانکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشر ہیں لیکن لطیف بشر جس کی بشریت کی لطافت جملہ علوی وسفلی سے زیادہ لطیف ہے یعنی جہاں جملہ لطافت والوں کی انتہا ہے وہاں سے آپ کی لطافت کی ابتداء ہے اور لطیف شے کا قانون ہے کہ اس کے لیے قرب وبُعد کی قیود ہوتی ہی نہیں۔ مثلاً آنکھ کے ڈھیلے میں ایک ذرہ بے مقدار جسے فلاسفہ جزو لایتجزیٰ کہتے ہیں۔ اتنا لطیف ہے کہ اپنے مرکز میں موجود ہو کر چار سو اوپر نیچے بیک وقت ہر جگہ موجود ہوتی ہے۔ اس کی

Marfat.com

لطافت کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی لطافت سے کیا نسبت کروڑوں، اربوں، کھربوں درجات کے بعد نامعلوم کب اس کا نمبر آئے۔ اس قسم کی بے شمار مثالیں دنیا میں موجود ہیں مثلاً آواز کو دیکھ لیجئے کہ انسان کے منہ سے خارج ہوتے ہی فضا میں پھیل جاتی ہے اس کی گردش میں قرب و بُعد کا کوئی فرق نہیں اسی طرح روح کو لیجئے کہ خواب میں کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتی ہے لیکن مرکز کو بھی نہیں چھوڑتی۔

اسی طرح سورج دورِ حاضر کی سائنس کہتی ہے کہ نظام شمسی میں جس میں نو سیارے شامل ہیں ان کو مرکزی حیثیت حاصل ہے سورج کے اردگرد چکر لگا رہے ہیں۔ جن میں سورج ہماری زمین سے تقریباً ۹۲،۹۰،۷۰،۰۰۰ میل دور ہے۔ اب آپ کہیں گے کہ کس طرح معلوم جب کہ سورج زمین سے اتنے فاصلے پر ہے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ روشنی کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل اور سورج کی روشنی ہم تک ۸ منٹ میں پہنچتی ہے اور اس طرح سورج صبح نکلنے سے ۸ منٹ ۲۰ سیکنڈ بعد دکھائی دیتا ہے اور شام کو غروب ہونے کے ۸ منٹ ۲۰ سیکنڈ تک دیکھائی دیتا رہتا ہے

سورج کا قطر ۸۶۴۴۲۰ میل ہے اس کا قطر زمین سے ۱۰۹ گنا زیادہ ہے۔ اس کے مرکزی حصے کا درجہ حرارت ۲۷،۰۰۶ سینٹی گریڈ اور باہر کے کناروں کا درجہ حرارت ۲۷،۴۰۰ سینٹی گریڈ ہے اسی لیے وہاں تمام مادہ گیسوں کی صورت میں رہ سکتا ہے۔

سورج کے اندر کون سا عمل جاری ہے؟

سورج میں بہت زیادہ درجہ حرارت اور دباؤ کے زیر اثر ایک عجیب ایٹمی عمل جاری ہے جس کی وجہ سے ہر وقت ہائیڈروجن گیس ہیلیم میں تبدیل ہو رہی ہے اس عمل سے بے شمار توانائی پیدا ہوتی رہتی ہے جو حرارت، روشنی، دھماکوں، اور دوسری قسم کی شعاعوں سے ظاہر ہو رہی ہے۔

Marfat.com

انتباہ

سورج کی اتنی لمبائی اور دوری کے باوجود اس کے ہر وقت ہر جگہ موجود ہونے کا انکار سوائے چمگادڑ کے کسی کو بھی نہیں اور یہ ہے بھی حقیقت کہ طلوع شمس کے بعد جہاں بھی کوئی ہو وہی کہے گا سورج یہ ہے اور وہ بیک وقت ہر ایک آدمی کا دعویٰ ہے کہ سورج اس کے سامنے حاضر موجود ہے۔ خواہ کوئی ہند میں ہے یا سندھ میں پنجاب میں ہے یا سرحد میں۔ عرب میں ہے یا عجم میں یہ ایسا مشاہدہ و معاینہ ہے جسے مخالف کو انکار ہو تو چمگادڑ بھی اس پر طعن و تشنیع کر کے اس سے بازی لے جائے گا۔ ہاں اسے اپنے پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق نہ صرف انکار بلکہ ماننے والے کو مشرک کہتا ہے۔ اس کا یہ انکار آج تو کام آ رہا ہے اپنی جماعت سے پیٹ کی آگ بجھا رہا ہے لیکن قیامت میں دوزخ کی آگ میں جا کر پچھتائے گا کہ کاش وہ سورج کا کمال مانتے ہوئے کائنات کے مہر تاباں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال بھی تسلیم کر لیتا۔ لیکن وہاں کا پچھتاوا کام نہ آئے گا۔

ستارے اور مسئلہ تیز رفتاری معراج

ان کہکشاں سے مراد "علم فلکیات جدید" میں ثوابت ستاروں کا عدسہ کی شکل کا نظام ہوتا ہے، جو زمین کے مرکز سے بہت دور واقع ہے۔ یہ ہمارا کہکشاں ہے۔ جس کا ایک جزو ہمارا نظام شمسی ہے، اور اس کی موٹائی یا بلندی ۲۷ ہزار نوری سال ہے یعنی ۲۰ ہزار کھرب میل اور چوڑائی تین لاکھ نوری سال ہے۔ پھر ہمارے اس کہکشاں کے علاوہ بھی اور بہت سے کہکشاں ہیں، جن میں سے بعض تک اب یورپ و امریکہ کی نو ایجاد عظیم دوربینوں کے ذریعہ رسائی ہو رہی ہے مثلاً کہکشاں سیدیم اینڈر دمیدہ" جو ہم سے آٹھ لاکھ ۵۰ ہزار نوری سال دور ہے اور روشنی کی رفتار

Marfat.com

ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ ہے۔ اس رفتار سے روشنی ایک سال یعنی ۳۶۵ دن میں جو فاصلہ طے کرتی ہے، اسے نوری سال کہتے ہیں (LIQHTEAR) نظامِ شمسی ہمارے کہکشاں کا نہایت حقیر جزو ہے اور اس نظام شمسی میں ہمارے سورج جیسے تقریباً ایک کھرب ثوابت (سیارے ہیں) جبکہ ہمارے سورج کا قطر ۸ لاکھ ۶۶ ہزار میل کا ہے اور اس میں روشنی اس قدر ہے جس قدر ۵۵۶۳ موم بتیاں ایک مربع فٹ میں جلانے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ ستاروں میں سے ہمارا سب سے چھوٹا ستارہ ہے اور وہ زمین سے نو کروڑ ۲۹ لاکھ میل دور ہے۔ ہماری زمین نظام شمسی کا ایک نہایت حقیر جزو ہے، کیونکہ زمین کا قطر خطِ استوار پر صرف ۷۹۲۷ میل کا ہے۔ سورج سے ہماری زمین تک روشنی ۸ منٹ میں پہنچتی ہے۔ جبکہ بعض ستارے ایسے بھی خدا کی مخلوق ہیں۔ جن کی روشنی زمین تک دو ہزار برس میں پہنچتی ہے۔ یعنی جو روشنی ان سے دو ہزار سال قبل چلی تھی وہ ہمیں اس وقت نظر آرہی ہے اس سے خدا کی خدائی کی وسعت اس کی مخلوقات کی کثرت وعظمت اور خلاق عوالم کی بے نہایت جبروت و بڑائی کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے، یورپ وامریکہ کے سائنس دانوں نے یہاں تک تحقیق کی ہے کہ بعض ستارے ایسے بھی ہیں کہ جن کی روشنی زمین تک کئی کروڑ برس میں پہنچتی ہے، اور ایک ستارے کی دریافت حال میں ہوئی ہے۔ جس کا فاصلہ زمین سے آٹھ سو مہا سنگ میل دور ہے ایسی باتوں سے ہمارے بہت سے مسلمانوں کو حیرت ہوگی اور بہت سے محض ان کو محض خیال آرائی سمجھیں گے مگر سوچنے کی بات ہے کہ قرآن مجید میں چاند، سورج، ستارے اور ملکوت السموٰت والارض اور کم از کم زمین کے خطوں میں ہی گھوم پھر کر اس کے عجائب وغرائب میں فکر و نظر دوڑا کر رب العالمین کے وجود و واحدانیت کا یقین حاصل کرنے کا حکم بار بار کس کو ملا تھا قرآن مجید ماننے والوں کو یا نہ ماننے والوں کو؟ اکبر الہ آبادی مرحوم نے کہا تھا ۔

Marfat.com

نئی میں اور پرانی روشنی میں فرق اتنا ہے
انہیں ساحل نہیں ملتا، ہمیں کشتی نہیں ملتی

(انوار الباری شرح البخاری از سید احمد رضا بجنوری دیوبندی تلمیذ مولوی انور کشمیری)

شب معراج میں عرش پر

حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ الیواقیت والجواہر میں فرماتے ہیں کہ

جس طرح اللہ تعالے نے اپنے استوا علی العرش کو اپنی مدح کا موجب قرار دیا۔ اسی طرح اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش پر لے جا کر حضور علیہ السلام کی عظمت شان کا اظہار فرمایا۔ فرماتے ہیں۔

حَیْثُ کَانَ الْعَرْشُ اَعْلیٰ مَقَامٍ یَنْتَھِیْ اِلَیْہِ مَنْ اُسْرِیَ بِہٖ مِنَ الرُّسُلِ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ وَھٰذَا یَدُلُّ عَلیٰ اَنَّ الْاِسْرَاءَ کَانَ بِجِسْمِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الخ

(الیواقیت والجواہر جلد ۲ صــ۳۷)

جبریل علیہ السّلام کا پیچھے رہ جانا

حضور علیہ السّلام نے فرمایا۔

ثُمَّ انْطَلَقَ بِیْ حَتّٰی انْتَھَیْتُ اِلَی الشَّجَرَۃِ نَغْشٰی سَحَابَۃً فِیْھَا مِنْ کُلِّ لَوْنٍ فَرَفَضَنِیْ جِبْرِیْلُ وَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِلّٰہِ تَعَالیٰ

فرمایا۔ پھر جبریل علیہ السّلام مجھے لے چلے یہاں تک کہ میں سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچا۔ بادل کی طرح اُسے کسی چیز نے ڈھانک لیا تھا۔ اس میں ہر قسم کے رنگ تھے۔ پھر جبریل علیہ السّلام نے مجھے چھوڑ دیا۔

Marfat.com

(تفسیر ابن کثیر جلد ۳ ص ۶)

اور میں اپنے رب کے لیے سجدہ کرتا ہوا گر پڑا۔

تفسیر نیشاپوری میں ہے۔

وَ ذَالِكَ اَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَخَلَّفَ عَنْهُ فِيْ مَقَامٍ لَوْ دَنَوْتُ اُنْمِلَةً لَاحْتَرَقْتُ۔

اور وہ یہ ہے کہ جبریل علیہ السّلام سے ایسی جگہ پیچھے رہ گئے جس کے متعلق انہوں نے کہا کہ اگر میں یہاں سے ایک انگلی کے ایک پورے کے برابر بھی آگے بڑھوں تو جل کر خاکستر ہو جاؤں۔

(تفسیر نیشاپوری برحاشیہ تفسیر ابن جریر پ ۲۷ ص ۳۲)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے عرش پر جلوہ گر ہونے میں اختلاف

پہلے عرض کر چکا ہوں کہ علماء امت اس بارہ میں مختلف ہیں کہ حضور علیہ السّلام کا منتہائے عروج کہاں تک ہوا۔ بعض کا قول ہے سدرۃ المنتہٰی، بعض نے کہا جنت الماویٰ، بعض نے عرش، بعض نے کہا فوق العرش، بعض کا قول وَرَاءَ فَوْقَ الْعَرْشِ اِلٰى طَرَفِ الْعَالَمِ جیسا کہ شرح عقائد نسفی، نبراس اور شرح فقہ اکبر وغیرہ کے حوالہ سے بیان ہو چکا ہے۔ اگرچہ بعض علماء نے عرش اور فوق العرش جانے تک کی احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ جیسا کہ زرقانی وغیرہ میں اس کی تصریح موجود ہے۔ بعض نے بالکل انکار کیا ہے لیکن محدث کبیر ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَرْتُ لَيْلَةً

معراج کی رات میں ایک شخص پر گذرا جو نورِ عرش میں

Marfat.com

اُسْرِیَ بِیْ بِرَجُلٍ مُغِیْبٍ	غائب تھا۔
فِیْ نُوْرِ الْعَرْشِ ۔	(زرقانی جلد ۶ صفحہ ۱۰۶)

نورِ عرش سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزرنا نورِ عرش سے آگے جانے کی دلیل ہے اور غالباً اسی روایت کی بنا پر امام قسطلانی شارح بخاری نے مواہب الدنیہ میں فرمایا۔

وَلَمَّا انْتَهٰی اِلَی	یعنی جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
الْعَرْشِ تَمَسَّكَ	عرش پر پہنچے تو عرش الٰہی نے
الْعَرْشُ بِاَذْيَالِهٖ ۔	حضور علیہ السلام کے مبارک دامن
(مواہب الدنیہ جلد دوم صفحہ ۳۴)	سے تمسک کیا۔ الخ

سدرۃ المنتہیٰ سے آگے جانا بھی حضور علیہ السلام کے عرش پر جلوہ گر ہونے کا مؤید ہے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت انس سے روایت کی کہ جب حضور علیہ السلام سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو سدرۃ المنتہیٰ کو بادل کی طرح کسی چیز نے ڈھانک لیا جس میں ہر قسم کے رنگ تھے پس جبریل علیہ السلام پیچھے رہ گئے۔ جبریل علیہ السلام کا پیچھے رہ جانا حضور علیہ السلام کا سدرہ سے گزر جانا اس امر کی تائید کرتا ہے کہ حضور علیہ السلام عرش الٰہی پر جلوہ گر ہوئے۔

علامہ سید محمود الوسی حنفی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سورۂ نجم کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نجم سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

قَالَ جَعْفَرُ الصَّادِقُ رَضِیَ	امام جعفر صادق علیہ السلام نے
اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ هُوَ النَّبِیُّ	فرمایا کہ نجم سے مراد نبی صلی اللہ علیہ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	وسلم ہیں۔ اور ھویٰ سے مراد
وَهُوِيُّهٗ نُزُوْلُهٗ مِنَ	معراج کی رات حضور کا اترنا ہے
السَّمَآءِ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ	اور اس تقدیر پہ جائز ہے کہ ھویٰ

Marfat.com

وَجُوِّزَ عَلٰی هٰذَا اَنْ يُّرَادَ بِهُوِيِّهٖ صُعُوْدُهٗ وَعُرُوْجُهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِلٰی مُنْقَطِعِ الْاَيْنِ۔

سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اوپر چڑھنا اور لامکان تک معراج کرنا مراد ہے۔
(تفسیر روح المعانی پ۲۷ ص۳۸)

بارگاہ اسماء وصفات

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِذَا مَرَّ عَلٰی حَضَرَاتِ الْاَسْمَاءِ الْاِلٰهِيَّةِ صَارَ مُتَخَلِّقًا بِصِفَاتِهَا فَاِذَا مَرَّ عَلَی الرَّحِيْمِ كَانَ رَحِيْمًا اَوْ عَلَی الْغَفُوْرِ كَانَ غَفُوْرًا اَوْ عَلَی الْحَلِيْمِ كَانَ حَلِيْمًا اَوْ عَلَی الشَّكُوْرِ كَانَ شَكُوْرًا اَوْ عَلَی الْجَوَّادِ كَانَ جَوَّادًا اَوْ كَذَا فَمَا يَرْجِعُ مِنْ ذَالِكَ اِلَّا وَهُوَ فِیْ غَايَةِ الْكَمَالِ
(الیواقیت والجواہر جلد۲ ص۳۶)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج اسماء الٰہیہ کی بارگاہوں سے گزرے تو ان اسماء کی صفات کے ساتھ متصف ہوتے گئے۔ جب الرَّحِیْم پر گزرے رحیم بن گئے اور الغفور، الکریم، الشکور، الجواد پر گزرے تو غفور، کریم، حلیم شکور اور جواد ہو گئے اور اسی طرح دیگر اسماء الٰہیہ کی بارگاہوں سے گزرتے گئے۔ اور وہ اسماء جن صفات سے متعلق ہیں ان صفات الٰہیہ سے متصف ہوتے گئے جب معراج سے واپس تشریف لائے تو انتہائے کمال کے حال میں تھے۔

رفرف

امام شعرانی فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے

Marfat.com

مقام پر پہنچے، جہاں جبریل علیہ السلام کا منتہی تھا۔ تو جبریل علیہ السلام ٹھہر گئے۔ ایک سبز رنگ کا تخت ظاہر ہوا جس کا نام رفرف ہے۔ اس کے ساتھ ایک فرشتہ تھا۔ جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رفرف والے فرشتہ کے سپرد کیا۔ حضور علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے ہمراہی کے لیے فرمایا۔ تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا۔

لَا اَقْدِرُ وَلَوْ خُطْوَۃً لَا اَخْتَرَقْتُ۔ حضور! میں آگے جانے پر قادر نہیں اگر ایک قدم آگے بڑھوں تو جل کر خاک ہو جاؤں۔

حضور علیہ السلام رفرف پر رونق افروز ہوئے۔ بالآخر رفرف اور اس پر مقرر کردہ فرشتہ بھی ایک مقام پر رہ گیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نور میں داخل کر دیا گیا۔ اور حضور علیہ السلام بالکل تن تنہا رہ گئے۔ کوئی حضور علیہ السلام کے ساتھ نہ تھا اللہ تعالیٰ کی خصوصی معیت کے سوا

نقلی دلائل مسلمان کہلانے والے فرقے معراج جسمانی کے منکر ہیں ان کو سوچنا چاہیئے کہ قرآن مجید میں نص قطعی کے ساتھ ساتھ اس حدیث کے راوی اس قدر ہیں کہ ان کی روایت پر شک کرنے والا مسلمان نہیں ہو سکتا۔ مختصراً خاکہ ملاحظہ ہو۔

حدیث انس بن مالک رضی اللہ عنہ

ا۔ صحیح بخاری و ابن جریر	بطریق شریک بن عبداللہ عن انس	د۔ ابن ابی حاتم جریر و ابن مردویہ	بطریق دیگر از یزید بن مالک بطریق عبدالرحمٰن بن ہاشم عن انس
ب۔ صحیح مسلم	بطریق ثابت عن انس	ترمذی، بیہقی و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن مردویہ و ابونعیم	بطریق قتادہ عن انس
ج۔ نسائی و ابن ماجہ	بطریق یزید بن مالک عن انس	ر۔ ابوداؤد و احمد	بطریق عبدالرحمٰن بن جبیر عن انس

Marfat.com

ح۔ ابن مردویہ	بطریق قتادہ وسلیمان التیمی وعلی بن زید عن انس
ط۔ ابن سعد۔ سعید بن منصور۔ بزار۔ بیہقی۔ ابن عساکر۔	عن ابی عمران الجونی عن انس

(۲) حدیث جابر بن عبد اللہ صحابی بن صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ا۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم	عن جابر

(۳) حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما

ا۔ صحیحین	من طریق قتادہ عن ابی العالیہ عن ابن عباس
ب۔ صحیح مسلم	ایضاً عن ابن عباس رض
ج۔ احمد، ابونعیم۔ ابن مردویہ بسند صحیح	من طریق قابوس عن ابن عباس
د۔ احمد۔ ابویعلیٰ۔ ابونعیم ابن مردویہ	من طریق عکرمہ عن ابن عباس
ہ۔ احمد۔ نسائی۔ بزار طبرانی۔ بیہقی۔ ابن مردویہ	من طریق سعید بن جبیر عن ابن عباس
و۔ ابن مردویہ	من طریق شہر بن حوشب عن ابن عباس

(۴) حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ

ا۔ صحیح بخاری	من طریق علقمہ عن ابن مسعود
ب۔ صحیح مسلم	من طریق مرۃ الہمدانی عن ابن مسعود رض
ج۔ صحیح مسلم و بیہقی وابونعیم	من طریق زر عن ابن مسعود
د۔ احمد۔ ابن ماجہ۔ سعید بن منصور وحاکم صحیحہ	من طریق موثر بن غفار عن ابن مسعود
ہ۔ ترمذی وحسنہ وابن مردویہ	من طریق عبدالرحمٰن عن ابن مسعود
و۔ بزار۔ ابویعلیٰ۔ حارث بن ابی اسامہ۔ طبرانی ابونعیم۔ ابن عساکر	من طریق عاصمہ عن ابن مسعود

(۵) حدیث مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ

ا۔ صحیح بخاری ومسلم واحمد	من طریق قتادہ عن انس ان مالک حدثہ

(۶) حدیث ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ا۔ صحیحین	من طریق الزہری عن انس قال کان ابوذر یحدث بسندہ عن ابی ذر

Marfat.com

(۷) حدیث ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ

ا۔ صحیح مسلم و احمد و ابن مردویہ	من طریق ابی سلمہ
ب۔ احمد۔ ابن ماجہ۔ ابن ابی حاتم۔ ابن مردویہ	من طریق ابی الصلت
ج۔ ابن جریر۔ ابن ابی حاتم ابن مردویہ۔ بزار۔ ابو یعلیٰ۔ بیہقی۔	من طریق ابی العالیہ عن ابی ہریرہ
د۔ ابن مردویہ	من طریق سلیمان التیمی
ہ۔ سعید بن منصور۔ ابن سعد طبرانی (اوسط) ابن مردویہ	عن ابی وہب مولیٰ ابی ہریرہ

(۸) حدیث حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ

ا۔ ابن ابی شیبہ۔ ترمذی۔ حاکم وصححاہ۔ نسائی و ابن جریر و ابن مردویہ۔ بیہقی	عن حذیفہ

۹۔ حدیث سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ

الف۔ ابن مردویہ	عن سمرہ

(۱۰) حدیث سہل بن سعد رضی اللہ عنہ

الف۔ ابن عساکر	عن سہل بن سعد

(۱۱) حدیث شداد بن اوس رضی اللہ عنہ

الف۔ ابن ابی حاتم بیہقی وصححہ۔ بزار۔ طبرانی ابن مردویہ	عن شداد

(۱۲) حدیث صہیب رضی اللہ عنہ

الف۔ طبرانی۔ ابن مردویہ	عن صہیب بن سنان

(۱۳) حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما

الف۔ ابوداؤد۔ طبرانی (اوسط)۔ بیہقی	عن ابن عمر

(۱۴) حدیث ابن عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ

الف۔ ابن مردویہ	عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ

Marfat.com

(۱۵) حدیث عبداللہ بن اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ صحابی بن صحابی

الف۔ بزار۔ ابن قانع۔ ابن عدی۔ بغوی ابن عساکر۔	عن عبداللہ بن اسعد

(۱۶) حدیث ابو ایوب رضی اللہ عنہ

الف۔ ابن ابی حاتم۔ ابن مردویہ	عن ابی ایوب

(۱۷) حدیث ابی حیہ رضی اللہ عنہ

الف۔ طبرانی۔ ابن قانع۔ ابن مردویہ۔	عن ابی العمراء

(۱۸) حدیث ابی العمراء رضی اللہ عنہ

الف۔ طبرانی۔ ابن قانع ابن مردویہ	عن ابی العمراء

(۱۹) حدیث ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ

الف۔ ابن جریر۔ ابن المنذر ابن ابی حاتم۔ ابنِ مردویہ بیہقی۔ ابن عساکر	من طریق ابی ہارون العبدی
ب۔ ابنِ مردویہ	من طریق ابی نضرۃ عن ابی سعید
ج۔ ابن مردویہ من وجہ	عن ابی نضرۃ
د۔ " " " "	من طریق نقمہ عن ابی سعید

(۲۰) حدیث ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ

الف۔ طبرانی (اوسط) ابن مردویہ	من طریق محمد بن عبدالرحمٰن

(۲۱) حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

الف۔ ابن مردویہ۔ حاکم وصححہ۔ بیہقی	من طریق زہری عن عروہ

(۲۲) حدیث اسماء بنت الصدیق رضی اللہ عنہ

(۲۳) حدیث امّ ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا

Marfat.com

۱۔ ابن اسحاق۔ ابن جریر	عن الکلبی عن ابی صالح عن ام ہانی

(۲۴) حدیث عمر فاروق رضی اللہ عنہ

الف۔ احمد	عن عبید بن آدم عن امیر المومنین عمر
ب۔ ابن مردویہ	من طریق مغیرہ بن عبد الرحمن

(۲۵) حدیث ابی سفیان اموی

الف۔ ابو نعیم عن محمد بن کعب القرنعی	عن ابی سفیان بطریق ایما (موقوف)

(۲۶) حدیث امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ

الف۔ طبرانی	من طریق الحسین عن ابیہ
ب۔ ابو نعیم	من طریق محمد بن الحنفیہ
ج۔ ابن مردویہ	من طریق زید بن علی بن ابائہ عن علی۔

(۲۷) حدیث عبد الرحمن بن قرط الثمالی رضی اللہ عنہ

الف۔ سعید بن منصور طبرانی۔ ابن مردویہ۔ ابو نعیم (فی المعرفہ)	عبد الرحمن بن قرط

(۲۸) حدیث بریدہ رضی اللہ عنہ

الف۔ ترمذی حاکم صیححہ، د ابو نعیم۔ ابن مردویہ۔ بزار	عن بریدہ رضی اللہ عنہ

صحابہ رضوان اللہ علیہم جس قدر راویان حدیث ہیں، ان میں مکی مہاجر بھی ہیں اور مدنی انصار بھی۔ واقعہ معراج مکہ معظمہ میں ہوا، لیکن یہ خیال غلط ہے کہ انصار اصحاب نے بعد میں جو کچھ بیان کیا، وہ مہاجرین سے سنا ہوا تھا۔

اوّل تو راوی صحابہ کی خود صراحت کہ انہوں نے حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا۔ اس بارے میں کافی دلیل ہے۔

Marfat.com

دوم، یہ قدرتی امر ہے کہ جب انصار کبار نے معراج کے متعلق اپنے مہاجر بھائیوں سے کچھ سُنا تو شوق و ذوق کا تقاضا یہی ہونا چاہیئے تھا کہ وہ خود سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سننے کی درخواست کرتے کیونکہ محدثین میں ہمیشہ علو اسناد حاصل کرنے کا شوق پایا گیا ہے۔ یہ صرف قیاس ہی نہیں۔ روایات میں صراحتہً اس کی بابت الفاظ موجود ہیں۔ حدیث شدّاد بن اوس رضی اللہ عنہ میں ہے۔ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ اُسْرِیَ بِکَ لفظ قُلْنَا پر غور کرنا چاہیئے کہ یہ درخواست ایک مجمع صحابہ کی طرف سے تھی۔

صحیحین کی روایت مالک بن صعصعہ میں ہے۔ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدَّثَھُمْ۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے حدیث بیان فرمائی۔ لہٰذا معراج کی احادیث مرفوعہ خواہ ان کے راوی مہاجرین ہیں یا انصار سب کی سب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوئی ہیں۔

بعض صحابہ مثلاً ابن عباس اور انس رضی اللہ عنہم ایسے بھی ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہ راست روایت کی ہے اور بالواسطہ کسی دوسرے صحابی سے بھی۔ ان کی طرف سے ہر دو گونہ روایات ہیں یہ امر اور بھی موجب اطمینان ہے کہ صحیحین کی احادیث واقعہ معراج کے متعلق زیادہ مکمل اور زیادہ مفصل ہیں۔

(رحمۃ للعلمین حصہ سوم)

Marfat.com

۲۔ قصرِ دنیٰ کے راز میں عقلیں تو گم ہیں جیسی ہیں
روحِ قدس سے پوچھئے تم نے کچھ سنا کہ یوں

حل لغات: قصر (عربی۔ مذکر) محل (دنیٰ) مقام دنیٰ فتدلّٰی (روح قدس) (عربی مذکر) حضرت جبریل علیہ السّلام کا لقب۔

۲۔ شرح: دنیٰ فتدلّٰی کے محل کے راز میں عقلیں سب کی گم ہیں بے خبر ہیں خواہ وہ ملکوت کے فرشتے ہوں یا حضرات انبیاء علیہم السّلام ہاں حضرت جبریل علیہ السّلام سے پوچھتے ہیں کہ حضرت آپ کو کچھ معلوم ہے یا آپ بھی ہماری طرح ہیں۔

(دنیٰ فتدلّٰی) اس کی تفسیر میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں امام احمد رضا قدس سرہٗ کی مراد یہ ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت حق کے قرب سے مشرّف ہوئے۔ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے قرب کی نعمت سے نوازا اور یہی صحیح تر ہے۔ یہی قول سیّدنا ابن عباس و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے ایک اور قول ہے کہ یہاں قرب سے جبریل علیہ السّلام کا قرب مراد ہے۔ یہ قول سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے متبعین کا ہے لیکن یہ قول ناقابلِ قبول ہے اس لیے کہ جمہور کے خلاف ہے۔

علمی کمال احمد رضا قدس سرہٗ: اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہٗ کے علم کی داد دینی چاہیے کہ قول اوّل مع دلیل کو مصرعہ اوّل میں اور قول ثانی کو مع تردید مصرعہ ثانی میں ایسے شاندار طریقہ سے بیان فرمایا کہ عاشقِ مصطفےٰ کو تو انکار کی گنجائش ہی نہیں دوسرا ل

Marfat.com

کے ہم ذمہ دار نہیں۔

مذہب حق کی تائید قرآنی آیات

آیات ذیل سے واضح طور ثابت ہوتا ہے حق وصواب قول اول ہے۔

النَّجْمِ اِذَا هَوٰی ہ مَا ضَلَّ
صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی ہ
وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی ہ
اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ہ
عَلَّمَهٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ہ
ذُوْ مِرَّةٍ فَاسْتَوٰی ہ وَهُوَ
بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی ہ
ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی ہ فَکَانَ
قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ہ
فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰی ہ
مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ہ
اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی ہ
وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی ہ
عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی ہ
عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی ہ
اِذْ یَغْشَی السِّدْرَةَ مَا یَغْشٰی ہ
مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی ہ
لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهٖ

پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب
یہ معراج سے اُترے۔ تمہارے صاحب نہ
بہکے نہ بے راہ چلے۔ اور وہ کوئی بات
اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ وہ تو نہیں
مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ انہیں سکھایا
سخت قوتوں والے طاقتور نے۔
پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمان
بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا۔
پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا۔ پھر خوب
اُتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں
دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی
کم۔ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو
جو وحی فرمائی۔ دل نے جھوٹ نہ کہا
جو دیکھا تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے
ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انہوں نے
وہ جلوہ دو بار دیکھا۔ سدرۃ المنتہیٰ
کے پاس جنت الماویٰ ہے جب سدرہ
پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ آنکھ نہ کسی طرف

Marfat.com

الْکُبْرٰی ۞ پھری نہ حد سے بڑھی بیشک اپنے رب
(سورہ نجم آیت ۱تا ۱۸ پ۲۷) کی بہت بڑی نشانیاں ہیں۔

فائدہ ان آیات میں ضمائر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتے ہیں اگر جبریل علیہ السلام مراد ہوں تو بعض ضمائر ان کی طرف لوٹانا بالکل ناموزوں ہے مثلاً "فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی" بخلاف اس کے کہ اللہ تعالیٰ مراد ہو تو اگرچہ بعض مقامات پر ناموزونیت محسوس ہوتی ہے لیکن تاویل صحیح سے مطلب صحیح ہو سکتا ہے۔ مثلاً عَلَّمَہٗ شَدِیْدُ الْقُوٰی ذُوْمِرَّۃٍ میں جبریل علیہ السّلام مراد ہو سکتے ہیں۔ لیکن حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ شَدِیْدُ الْقُوٰی ذُوْمِرَّۃٍ سے اللہ تعالیٰ ہے اس نے اپنی ذات کو اس وصف کے ساتھ ذکر فرمایا معنی یہ ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بلاواسطہ تعلیم فرمائی (روح البیان)

فَاسْتَوٰی اس سے بھی حضرت جبریل علیہ السّلام مراد لی جا سکتی ہے۔ لیکن حضرت امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ردّ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت جبریل کو دیکھنا صحیح تو ہے اور حدیث سے ثابت ہے لیکن یہ حدیث میں نہیں ہے کہ اس آیت میں حضرت جبریل علیہ السّلام کو دیکھنا مراد ہے بلکہ ظاہر تفسیر میں یہ ہے کہ مراد فَاسْتَوٰی سے حضور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکان عالی اور منزلت رفیعہ میں استوٰی فرمانا ہے۔ (تفسیر کبیر)

تفسیر روح البیان میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے افق اعلیٰ یعنی آسمانوں کے اوپر استوٰی فرمایا اور حضرت جبریل علیہ السلام سدرۃ المنتہٰی پر رک گئے آگے نہ بڑھ سکے انہوں نے کہا کہ میں ذرا بھی آگے بڑھوں تو تجلیات جلال مجھے جلا ڈالیں اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اور مستوائے عرش سے بھی گزر گئے۔ اور حضرت مترجم قدس سرہٗ کا ترجمہ اس طرف مشیر ہے کہ استوا کی اسناد حضرت ربّ العزّت

Marfat.com

عزّ وعلا کی طرف ہے۔ اور یہی قول حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا ہے۔ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی اس آیت سے بھی جبریل علیہ السلام مراد ہو سکتے ہیں لیکن امام رازی فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ حال سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہے کہ آپ افق اعلیٰ یعنی فوق سمٰوٰت تھے جس طرح کہنے والا کہتا ہے کہ میں نے چھت پر چاند دیکھا پہاڑ پہ چاند دیکھا اس کے یہ معنیٰ نہیں ہوتے کہ چاند چھت پر یا پہاڑ پر تھا اسی طرح یہاں یہ معنیٰ ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فوق سمٰوٰت پر پہنچے تو تجلّیٔ ربّانی آپ کی طرف متوجہ ہوئی۔

انتباہ حضرت ام المومنین کا انکار رویۃ باری تعالیٰ صرف شب معراج کے متعلق نہ کہ مطلق رویت یا رُویۃ فی الجنۃ۔ معتزلہ اس اختلاف کو اپنے مذہب کی تائید میں پیش کرتے تھے۔ یہ ان کی جہالت کا واضح ثبوت ہے۔

اَیْنَ جِبْرِیْلُ
کہاں جبریل اور کہاں
حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے دور کے بعض فرقے اب بھی اسی بھول میں ہیں کہ حضور علیہ السلام نے شبِ معراج ، اللہ تعالیٰ کو نہیں صرف جبریل علیہ السلام کو دیکھا وہ لوگ بھول میں ہیں۔

حضرت جبریل علیہ السلام تو سدرۃ المنتہیٰ پہ ٹھہر گئے اور عرض کی آگے میں نہیں چل سکتا۔

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنّیْ هٰذَا الْمَقَامُ يَتْرُكُ الْخَلِيْلُ خَلِيْلَهٗ — کیا ایسے مقام پہ دوست دوست کو چھوڑ سکتا ہے۔

حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی

لَوْ تَجَاوَزْتُ لَاحْتَرَقْتُ بِالنُّوْرِ — اگر میں اس سے آگے بڑھوں تو نورِ الٰہی کے جلووں سے جل جاؤں۔

Marfat.com

ایک اور روایت میں ہے۔

لَوْ دَنَوْتُ اَنْمِلَةً اگر میں انگلی کے برابر اوپر جاؤں

لَاحْتَرَقْتُ تو جل جاؤں۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ؎

چنان گرم در تیہ قربت براند
کہ در سدرہ جبریل ازو بازماند
بدو گفت سالار بیت الحرام
کہ اے حامل وحی برتر خرام
چون در دوستی مخلصم یافتی
عنانم زصحبت چرا تافتی
بگفتا فرا تر مجالم نماند
بماندم کہ نیروی بالم نماند
اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

ترجمہ: قربت کے جنگل میں ایسے تیز تر تشریف لے گئے کہ جبریل علیہ السلام عاجز رہ گئے۔ انہیں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے وحی لانے والے! اوپر چلئے کیونکہ دوستی میں مجھے تو نے مخلص پایا ہے تو پھر میری رفاقت سے کیوں گریز کر رہا ہے عرض کی اگر ایک بال کے برابر بھی اوپر اڑوں تو تجلی مجھے جلا کر راکھ بنا دے۔

جبرائیل علیہ السلام کا داتا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم | بلکہ جبریل علیہ السلام نے سدرہ پہ ٹھہر

Marfat.com

کر اپنی مرادیں پیش کرنے لگے چنانچہ مروی ہے کر

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سدرۃ المنتہے پر پہنچ کر فرمایا۔

يَا جِبْرِيْلُ هَلْ لَكَ حَاجَةٌ اِلٰى رَبِّكَ — اے جبریل علیہ السلام! کوئی ضرورت ہو تو بتائیے۔

جبریل علیہ السلام نے عرض کی۔

يَا مُحَمَّدُ سَلِ اللّٰهَ لِيْ اَنْ اَبْسُطَ جَنَاحِيْ عَلَى الصِّرَاطِ لِاُمَّتِكَ حَتّٰى يَجُوْزُوْا عَلَيْهِ۔ — یا محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم! اللہ سے میرے لیے سوال کیجئے کر قیامت میں مجھے اپنے پر بچھانے دے جس پر آپ کی امت کا گزر ہو۔

(الیواقیت والجواہر ج۲ ص۲۷)

(روح البیان پ۱۵ آیت اسراء)

زیارت بلا حجاب کی روایات

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد مجھے نور میں ڈھانپ لیا گیا جس کے ستر ہزار حجابات تھے ہر ایک حجاب کی ضخامت پانچ سو سال کی مسافت تھی۔ اس کے بعد مجھے ملائکہ کے نام و نشانات بھی نظر نہیں آتے تھے جس پر مجھے وحشت سی ہوئی۔

حضرت ابوبکر کی آواز

ان حجابات سے مجھے آوازیں سنائی دیتی تھیں کہ

قِفْ يَا مُحَمَّدُ فَاِنَّ رَبَّكَ يُصَلِّيْ۔ — یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ٹھہریئے تمہارا رب صلوٰۃ پڑھ رہا ہے۔

یعنی سبحانی سبحانی فرما رہا ہے آواز آتی تھی۔

سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ عَلٰى غَضَبِيْ — میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے

Marfat.com

ادن منی کی آواز وہاں میں نے سنا کہ مجھے کہا جا رہا تھا۔

اُدْنُ مِنِّیْ یَا خَیْرَ الْبَرِیَّۃِ — یا خیر البریہ! یا احمد! یا

اُدْنُ یَا اَحْمَدُ اُدْنُ یَا — محمد! صلی اللہ علیک وسلم قریب آجاؤ۔

مُحَمَّدُ (صلی اللہ علیک وسلم)

قاب قوسین اس کے بعد مجھے میرے رب تعالے نے اپنے قریب تر کر دیا۔ چنانچہ فرمایا۔

ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ — پھر وہ قریب ہوئے ایسے

قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی — جیسے قاب قوسین۔

اعجوبہ مروی ہے کہ ساتویں آسمان سے سدرۃ المنتہیٰ تک حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جبریل علیہ السلام کے پروں پر سوار ہو کر تشریف لے گئے۔

فائدہ رفرف ایک بہت بڑا بچھونا ہے حضرت شیخ عبدالوہاب امام شعرانی قدس سرہٗ نے فرمایا، وہ ایک کجاوے کی شکل میں ہے۔

ثنائے حق بر نبی حق صلے اللہ علیہ وسلم مروی ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جبریل علیہ السلام نے عرض کی، آپ کی مدح و ثنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسے سنئے اور اس کی اطاعت کیجئے اور ان کے کلام فیض ترجمان سے گھبرانا نہیں۔

تَشَہُّد اس کے بعد حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ — عبادات قولیہ، بدنیہ اور مالیہ

Marfat.com

وَالطَّیِّبَاتُ۔ — اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ — یا نبی علیہ السلام آپ پر اللہ تعالیٰ کے سلام اور رحمت و برکات ہوں۔

حضور علیہ السلام نے اپنی تمام امت کو اپنے ساتھ ملایا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ — ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر سلام ہو۔

جبریل علیہ السلام نے کہا

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ — میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پیارے بندے اور محبوب رسول ہیں۔

سفرِ عرشی

بعض بزرگوں نے فرمایا کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے راستے کھولے گئے تو آسمان بدستور متحرک بھی رہا اور اس سے عبور بھی فرمایا جیسے ہوا اور پانی چلنے والا چلے تو راستہ خود بخود کھلتا جاتا ہے۔ اسی طریق سے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ کر رفرف پر بیٹھے اور اس کے ذریعے تمام عوالم انوار کو طے فرمایا یہاں تک کہ آپ عرشِ معلےٰ پر پہنچے یعنے اس اعلےٰ مقام پر جسے اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ تمام سفر جسم مبارک سے طے فرمایا۔

Marfat.com

فائدہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم جب عالمِ خلق اور عالمِ تدبیر سے گزرے تو آپ کا کوئی ساتھی نہ تھا اسی لیے آپ کو وحشت ہوئی۔ تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آواز میں ندا دی گئی۔

قِفْ یَا مُحَمَّدُ اَنَّ رَبَّكَ يُصَلِّیْ ٹھہریئے آپ کا رب صلوٰۃ پڑھ رہا ہے۔

یہاں پر آپ ٹھہرے۔ سکون پا کر پڑھا۔

هُوَ الَّذِیْ يُصَلِّیْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ الخ وہ اللہ اور اس کے فرشتے تم پر رحمت بھیجتے ہیں تاکہ تمہیں ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لے جائیں

فائدہ اسی طرح احبار و اصدقاء آپس میں گفتگو کرتے ہیں۔ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم عالمِ ظواہر سے نکل کر عالمِ معنوی میں یہیں سے قدم رکھ رہے تھے یعنی اس مقام بحر الاشارات والمعانی میں غوطہ زن ہوئے اسی سے اسرائے بسیط کا آغاز ہوا۔

رفرف کا مقام ختم یہاں سے مقاماتِ مشاہدہ کا آغاز ہوا جسے بصرِ جسمانی سے نہیں بلکہ روحانی بصیرت سے دیکھا جاتا ہے اسی لئے رفرف کی ضرورت نہ تھی اسی لیے رفرف کو چھوڑ دیا اور جسمانی طور پر مشاہدہ ترک کر دیا۔ اب نہ اَیْنَ رہا نہ کَیْفَ نہ این نہ آن نہ زمان نہ مکان نہ دایاں نہ بایاں۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں حجابِ عزت کے ورا پہنچا وہ ایسے پردے تھے کہ جنہیں اٹھایا جا سکتا تھا۔ جس ترکیب کو عرشِ الٰہی پر چھوڑا وہاں سے واپس لوٹا چنانچہ مذکورہ بالا ترتیب کو قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے۔

Marfat.com

دَنیٰ یہ عروج و وصول کی طرف۔ فَتَدَلّٰی میں نزول و رجوع کی طرف اشارہ ہے۔ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ۔ یہ بمنزلہ نتیجہ کے ہے اور مرتبۂ ذات واحدیہ یعنے عالم صفات جس کا اشارہ اَللّٰہُ الصَّمَدُ میں ہے کے وصول کی طرف اَوْ اَدْنیٰ مرتبہ ذات احدیہ یعنے عالم ذات جس کا اشارہ اَللّٰہُ اَحَدٌ میں ہے کی طرح اشارہ ہے اس سے ثابت ہوا کہ معراج صعوداً بھی تھا اور نزولاً بھی، اور یہ ہر دونوں الروح مع الجسد ہوا اور نہ عالم ملک و ملکوت ہر دونوں وجود انسانی میں موجود ہیں اور حضرت انسان کو جو تجلّی بھی نصیب ہوتی ہے وہ داخل سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ خارج سے۔

اسرار و رموز کی باتیں

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

سَاَلَنِیْ رَبِّیْ فَلَمْ اَسْتَطِعْ	میرے ربّ نے مجھ سے پوچھا
اَنْ لَّا اُجِیْبَہٗ فَوَضَعَ	تو میں جواب نہ دے سکا پھر اس نے اپنا
یَدَہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ لَا تَکْیِیْفُ	مبارک ہاتھ رکھا میرے دونوں کاندھوں
وَلَا تَحْدِیْدُ۔	کے درمیان جسے نہ کیف سے تعبیر کر
	سکتے ہیں نہ حد سے۔

یعنے اللہ تعالیٰ نے میرے کاندھوں کے درمیان ہاتھ رکھا، اس سے ہاتھ مراد نہیں بلکہ اس کی قدرت کاملہ مراد ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہاتھوں سے پاک اور منزہ ہے۔

فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا فَاَوْرَثَنِیْ	میں نے اس کی ٹھنڈک محسوس کی
عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ	اس کی برکت سے مجھے اولین و آخرین
وَعَلَّمَنِیْ عُلُوْمًا شَتّٰی نَعْلَمَ	کے علوم کا وارث بنایا اور مختلف
اَخَذَ۔	علوم سکھائے۔

Marfat.com

عَلٰی کِتْمَانِہٖ اِذْ عَلِمَ اَنَّہٗ لَا یَقْدِرُ عَلٰی حَمْلِہٖ غَیْرِیْ وَعِلْمٍ خَیَّرَنِیْ فِیْہِ وَعِلْمٍ اَمَرَنِیْ بِتَبْلِیْغِہٖ اِلَی الْعَامِ وَالْخَاصِ مِنْ اُمَّتِیْ۔

(۱) وہ علم جس پر مجھے مخفی رکھنے کا وعدہ لیا جب کہ اسے معلوم ہے کہ میرے سوا کوئی اس کا حامل نہیں ہو سکتا۔
(۲) وہ جس کی مجھے اجازت بخشی کہ میں چاہوں تو بتاؤں یا نہ بتاؤں۔
(۳) امت کے ہر عام و خاص تک پہنچانے کا امر فرمایا۔

حدیث مذکورہ میں عام وخاص جن وانسان مراد ہیں۔ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ علوم شتی سے یہی تینوں علوم مراد ہیں جیسا کہ فامہ سے بھی واضح ہوتا ہے۔

انتباہ

منکرین کمالات مصطفٰے امرے سے اس تقسیم مذکورہ کے قائل نہیں اگرچہ یہی روایت متعدد محدثین و مفسرین نے سند کے ساتھ بیان کی ہے اور اصول حدیث کے مطابق یہ معناً صحیح تر ہے۔ اگر کچھ قائل ہوتے ہیں تو صرف اتنا کہ اس سے صرف علوم شرعیہ مراد ہیں اور ان کے نزدیک اولین و آخرین سے یہی علوم شرعیہ مراد ہیں۔ صاحب روح البیان ان ہر دونوں فرقوں کی تردید کرتے ہیں۔

وَھِیَ زَائِدُ عُلُوْمِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔

وہ علوم اولین و آخرین کے علاوہ دیگر کوئی اور علوم ہیں۔

یعنے علوم اولین و آخرین اور ہیں اور حدیث شریف میں جو تین علوم مذکور ہیں ان سے کوئی دیگر علوم مراد ہیں۔ خود صاحب روح البیان نے بیان فرمائی کہ۔

فَالْعِلْمُ الْاَوَّلُ مِنْ بَابِ الْحَقِیْقَۃِ الصِّرْفَۃِ وَالثَّانِیْ مِنْ بَابِ الْمَعْرِفَۃِ وَالثَّالِثُ

پہلا علم باب حقیقت خالصہ سے ہے دوسرا معرفت۔ تیسرا شریعت۔

Marfat.com

مِنْ بَابِ الْبَشَرِيَّۃِ (روح البیان تحت آیہ اسراء ج ۵ ص ۱۲۲ مطبوعہ استنبول ترکی)

امام نووی نے لکھا کہ

حضور علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کو سر کی مبارک آنکھوں سے دیکھا

اَلرَّاجِحُ عِنْدَ اَکْثَرِ الْعُلَمَاءِ اَنَّہٗ رَاٰی رَبَّہٗ یَعْنِیْ رَأْسَہٗ ؎

اکثر علماء کے نزدیک راجح یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے اپنے رب تعالیٰ کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔

صاحب روح البیان اپنی تحقیق لکھتے ہیں کہ

یَقُوْلُ الْفَقِیْرُ یَعْنِیْ بِرَأْسِہٖ وَرُوْحِہٖ فِیْ صُوْرَتِہِ الْجِسْمِ بِاَنَّ کُلَّ جُزْءٍ مِنْہُ سَمْعًا وَّ اتَّحَدَ الْبَصَرُ وَالْبَصِیْرَۃُ فَھِیَ رُؤْیَۃٌ بِھِمَا مَعًا مِنْ غَیْرِ تَکْیِیْفٍ فَافْھَمْ فَاِنَّہٗ جُمْلَۃٌ مَا یَنْفَصِلُ۔

فقیر (اسماعیل حقی) کے نزدیک اس سر اور روح سے دیکھا جو حضور علیہ السلام کے جسم اقدس میں ہے اس لئے کہ آپ کے جسم کا ہر جز سمع تھا آپ کی بصر و بصیرت ایک تھی اسی لیے بلا کیف آپ نے ہر دونوں (بصر و بصیرت) سے دیکھا۔

سوال:۔ باب الرویۃ یعنے دیدار الٰہی کے متعلق حضور علیہ السلام اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے مابین کیا فرق ہے جب کہ تم نے پہلے لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام اپنے سے انسلاخ کلی یعنے فناء کے بعد اللہ تعالےٰ کا مشاہدہ فرمایا اسی

؎ : روح البیان جلد ۵ صفحہ ۱۲۲

Marfat.com

طرح دیگر انبیا علیہم السلام بھی انسلاخ کلی سے مشاہدہ کرتے ہیں پھر فرق کیا رہا۔ حالانکہ حضور سید الانبیاء علیہم السّلام کا شان بلند و بالا ہونا لازمی ہے بالخصوص شبِ معراج کے بارے ہیں۔

جواب :۔ انسلاخ یعنے فنا کلی میں دیدار صرف بصیرت سے ہوتا ہے۔ اور ہماری مراد حضور علیہ السّلام کے لیے انسلاخ کلی سے یہ ہے کہ آپ نے دیدار صرف بصیرت سے نہیں بلکہ انسلاخ کلی سے جس طرح بصیرت سے دیدار کیا ایسے ہی سر مبارک کی آنکھوں سے بھی اور یہی امتیاز ہے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیا علیہم السّلام کے مابین۔

مسئلہ جنّت میں دیدار الٰہی ملائکہ کو ہوگا یا نہ، بعض علماء ملائکہ کے لیے دیدار الٰہی کے قائل ہیں اور بعض منکر ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ صرف جبریل علیہ السّلام کو نصیب ہوگا وہ بھی صرف ایک بار۔

اس مسئلہ کی تحقیق و تفصیل کے لیے فقیر کا رسالہ "بشارۃ المؤمنین فی زیارۃ المهیمن" ملاحظہ فرمائیے۔

Marfat.com

۳۔ میں نے کہا جلوۂ اصل میں کس طرح گمیں
صبح نے نورِ مہر میں مٹ کے دکھا دیا کہ یوں

حل لغات گُمیں (بضم کاف فارسی از گمنا بمعنی گم ہو۔ کھو یا جانا۔ مہر (فارسی مؤنث) بمعنے سورج مِٹ کے دکھا دیا (مٹنا مصدر) بے نشان ہو کے دیا۔

۳۔ شرح یہ ایک سوال مقدر کا جواب ہے۔ سوال یہ ہے کہ شبِ معراج حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دیدارِ الٰہی سے مشرف ہوئے تسلیم کر لیا اور کیسے اور کس طرح کہنے کی بھی گنجائش نہیں لیکن کچھ افہام و تفہیم کے طور تو بتائیے امام احمد رضا قدس سرہٗ نے آسان طریقہ سے سمجھا دیا کہ مثلاً صبح صادق کا اُجالا ہم سب دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ پھر سورج چمکا تو وہ اُجالا سورج کے نور (جو اس کا اصل ہے) میں گم ہو گیا تو بلا تمثیل سمجھ لیجئے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم تجلیات حق تعالیٰ میں یونہی گُم ہوئے جیسے صبح نے نورِ مہر میں مٹ کے دکھا دیا کہ یوں:

Marfat.com

ہائے رے ذوقِ بے خودی جو سنبھلنے سا لگا
۴۔ چھک کے مہک میں پھول کی گرنے لگی کہ یوں صبا

حل لغات ہائے رے (اردو) کلمۂ افسوس وکلمۂ تحسین۔ سنبھلنا۔ رُکنا گرنے سے بچنا۔ خبردار ہونا۔ چھک۔ سیر۔ بدمست نشہ میں چُور۔ مہک۔ خوشبو۔

۴۔ شرح یہ سابقہ مضمون کی تائید اور سوال کے جواب کی دوسری مثال ہے۔ ذوق بے خودی میں کچھ نہیں جا سکتا ہاں کچھ دل سنبھلنے لگے تو اسے مسئلہ مذکور یوں سمجھائے کہ باد صبا جب نشہ میں چور ہو کر پھول کی خوشبو میں کیسے گم ہو جاتی ہے تو جیسے یہ حسیات و مادیات کو سمجھتے ہو ایسے ہی ہی شبِ معراج میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلوہ ہائے حق میں چلے گئے لیکن یہاں عقول و فہوم کے گھوڑے نہ دوڑائے جائیں بلکہ عشق کو امام بنا کر کہہ دیا جائے۔
آمَنَّا وَصَدَّقْنَا

Marfat.com

دل کو دے نور و داغِ عشق پھر میں فدا دو نیم کر
۵- مانا ہے سن کے شق ماہ آنکھوں سے اب دکھا کے یوں

حل لغات
داغ (فارسی۔ مذکر) دھبہ۔ نشان۔ عیب زخم۔
فدا دوسرے کے عوض جان دینا۔ صدقہ نچھاور۔ بھینٹ۔

۵۔ شرح
اے کریم میرے دل کو نور اور عشق کا داغ عطا فرما۔ اور میں تجھ پر قربان جاؤں پھر میرے دل کو دو ٹکڑے فرما دے۔ شق القمر کا کرشمہ تو ہم نے سُن کر مانا ہے لیکن اب دل دو نیم کر کے دکھا تا کہ ہم آنکھوں سے دیکھ لیں کہ کسی کو دو نیم یوں کیا جاتا ہے۔

عمل بر سنّت ابراہیمی
امام احمد رضا قدس سرہٗ پہلے مصرعہ میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اپنی آرزو تمنّا پیش کی۔ حضور میرے دل کو نور سے بھر دیں۔ اور عشق کے داغ سے اس کے دو ٹکڑے کر دیں۔ جیسے چاند کو دو ٹکڑے فرمایا۔ دوسرے مصرعہ میں حصول تمنا نے یقین کا اظہار یوں فرمایا کہ گویا کام بن گیا باقی صرف عملدرآمد کی دیر ہے۔ تو اس پر عرض کی حضور مجھے چاند کے دو نیم ہونے سے یقین تو ہے لیکن "شنیدہ کے بود مانند دیدہ" سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی کی طرح تو نہیں ہو سکتی۔ آپ کے جدّامجد سیدنا ابراہیم علیہ السّلام بھی بارگاہ حق میں "وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ" عرض کر رہے تھے میں تو آپ کا ایک ادنیٰ غلام ہوں۔ اسی لئے مجھے بھی مشاہدہ کرائیے کہ آپ عشاق کے قلوب عشق کے داغ سے کس طرح دو نیم فرماتے ہیں۔

Marfat.com

واقعہ ابراہیم علیہ السلام

مفسرین نے لکھا ہے کہ سمندر کے کنارے ایک آدمی مرا پڑا تھا جوار بھاٹے میں سمندر کا پانی چڑھتا اترتا رہتا ہے. جب پانی چڑھتا تو مچھلیاں اس لاش کو کھاتیں جب اُتر جاتا تو جنگل کے درندے کھاتے. جب درندے جاتے تو پرند کھاتے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ ملاحظہ فرمایا تو آپ کو شوق ہوا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ مردے کس طرح زندہ کئے جائیں گے. آپ نے بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا یارب مجھے یقین ہے کہ تو مردوں کو زندہ فرمائے گا. اور ان کے اجزا دریائی جانوروں اور درندوں کے پیٹ اور پرندوں کے پوٹوں سے جمع فرمائے گا لیکن میں یہ عجیب منظر دیکھنے کی آرزو رکھتا ہوں.

قرآن مجید

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ	اور جب عرض کی ابراہیم علیہ السلام
اَرِنِیْ كَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰىؕ	نے اے رب میرے مجھے دکھا
قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْؕ قَالَ	دے تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا
بَلٰى وَلٰكِنْ لِّیَطْمَىٕنَّ	تجھے یقین نہیں. عرض کی یقین کیوں
قَلْبِیْؕ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً	نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے
مِّنَ الطَّیْرِ فَصُرْهُنَّ	دل کو قرار آجائے فرمایا تو اچھا چار
اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى	پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے.
كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ	پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر
ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیًاؕ	رکھ دے پھر انہیں بلا وہ تیرے
وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ۠	پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے.
(البقرہ پ ۳ ع)	اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے.

Marfat.com

ازالہ وہم اللہ تعالیٰ عالم غیب وشہادت ہے اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کمال ایمان و یقین کا علم ہے باوجود اس کے یہ سوال فرمانا کہ کیا تجھے یقین نہیں اس لیئے ہے کہ سامعین کے سوال کا مقصد معلوم ہو جائے اور وہ جان لیں کہ یہ سوال کسی شک وشبہ کی بنا پر نہ تھا۔

انتباہ یہی کیفیت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے کہ آپ بھی بسا اوقات علم کے باوجود سوال کرتے تو اس سے لاعلمی ثابت کرنا جہالت وگمراہی ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "لاعلمی میں علم"

فائدہ بحکم خداوندی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چار پرندلیے مور، مرغ، کبوتر، کوّا انہیں بحکم الٰہی ذبح کیا ان کے پر اکھاڑے اور قیمہ کر کے ان کے اجزاء باہم خلط کر دیئے اور اس مجموعہ کے کئی حصّے کئے۔ ایک ایک حصّہ ایک پہاڑ پہ رکھا اور سر سب کے اپنے پاس محفوظ رکھے پھر فرمایا چلے آؤ حکمِ الٰہی سے یہ فرماتے ہی وہ اجزاء اڑے اور ہر ہر جانور کے اجزا علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنی ترتیب سے جمع ہوئے۔ مزید آیت کی تفسیر وتفصیل فیوض الرحمٰن میں دیکھئے۔

Marfat.com

دل کو ہے فکر کس طرح مُردے جلاتے ہیں حضور
۶۔ اے میں فدا لگا کر ایک ٹھوکر اُسے بتا کہ یوں

حل لغات جلاتے۔ مضارع از جلانا (بکسر الجیم) زندہ کرنا۔ جان ڈالنا موت سے بچانا۔ حضور (عربی) بروزن فعول ہمچوں رسول بمعنی نزدیک سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت کریمہ ہے۔

لطیفہ جو لوگ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کے منکر ہیں وہ یہ صفت آپ کے لیے بولنا چھوڑ دیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مخالفین سے یہی کلمہ بہت زیادہ استعمال کرایا۔ تجربہ شاہد ہے کہ اہل سنّت ادب کے پیش نظر آپ کے القاب بیان کرتے ہوئے آپ کا اسم گرامی لیتے ہیں اور یہ لوگ ہر بات پہ کہتے ہیں حضور نے یہ فرمایا۔ حضور حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ٹھوکر (اُردو مؤنث) پاؤں کی چوٹ۔

۶۔ شرح نامعلوم دل کو یہ فکر کیوں ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُردوں کو کیسے زندہ فرماتے۔ اے کریم میں آپ پر قربان جاؤں اسے ایک ٹھوکر ماریئے تاکہ اسے یقین ہو کہ آپ یوں مُردہ زندہ فرماتے ہیں۔

یہ پہلے شعر کا گویا تتمہ ہے اور اطمینان قلبی ایک صورت میں عرض کی کہ میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے تو سو فیصد یقین ہے کہ آپ مردے زندہ کرتے ہیں لیکن میرا دل فکر مند ہے اسے مشاہدہ چاہیئے اور یہ خود مُردہ ہے اسے ایک ٹھوکر سے زندہ فرما دیجئے کہ مردے یوں زندہ ہوتے ہیں۔ تاکہ اسے بھی میری طرح یقین

Marfat.com

ہو جائے۔

احیاء الموتی

اس عنوان پر متعدد معجزات و کرامات کا ذکر ہو چکا ہے. لیکن اہلِ ایمان کی حالت یہ ہے کہ

"اذا کررتہ یتضوع،، جب بھی تکرار ہوگا اس سے خوشبو ہی مہکے گی۔

فقیر عنوان کو تو مکرر لائے گا لیکن ہر بار مضمون جدید ہوگا۔ وللہ الحمد

احیاء الشاۃ

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت قبول فرمائی اور جاتے وقت ان کی بکری زندہ فرمادی۔ حافظ ابو نعیم نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ کا چہرہ متغیر دیکھا۔ وہ اپنی بیوی کے پاس واپس آئے اور کہنے لگے "میں نے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر دیکھا ہے. میرا گمان ہے کہ بھوک کے سبب ایسا ہے. کیا تیرے پاس کچھ موجود ہے؟" بیوی نے کہا" اللہ کی قسم! ہمارے پاس یہ بکری اور کچھ بچا ہوا توشہ ہے۔" بس میں نے بکری کو ذبح کیا اور اس نے دانے پیس کر روٹی اور گوشت پکایا۔ پھر ہم نے ثرید بنایا اور میں اسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اے جابر! اپنی قوم کو جمع کرلو۔ بس ان کو آپ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ نے فرمایا! ان کو میرے پاس جدا جدا جماعتیں بنا کر بھیجتے رہو۔ اس طرح وہ کھانے لگے جب ایک جماعت سیر ہو جاتی تو وہ نکل جاتی۔ یہاں تک کہ سب کھا چکے اور پیالے میں جتنا پہلے تھا اتنا ہی بچ رہا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے "کھاؤ اور ہڈی نہ توڑو،، پھر آپ نے پیالے کے وسط میں ہڈیوں کو جمع کیا اور ان پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا۔ پھر آپ نے کچھ کلام پڑھا جسے میں نے نہیں سُنا۔ ناگاہ وہ بکری کان جھاڑتی اُٹھی

Marfat.com

آپ نے فرمایا اپنی بکری لے جا۔ پس میں بکری اپنی بیوی کے پاس لایا۔ وہ بولی یہ کیا ہے؟ میں نے کہا اللہ کی قسم! یہ ہماری بکری ہے۔ جسے ہم نے ذبح کیا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ سے دعا مانگی پس اللہ نے اسے زندہ کر دیا یہ سن کر میری بیوی نے کہا میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

(خصائص کبریٰ صفحہ ۶۶/۲)

Marfat.com

باغ میں شکرِ وصل تھا ہجر میں ہائے ہائے گُل
کام ہے ان کے ذکر سے خیر وہ یوں ہوا کہ یوں

حل لغات

وصل۔ ملاقات۔ محبوب سے ملنا (ہجر) جدائی۔ جدا کرنا ہائے۔ ہائے درد سے بلبلانے اور آہیں بھرنے کا کلمہ۔ خیر۔ نیکی بھلائی۔ ہاں۔ اچھا۔ ٹھیک۔ برا نہ بھلا۔

شرح

باغ میں وصل وصال کی وجہ سے شکر کر رہے تھے۔ اب جدائی میں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کر کے آہیں بھر رہے ہیں۔ بلبلا رہے ہیں۔ مقصد تو آپ کا ذکر ہے چلو جیسے ہوا اچھا ہوا۔ اس میں امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھایا ہے کہ ذکر محبوب ہر وقت جاری ہو وصل و ہجر ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حائل نہ ہوں اسی کا نام ہے۔ عاشق صادق۔ باغ میں وصل وصال سے مراد، ملاقاتِ حبیب ہے۔ گویا کہ

ملاقات میں بہار ہی بہار تھی اور جدائی پر ہجر کے صدمے اٹھانے پڑ رہے ہیں اور فرقت میں ہائے ہائے کی کیفیت ہے چلیں یہ سب گوارا ہے کیونکہ ذکرِ محبوب ہو جاری ہے وہ بوقت وصل ہو یا وقت فرقت ہو۔ مقصود ذکر یار ہے جو ان دونوں صورتوں میں قائم ہے۔

Marfat.com

۸۔ جو کہے شعر و پاسِ شرع دونوں کا حُسن کیونکر آئے
لا اُسے پیشِ جلوۂ زمزمۂ رضاؔ کہ یوں

حل لغات

پاس (فارسی) مذکر) لحاظ۔ خیال۔ طرفداری۔ خاطر۔ باعث
جلوہ (عربی مذکر) کسی خاص طرز سے اپنے آپکو ظاہر کرنا۔ سامنے آنا۔ رونق۔ نور۔ زمزمہ۔ گیت و ترانہ و۔ ٹھہر ٹھہر کر الاپنا۔

۸۔ شرح

شعر گوئی اور پاسِ شرع دونوں کا اجتماع ایک مشکل امر ہے بڑے بڑے قدآور شعراء شرع کی حد توڑ بیٹھے۔ یہاں تک کہ بعض تو سرحد کفر بھی پار کر گئے۔ بعض نے مبالغہ آرائی سے جھوٹ ملادیا۔ بعض محض خیال و تصوّر میں کہاں سے کہاں تک نکل گئے اور انہیں محسوس تک نہ ہوا کہ کیا سے کیا کہہ دیا۔ ہزاروں میں ایک ایسا ملے گا جس میں شعر و پاسِ شرع نصیب ہو۔ اسلاف میں تو بے شمار اکابر اس حسن سے مزین تھے آخری دور میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر کوئی اس حُسن یعنی شعر اور پاسِ شرع دیکھنا چاہے تو اسے میرے اشعار پڑھ کر سنائے کہ لو۔ یہ شعر بھی ہے اور پاسِ شرع بھی اور ان دونوں کا اجتماع یوں ہوتا ہے۔

شعر و پاسِ شرع

جس طرح عبادات کے لیے کچھ آداب مقرر ہیں اسی طرح شاعری بالخصوص نعت گوئی کے لئے بھی کچھ قوانین ہیں، جو اتنے سخت ہیں کہ اُن کی حدود میں رہ کر نعت کہنا بڑے دل گردے کا کام ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ نعت گوئی کا حقیقی شعور توفیقِ ایزدی ہی سے نصیب ہوتا ہے۔ جملہ اصنافِ سخن میں نعت ہی ایسی صنف ہے جو انتہائی دشوار اور مشکل ہے۔

Marfat.com

اس میدان میں بڑے بڑے ہوشمند ٹھوکریں کھاتے دیکھے ہیں۔ رنگِ مجاز میں آپ آزاد ہیں لیکن نعت کے تقاضوں کو وہی پورا کر سکتا ہے جس کا دل سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی اور سچی محبت سے سرشار ہو اور اس کے ساتھ علم شریعت سے بھی دل پوری طرح باخبر ہو۔ جو دیوانوں کی طرح سوچے اور ہوشمندوں کی طرح لکھے۔ یہ ایک ایسا گلستان ہے، جس میں پھولوں کے ساتھ کانٹے بھی ہیں، جن سے ایک کاملِ فن ہی دامن بچا کر پھول چن سکتا ہے۔ فاضلِ بریلوی علیہ الرحمۃ نعت گوئی کے متعلق فرماتے ہیں۔

حقیقتاً نعت شریف لکھنا بڑا مشکل کام ہے۔ جس کو لوگوں نے آسان سمجھ لیا ہے۔ اس میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے، اگر بڑھتا ہے تو اُلوہیت میں پہنچ جاتا ہے، اور کمی کرتا ہے تو تنقیص ہوتی ہے۔ البتہ حمد آسان ہے کہ اس میں صاف راستہ ہے، جتنا چاہے بڑھ سکتا ہے۔ غرض حمد میں اصلاً حد نہیں اور نعت شریف میں دونوں جانب سخت حد بندی ہے۔" (الملفوظ ص۴۰ ج۲)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کے مذکور قول کی اُس وقت پوری طرح تصدیق ہو جاتی ہے۔ جب ہمیں گلزارِ نعت میں ماہر گل چینوں کے دامن بھی کانٹوں میں اُلجھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حضرت محسن کاکوروی نے سراپائے مبارک لکھا، جسے خوب شہرت حاصل ہوئی، اس کا یہ آخری شعر ملاحظہ فرمائیے۔

مفت حاصل ہے، مگر اس کی یہ تدبیر نہیں
کھوٹے داموں کے، یوسف کی یہ تصویر نہیں

بلحاظِ فن یہ شعر آسمان کی بلندیوں کو چھو رہا ہے لیکن شرعی نقطۂ نگاہ سے دیکھئے تو مصرعہ ثانی سے ایک اولوالعزم نبی کی توہین و تنقیص کا پہلو نکلتا ہے۔ حضرتِ محسن تمنا کرتے ہیں کہ کاش! اس سراپائے مبارک کو بروزِ حشر بارگاہِ ربوبیت میں پیش کروں، باری تعالیٰ اس کے بدلے میں حور و قصور عطا فرمائے تو دست بستہ عرض کروں، الہ العالمین! یہ مفت

Marfat.com

پیش کر سکتا ہوں۔ لیکن حور و قصور اس کا بدل نہیں، کیونکہ یہ یوسف علیہ السلام کی تصویر نہیں کہ کھوٹے داموں بیچ دی جائے ـــــ ایک اور قصیدے کا شعر ہے۔

الٰہی پھیل جائے روشنائی میرے نامے کی
بُرا معلوم ہو لفظ احد میں میم احمد کا

حضرت محسنؔ کاکوردی علیہ الرحمۃ کی شاعرانہ عظمت کو مدّنظر رکھتے ہوئے یہی کہا جا سکتا ہے کہ مذکورہ دونوں اشعار عالم استغراق یا جوشِ روانی میں سپرد قلم ہوئے اور غیر شعوری طور پر ادب کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ حالانکہ یہ وہ نازک بارگاہ ہے کہ:

ع نفس گم کردہ می آید جنید و با یزید ایں جا

مشہور شاعر جناب آطہر ہا پوری مرحوم نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں ایک نعت ارسال کی جس کا مطلع تھا۔

کب ہیں درخت حضرتِ والا کے سامنے
مجنوں کھڑے ہیں خیمۂ لیلیٰ کے سامنے

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے برہم ہو کر فرمایا، مصرعۂ ثانی منصبِ رسالت سے فروتر ہے۔ حبیب کبریا صلے اللہ علیہ وسلم کو لیلےٰ سے گنبدِ خضرا کو خیمۂ لیلیٰ سے تشبیہ دینا سخت بے ادبی ہے اور یوں قلم برداشتہ اصلاح فرمائی۔

کب ہیں درخت حضرتِ والا کے سامنے
قدسی کھڑے ہیں عرشِ معلّٰے کے سامنے

ایک صاحب نے بارگاہِ اعلیٰ حضرت میں حاضر ہو کر اپنے نعتیہ اشعار سنانے کی درخواست کی، آپ نے فرمایا، میں اپنے چھوٹے بھائی حسن میاں یا حضرت کافی مراد آبادی کا کلام سنتا ہوں۔ (اس لیے کہ ان کا کلام میزانِ شریعت میں تُلا ہوا ہوتا ہے) اگرچہ حضرت کافی کے یہاں لفظ رَعنا کا استعمال بھی موجود ہے اگر وہ اپنی اسی غلطی پر

Marfat.com

آگاہ ہو جاتے تو یقیناً اس لفظ کو بدل دیتے۔ پھر خیالِ خاطر احباب کے پیشِ نظر اُن صاحب کو کلام سُنانے کی اجازت مرحمت فرما دی۔ اُن کا ایک مصرعہ یہ تھا۔

شانِ یوسف جو گھٹی ہے تو اسی در سے گھٹی

آپ نے فوراً شاعر موصوف کو روک دیا اور فرمایا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی نبی کی شان گھٹانے کے لیے نہیں بلکہ انبیاء کرام کی عظمت و بزرگی میں چار چاند لگانے کے لیے تشریف لائے تھے۔ مصرعہ یُوں بدل دیا جائے۔

شانِ یوسف جو بڑھی ہے تو اسی در سے بڑھی

آدابِ نعت گوئی اور اس کے شعور وعرفان کے ساتھ فاضلِ بریلوی کی نظر کی گہرائی کی داد دیجئے کہ معمولی سی شرعی لغزش بھی آپ کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھی اور پھر مصرعوں کی تبدیلی سے مضمون کس قدر جاندار ہو گیا ہے۔ حقیقتاً آپ کی یہ بات باریک بینی اور نظر کی گہرائی اُن خداداد صلاحیتوں میں سے ایک ہے جن کی بنا پر علمائے عرب وعجم نے آپ کو مجدد اور امامِ زمانہ تسلیم کیا تھا۔ جو ذاتِ گرامی صرف تیرہ سال دس ماہ کی عمر میں جملہ علوم عقلی و نقلی میں ماہرانہ استعداد کی سند لے کر مسندِ افتا پر جلوہ افروز ہو اُس کے تبحر علمی پر ذہانت و فطانت جس قدر بھی ناز کرے کم ہے۔

جب ہم آپ کی پہلو دار شخصیت پر نظر ڈالتے ہیں تو موجودہ صدی کی سر برآوردہ علمی شخصیتوں میں آپ کا قد و قامت سب سے بلند نظر آتا ہے اور مقامِ فضیلت سب سے مرتفع۔ آپ بیک وقت ایک متبحر عالم، مفسر، محدث، فقیہہ، مفکر، فلاسفر، خطیب اُردو کے بلند پایہ ادیب اور نعت گوئی میں منفرد حیثیت کے شاعر تھے۔ مختلف علوم و فنون پر کم و بیش ایک ہزار تصانیف آپ کی رفعتِ علم، بلندئ فضیلت، عُلوِ فن، اور قدرت و مہارت کی آئینہ دار ہیں۔ جس موضوع پر قلم اٹھایا کوئی تشنگی باقی نہ چھوڑی۔

Marfat.com

جس عنوان کو اپنایا اس کا گوشہ گوشہ منوّر کر دیا۔ نثر کی جانب چلے تو ایسے لعل و جواہر بکھیرے کہ عروسِ نثر کو کبھی تہی دامنی کا شکوہ نہ ہو گا۔ شاعری کی طرف آئے تو وہ گُل بوٹے کھلائے کہ تا طورہ نظم کو ہمیشہ کے لیے بہشت بداماں بنا دیا۔ نعت گوئی نے اس فن مبارک کو اُردو ادب میں ایک خاص مقام دلوایا اور اس میدان میں انہوں نے جو سرگرمی دکھائی اُس کی بدولت آج یہ فن زندہ ہے۔

فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اور آپ کے معاصرین کے کلام میں جو نمایاں فرق ہے وہ سچا عشق رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہے، جس نے آپ کو اُن تمام سے ممیز و ممتاز کر دیا ہے۔ آپ کے ہر شعر میں اس کی نورانیت نظر آتی ہے یہی وہ شمع ہے جس کی روشنی میں آپ اُن تمام مشکل ترین منزلوں کو بھی بآسانی طے کرتے چلے گئے جہاں بڑے بڑے علماء و شعراء کے قدم ڈگمگانے لگے۔ اور بعض ٹھوکریں کھاتے دیکھے گئے۔ اس روشنی سے نہ صرف آپ ہی کا دانش کدہ منور ہے بلکہ آپ نے اس کی شعاعوں سے ہند و پاک کی فضائے شعر و حکمت میں ایسا چراغاں کیا ہے جو ہمیشہ روشن رہے گا اور جس کے اُجالے میں مستقبل کا جویائے راہ سلامت روی کے ساتھ اپنی منزلِ مقصود پا لے گا۔

آپ کا مجموعۂ نعت حدائق بخشش نہ صرف عشق حبیب کی شعری تصویر ہے بلکہ نعتِ حبیب کا وہ مشرق ہے جس سے آفتابِ عرب کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں، جو آنکھوں کے راستے دل میں اُتر کر کائنات حیات کو منوّر کر دیتی ہیں سوز و درد اور جذب و اثر نے الفاظ کو گویا زبان دے دی ہے اور وہ کوئے حبیب کی حدیثِ عشق سُنا رہے ہیں۔ یہ خصوصیت یہ اندازِ بیاں، یہ سلیقۂ نعت آپ کے علاوہ اور کسی کے یہاں نظر نہیں آتا۔ آپ نے الفاظ میں عشق حبیب کا وہ طلسم پھونک دیا ہے کہ مفاہیم کی پرت پرت کھولتے چلے جائیے مگر شاعر کے جذبے کی گہرائی ہاتھ

Marfat.com

نہیں آنے پاتی۔

اس میدان میں بڑے بڑے نعت گو اساتذہ کے قدم ڈگمگا گئے اور اس کسوٹی پر کوئی بھی پورا نہیں اُتر سکا ہے، حالانکہ اساتذۂ نعت میں وہ بھی ہیں جو شاعر ہونے کے علاوہ عالم و مفتی بھی تھے۔ چند شعراء کا نمونۂ کلام پیش کیا جاتا ہے۔

(۱) اخبار زمیندار کے ایڈیٹر مشہور سیاستدان، صحافی اور شاعر مولوی ظفر علی خان کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔

ارسطو کی حکمت ہے یثرب کی لونڈی
فلاطون طفلِ دبستانِ احمد

فخرِ دو عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینۂ طیبہ کو یثرب کہنے سے منع فرمایا ہے یَقُوْلُوْنَ یَثْرِبَ وَھِیَ الْمَدِیْنَۃَ۔ لوگ اسے یثرب کہتے ہیں حالانکہ یہ مدینہ ہے۔ اسی پر بس نہیں بلکہ ممانعت کے باوجود ظفر علی خان صاحب نے اِس لفظ یثرب کو اپنی نعتوں اور نظموں میں بکثرت استعمال کیا ہے۔ استاذ الاساتذہ منشی امیر احمد امیر مینائی مرحوم نہ صرف بلند پایہ شاعر تھے بلکہ سی صحیح العقیدہ بزرگ تھے۔ اس کے باوجود

اللہ گہر اور صدف احمد مختار

یہ مصرعہ شرعاً قابلِ گرفت و لائق اعتراض ہے۔ کیونکہ صدف سے گہر پیدا ہوتا ہے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم صدف ہوئے اور ذاتِ باری تعالیٰ گہر تو غور فرمائیے کہ بات کہاں سے کہاں جا پہنچتی ہے۔ موصوف کا یہ شعر بھی نظر انداز کرنے کے قابل نہیں۔

طور کا جلوہ تھا، جلوہ آپ کا
لَنْ تَرَانِیْ تھی صدائے مصطفےٰ [1]

---

[1] محامد خاتم النبیین مطبوعہ لکھنو ص ۳۷)

Marfat.com

موصوف کے نزدیک طُور پر تجلی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے دیکھی تھی۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا جلوہ تھا اور لَن تَرَانِیْ بھی حضور ہی نے کہا تھا گویا نبیؐ آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پردے میں خود ہی لَن تَرَانِیْ کہہ رہے تھے۔ یہ عقیدۂ توحید کے بالکل منافی ہے یہ شعر بھی ملاحظہ ہو۔

طُور وہ روضہ ہے، ہیں صورت موسیٰ لیکن
اَرِنِیْ مُنہ سے نکالوں جو مزار آئے نظر[1]

ان کے نزدیک روضۂ رسول کوہِ طُور ہے، آپ وہ بصورت موسیٰ علیہ السلام ہیں اگر انہیں روضۂ اطہر نظر آجائے تو وہ ربِّ اَرِنِیْ کہنے کے لیے تیار کھڑے ہیں۔ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا قرار دینا نعت گوئی نہیں ہے بلکہ منصب نعت گوئی سے بھٹک جانا ہے۔ شعر ملاحظہ ہو۔

پاک تھی رنگِ دورنگی سے وہ خلوت گہہ خاص
وہی شیشہ، وہی مے خوار تھا معراج کی شب[2]

قَابَ قَوْسَیْنِ کی خلوت گاہِ خاص میں دو نہ تھے بلکہ صرف ایک ہی ذات تھی، وہی ذات شراب کی بوتل اور وہی شراب پینے والی تھی۔ امیر مینائی صاحب کا وہی سے خدا کی طرف اشارہ ہے۔ یا حبیبِ خدا کی جانب، یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ خدا کو رسولِ خدا کا منصب دینا یا رسولِ خدا کو خدا کے مقام پر فائز کرنا یا دونوں کو ایک قرار دینا، ساری صورتیں ہی قابلِ اعتراض ہیں نیز خدا اور حبیبِ خدا کو شیشہ و شراب و میخوار جیسے الفاظ سے تشبیہ دینا کوئی اچھی جسارت نہیں۔ ایک اور شعر ہے

اللہ بخش دے جو وہ شیطان کے ہوں شفیع
ہم مجرموں کے جرم تو ہیں کس حساب[3] میں

---

[1] محامد خاتم النبیین، ص۴۹ [2] ایضاً ص۳۹ [3] ایضاً ص۶۵

Marfat.com

اسی طرح کا ایک شعر اور ملاحظہ ہو:۔

آیا خیالِ انجمن لامکاں ہمیں
دیکھے کبھی جو عاشق و معشوق ڈاب میں [1]

اس شعر کا مصرعہ ثانی مبتذل ہے انجمن لامکان و بزمِ اسرٰے میں خُدا اور حبیبِ خدا کی ملاقات کہاں اور دنیاوی عاشق و معشوق اور ان کا ڈاب کہاں۔ مندرجہ بالا دونوں اشعار کا مضمون و تخیل مبنی بر تضحیک و ابتذال ہے جو نعت کے لیے قطعاً نامناسب اور خلافِ ادب ہے۔

کونسا پڑھا لکھا سنّی ہے جس نے بلبلِ باغِ مدینہ، عاشقِ رسول، حضرت کرامت علی شہیدی رحمۃ اللہ علیہ کا نام نہ سُنا ہوگا۔ اُن کا مندرجہ ذیل شعر پاک و ہند کے بچے بچے کی زبان پر آج بھی جاری ہے۔

تمنّا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے
قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مقیّد کا

مگر فردوسِ نعت کی سیر کرتے ہوئے لاشعوری طور پر وُہ بھی کانٹوں میں الجھ کر رہ گئے چنانچہ اسی نعت شریف کا ایک شعر یہ بھی ہے۔

خُدا منہ چوم لیتا ہے شہیدیؔ کس محبّت سے
زباں پر میری جس دم نام آتا ہے محمّد کا

یہ شعر یوں تو محبّتِ سرکارِ مدینہ کے عطر میں ڈوبا ہوا ہے اور ہر لفظ سے شہیدیؔ رحمۃ اللہ علیہ کی محبّت و عقیدت کا جام چھلکتا ہوا نظر آرہا ہے لیکن منہ چومنا۔ بوسہ دینا، انسانی فعل ہے جس سے ذاتِ باری تعالیٰ پاک اور منزّہ ہے ۔۔ حضرت بیدم وارثی کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔

---

[1] ایضاً: صـ۶۵

Marfat.com

عشق کی ابتدا بھی تم، حسن کی انتہا بھی تم
رہنے دو راز کھل، بندے بھی تم خدا بھی تم

موصوف نعت گوئی کی حد سے کتنے پرے نکل گئے ہیں۔ غرضیکہ امیر مینائی، محسن کاکوروی اور شہیدی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ اُردو نعت کے اساتذہ فن ہیں، جن کی خدمات تاریخ گوئی ہرگز فراموش نہیں کر سکے گی۔ ان حضرات کے خلوص نیت اور جذبۂ عقیدت پر کوئی کوتاہ بین اور تنگ نظر ہی شک کرے گا اگر ان حضرات کو اپنی شرعی لغزشوں پر آگاہی ہوجاتی تو یقیناً وہ اس قسم کے اشعار کو بدل دیتے اور آئندہ کے لیے محتاط رہتے۔

موجودہ دَور کے نعت گو شعراء میں سے صرف جناب اعظم چشتی صاحب کے چند اشعار پیش کرتا ہوں، جن کا نعتیہ کلام مُلک کے مقبول اور کثیر الاشاعت رسائل وجرائد کی زینت بنتا رہتا ہے اور ریڈیو پاکستان سے بھی اکثر فردوس گوش ہوتا رہتا ہے۔ بہت اچھی نعتیں لکھتے تھے پڑھتے بھی خوب تھے۔ آواز پاٹ دار اور گلے میں قدرتی سوز تھا۔ پڑھتے وقت مجسّم شعر بن جاتے تھے۔

جناب کوثر نیازی نے ان کے مجموعۂ کلام پر دیباچہ لکھتے ہوئے موصوف کو نعت خوانِ اعظم کہا۔ دیباچے میں ایک جگہ لکھا ہے۔

"وہ نعت کے لیے غزل کا پیرایہ استعمال کرتا ہے مگر شریعت کا مزاج برہم نہیں ہوتا۔"[1]

بعض جگہ موصوف کا قلم بھی شاہراہِ شریعت کو چھوڑ کر الوہیت کی حدود میں داخل ہوگیا ہے، جس سے شریعت کا مزاج تو کیا پورا نظام شریعت ہی درہم برہم ہو کر رہ

---

[1] نیرّ اعظم، ص ۱۴۱

Marfat.com

جاتا ہے۔ موصوف کا یہ شعر ملاحظہ ہو۔

انسانیت کو بخشی وہ معراج آپ نے
ہر آدمی سمجھنے لگا ہے، خدا ہوں میں [1]

موصوف کے نزدیک سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کو جہالت اور بُت پرستی کی پستی سے اُٹھا کر اعلیٰ اخلاق کا درس دے کر وہ عروج بخشا کہ ہر آدمی اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگ گیا ہے ـــ نبی اکرم، ہادی اعظم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم انسانیت کو توحید کا سبق دینے اور سب کو ایک خدائے وحدہٗ لا شریک کے سامنے جھکانے کے لیے تشریف لائے تھے نہ کہ نعوذ باللہ انسانوں کو خدا بنانے کے لیے۔ ایک انسان شرفِ انسانیت سے کتنا ہی مشرف کیوں نہ ہو جائے، کتنا ہی عروج کیوں نہ پائے لیکن اتنی ترقی ہرگز نہیں کر سکتا کہ وہ خدا ہو جائے۔ بندوں کو خدا سمجھنا انسانیت کا تنزّل تو ہے معراج ہرگز نہیں۔

ایک اور شعر ہے۔

عبد و معبود میں ہے نسبت تام
ہے محمّد بھی احمدِ بے میم [2]

موصوف کے نزدیک بندے اور خدا میں اس درجہ مکمل نسبت ہے کہ باین تعلّق و نسبت حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے میم کے احمد یعنی اَحَد (خدا) ہیں (استغفر اللہ) مزید لکھا ہے۔

عقل کہتی ہے مِثْلُنَا کہیے۔
عشق بیتاب ہے خدا کہیے [3]

مفہوم ظاہر ہے۔ نہ جانے اعظم صاحب اپنے اشعار میں لفظِ خدا کن معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ مزید ملاحظہ ہو۔

---

[1] نیّرِ اعظم، ص ۴۱ [2] نیّرِ اعظم، ص ۵۰ [3] ایضاً، ص ۶۱

Marfat.com

نہاں تا بود در پردہ، خدا بود

چوں ظاہر شد، محمد مصطفےٰ بود

اعظم چشتی صاحب کے نزدیک وہ جب تک پردے میں تھا تو اس کا نام خدا تھا اور جب پردے سے ظاہر ہوا تو محمد مصطفےٰ بن گیا۔ یہ بھی لکھا ہے۔

آ گئی سامنے آنکھوں کے اللہ کی صورت

آئے سرکار جو اللہ کی برہان بن کر (نیرّ اعظم صـ۳۴)

یعنی ان کے نزدیک رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ایسی روشن دلیل بن کر تشریف لائے کہ خدا کی صورت ہی سامنے آ گئی۔ کیا خدا کی بھی شکل وصورت ہے؟ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے کہ میری صورت خدا جیسی ہے یا میں خدا کا ہم شبیہ ہوں!۔ یہ شعر بھی قابلِ غور ہے۔

خالقِ عرش، سرِ عرش، بہ صد رعنائی

جلوہ فرما ہے بہ اندازِ دِگر آج کی رات (ایضاً صـ۳۵)

موصوف کے نزدیک اللہ رب العزت معراج کی رات میں تمام رعنائیوں کے ساتھ کسی دوسرے ہی انداز میں سرِ عرش جلوہ افروز تھا۔ لفظ رعنائی خالقِ عرش کے لیے غور طلب ہے۔ جب کہ علمائے کرام نے حبیبِ خدا کے لیے بھی اس لفظ کا استعمال منع فرمایا ہے۔ غور طلب ہے کہ اس بے نیاز کو رعنائیوں کی ضرورت ہی کیا؟ کیا پہلے وہاں کسی چیز کی کمی ہے؟ بننے سنورنے اور آرائشِ حسن وزیب وزینت کی احتیاج انسان کو ضرور ہے لیکن وہ بے نیاز تو نُور ہی نُور ہے جس میں نہ کمی ممکن نہ زیادتی۔

یہ گفتگو اہل سُنّت شعراء کے متعلق تھی

وھابی دیوبندی شعراء

: جو لاشعوری میں خطا ہوئی لیکن تو جب کہ علمبردار اور عاشقانِ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشرک کا فتویٰ صادر کرنیوالوں کے

Marfat.com

مولوی محمد قاسم نانوتوی کا ایک شعر ملاحظہ فرمایئے جسے سرخیل علمائے دیوبند مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے خطبات میں تحریر کیا ہے۔

گرفت ہوگی تجھے ایک بندہ کہنے پر
جو ہو سکے بھی خدائی کا اک نزی انکار

یعنی اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خُدائی کا انکار ممکن بھی ہو تو پھر آپ کو بندہ کہنے پر گرفت یقینی ہے بالفاظِ دیگر کوئی تیری خُدائی نہ بھی تسلیم کرے تب بھی تجھے بندہ نھیں کہا جا سکتا۔ وگرنہ گرفت ہوگی۔ یہ عقیدۂ توحید ورسالت سے کس قدر ناشناسی ھے صحیح عقیدہ وہ ہے جو اعلحضرت نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا۔

میں تو مالک ھی کہوں گا کہ ھو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نھیں میرا، تیرا

یعنی میں تو آقائے کون ومکاں صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو ساری کائنات کا (مجازی) مالک ھی کہوں گا کیونکہ آپ مالکِ دوجہاں کے حبیب ھیں چونکہ محبّت کا تقاضا یہی ھے کہ محب اور محبوب کے درمیان یہ سوال ھی ختم ھوتا ھے کہ یہ میرا ھے وہ تیرا ھے۔ بلکہ جس شئے کا محب مالک ہوتا ہے محبوب کو بھی اسی کا مالک بنا دیتا ھے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حبیب کی ملکیت اور ملوکیت کو ثابت کیا ھے اور شریعت مطہرہ کے عین مطابق عقیدہ ظاہر کیا لیکن نانوتوی صاحب ایک جانب توحبیبِ خُدا کی خُدائی کا انکار ناممکن بتا رہے ھیں اور دوسری جانب اسے گرفت کی وعید سنا رھے ہیں جو آپ کو بندہ کہے حالانکہ تمام کائنات سے افضل اور بعد از خدا بزرگ وبرتر ھونے کے باوجود یقیناً آپ خُدا کے بندے ھیں۔

اکابر کا حال نہایت زبوں ھے صرف ایک مثال حاضر ہے۔

Marfat.com

نعت شریف ۳۳

پھر کے گلی گلی تباہ ٹھوکریں سب کی کھائے کیوں
۱۔ دل کو جو عقل دے خدا تیری گلی سے جائے کیوں

۱۔ شرح اس نعت مبارک میں امام احمد رضا قدس سرہٗ نے عشقِ رسول کے فوائد و کمالات اور اس راہ سے منہ موڑنے والے کی مذمت فرمائی ہے اور یہی عاشق کی علامت ہے. حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑانی (کوٹ مٹھن شریف) قدس سرہٗ نے سرائیکی میں فرمایا ؎

میں راہوں مول نہ مڑساں
توڑیں دل تھیوم سَو ٹکڑے

یعنی عشق کی راہ سے میں ہرگز نہ ہٹوں گا اگرچہ دل سَو ٹکڑے ہو جائے. بخلاف کچے عاشق کے کہ وہ بجائے اس میں پختگی اور دوام کی طلب کے اگر کہیں پھنس جائے تو پھر پچھتاتا ہے مثلاً غالب کو دیکھئے کہ وہ عشق کی وادی میں قدم رکھنے سے بچنے کی سبیل سوچتا ہے، ؏

جسکو ہو جان و دل عزیز اس کی گلی میں جائے کیوں :

اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ جس عشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی اسلاف صالحین اہلِ اسلام کو وصیت و نصیحت فرماتے رہے اسے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے اپنے منظوم کلام کا جام محبت کے مٹکوں میں ڈال کر خوش اسلوبی سے پلا دیا یہی وجہ ہے آپ

Marfat.com

سے وابستگی کے بعد جسے بھی عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چاشنی نصیب ہوئی ہے وہ عمر بھر اس سے لذت پاتا رہا اور اسی میں اپنی جان دے دی۔

شعر کی توضیح

مصرعہ اول میں در رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چھوڑ کر جانے والوں کی طرف اشارہ ہے تو دوسرے میں در رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مر مٹنے والوں کا ذکر خیر ہے اور دونوں کے کوائف کسی سے مخفی نہیں پہلے طائفہ کا ابو جہل سربراہ ہے جب کہ دوسرے مقدس گروہ کے قائد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں آج اور تا قیامت یہی کیفیت جاری رہے گی کہ جو در رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منہ موڑتے ہیں وہ ہر وقت اور ہر جگہ تباہ و برباد رہتے ہیں۔ اور ناکام و نامراد رہتے ہیں۔

چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

مرتد کاتب وحی تباہ

صحیحین میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں محرر تھا اچانک وہ اسلام سے پھر گیا، اور مشرکین سے جا ملا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ارشاد فرمایا کہ ہرگز زمین اس کو قبول نہیں کرے گی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ ابو طلحہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ مرتد شخص جہاں دفن ہوا تھا میں وہاں گیا تو دیکھا کہ اس کی لاش باہر پڑی ہے لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اُسے کئی بار قبر میں رکھا گیا لیکن بار بار زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔

واضع الحدیث کا انجام بد

بیہقی نے اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹی بات بنا کر میری طرف منسوب کرے گا اس کا ٹھکانا دوزخ میں ہوگا۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہیں بھیجا تھا اس نے جا کر

Marfat.com

جھوٹی باتیں گھڑیں۔ اور ان جھوٹی باتوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا، آپ نے اس کے خلاف دعا کی، نتیجہ یہ ہوا کہ مرنے کے بعد اس شخص کا پیٹ پھٹ گیا۔ اور زمین میں دفن کیا گیا تو زمین نے اسے باہر نکال پھینکا۔

محلّم کا انجام بد

بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محلم بن جثامہ کے خلاف دعا فرمائی، چنانچہ جب وہ مرا اور دفن کیا گیا تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا، کئی بار اسی طرح ہوا، مجبوراً اس کو ایک پہاڑی درے میں ڈال کر اوپر سے پتھر چن دیئے گئے۔

محلّم کو ایک لشکر کے ساتھ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مقام اضم کی طرف بھیجا تھا۔ اضم کی طرف سے عامر بن اضبط نے محلّم کے آکر سلام کیا۔ محلّم نے بڑھ کر عامر بن اضبط کو قتل کر دیا۔ اور اس کا سارا سامان اپنے قبضہ میں کر لیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی خبر ملی تو آپ نے تین بار فرمایا۔ یا اللہ تو محلّم کو نہ بخشیں۔ چنانچہ محلّم مر گیا تو زمین نے اسے قبول نہ کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین نے تو اس سے بھی بدتر اور برُے لوگوں کو قبول کر لیا ہے لیکن خدا تمہیں عبرت دلانا چاہتا ہے اس لیے ایسا ہوا۔

لنجہ ہاتھ

حضرت مسلم بن اکوع رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک شخص رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا شروع کیا تو حضور نے فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔

وہ بولا میں اس کی طاقت نہیں رکھتا (اس نے جھوٹ اور تکبر سے ایسا کہا تو حضور نے فرمایا۔ اب طاقت نہیں رکھے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

راوی بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد وہ ہاتھ نہ اٹھا سکا معلوم ہوا: نبی کریم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا جھوٹ پوشیدہ نہ تھا اس کی گستاخی کے باعث اس کا ہاتھ مفلوج ہو گیا آپ کے منہ سے جو فرمان ارشاد ہوا وہ ہو کر رہا اور گستاخ زندگی بھر لنجے ہاتھ سے مارا مارا پھرتا رہا۔

ثعلبہ کا انجام بد

حضرت ابو اُمامہ باہلی راوی ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دعا فرمائیے کہ اللہ تعالےٰ مجھے دولت مند کر دے۔ آپ نے فرمایا۔ "اے ثعلبہ تھوڑا مال جس کا تُو شکر ادا کر دے اس زیادہ مال سے بہتر ہے جس کا تُو شکر ادا نہ ہو سکے۔ اس نے پھر دعا کی درخواست کی۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ اے ثعلبہ! کیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ تم اسی حال میں رہو جس حال میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنا پسند کیا ہے۔

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ	اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری
لَوْشِئْتُ اَنْ تَسِیْرَ الْجِبَالُ	جان ہے اگر میں چاہتا تو پہاڑ
مَعِیَ ذَھَبًا وَفِضَّةً لَسَارَتْ	سونے اور چاندی کے ہو کر میرے
	ساتھ چل پڑیں۔

ثعلبہ بولا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا۔ اگر آپ اللہ سے دعا کر دیں اور وہ مجھے دولت مند بنا دے تو میں ہر حق والے کا حق ادا کروں گا۔ آپ نے دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْ ثَعْلَبَةَ	یا اللہ ثعلبہ کو دولت مند
مَالًا۔	بنا دے۔

ثعلبہ نے کچھ بکریاں لے لیں وہ بکریاں ایسی بڑھیں کہ اس کے لیے مدینہ رہنا مشکل ہو گیا تو وہ مدینہ منورہ کی ایک وادی میں جا کر آباد ہو گیا رجو پنجگانہ نمازیں حضورہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھتا تھا اب صرف) ظہر اور عصر کی نمازیں جماعت سے پڑھتا تھا پھر اس کے مال میں اور ترقی ہوئی تو اس وادی میں رہنا مشکل ہو گیا تو وہ اور وسیع ترین میدان (زیادہ کھلی جگہ) میں چلا گیا تو ظہر و عصر میں حاضری سے بھی رہ گیا اور جمعہ کے جمعہ آنے لگا۔ پھر مال اور بڑھا تو وہ اور ہی دور چلا گیا اور جمعہ کے جمعہ آنے سے بھی رہ گیا اب جمعہ کو آنے والے سواروں سے مدینہ منورہ کے حالات پوچھتا۔ اس کی اس صورت حال پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت افسوس فرمایا پھر زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم بھی نازل ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کو زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے صاحب استطاعت لوگوں کے پاس روانہ کیا۔ زکوٰۃ وصول کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک لے کر ثعلبہ کے پاس تشریف لائے تو اس نے کہا یہ تو وہی ٹیکس ہے جو غیر مسلموں پر (جزیہ) ہے۔ مجھے کچھ خبر نہیں۔ جاؤ فلاں فلاں کے پاس جاؤ ان سے لے کر آؤ پھر میرے پاس آنا۔ میں کچھ سوچ لوں۔ وہ وہاں سے سلمیٰ کے پاس تشریف لے گئے سلمیٰ کے پاس اونٹ تھے تو اس نے عمدہ عمدہ اونٹ زکوٰۃ کے لیے جس قدر حق بنتا تھا اس سے بھی بڑھ کر پیش کر دیئے۔ عاملوں زکوٰۃ وصول کرنے والے نمائندوں نے کہا کہ یہ تو حق واجب سے بڑھ کر ہے وہ کہنے لگا کہ کوئی بات نہیں میرا دل اسی سے خوش ہوگا۔ وہ وہاں سے دوسروں کے پاس گئے اور آخر میں پھر ثعلبہ کے پاس آئے تو اس نے پھر وہی بے ہودہ باتیں کیں۔ عامل واپس آ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ابھی کچھ کہہ نہ پائے تھے کہ آپ نے پہلے ہی فرما دیا وَیْحَكَ یَا ثَعْلَبَةُ اے ثعلبہ تجھ پر افسوس ہے! اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللّٰهَ	کہ کچھ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد
لَئِنْ اٰتَانَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ	کیا کہ اگر اس نے ہمیں مال دیا تو ہم ضرور اس

Marfat.com

کی راہ میں مال دیں گے لیکن انہوں نے وہ عہد
پورا نہ کیا)

ثعلبہ کے اقارب کو پتہ چلا تو انہوں نے اسے جا کہ بتایا کہ تیرے بارے میں کلامِ الٰہی نازل ہو گیا ہے تو وہ صدقہ لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہ مَنَعَنِیْ اَنْ اَقْبَلَ مِنْكَ صَدَقَتَكَ کہ اللہ نے مجھے تیرا صدقہ (زکوٰۃ) قبول کرنے سے منع کر دیا ہے تو وہ اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا۔ آپ نے فرمایا ھٰذَا عَمَلُكَ قَدْ اَمَرْتُكَ فَلَمْ تُطِعْنِیْ یہ تیرا عمل ہے حالانکہ میں نے تجھے شروع میں کہا تھا اور تو نے میری بات نہ مانی تھی۔ پھر وہ چلا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک واپس نہ آیا پھر حضرت ابو بکر کی خلافت میں زکوٰۃ لے کر آیا۔ انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ قبول نہیں کی تھی اس لیے ہم قبول کرنے سے معذور ہیں۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں لایا انہوں نے بھی قبول نہ کی۔ پھر حضرت عثمان غنی کی خلافت میں لایا انہوں نے بھی قبول نہ کی اور کہا لَمْ یَقْبَلْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ وَلَا اَبُوْبَکْرٍ وَلَا عُمَرُ وَاَنَا اُقْبِلُھَا مِنْكَ؟ کہ نہ تو حضور نے قبول کی نہ ابو بکر و عمر نے اور میں کیسے قبول کر لوں۔ آخر وہ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے دوران مر گیا۔

(ابنِ کثیر ص ۲۷۴ ج ۲ والاصابہ ص ۱۹۹ ج ۱ واسد الغابہ ص ۲۳۷ ج ۱)

ابو عامر کا انجام

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو ابو عامر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا کہ یہ دین جس کی آپ دعوت دیتے ہیں کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ وہی سیدھا اور روشن دین ہے جس کی حضرت ابراہیم دعوت دیتے تھے وہ

Marfat.com

کہنے لگا پس تو میں اسی دین پر ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں تم اس پر نہیں ہو۔ اس نے کہا کیوں نہیں؟ پھر کہنے لگا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے اس دین میں وہ باتیں داخل کر دی ہیں جو پہلے سے اس میں نہ تھیں۔ آپ نے فرمایا نہیں میں نے ایسا نہیں لیکن میں اس دین کو نہایت روشن اور ستھرے طریقے سے لایا ہوں۔

ابو عامر کہنے لگا کہ جھوٹے کو، خدا دور دراز تنہا مارے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ اور اس کی مراد یہ تھی کہ آپ اس کے مصداق ہیں۔ (معاذ اللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَجَلْ فَمَنْ کَذِبَ فَعَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی ذالِکَ بِہٖ یعنی ہاں تو جو جھوٹا ہو خدا تعالیٰ اس کے ساتھ یوں ہی کرے پس اس دشمن خدا کے ساتھ ہی ایسا ہوا وہ مکہ کی طرف چلا گیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو وہ طائف بھاگ گیا، پھر جب اہل طائف اسلام لے آئے تو وہ شام کو نکل گیا۔ فَمَاتَ بِھَا طَرِیْدًا غَرِیْبًا وَحِیْدًا پس وہی شام میں دور دراز تنہا مر گیا۔ (اسد الغابہ ج ۲ ص ۶۷)

۲۔ رخصتِ قافلہ کا شورِ غش سے ہمیں اٹھائے کیوں
سوتے ہیں اُن کے سایہ میں کوئی ہمیں جگائے کیوں

حل لغات: قافلہ۔ مسافروں یا تاجروں کا گروہ۔ غش (بالفتح فارسی مذکر) بیہوشی، سرشاری۔

۲۔ شرح: رخصتِ قافلہ کا شور مدینہ پاک سے واپس جانے کے لئے ہمیں مدہوشی وسرشاری سے عشق کیوں اٹھائے ہم ان کے زیر سایہ سو رہے ہیں اب ہمیں کوئی جگائے تو کیوں جگائے۔

Marfat.com

یہ تو واضح ہے کہ عاشق کا چین و قرار محبوب کی گلی ہے ہم آنکھوں سے عاشقانِ مدینہ پاک کو دیکھتے ہیں کہ مدینہ پاک میں رہ کر شادان و فرحاں ہیں لیکن جونہی الوداع از مدینہ کا دن آتا ہے تو ان کا حال جدائی کے تصوّر سے نہایت ہی قابلِ رحم ہوتا ہے اور یہی علامتِ ایمان اور دلیل عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے اس لئے کہ مدینہ پاک کی محبت ہی تو مسلمان کا عظیم سرمایہ ہے اس لیے کہ حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ پاک سے بہت ہی محبت فرماتے ہیں۔

عقیدہ

تمام علمائے اُمّت کا اس پر اجماع ہے کہ روضۂ انور کا وہ حصّہ جو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسمِ اطہر سے ملا ہوا ہے۔ زمینوں آسمانوں، کعبۂ مقدسہ اور عرشِ معلیٰ سے بھی افضل ہے، اس کے بعد ساری زمین سے افضل کعبہ مقدسہ ہے۔ اس کے بعد اختلاف ہے کہ مدینہ منورہ افضل ہے یا مکۂ مکرمہ؟ تو امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ بن عمر اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور امام مالک اکثر علمائے مدینہ رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے افضل ہے۔

فضائل مدینہ پاک

اکثر علمائے مدینہ رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ مدینہ منورہ مکہ مکرمہ سے افضل ہے اور بلا شبہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کا محبوب ترین شہر ہے اور قیامت تک حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا اسی میں قیام ہے اور آپ کے جسم انور کے یہاں موجود ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی جو بے شمار رحمتیں اور برکتیں ہر آن اور ہر وقت نازل ہوتی رہتی ہیں۔ وہ کسی اور جگہ کہاں نازل ہوتی ہیں؟ نیز شریعت مطہرہ اور اس کے تمام احکام کی تکمیل اسی شہر میں ہوئی۔ تمام فتوحات اور تمام کمالات ظاہری و باطنی کا حصول یہیں ہوا۔ اسلام کو شان و شوکت اور قوت و عظمت یہیں حاصل ہوئی۔ اوّل و آخر کی نیکیاں اور ہدایت و نورانیت کے چشمے یہیں سے جاری ہوئے اور یہیں وہ منبر ہے جو جنّت کے حوض پر ہے اور یہیں وہ جنّت کی

Marfat.com

کیاری ہے، اور یہیں وہ جبلِ اُحد ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ترین پہاڑ ہے، اور یہیں وہ جنت البقیع ہے جس میں آپ کے جگر کے ٹکڑے، ازواجِ مطہرات اور تقریباً دس ہزار صحابہ کرام اور بے شمار اولیاء وصلحاء رضوان اللہ علیہم اجمعین آرام فرما ہیں۔ اور یہیں وہ مسجد نبوی شریف ہے جس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے حج کا ثواب ملتا ہے۔ اور یہیں وہ مسجد قبا شریف ہے جس میں دو رکعت نماز پڑھنے سے عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت سعید اپنے والد حضرت ابی (رضی اللہ عنہما) سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جب مکہ مکرمہ داخل ہوتے تو۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْ مَنَایَانَا بِمَکَّۃَ حَتّٰی نَخْرُجَ مِنْھَا۔ (وفاء الوفا ص۳۴)	عرض کرتے اے اللہ ہماری موت مکہ میں نہ ہو بلکہ جب ہم مکہ سے باہر نکل کر مدینہ پہنچ جائیں۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّمُوْتَ بِالْمَدِیْنَۃِ فَلْیَمُتْ بِھَا فَاِنِّیْ اَشْفَعُ لِمَنْ یَّمُوْتُ بِھَا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۲۴۰)	جس شخص سے ہو سکتا ہو کہ مدینہ منورہ میں مرے تو چاہیے کہ وہ مدینہ ہی میں مرے اس لیے کہ جو مدینہ میں مرے گا۔ میں اُس کی شفاعت کروں گا۔

(۳) امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ۔	اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت اور اپنے رسول کے شہر مدینہ میں موت نصیب فرما (بخاری کتاب الحج)

Marfat.com

فائدہ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خاص محرابِ مسجد نبوی شریف میں بحالتِ نماز جب آپ امامت کے فرائض انجام دے رہے تھے سعادتِ شہادت نصیب ہوئیں۔

اقوال آئمہ (۱) سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ نے سوائے ایک حج کے جو فرض ہے اور حج نہیں کیا صرف اسی واسطے کہ کہیں مدینہ منورہ کے سوا کسی اور جگہ موت نہ آجائے۔ ہمیشہ مدینہ میں ہی رہے اور وہیں انتقال فرما کر جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ (جذب القلوب صفحہ ۲۵)

امیر المؤمنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کبھی مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جاتے تو نکلتے وقت روتے اور بار بار فرماتے۔

نَخْشٰی اَنْ نَکُوْنَ	ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہم ان لوگوں
مِمَّنْ نَفَقَتِ الْمَدِیْنَۃُ	میں سے نہ ہوں جن کو مدینہ
(جذب القلوب ص۲۵)	دور کر دیتا ہے۔

فائدہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی جب حج وعمرہ کے لیے تشریف لے جاتے تو فارغ ہوتے ہی واپس آجاتے۔ زیادہ دیر مکہ مکرمہ میں نہ ٹھہرتے۔ اور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم جب کسی سفر سے واپس تشریف لاتے، اور مدینہ منورہ کے قریب پہنچتے تو اپنی سواری کو کمالِ شوقِ وصالِ مدینہ سے تیز کر دیتے اور چادر مبارک دوشِ انور سے گرا دیتے، اور فرماتے ھٰذِہٖ اَرْوَاحٌ طَیِّبَۃٌ۔ یہ ہوائیں پاکیزہ اور پسندیدہ ہیں اور چہرۂ انور پر گرد وغبار پڑتا اس کو دور نہ فرماتے، اور اگر کوئی صحابی گرد وغبار سے بچنے کے لیے سر اور منہ چھپاتے تو آپ روک دیتے، فرماتے خاک مدینہ شفا ہے۔

Marfat.com

مزید فضائل

(۱) حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

غُبَارُ الْمَدِیْنَةِ شِفَاءٌ مِّنَ الْجُذَامِ۔ کہ مدینہ منورہ کا غبار جذام یعنی کوڑھ کے لیے شفاء ہے۔

(زرقانی علی المواہب صہ ۳۳۶/۸)

(۲) وفاء الوفاء شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اَنَّ فِیْ غُبَارِھَا شِفَاءٌ مِّنْ کُلِّ دَآءٍ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مدینہ کی مٹی میں ہر بیماری کے لئے شفاء ہے۔

(وفاء الوفاء شریف صہ ۴/۱)

فائدہ علامہ زرقانی فرماتے ہیں کہ بلا شبہ مدینۂ منورہ کی مٹی میں شفاء ہے لیکن منکر کو نفع نہیں کرتی (زرقانی علے المواہب صہ ۳۳۵/۸)

(۳) حضرت سفیان بن ابی زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یمن فتح ہوگا تو بعض لوگ وہاں کے حالات سنیں گے اور پھر اپنے اہل وعیال کو جوان کے کہنے میں آجائیں گے لیکر وہاں چلے جائیں گے۔ وَالْمَدِیْنَةُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ۔ حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہوگا۔ اگر وہ جانیں، اور اسی طرح شام فتح ہوگا تو لوگ وہاں کے حالات سن کر اپنے اہل وعیال وغیرہ لے کر وہاں چلے جائیں گے۔ وَالْمَدِیْنَةُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ، حالانکہ مدینہ ان کے لیے بہتر ہوگا۔ کاش وہ جانیں (بخاری ومسلم صہ ۴۴۵)

Marfat.com

فائدہ حافظ ابن حجر عسقلانی اور امام نووی رحمہا اللہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کے عین مطابق ہوا۔ اور یہ ملک اسی ترتیب سے فتح ہوئے، اور لوگ وہاں منتقل ہوئے۔ نیز علم غیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کتنی معرکۃ الارا دلیل ہے۔

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ سرسبز وشاداب زمینوں کی طرف نکل جائیں گے جہاں ان کو خوب کھانے پینے کو ملے گا، اور کثرت سے سواریاں ملیں گی۔ تو وہ اپنے عزیز واقربا کو بھی دعوت دیں گے۔

هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ	یہاں آجاؤ، یہاں بڑی پیداوار
هَلُمَّ إِلَى الرَّخَاءِ وَالْمَدِينَةُ	ہے، یہاں آجاؤ یہاں بڑی پیداوار
خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا	ہے حالانکہ مدینہ پاک ان کے لیے
يَعْلَمُونَ۔ (ترغیب ومسلم ص۴۴۵)	بہتر ہوگا اگر وہ جانیں۔

(۵) حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ	مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ
لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ لَا	جانیں اور کوئی شخص یہاں کے
يَدَعُهَا أَحَدٌ رَغْبَةً	قیام کو بددل ہو کر نہیں چھوڑے گا
عَنْهَا إِلَّا أَبْدَلَ اللّٰهُ	مگر اللہ تعالےٰ اس سے بہتر یہاں
فِيهَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ	بھیجدے گا اور جو شخص مدینہ منورہ
مِنْهُ وَلَا يَثْبُتُ أَحَدٌ	کی تکلیفوں اور سختیوں کو برداشت
عَلَى لَأْوَائِهَا وَجُهْدِهَا	کرکے یہاں رہے گا میں قیامت
إِلَّا كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ	کے دن اس کا شفیع اور گواہ بنوں گا۔

Marfat.com

شَهِیۡدًا یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ۔ (مسلم شریف ص ۴۴۰)

(۶) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔

مَنۡ اَرَادَ اَھۡلَ الۡمَدِیۡنَۃِ بِسُوۡءٍ اَذَابَہُ اللّٰہُ کَمَا یَذُوۡبُ الۡمِلۡحُ فِی الۡمَآءِ۔
جس نے اہل مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کیا تو اللہ اس کو ایسے گھلا دے جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

(مسلم شریف ص ۴۴۵)

(۷) نیز فرمایا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے۔

مَنۡ اَخَافَ اَھۡلَ الۡمَدِیۡنَۃِ ظُلۡمًا اَخَافَہُ اللّٰہُ وَ عَلَیۡہِ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ وَالۡمَلَائِکَۃِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِیۡنَ لَایَقۡبَلُ اللّٰہُ مِنۡہُ صَرۡفًا وَّلَا عَدۡلًا۔
جو شخص ظلماً اہل مدینہ کو ڈرائے اللہ تعالےٰ اس کو ڈرائے گا اور اس پر اللہ کی اور ملائکہ کی اور سب لوگوں کی لعنت ہو گی اور اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل قبول نہ فرمائے گا۔

(وفاء الوفاء ص ۳۲ جذب القلوب ص ۳۳)

(۸) سیّدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنۡ اٰذٰی اَھۡلَ الۡمَدِیۡنَۃِ اٰذَاہُ اللّٰہُ (وفاء الوفاء ص ۳۲)
کہ جس نے اہل مدینہ کو اذیت پہنچائی اللہ اس کو اذیت پہنچائے گا۔

(۹) امرائے فتنہ میں سے ایک امیر مدینہ منورہ میں آیا۔
حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما اس وقت مدینہ منورہ میں تھے اور بڑھاپے کی وجہ سے ان کی بصارت میں ضعف آ گیا تھا۔ لوگوں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ مصلحت وقت یہ ہے کہ آپ چند روز کے لیے مدینہ منورہ سے باہر

Marfat.com

چلے جائیں اور اس ظالم کے سامنے نہ آئیں تاکہ اس کے فتنہ سے محفوظ رہیں چنانچہ آپ اپنے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھ کر مدینۂ منورہ سے نکلے اتفاقاً راستے میں ایک جگہ بہ سبب ضعف بصارت ٹھوکر کھا کر گر پڑے اور فرمایا۔

تَعِسَ مَنْ اَخَافَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِبْنَاہُ یَا اَبَتِ فَکَیْفَ اَخَافَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَخَافَ اَھْلَ الْمَدِیْنَۃِ فَقَدْ اَخَافَ مَا بَیْنَ جَنْبِیْ۔

(وفاء الوفاء ص۳۱ جذب القلوب ص۳۲)

ہلاک ہو وہ شخص جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ڈرایا، بیٹوں نے کہا اباجان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ڈرانا کیونکر ہے آپ کی تو وفات شریف ہوگئی؟ فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ نے فرمایا جس اہل مدینہ کو ڈرایا تو بیشک اس نے میرے دل کو ڈرایا۔

(۱۰) نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْمَدِیْنَۃُ مُہَاجِرِیْ وَفِیْھَا مَضْجَعِیْ وَمِنْھَا مَبْعَثِیْ حَقِیْقٌ عَلٰی اُمَّتِیْ حِفْظُ جِیْرَانِیْ مَا اجْتَنَبُوا الْکَبَائِرَ مَنْ حَفِظَھُمْ کُنْتُ لَہٗ شَھِیْدًا اَوْ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَمَنْ لَّمْ یَحْفَظْھُمْ سُقِیَ مِنْ طِیْنَۃِ الْخَبَالِ۔

(وفاء الوفاء ص۳۳ جذب القلوب ص۳۱)

مدینہ میری ہجرت گاہ، اور میری خواب گاہ ہے اور (قیامت کے دن) امت پر میرے پڑوسیوں کے حقوق کی حفاظت لازم ہے جب کہ وہ کبائر سے بچیں۔ تو جس نے ان کے حقوق کی حفاظت کی میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفیع بنوں گا اور جس نے انکے حقوق کی حفاظت نہ کی اسے (دوزخ میں) پیپ اور خون پلایا جائے گا۔

Marfat.com

ے فَیَا سَاکِنِیْ اَکْنَافِ طِیْبَۃَ کُلُّکُمْ　　اِلَی الْقَلْبِ مِنْ اَجْلِ الْحَبِیْبِ حَبِیْبُ

(زرقانی علے المواہب ص ۳۳۲/۸)

اے مدینہ طیبہ کے رہنے والو تم سبھی میرے دل کو محبوب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے محبوب ہو:

۳۔ بار نہ تھے حبیب کو پالتے ہی غریب کو
روئیں جواب نصیب کو چین کہو گنوائے کیوں

حل لغات

بار (فارسی مذکر) بوجھ، حبیب (بالفتح عربی مذکر) گریبان پاکٹ غریب (عربی) مسافر پردیسی۔ عجیب انوکھا۔ مسکین عاجز۔ کنگال چین (بالفتح اردو۔ مذکر) راحت آرام۔ سکھ۔ عیش اطمینان گنوائے از گنوانا برباد کرنا ضائع کرنا۔

۳۔ شرح

حبیب پر ہم غریبوں کے پالنے کا بوجھ تو نہ تھا اب جو ہم نصیب کو روئیں کیا فائدہ آپ خود ہی کرم فرمائیں۔ اور اپنا چین ہی کیوں گنوائے۔ جب آپ کے لطف وکرم پر امید ہے کہ آپ روتا نہیں چھوڑیں گے۔ یہ ناز کی بات ہے۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ اسی انداز میں عرض گزار ہیں۔ میرے کریم اس غریب وبے بس مسافر کو اگر اپنے ہاں مستقل کفالت میں رکھ لیتے تو آپ کے خزائن میں کونسی کمی واقع ہو جاتی۔ اب ہم اپنے نصیب کو روئیں کیونکہ سکون واطمینان اور چین کا مقام میسّر نہ رہا۔

Marfat.com

۴- یادِ حضور کی قسم غفلتِ عیش ہے ستم
خوب ہیں قیدِ غم میں ہم کوئی ہمیں چھڑائے کیوں

حل لغات عیش (بالفتح عربی مذکر) عشرت۔ آرام سکھ۔ مزا۔ لطف
چھڑائے از چھڑانا (بالضم) بمعنی رہا کرنا آزاد۔ جدا کرنا
ہٹانا کھولنا۔

۴- شرح حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یاد کی قسم یہ یاد ہی تو عیش و آرام ہے اس یاد کو بھلا دینا گویا کہ عیش و آرام کو ہاتھوں سے گنوا دینا ہے جو سراسر ظلم ہے، لیکن ہمیں تو چاہیئے قیدِ غم چاہیئے اور وہ بظاہر ستم ہی سہی لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہی ہمارے لیے خوب سے خوب تر ہے اور ایسی قید سے تو ہم نجات چاہتے ہی نہیں، جب ہم نجات چاہتے نہیں تو پھر ہمیں کوئی چھڑائے تو کیوں چھڑائے۔

عشق کی لگی آگ عشق ایک ایسا میٹھا رس ہے جسے نصیب ہوا وہ اس سے نجات پانے کو الٹا ہلاکت و تباہی سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جونہی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے بہرہ ور ہوئے تو ان پر مصائب و مشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ کفار و مشرکین نے انہیں برگشتہ کرنے کیلئے ہزاروں حیلے بنائے کہ کسی طرح یہ لوگ اسلام کا دامن تو چھوڑ دیں مگر انہوں نے ان کو استقامت کا پہاڑ پایا۔ معمولی طور بھی انہیں عشق کے راستہ سے پیچھے نہ ہٹا سکے۔ درجنوں واقعات فقیر اسی شرح حدائق میں لکھ چکا ہے۔

Marfat.com

دیکھ کے حضرتِ غنی پھیل پڑے فقیر بھی
۵۔ چھائی ہے اب تو چھاؤنی حشر ہی آنہ جائے کیوں

حل لغات

حضرت (عربی۔ مذکر) نزدیکی۔ جناب قبلہ درگاہ پھیل پڑے۔ از پھیلنا بچھنا۔ پسرنا۔ مشہود ہونا۔ بکھرنا۔ بڑھنا۔ بہتات ہونا۔ چھاؤنی (اردو) چھاؤں کرنے والی چیز۔ چھپر۔ کھپریل۔ کیمپ۔

۵۔ شرح

غنیٔ کائنات یعنی آقائے شش جہات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کو دیکھ کر فقرا وسائلین آپ کے در پر پڑے ہوئے ہیں۔ کریم کے دروازے پہ فقرا وسائلین کا کیمپ لگا ہوا ہے اب اس کیمپ کا ختم ہونا ناممکن ہے۔ خواہ قیامت ہی آجائے۔ بلکہ حشر میں تو اسی کیمپ میں کہیں اور بڑھ کر رونق اور اضافہ ہوگا کہ کل جہان سائل بھکاری بن کر ہمارے اس کیمپ آجائے گا۔ جیساکہ احادیث شفاعت میں فقیر نے متعدد مقامات پہ اسی شرح حدائق میں لکھا ہے۔ مزید برآں احادیث مبارکہ۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بالاسناد مروی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو میں سب سے پہلے باہر آؤں گا۔ اور میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ جمع ہوکر آئیں گے۔ اور میں ان کو خوشخبری دینے والا ہوں گا۔ جب وہ مایوس ہوجائیں گے۔ میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور میں اپنے ربّ کے حضور تمام اولاد آدم میں سب سے زیادہ مکرم ہوں گا۔ اور یہ فخر نہیں (اظہار واقعہ ہے) یا یہ تو کوئی اتنی فخر کی بات نہیں کیونکہ میرے رب نے اس سے زیادہ عنایات سے مجھے نوازا ہے۔

Marfat.com

(۲) ابن زفر کی روایت میں جو ربیع بن انس سے ہے۔ اس کے الفاظ حدیث یہ ہیں کہ میں لوگوں میں سب سے پہلے باہر آؤں گا جب وہ اٹھائے جائیں گے اور ان کا سردار ہوں گا جب وہ آئیں گے۔ اور میں ان کا خطیب بنوں گا جب وہ خاموش ہو جائیں گے۔ اور میں ان کا شفیع ہوں گا جب وہ روک لیے جائیں گے اور میں انہیں خوشخبری دینے والا ہو جب وہ حیران ہوں گے۔ بزرگی کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو گا۔ اور میں اولاد آدم میں سب سے بڑھ کر اللہ کے حضور مکرم ہوں۔ اور یہ فخر نہیں۔ میرے گرداگرد ایک ہزار خادم ہوں گے گویا کہ وہ چمکتے موتی ہیں۔

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنتی لباس میں سے مجھے ایک جوڑا پہنایا جائے گا۔ پھر عرش کے داہنی جانب کھڑا ہوں گا۔ میرے سوا کوئی مخلوق اس جگہ نہیں کھڑا ہوگا۔

(۳) حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔ میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہو گا۔ اور یہ فخر نہیں اور آدم اور ان کے سوا تمام نبی میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جو زمین سے باہر آئے گا اور یہ فخر نہیں۔

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا بروز میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔ میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جو قبر سے نکلے گا۔ اور میں ہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا اور مقبول الشفاعت ہوں گا۔

(۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا میں ہی بروز قیامت لواء الحمد کا اٹھانے والا ہوں گا۔ اس میں فخر نہیں اور میں ہی پہلا شفاعت کرنے والا اور مقبول الشفاعت ہوں گا۔ یہ فخر نہیں اور میں ہی وہ پہلا شخص ہوں گا جو جنت میں شفاعت کرے گا۔ اور میرے امتی سب سے زیادہ ہوں گے۔

Marfat.com

حضرت انس سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بروز قیامت سید الناس ہوں گا۔ تم جانتے ہو یہ کیوں ہوگا؟ اللہ تعالیٰ اولین وآخرین کو جمع کرے گا۔ اور حدیث شفاعت کا ذکر کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خواہش رکھتا ہوں کہ بروز قیامت میرا اجر تمام نبیوں سے بڑا ہو۔ دوسری حدیث میں ہے کہ کیا تم اس سے راضی نہیں کہ بروز قیامت تم میں حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام ہوں۔ پھر فرمایا یہ دونوں بروز قیامت میری اُمت میں ہوں گے۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ فرماتے ہوں گے آپ تو میری دعا اور میری اولاد ہیں۔ مجھ کو اپنی امت میں گردانیے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام اس لیے امتی ہیں کہ انبیاء کرام باہم علاتی بھائی ہیں کہ اُن کی مائیں تو مختلف ہیں، اور عیسیٰ علیہ السلام میرے بھائی ہیں کہ ان کے اور میرے مابین کوئی نبی نہیں ہے اور میں لوگوں کی نسبت اُن کے ساتھ زیادہ حقدار ہوں۔

فائدہ آپ کا یہ فرمانا کہ میں بروز قیامت لوگوں کا سردار ہوں گا۔ آپ دنیا میں بھی اُن کے سردار ہیں اور قیامت میں بھی۔ لیکن (قیامت کے ساتھ) آپ کا ارشاد فرمانا اس لیے ہے کہ آپ کی سیادت شفاعت منفرد ہے۔ کوئی اس میں دوسرا مزاحم نہیں۔ جب لوگ آپ کی طرف التجائیں کریں گے۔ اور آپ کے سوا کسی کو نہ پائیں گے۔ اور آپ ایسے سردار ہوں گے کہ آپ کی طرف لوگ اپنی ضروریات میں پناہ لیں گے تو آپ اس وقت لوگوں میں تنہا سردار ہوں گے اس میں کوئی آپ کا دعویدار اور مزاحم نہ ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (پ ۲۴ ع ۷) آج کے دن کس کی بادشاہت ہے، (پھر خود ہی فرمائے گا) لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (پ ۲۴ ع ۷)

Marfat.com

صرف اکیلے قہار خدا کی۔ حالانکہ دنیا اور آخرت اسی کا ملک ہے لیکن آخرت میں چونکہ دنیا میں جو دعوے کرتے تھے ان کے دعوے ختم ہو جائیں گے۔

اسی طرح تمام لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر شفاعت کی التجا کریں گے تو آخرت میں بغیر کسی دعویدار کے ان کے سردار ہوں گے۔

(۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بروز قیامت جنت کے دروازہ پر آ کر دروازہ کھلواؤں گا۔ خازنِ جنت (داروغہ) کہے گا تم کون ہو؟ میں کہوں گا محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کہے گا مجھے آپ ہی کے لیے حکم دیا گیا کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے دروازہ نہ کھولوں۔

(۱۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا حوض ایک مہینہ کی مسافت کا (لمبا) ہے اور اس کے کونے برابر کے ہیں۔ اس کا پانی چاندی سے زیادہ سفید ہے۔ اس کی خوشبو کستوری سے زیادہ پیاری۔ اُس کے پیالے آسمان کی ستاروں کی طرح ہیں۔ جو اس کو پئے گا۔ کبھی وہ پیاسا نہ ہو گا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل مروی ہے۔ اس کی لمبائی اتنی ہے جتنی عمان سے ایلہ تک ہے اس میں جنت سے دو پرنالے گرتے ہیں۔ ثوبان سے اس کے مثل مروی ہے ان میں سے ایک نے کہا سونے کا دوسرے نے کہا چاندی کا۔ اور حارثہ بن رہب کی روایت ہے کہ اس کی مابین مدینہ اور صنعا کے برابر ہے اور انس نے کہا ایلہ اور صنعا کے برابر ہے۔ ابنِ عمر نے کہا کوفہ اور حجرِ اسود کے مابین لمبائی ہے اور حوض کی حدیث کو حضرت انس، جابر، سمرہ، ابن عمر، عقبہ ابن ارقم، ابنِ مسعود، عبداللہ بن زید، سہل بن سعد، سوید بن جبلہ، ابو بکر بن خطاب، ابن بریدہ، ابو سعید خدری، عبداللہ ضابحی، ابوہریرہ، براء، جندب،

Marfat.com

عائشہ، آسماء ابوبکر کی صاحبزادیاں، ابوبکرہ خولہ بن قیس، وغیرھم رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی روایت کیا ہے۔ (شفا شریف)

جان ہے عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم روزِ فزوں کرے خدا
۶ جس کو ہو درد کا مزا نازِ دوا اُٹھائے کیوں

۶- شرح اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہٗ نے عشق مصطفےٰ کے ظاہری فوائد بتائے ہیں۔ اشارہ فرمایا ہے کہ عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جان ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں اضافہ فرمائے کیونکہ یہ ہر درد کی دوا ہے لیکن جسے اس کا ذوق نصیب ہے وہ علاج معالجہ کا محتاج نہیں کیونکہ عشق کوئی معمولی شئے نہیں یہ اکسیر اعظم ہے۔ لیکن اس میں زبانی جمع خرچی کام نہیں دیتی یقینِ محکم اور ایمان کی پختگی ضروری ہے۔ یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ وطریقہ انیقہ تھا۔

امام احمد رضا قدس سرہٗ نے خود کو اسی طریقہ وعقیدہ پر ڈھالا۔

چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

حدیث پر عمل ایک بار چند حضرات آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کے پاس ایک کتاب بھی تھی آپ نے فرمایا یہ کون سی کتاب ہے؟ انہوں نے عرض کیا "حضور! اعمالِ تسخیر کے بارے میں۔ اعلیٰحضرت نے فرمایا میرے پاس ایسے عملیات بھرے پڑے ہیں لیکن بحمد اللہ تعالیٰ آج تک کبھی اس طرف خیال بھی نہیں کیا۔ ہمیشہ ان دعاؤں پر جو احادیث میں ارشاد ہوئیں عمل کیا میری تو تمام مشکلات انہیں سے حل ہوتی رہی ہیں۔

Marfat.com

یقین محکم

امام احمد رضا کو ان احادیث پر بھی یقین کامل ہوتا جو آحاد ہوتیں اور جن سے ثبوت کو علماء ظنی مانتے ہیں خود اعلیٰحضرت بھی یہی لکھتے ہیں لیکن یہ معاملہ احکام شریعت تک ہے اور اس کے خاص اسباب نتائج ہیں جو فقہی وعلمی باریکیوں پر مشتمل ہیں مجھے یہ ذکر کرنا ہے کہ وہ احادیث جو غیر احکام میں ہوں اور کسی منصوص شرعی کے معارض نہ ہوں اگر ان پر کسی مومن کو آج بھی یقین کامل ہو اور اس پر وہ عمل کرے تو اسے اس کا حق ہے۔ رب کریم فرماتا ہے۔ حدیث قدسی ہے۔

اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔ میرا بندہ میرے ساتھ جیسی امید رکھتا ہے اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ فرماتا ہوں۔

امام احمد رضا کو اپنے آقا صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر اعتماد کامل اور اپنے مالک جلّ وعلا کی رحمت پر یقین محکم تھا۔

حدیث شریف میں ایک دعا ہے کہ کسی کشتی پر سوار ہوتے وقت پڑھ لی جائے تو غرق سے حفاظت رہے گی۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ نے پہلے سفر حج میں سوار ہوتے وقت وہ دعا پڑھ لی تھی۔ ساتھ میں والد صاحب علیہ الرحمۃ بھی تھے۔ سمندر میں سخت طوفان آیا۔ لوگوں نے کفن پہن لیے۔ والد ماجد بہت پریشان ہوئے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ان کا اضطراب دیکھ کر بے ساختہ میری زبان سے نکلا۔

"آپ اطمینان رکھیں۔ خدا کی قسم یہ جہاز نہیں ڈوبے گا۔"

میں حدیث کے وعدۂ صادقہ پر مطمئن تھا پھر بھی قسم کے نکل جانے سے مجھے اندیشہ ہوا اور معاً حدیث یاد آئی۔ مَنْ یَتَاَلُّ عَلَی اللّٰہِ یُکَذِّبْہُ حضرت عزت کی طرف رجوع کیا اور سرکار رسالت سے مدد مانگی۔ وہ باد مخالف جو بقوت چل رہی تھی بحمداللہ گھڑی بھر میں موقوف ہوگئی اور جہاز نے نجات پائی۔[1]

---

[1] الملفوظ ج ۲ ص ۲، ۳ ملخصاً

Marfat.com

طاعون سے محفوظ

حدیث میں ہے جو کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔ پڑھ لے اس مرض و بلا سے مامون و محفوظ رہے گا۔ امام احمد رضا نے طاعون زدہ کو دیکھ کر بارہا یہ دعا پڑھی تھی اور حدیث پر انہیں کامل اطمینان تھا۔

حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سچا طبیب جھوٹا

ایک بار کسی غریب کے یہاں دعوت میں گائے کا گوشت کھانا پڑا جس کے اثر سے گلٹی نکل آئی۔ بولنا پڑھنا سب موقوف ہو گیا۔ نماز سنّت بھی کسی کی اقتدا میں ادا کرنے ان دنوں بریلی میں طاعون کا زور تھا۔ طبیب نے دیکھ کر کہا وہی ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں میں بول نہ سکتا تھا اس لئے جواب نہ دے سکا دل میں بارگاہ رب العزت کی طرف رجوع کیا اور عرض کیا۔

اَللّٰھُمَّ صَدِّقِ الْحَبِیْبَ وَکَذِّبِ الطَّبِیْبَ

خداوندا اپنے حبیب کا قول سچ کر دکھا اور طبیب کا قول جھوٹا۔

فوراً جیسے کسی نے کان میں ایک تدبیر بتائی۔ مسواک اور گول مرچ، جس کے استعمال سے مرض جاتا رہا اب طبیب کے یہاں کہلا بھیجا کہ تمہارا وہ "طاعون" جاتا رہا۔

بچپن سے اتباع سنّت

اس واقعہ کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ مجھے نو عمری میں آشوب چشم اکثر ہوتا اور بوجہ حدت مزاج تکلیف دیتا۔ انیس سال کی عمر ہو گی رام پور جاتے ہوئے ایک شخص کو رمد چشم میں دیکھ کر یہ دعا پڑھ لی۔ مگر مجھے اس کے پڑھنے کا افسوس ہے کیونکہ سرکار کا ارشاد ہے کہ تین بیماریوں کو مکروہ نہ رکھو۔

Marfat.com

(۱) زکام کہ اس کی وجہ سے بہت سی بیماریوں کی جڑ کٹ جاتی ہے۔

(۲) کھجلی کہ اس سے امراض جلد جذام وغیرہ کا انسداد ہو جاتا ہے۔

(۳) آشوب چشم کہ نابینائی کو دفع کرتا ہے اس دعا کی برکت سے آشوب چشم جاتا رہا۔

آنکھ پر کچھ اثر نہ ہوا

جمادی الاول ۱۳۰۰ھ میں ایک واقعہ پیش آیا۔ بعض اہم تصانیف کے سبب ایک مہینہ کامل باریک خط کی کتابیں شبانہ روز علی الاتصال دیکھنا ہوا۔ گرمی کا موسم تھا دن کو اندر کے دالان میں کتاب دیکھتا اور لکھتا عمر کا اٹھائیسواں سال تھا۔ اندر کے دالان میں مطالعہ و تصنیف کا کام ہوتا۔ آنکھوں کے اندھیرے کا خیال نہ کیا شدت گرمی کے باعث ایک روز لکھتے لکھتے غسل کیا۔ سر پر پانی پڑتے ہی معلوم ہوا کہ کوئی چیز دماغ سے ڈھلتی آنکھ میں اتر آئی۔ ایک سر برآوردہ ڈاکٹر نے بہت دیر تک بغور دیکھا اور کہا کثرت کتاب بینی سے کچھ یبوست آگئی ہے۔ پندرہ دن کتاب نہ دیکھو مجھ سے پندرہ گھڑی بھی نہ چھوٹ سکی۔

حکیم سید مولوی اشفاق حسین صاحب مرحوم سہسوانی ڈپٹی کلکٹر نے فرمایا مقدمہ نزول آب ہے بیس برس بعد پانی اتر آئے گا۔ میں نے التفات نہ کیا اور نزول آب والے کو دیکھ کر وہی دعا پڑھ لی اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پاک پر مطمئن ہو گیا۔

۱۳۱۶ھ میں ایک اور حاذق طبیب کے سامنے ذکر ہوا بغور دیکھ کر کہا چار برس بعد پانی اتر آئے گا۔ ان کا حساب ڈپٹی صاحب کے حساب کے بالکل موافق آیا۔ انہوں نے بیس برس کہے تھے انہوں نے سولہ برس بعد چار کہے۔

مجھے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر ایسا اعتماد نہ تھا کہ طبیبوں کے کہنے سے معاذ اللہ متزلزل ہوتا۔ بیس درکنار تیس برس سے زائد گذر چکے اور وہ حلقہ ذرہ بھر

Marfat.com

نہ بڑھانہ بعونہ تعالیٰ بڑھے نہ میں نے کتاب بینی میں کبھی کمی کی نہ انشاء اللہ تعالیٰ کبھی کروں گا۔ یہ میں نے اس لیے بیان کیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائم و باقی معجزات ہیں جو آج تک دیکھے جا رہے ہیں اور قیامت تک اہل ایمان مشاہدہ کریں گے [1]

بخار ٹل گیا امام احمد رضا کے دوسرے سفر حج کا واقعہ ہے مکہ مکرمہ میں حضرت کو بخار تھا۔ فرماتے ہیں اواخر محرم میں بفضلہ تعالیٰ صحت ہوئی وہاں ایک سلطانی حمام ہے میں اس میں نہا کر باہر نکلا ہوں کہ ابر دیکھا حرم شریف پہنچتے پہنچتے برسنا شروع ہوا مجھے حدیث یاد آئی کہ جو بارش میں طواف کرے وہ رحمت الٰہی میں تیرتا ہے۔ فوراً سنگ اسود کا بوسہ لے کر بارش ہی میں سات پھیرے طواف کیا۔ بخار پھر عود کر آیا۔ مولانا سید اسمٰعیل نے فرمایا ایک ضعیف حدیث کے لیے تم نے اپنے بدن کی یہ بے احتیاطی کی۔ میں نے کہا حدیث ضعیف ہے مگر امید بحمد اللہ تعالیٰ قوی ہے۔ یہ طواف بحمدہ تعالیٰ بہت مزے کا تھا بارش کے سبب طائفین کی وہ کثرت نہ تھی [2]

فائدہ بہت سی حدیثیں جو اپنی سندوں کے باعث محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں اہل عرفان اور اولیاء کرام کے نزدیک کشف ومشاہدہ کے باعث قوی ہیں۔ امام احمد رضا نے منیر العین فی تقبیل الابہامین میں اس کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے۔

حکایت ایک ضعیف حدیث میں آیا ہے۔ بدھ کے دن ناخن کتروانا برص پیدا کرتا ہے ایک بزرگ عالم (علامہ امیر ابن الحاج مکی

---

[1] الملفوظ ج ۱ ص ۱۵ تا ۱۸، [2] الملفوظ ج ۲ ص ۲۵ ایضاً

Marfat.com

صاحب مدخل) نے ضعفِ حدیث کا خیال کر کے بدھ کو ناخن کتروا لیے۔ برص ہو گیا۔ رات کو جمالِ جہاں آرا کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ سرکار نے فرمایا تم نے نہ سنا تھا کہ ہم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ عرض کی میرے نزدیک صحت کو نہ پہنچتی تھی۔ ارشاد ہوا تمہیں اتنا کافی تھا کہ حدیث ہمارے نام پاک سے تمہارے کان تک پہنچی یہ فرما کر حضور مبرئ الاکمہ والابرص محی الموتیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس کہ پناہ دو جہاں و دستگیر بیکساں ہے ان کے بدن پر لگا دیا۔ فوراً اچھے ہو گئے اور اسی وقت توبہ کی کہ اب کبھی حدیث سُن کر مخالفت نہ کروں گا۔ [1]

اسی لیے امام احمد رضا قدس سرہٗ کو ان ضعیف حدیثوں پر اعتماد قوی ہوتا جو کسی نصِ شرعی کے مخالف ہوتیں اور فضائلِ رجال و فضائلِ اعمال میں بلا تکلف ان پر عمل کرتے۔ البتہ موضوع حدیث کسی طرح قابلِ عمل نہیں کہ وہ حدیث ہی نہیں کسی بدبخت کی من گھڑت ہے ان علمی مباحث میں امام احمد رضا کا تصوّف و عرفان جلوہ آرا نظر آتا ہے قلبی یقین اور کمالِ ایمان و اذعان عارفین اور کاملین ہی کے در پر نصیب ہوتا ہے۔

روزہ سے صحتیابی

امام احمد رضا فرماتے ہیں۔ ایک سال رمضان المبارک میں مَیں سخت بیمار ہو گیا۔ لیکن کوئی روزہ نہ چھوٹا الحمد للہ روزوں ہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت عطا فرمائی اور صحت کیوں نہ ملتی کہ سیّد المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک تو ہے۔ صُوْمُوْا تَصِحُّوْا یعنی روزہ رکھو صحت یاب ہو جاؤ گے۔

امام احمد رضا کی زندگی کا آخری رمضان ۱۳۹۹ھ میں تھا اس وقت ایک تو

---

[1] فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۴۱۹۔

Marfat.com

بریلی میں سخت گرمی تھی۔ دوسرے عمر مبارک کا آخری حصہ اور ضعف و مرض کی شدت۔ شریعت اجازت دیتی ہے کہ قضا کرے لیکن امام احمد رضا کا فتویٰ اپنے لیے کچھ اور ہی تھا جو درحقیقت فتویٰ نہیں تقویٰ تھا۔ انھوں نے فرمایا بریلی میں شدتِ گرمی کے سبب میرے لیے روزہ رکھنا ممکن نہیں لیکن پہاڑ پر ٹھنڈک ہوتی ہے۔ یہاں سے نینی تال قریب ہے بھوالی پہاڑ پر روزہ رکھا جاسکتا ہے میں وہاں جانے پر قادر ہوں لہٰذا میرے اوپر وہاں جاکر روزہ رکھنا فرض ہے۔ چنانچہ رمضان وہیں گزارا اور پورے روزے رکھے۔

۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو وصال ہوتا ہے مرض مہینوں سے تھا اور ایسا کہ چلنے پھرنے کی طاقت نہیں شریعت اجازت دیتی ہے کہ ایسا مریض گھر میں تنہا نماز پڑھ لے مگر امام احمد رضا جماعت کی پابندی کرتے اور چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد تک پہنچاتے جب تک اس طرح حاضری کی قدرت تھی۔ جماعت میں شریک ہوتے رہے۔ ایک بار مسجد لے جانے والا کوئی نہ تھا جماعت کا وقت ہوگیا۔ طبیعت پریشان ناچار خود ہی کسی طرح گھسٹتے ہوئے حاضرِ مسجد ہوئے اور باجماعت نماز ادا کی۔ آج صحت و طاقت اور تمام تر سہولت کے باوجود ترکِ نماز اور ترکِ جماعت کے ماحول میں یہ واقعہ ایک عظیم درسِ عبرت ہے۔ (مزارات پر عورتوں کی حاضری ص ۱۳)

قولنج ایک بار امام احمد رضا قدس سرہٗ اپنے علاقۂ زمینداری میں سکونت پذیر تھے۔ دردِ قولنج کے سخت دورے ہوا کرتے تھے۔ ایک دن تنہا تھے فرماتے ہیں ظہر کے وقت درد شروع ہوا۔ اسی حالت میں جس طرح بنا وضو کیا اب نماز کو کھڑا نہیں ہوا جاتا۔ رب عزوجل سے دعا کی اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگی۔ مولیٰ عزوجل مضطر کی پکار سنتا ہے۔ میں نے سنتوں کی نیت باندھ دی۔ درد بالکل نہ تھا۔ سلام پھیرا، اسی شدت سے تھا۔ فوراً اٹھ کر فرضوں کی نیت باندھی درد

Marfat.com

جاتا رہا جب سلام پھیرا وہی حالت تھی بعد کی سنتیں پڑھیں درد موقوف اور سلام کے بعد پھر بدستور۔ میں نے کہا اب عصر تک ہوتا رہ۔ پلنگ پر لیٹا کروٹیں لے رہا تھا کہ درد سے کسی پہلو قرار نہ تھا۔ خواہ یہ کہیئے کہ حالت نماز میں درد یکسر اٹھا لیا جاتا تھا یا کہیئے کہ توجہ الی اللہ اور استغراق عیادت کے باعث درد کا احساس نہ ہوتا تھا۔ بہر صورت امام احمد رضا کی مقبولیتِ بارگاہ اور ذوقِ عرفانی کی دلیل کافی ہے۔

اس طرح کے واقعات میں کہاں تک جمع کروں جب کہ ان کی پوری زندگی ان ہی حالات وکیفیات سے آراستہ وپیراستہ ہے۔

> ہم تو ہیں آپ دلفگار غم میں ہنسی ہے ناگوار
> چھیڑ کے گُل کو نوبہار خون ہمیں رلائے کیوں

حل لغات

دلفگار (فارسی) مرکب دل اور فگار بمعنی زخمی۔ گھائل آزردہ ،،

شرح

ہم تو خود دل زخمی اور دل آزردہ ہیں اور غم میں ہنسنا ویسے بھی ناگوار ہے۔ پھر مزید براں یہ نوبہار نے گُل کو چھیڑ دیا اس سے وہ ہمیں خون کے آنسو بہانے پر کیوں چھیڑا۔ یعنی ہم پہلے خود ہی محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجر میں دل زخمی تھے لیکن اس پر نوبہار نے گل کو چھیڑ کر یعنی محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسن وجمال کی باتیں سنا کر ہمارے عشق وجذب میں اضافہ کیوں کر رہا ہے۔ اس میں شکایت نہیں بلکہ حکایت ہے کہ عاشق کے عشق میں ایسی باتیں ذوق اور لطف میں مزید اضافہ فرماتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عاشقان مصطفٰے

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سننے میں انہماک رکھتے ہیں۔ بعض شوم بخت اسے بدعت کا فتویٰ جڑ دیتے ہیں حالانکہ نعت سننا سنت حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

احادیث مبارکہ

(۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت نابغہ جعدی کے شعر بہت شوق سے سُنا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تم نے بہت اچھا شعر کہا۔ تمہارے دانت نہ ٹوٹیں۔ کافی معمر ہونے کے بعد بھی ان کے تمام دانت سلامت رہے۔ لمبی عمر کی دعا دی۔

(۲) مواہب لدنیہ میں ہے کہ حضرت کعب ابن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اشعار سنائے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت کعب کے اشعار پسند فرمائے اور اپنی چادر مبارکہ حضرت کعب کو انعام میں عطا فرمائی۔ اسی کتاب میں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب کے ورثا سے خرید لی۔ پھر وہ چادر مبارک سلاطین کے پاس ایک عرصہ تک محفوظ رہی۔

(۳) حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ میں آمد کے وقت ان کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں قصیدہ پڑھنے کا ذکر ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر خوش ہو کر ان کو دعا دی۔ بلکہ بعد وصال بھی نعت خوانی پر انعام و اکرام سے نوازا اور نوازتے رہتے ہیں۔

حضرت الشیخ امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز اچانک مجھے فالج گر پڑا۔ اور میرا نصف حصہ بے حس ہو گیا۔ اس مصیبت کی حالت میں میرے ضمیر نے مشورہ دیا کہ ایک قصیدہ حضور کی مدحت میں لکھوں اور اس کے ذریعہ اُس باب الشفاء سے اپنے لیے شفا طلب کروں۔ چنانچہ اسی حالت میں مَیں نے اس قصیدہ مبارکہ لکھا۔ بعد الفراغ جب سویا تو خواب میں اُس مسیح کونین شفاء دارین کی زیارت سے

Marfat.com

مشرف ہوا اور اسی عالمِ رؤیا میں میں نے یہ قصیدہ حضور کے سامنے پڑھا۔ بعد اختتام قصیدہ میں نے دیکھا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے اعضاء مفلوجہ پر اپنے دستِ نوری کو پھیر رہے ہیں جب آنکھ کھلی تو میں نے اپنے کو بالکل صحت یاب پایا (شرح قصیدہ بردہ شریف)

۸۔ یا تو یونہی تڑپ کے جائیں یا وہی دام سے چھڑائیں منتِ غیر کیوں اٹھائیں کوئی ترس جتائے کیوں

حل لغات

تڑپ (اردو مؤنث) بے چینی، پھڑک۔ گرما گرمی۔ کود پھاند۔ دام۔ اردو۔ مذکر۔ جال۔ پھندا۔ منّت (عربی) احسان۔ خوشامد۔ عاجزی۔

۸۔ شرح

یا تو یونہی خود بخود تڑپ کر حاضری دیں یا وہ کرم فرما کر اس ہجر کے جال سے نجات بخشیں۔ ہاں آپ کے پاس تو ہم کسی کو کہتے ہی اور نہ ہی کسی کی خوشامد کریں گے خواہ مخواہ ان کے طعنے سننے پڑیں کہ جی ہم نے تم پر ترس کھا کر تمہارا کام کر دیا۔ غیر کو احسان جتلانے کا موقعہ ہی کیوں دیں۔

اس شعر میں عاشق کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے کہ محبوبِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچنا ہمت کا کام ہے ؎

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد اگر خارے بود گلدستہ گردد

جس کام کے لیے ہمت کر کے کمر بستہ ہو جاؤ گے۔ اگر وہ کانٹا ہے تب بھی گلدستہ ہو کر رہے گا۔ اس کا نتیجہ وصال ہی ہے ورنہ وہ کریم ہماری عاجزی پر رحم فرما کر خود ہی کرم فرمائیں گے ہجر کے درد سے نجات بخشیں گے لیکن خبردار غیروں کی خوشامد نہ کرنا۔ یہی طریقہ صدیقی ہے۔

Marfat.com

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارادۂ ہجرت حبشہ کی طرف نکلے تھے۔ برک الغماد تک جو مکہ سے یمن کی طرف پانچ دن کی راہ ہے پہنچے تھے کہ قبیلہ قارہ کا سردار ابن الدغنہ ملا۔ اُس نے پوچھا، کہاں جا رہے ہو؟ آپ نے جواب دیا۔

کہ میری قوم نے مجھے نکلنے پر مجبور کر دیا۔ مَیں چاہتا ہوں کہ کہیں الگ جا کر خدا کی عبادت کروں۔ ابن الدغنہ نے کہا یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ سا فیاض و مہمان نواز اپنوں سے نیک سلوک کرنے والا۔ غریب پرور اور حوادث حق میں لوگوں کا مددگار مکہ سے نکل جائے یا نکالا جائے۔ مَیں آپ کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔ اس لیے آپ ابن الدغنہ کے مکہ میں واپس آگئے۔

ابن الدغنہ کو قریش نے کہا تم نے یہ کیا غضب کیا تم نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو پناہ دے دی اس نے ہمیں سخت پریشان کر رکھا ہے یہ وہ ہے جو علی الاعلان نماز پڑھتا ہے اور اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے پیغام لائے ہوئے کلام کو زور زور سے پڑھ کر سر دھنتا ہے اور روتا ہے کہ ہم نہیں بتا سکتے ہمیں خوف یہ ہے کہ یہ ہمارے بچوں، عورتوں اور کمزور دل والے بوڑھوں کو بہکا لے گا۔ یہ لوگ اس کی آواز سُن کر اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ غضب کا سوز و گداز ہے اس کی آواز میں ہمارے ناداں بھی متاثر ہو جاتے ہیں۔ بہر حال اگر تم بضد ہو تو اسے سمجھا دیں کہ وہ خاموشی سے جو چاہے پڑھے لیکن آواز بلند نہ کرے۔

ابنِ الدغنہ نے کہا کہ اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) قوم کی شرط پوری کرو۔ ورنہ تمہارا ذمہ وار نہیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ خدا تعالیٰ کی حفاظت سے بڑھ کر تمہاری پناہ نہیں ہو سکتی وہ سب سے بڑا نگہبان ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ج ۱ ص ۱۲۸ - ۱۳۹

Marfat.com

ان کے جلال کا اثر دل سے لگائے ہے قمر
۹- جو کہ ہو لوٹ زخم پر داغ جگر مٹائے کیوں

حل لغات جلال (عربی مذکر) بزرگی۔ شان وشوکت۔ رعب داب
لوٹ اردو مؤنث (عشق۔ عشقی۔ کروٹ۔ بے قرار۔

۹- شرح حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رعب داب کا اثر چاند کے دل پر گہرا پڑا۔ لیکن یہ اس کے عشق کا مہر ثبت ہو جائے اسے عاشق مٹائے ہی کیوں بلکہ وہ تو چاہتا ہے کہ اللہ کرے درد ہو کچھ اور زیادہ!

گویا یہ چاند پر جو چھائیاں محسوس ہوتی ہیں۔ یہ دراصل رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشق کا نشان ہے جو چاند نے اپنے جگر پر چسپاں کر رکھا ہے۔

خوش رہے گل سے عندلیب خار حرم مجھے نصیب
۱۰- میری بلا بھی ذکر پر پھول کے خار کھائے کیوں

حل لغات عندلیب (عربی مذکر) بلبل۔ بلا (عربی مؤنث) مصیبت دکھ۔ چڑیل۔ پھول کے۔ اترا کر

۱۰- شرح بلبل بیشک گل سے خوش رہے لیکن مجھے تو حرم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کانٹا نصیب ہے۔ میری بلا بھی اس ذکر پر اترا کر خار کھائے تو کیوں کھائے جب کہ میری ذاتی آرزو یہی ہے کہ حرم کا کانٹا نصیب ہو مجھے دوسرے علاقوں کے گل پھل کی ضرورت نہیں۔

Marfat.com

حرم :- دراصل حرم کا اطلاق کعبہ معظمہ کے گردو نواح ایک مخصوص علاقہ کا نام ہے لیکن حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے باذن الٰہی اپنے مدینہ پاک کے گردو نواح کو بھی حرم کا مرتبہ بخشا۔

حرم مدینہ باختیار محبوب مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وسلم

صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا یا اللہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے مکہ کو حرم بنایا تھا۔

وَاِنِّی حَرَّمْتُ الْمَدِیْنَۃَ مَا بَیْنَ مَاْزِمَیْھَا اَنْ لَا یُھْرَاقَ فِیْھَا دَمٌ وَلَا یُحْمَلُ سِلَاحٌ لِقِتَالٍ وَلَا یُخْبَطُ فِیْھَا شَجَرَۃٌ اِلَّا لِعَلْفٍ۔ (مسلم شریف)

مَیں نے مدینہ منورہ کے دونوں کناروں میں جو کچھ ہے اس کو حرم بنا کر حرام کر دیا ہے۔ اب اس میں کوئی خون نہ گرایا جائے۔ لڑائی کے لیے ہتھیار نہ باندھے جائیں۔ اور کسی پیڑ کے پتے سوائے چارے کے نہ جھاڑے جائیں۔

اس کے احکام وہی ہیں جو حرم مکہ معظمہ کے ہیں لیکن رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لطف وکرم کے صدقہ کسی غلطی پر کفارہ و فدیہ بھی نہیں۔

Marfat.com

گردِ ملال اگر دُھلے دل کی کلی اگر کھلے
۱۱۔ برق سے آنکھ کیوں جلے رونے پہ مسکرائے کیوں

حل لغات

گرد (بالفتح) غبار۔ کلی۔ بن کھلا پھول۔ غنچہ۔ کھلے بالکسر از کھلنا۔ کلی کا پھولنا۔ خوش ہونا۔ ہنسنا۔ دانہ دانہ جدا ہونا۔ خستہ ہونا۔ بھر بھرا ہونا۔ دیوار کا پھٹ جانا۔ سجنا۔ پھول آنا۔

۱۱۔ شرح

ملال کی گرد وغبار اگر دھل جائے اور اگر دل کا غنچہ کھل جائے اور آنکھ بجلی سے جلے ہی کیوں اور وہ رونے پر مسکرائے ہی کیوں کہ عاشق کی دلی تمنا یہی ہے کہ دل کی کلی کھلے اور ملال کی گرد مٹ جائے وہ آنکھ برق سے کیسے جل سکتی ہے اور عاشق کی آنکھ سے جو آنسو بہتے ہیں اس سے وہ ہنستے تو کیوں۔

شہادت عثمان رضی اللہ عنہ

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دشمنوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو محصور کر رکھا تھا تو میں ان کی خدمت میں سلام کے لیے حاضر ہوا۔

فَقَالَ مَرْحَبًا بِاَخِیْ	تو فرمایا مرحبا بھائی تم خوب آئے
رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ	میں نے اس کھڑکی میں رسول اللہ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	صلی اللہ علیہ وسلم کو (خواب میں)
فِیْ ھٰذِہِ الْخُوْخَۃِ	دیکھا۔ آپ نے فرمایا عثمان!
فَقَالَ یَا عُثْمَانُ حَصَرُوْکَ	تجھے ان لوگوں نے محصور کر
قُلْتُ نَعَمْ قَالَ عَطَشُوْکَ	رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں!

Marfat.com

قُلْتُ نَعَمْ فَاَدْلٰی لِیْ دَلْوًا فِیْهِ مَاءٌ فَشَرِبْتُ حَتّٰی رَوِیْتُ حَتّٰی رَوِیْتُ حَتّٰی اِنِّیْ لَاَجِدُ بَرْدَهٗ بَیْنَ ثَدْیَیَّ وَ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ نُصِرْتَ عَلَیْهِمْ وَ اِنْ شِئْتَ اَفْطَرْتَ عِنْدَنَا فَاخْتَرْتُ اَنْ اُفْطِرَ عِنْدَهٗ فَقُتِلَ ذَالِكَ الْیَوْمَ

(الحاوی للفتاوی صہ ۲/۲۸۲)

فرمایا تجھے پیاسا بھی کر رکھا ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں! تو آپ نے میرے لیے ایک پانی کا ڈول لٹکایا میں نے اس میں سے خوب پیا یہاں تک کہ اس پانی کی ٹھنڈک ابھی تک میں اپنے دونوں شانوں اور دونوں چھاتیوں کے درمیان محسوس کر رہا ہوں فرمایا اگر تم چاہو کہ ان کا مقابلہ کیا جائے تو تمہاری مدد ہو۔ ورنہ روزہ ہمارے پاس افطار کرو میں نے آپ کے ہاں روزہ افطار کرنا چاہا پھر وہ اسی دن شہید ہو گئے۔

۱۲۔ جانِ سفر نصیب کو کس نے کہا مزے سے سو
کھٹکا اگر سحر کا ہو شام سے موت آئے کیوں

حل لغات

کھٹکا (اردو مذکر) ٹکرانے یا گرنے کی آواز۔ آہٹ چبھن۔

۱۲۔ شرح

سفر مدینہ (جو تمام سفروں کی جان ہے) کی تیاری کر کے پھر سو رہے ہو۔ یہ تجھے کس نے کہا کہ ایسے محبوب سفر کی تیاری کے دوران سوچا بلکہ اب تو تم کو پھولے نہ سمانا چاہیئے جسے سحر کا کھٹکا

Marfat.com

ہے یعنی یقین ہو کہ مجھے سحر نصیب ہو گی تو پھر اس کے لیے شام کو موت کیوں آئے۔ یعنی محبوب کے دیدار کے یقین پر پھر غفلت میں رہنے کا کیا معنیٰ بلکہ اب تو دیدار کے انتظار پر ہر گھڑی پر عید کا سا سماں ہو۔

اب تو نہ روک اے غنی عادتِ سگ بگڑ گئی ۱۳۔ میرے کریم پہلے ہی لقمۂ تر کھلائے کیوں

حل لغات بگڑنا خراب ہونا۔ نکما ہونا۔ خفا ہونا۔ لقمہ (عربی مذکر) نوالہ۔ گواہ۔ روٹی کی وہ مقدار جو ایک مرتبہ منہ میں ڈالی جائے۔

۱۳۔ شرح اے کریم پیارے اب تو نہ روکو جو عنایات بے غایات کرتے چلے آرہے ہو۔ بدستور قائم رکھو۔ کیونکہ آپ نے کچھ معمولی سے کمی فرمائی تو سگِ در کی عادت بگڑ جائے گی اس لیے کہ اے کریم آپ نے ہی تو اسے لقمہ تر کھلانے کی عادت ڈال دی۔ اگر کمی کرنے کا کوئی ارادہ تھا تو پھر اسے تر لقمے کیوں کھلائے تھے۔

کتے کی عادت ہے کہ اسے کوئی ایک آدھا لقمہ ڈال دے تو اس کا غلام بے دام بن جاتا ہے۔ بالخصوص جب اسے پیٹ بھر کر کھانا کھلائے پھر تو وہ اپنی جان بھی اس پر وار دیتا ہے یہی حال وفا دار امتی کا ہے کہ اسے معلوم ہے کہ ہر نعمت خداوندی درِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عطا ہوتی ہے تو وہ اب جو چاہے گا انہی سے چاہے گا۔ اگر کسی وقت کوئی کمی دیکھے گا تو اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی عرض کرے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت تھی کہ اپنی ہر دکھ درد کی داستان بارگاہ

Marfat.com

حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کرتے یہاں تک کہ بارش نہ ہو تو بھی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہوتے حالانکہ انہیں جملہ علمائے اسلام سے قرآن فہمی دین دانی زیادہ نصیب تھی۔

جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چرب لقمے دربار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نصیب ہوئے ان کے حالات ملاحظہ ہوں۔

احادیث مبارکہ دمعجزات مقدسہ۔

(۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بالاسناد روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر کچھ کھانے کو مانگا آپ نے اس کو نصف وسق جو مرحمت فرمائے (ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے) ۲۷۰ من تو وہ خود اور اس کی بیوی اور مہمان سب برابر کھاتے رہے حتیٰ کہ ایک دن اُس نے ناپ لیا۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اس کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا اگر تو اس کو ناپتا نہیں تو تو ہمیشہ اس کو کھاتا رہتا اور یہ تمہارے لیے بڑھتا رہتا۔

(۲) حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کی ان چند روٹیوں کو جنہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ بغل میں چھپا کر لائے تھے، آپ نے اُس کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے ان پر جو چاہا پڑھا۔ پھر ستر یا اسّی آدمیوں کو کھلایا۔

(۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خندق کے دن ایک صاع (تقریباً ساڑھے چار سیر) جَو اور ایک بکری سے ایک ہزار آدمیوں کو کھانا کھلایا۔ حضرت جابر حلفاً کہتے ہیں۔ سب نے خوب کھایا حتیٰ کہ چھوڑ کر چلے گئے اور ہماری ہانڈی اسی طرح بھری ہوئی جوش مار رہی تھی اور آٹے سے روٹی پک رہی تھی (یہ برکت اس وجہ سے ہوئی) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹے اور ہانڈی میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا تھا۔ اور برکت کی دعا کی تھی اس کو حضرت جابر سے سعید بن مبشاء اور ایمن نے اور حضرت ثابت نے اسی کے مثل ایک مرد انصاری اور اس کی بیوی سے جن کا نام معلوم

Marfat.com

نہیں روایت کی ہے اور کہا کہ ایک ہتھیلی بھر کھانا لایا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کھانے کے برتنوں میں ملا دیا۔ اور پڑھا جو اللہ نے چاہا اور اس میں سے جو گھر میں تھا یعنی کمرہ اور صحن وغیرہ میں سب نے کھایا۔ حالت یہ تھی کہ یہ گھر ان لوگوں سے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئے تھے۔ بھر گیا تھا۔ سب کے پیٹ بھرنے کے بعد برتنوں میں ویسے کا ویسا ہی باقی رہا۔

(۴) حضرت ابو ایوب (انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے اتنا کھانا تیار کیا جو ان دونوں کو ہی کفایت کر سکتا تھا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ انصار کے بزرگوں میں سے تیس آدمیوں کو بلا لو، وہ بلا لائے سب نے کھایا۔ اور چھوڑ گئے پھر فرمایا ساٹھ آدمیوں کو بلا لو تو کھانا ان کے بعد بھی اتنا ہی تھا پھر فرمایا ستر آدمیوں کو بلا لو ان سب نے بھی کھایا یہاں تک وہ بھی چھوڑ گئے ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ نکلا جس نے اس کے بعد اسلام قبول نہ کیا ہو اور آپ کی بیعت نہ کی ہو حضرت ابو ایوب کہتے ہیں کہ میرے کھانے سے ایک سو اسی آدمیوں نے کھایا۔

(۵) سمرہ بن جندب سے مروی ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک کرٹھاؤ لایا گیا۔ جس میں گوشت (پکا ہوا) تھا۔ لوگ یکے بعد دیگرے آتے رہے اور صبح سے شام تک کھاتے رہے۔

(۶) حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سو تیس آدمی تھے۔ اور حدیث میں ذکر ہے کہ انہوں نے ایک صاع (یعنی ساڑھے چار سیر کے قریب) آٹا گوندھا اور ایک بکری ذبح کی تھی۔ سو اس کی کلیجی بھونی گئی۔ راوی کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ایک سو تیس آدمیوں میں سے ہر ایک نے اس کلیجی کو چھری سے کاٹتا (یعنی اپنا حصہ لیا) اس کے گوشت سے دو کرٹھاؤ بھر لیے اور سب نے خوب کھایا اور دونوں سے بچ بھی رہا پھر ہم نے اس کو اونٹ پر لادا تاکہ راہ میں کھا لیں گے۔

Marfat.com

(۷) حضرت عبدالرحمن بن ابی عمرہ انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ اور اس کی مثل سلمہ بن اکوع اور حضرت اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم سے مروی ہے ان سب نے ایک پریشانی کا ذکر کیا جو ایک غزوہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں پیش آئی تھی تو اس وقت آپ نے بچے ہوئے کھانوں کو منگایا تو کوئی ایک مٹھی بھر کھانا لایا اور کوئی اس سے زیادہ۔ ان میں سے جو زیادہ لایا وہ ایک صاع کھجوریں تھیں۔ آپ نے ان سب کو ایک دسترخوان پر جمع کیا۔ سلمہ نے کہا کہ میں نے اندازہ لگایا تو وہ سب اونٹ کے پالان کے برابر تھا (یعنی اتنا اونچا ڈھیر تھا جتنا اونٹ کا پالان ہوتا ہے) پھر آپ نے لوگوں کو ان برتنوں کے ساتھ بلایا تو لشکر میں سے کسی کا برتن ایسا نہ تھا جو بھر نہ گیا ہو اور اس میں سے بھی بچ رہا۔

(۸) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اولادِ عبدالمطلب کو جمع فرمایا اور وہ چالیس مرد تھے۔ ان میں سے کچھ تو وہ لوگ تھے جو ایک دو سالم اونٹ کا بچہ کھا جاتے اور ایک فرق (یعنی وہ برتن جس میں ۱۶ رطل تقریباً آٹھ سیر چیز آئے) پانی کا پی جاتے تھے۔ آپ نے ان کے لیے ایک "مُد" یعنی ایک سیر کھانا تیار کرایا آپ نے انہیں کھلایا یہاں تک کہ انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا اگر کھانا جتنا تھا اتنا ہی باقی رہا۔ پھر ایک برتن دودھ منگایا اور اس میں سے پلایا وہ سب خوب سیراب ہو گئے۔ لیکن وہ ویسے کا ویسا ہی رہا۔ گویا کہ اس میں سے پیا ہی نہیں گیا۔

(۹) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تو ان کو حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کو بلائیں جن کے نام آپ نے فرمائے ہیں اور ہر اس شخص کو دعوت دے دیں جو تم کو ملیں۔ یہاں تک کہ آپ کا کاشانہ اقدس (گھر) اور حجرہ شریف لوگوں سے بھر گیا۔

Marfat.com

تو آپ نے ان کے سامنے ایک طشت رکھا. جس میں تقریباً ایک سیر کھجوروں کا ملیدہ تھا. پھر آپ نے اس کو آگے رکھا اور اپنی تین انگلیاں اس میں ڈالیں. اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ کھاتے تھے اور نکلتے جاتے تھے اور وہ ملیدہ طشت میں جیسا تھا ویسا ہی باقی رہا اور کھانے والے اکہتر یا بہتر تھے ایک اور روایت میں ہے کہ وہ تین سو آدمی تھے سب نے کھایا حتیٰ کہ شکم سیر ہو گئے. ارفع کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کھانا اس وقت زیادہ تھا جب رکھا یا اس وقت جب اٹھایا گیا.

(۱۰) حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں. اور وہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت (خاتون جنت) فاطمہ رضی اللہ عنہا نے صبح کے کھانے کے لیے ایک ہانڈی پکائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور کی خدمت میں بھیجا کہ آپ ساتھ کھانا ملاحظہ فرمائیں پھر حضور نے ان کو بھیجا چنانچہ انہوں نے ایک ایک پیالہ آپ کی تمام بیویوں (امہات المومنین) کو بھیج دیا پھر حضور کے لیے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لیے پھر اپنے لیے رکھا. جب ہانڈی اٹھائی تو وہ ویسی ہی بھری ہوئی تھی. فرماتی ہیں تو ہم نے اس سے کھایا جتنا خدا نے چاہا.

(۱۱) حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو آپ نے حکم دیا کہ احمس کے چار سو سواروں کو زادِ راہ دو. عرض کیا یا رسول اللہ چند صاع سے زیادہ نہیں ہے فرمایا جاؤ. پس وہ گئے اس سے ان کو توشہ دینے لگے اور حال یہ تھا کہ وہ کھجوریں اونٹنی کے بچہ کے بیٹھنے کے مانند تھیں. مگر وہ اپنی حالت میں باقی رہیں.

(۱۲) حضرت جابر کی وہ حدیث ہے. جو ان کے والد کے مرنے کے بعد قرض کے سلسلے میں ہے کہ انہوں نے اپنا اصل مال قرض خواہ کے قرضہ میں دے دیا مگر انہوں نے اس کو قبول نہ کیا. درانحالیکہ ان کے کھجوروں کے باغ کے پھل چند سالوں میں بھی ان کے قرض کی کفالت نہ کر سکتے تھے. پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ

Marfat.com

اس کے پھل کا ڈھیر کر لو اس کے بعد آپ تشریف لائے اور اس ڈھیر میں چلے۔ اور دعا فرمائی پھر حضرت جابر نے اپنے والد کے قرض خواہوں کو اس سے دے دیا۔ پھر اتنا بچ رہا۔ جتنا ہر سال پھل لیتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اتنا بچ رہا۔ جتنا ان کو دیا انہوں نے کہا کہ قرض خواہ یہودی تھے انہوں نے اس سے بہت تعجب کیا۔

(۱۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو پریشانی (بھوک) پہنچی آپ نے مجھ سے فرمایا کیا کچھ ہے میں نے عرض کیا ہاں توشہ دان میں کچھ کھجوریں ہیں۔ فرمایا میرے پاس لاؤ۔ تب آپ نے اپنا دست مبارک ڈال دیا اور مٹھی بھر کر نکالا اور پھیلا دیا اور برکت کی دعا فرمائی۔ پھر فرمایا دس مردوں کو دو تو انہوں نے کھایا حتیٰ کہ شکم سیر ہو گئے۔ پھر دس کو ایسے ہی کھلایا۔ یہاں تک کہ پورے لشکر نے کھایا اور سب شکم سیر ہو گئے۔ پھر فرمایا تم سے لو۔ جو تم لائے تھے اور اپنا ہاتھ ڈال کر مٹھی سے نکال لیا کرو۔ اس کو الٹانا نہیں جتنا میں لایا تھا اس سے زیادہ پر قبضہ کیا۔ پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاۃ (ظاہری) اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زمانۂ خلافت تک اس سے خود کھاتا اور کھلاتا رہا یہاں تک کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ تو وہ مجھ سے لوٹ لیا گیا اور وہ چلا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس میں سے اتنے وسق (ساٹھ صاع) کھجوریں اللہ کی راہ میں خرچ کر دیں۔

(۱۴) غزوۂ تبوک میں بھی ذکر کیا گیا کہ دس سے کچھ کھجوریں تھیں۔ انہیں میں سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، کی یہ حدیث بھی ہے جب انہیں بھوک نے ستایا تو حضور نے اپنے پیچھے آنے کو فرمایا۔ آپ نے ایک پیالہ میں دودھ پایا جو آپ کو ہدیۃً پیش کیا گیا تھا۔ ان کو حکم دیا کہ اہلِ صفہ کو بلا لو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا کہ اتنا سا دودھ ان میں کیا ہو گا میں زیادہ مستحق تھا کہ جو بھوک مجھے لگی ہوئی تھی۔ اس کو پیتا اور

Marfat.com

اس سے طاقت حاصل کرتا. غرضیکہ میں نے ان کو بلایا اور بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کو پلاؤ تو میں ہر مرد کو دیتا جاتا وہ پیتا اور سیراب ہو جاتا۔ پھر دوسرے کو دیتا وہ پیتا یہاں تک کہ سب سیراب ہو گئے. راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ نے پیالے کو پکڑا اور فرمایا اب مَیں اور تم باقی رہ گئے ہیں. بیٹھ جاؤ اور پیو تو میں نے پیا پھر فرمایا اور پیو یہاں تک کہ مَیں نے عرض کیا اب نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا اب گزرنے کی گنجائش نہیں پاتا. اس کے بعد آپ نے پیالہ لیا. اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا پی لیا۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

(۱۵) خالد بن عبدالعزیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری ذبح کرنے کے لیے پیش کیا اور حال یہ تھا کہ خالد کے عیال (گھر والے) بہت تھے۔ وہ ایک بکری کو ذبح کرتا تو اس کے عیال کے لیے ایک ایک ہڈی بھی پورا نہ کرتی. مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری سے خود کھایا اور ما بقی کو خالد کے ڈول میں ڈال کر دعائے برکت فرمائی۔ اس نے اس کو اپنی عیال میں تقسیم کیا تو سب نے کھایا اور زیادہ بچ رہا۔ اس حدیث کو دولابی نے بیان کیا۔

(۱۶) جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت (خاتون جنّت) فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تو آپ نے بلال کو حکم دیا کہ فلاں برتن لاؤ جو چار یا پانچ مُدّ (گندم یا جو وغیرہ) سے بھری ہوئی تھی. حالانکہ آپ نے ان کے ولیمہ میں ایک اونٹ کے بچے کو ذبح کرنے کو فرمایا تھا. بلال کہتے ہیں میں اس کو لایا پس آپ نے اس کے سر کو چھوا. پھر لوگ جماعت جماعت کر کے داخل ہوئے اس سے کھاتے تھے حتیٰ کہ سب فارغ ہو گئے. اور اس سے بہت کچھ بچ رہا. پھر آپ نے برکت کی دعا کی اور حکم دیا کہ اپنی ازواج (امہات المؤمنین کے پاس لے جایا جائے اور

Marfat.com

فرمایا تم سب کھاؤ اور جو تمہارے پاس عورتیں آئیں ان کو کھلاؤ۔

(۱۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا۔ تو میری والدہ ام سُلیم نے ملیدہ بنایا اس کو ایک طشت میں رکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے فرمایا اس کو رکھ دو اور فلاں فلاں آدمیوں کو بلاؤ۔ اور جو تم کو راہ میں ملے اس کو بھی بلا لو۔ تو مجھے جو ملا سب کو بلا لایا۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ تین سو آدمی تھے یہاں تک کہ صفہ (چبوترہ) اور حجرہ ان سے بھر گیا۔ پھر آپ نے فرمایا دس دس آدمی حلقہ بنا کر بیٹھ جائیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک کھانے پر رکھا اور دعا مانگی اور پڑھا جو اللہ نے چاہا۔ پس سب نے کھایا حتیٰ کہ سب شکم سیر ہو گئے پھر مجھ سے فرمایا اٹھا لو۔ میں نہیں جانتا کہ جب رکھا تھا اس وقت زیادہ تھا یا جب اُٹھایا اس وقت زیادہ تھا۔

ان تین فصلوں کی اکثر حدیثیں صحیح ہیں اور اس فصل کی احادیث کے معنی پر تو دس سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ اور ان سے کئی گنا زیادہ تابعین نے روایت کی ہیں۔ ان کے بعد تو شمار ہی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ان میں سے اکثر احادیث مشہور فصلوں اور حاضرین کے مجمعوں میں ذکر کی جاتی ہیں اور یہ ممکن نہیں کہ حق بات کے سوا منگھڑت باتوں کی نسبت کی جائے اور حاضرین منکر باتوں پر خاموش رہیں۔

فائدہ یہ تمام روایات شفاء شریف جلد اول کے چودھویں فصل میں سے لی گئی ہیں

Marfat.com

راہ نبی میں کیا کمی فرشِ بیاض دیدہ کی
۱۴- چادرِ ظل ہے ملگجی زیرِ قدم بچھائے کیوں

حل لغات فرش۔ بچھونا۔ دری۔ غالیچہ۔ قالین۔ بیاض دیدہ، آنکھ سفیدی یہاں مطلق آنکھ مراد ہے۔ (ملگجی) کچھ اجلا کچھ صاف کچھ نہیں۔

۱۴۔ شرح حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راستہ پر بے شمار روشن آنکھیں بچھی ہوتی ہیں۔ جس کے راستہ پر ایسی روشن اور حسین آنکھیں بچھی ہوئی تو پھر آپکو سایہ کی میلی کچیلی چادر کی کیا ضرورت ہے۔

دعوت فہم علم معانی دبیان کے علماء کو دعوت فہم ہے کہ اپنی آخری تحقیق کے بعد پھر اس شعر پر غور فرمائیں کہ امام اہلسنت سایہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفی میں کیسا نفیس ولطف استعارہ فرمایا ہے کسی کو تعصب آڑے نہ آئے تو ہمارے ساتھ مل کر کہہ دے۔ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔

تقابل فقیر نے چونکہ حدائق بخشش شریف کی شرح کا صرف مذہبی واسلامی طور پر توضیح کا ارادہ سامنے رکھا ہوا ہے۔ اسی لیے کہیں بھی اشعار پر علمی فنی تحقیق کے درپے نہ ہوگا لیکن یہاں ایک معمولی سی تقابلی جھلک کے بیان کرنے کو جی چاہتا ہے۔

آنکھ اور وہ بھی جو قیمتی جوہر ہے یعنی بینائی
چادر وہ بھی میلی کچیلی جس کی قدر ومنزلت نہ کوئی قیمت

Marfat.com

فائدہ اس تقابل میں اشارہ فرما دیا کہ جس ذاتِ اقدس کے راستہ پر اتنا قیمتی قالینیں غالیچے (آنکھوں کے جوہر اور نور) بچھے پڑے ہوں اس کے راستہ پر میلی کچیلی چادر بچھانا اس کی توہین اور بچھانے والے کی خفّت گویا چادر کی میل کچیل کی خفّت سے بچتے ہوئے سایہ نے اپنی چادر بچھائی نہیں یہ ایسے ہے۔ جیسے بلقیس کے ایلچی سونا چاندی کی اینٹیں تحفہ لے کر سلیمان کو ہدیہ دینے آئے جب دیکھا کہ یہاں تو فرش و فروش پر قیمتی جواہر و موتی بچھے پڑے ہیں اور ان کے محلات پر سونے اور چاندی کی اینٹیں ہیں تو شرم کے مارے بلقیس کا بھیجا ہوا تحفہ پیش نہ کر سکے۔ ویسے اس کا ذکر کر دیا۔

خود اللہ تعالیٰ کو گوارہ نہ ہوا سایہ کا میلا کچیلا ہونا تو ظاہر ہے پھر میلی کچیلی شئے نظیف لطیف حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کیسے دیتا جب کہ محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے امام نووی کی توجیہ کو ناموزوں بتلایا یعنی وہ حدیث شریف جس میں ہے کہ بعد وضو ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اعضائے وضوء کے پونچھنے کے لیے کپڑا پیش کیا۔ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شاید حضور علیہ السلام نے اس لیے قبول نہ فرمایا ہو کہ وہ کپڑا میلا تھا۔ (شرح المھذب)

امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بی بی رضی اللہ عنہا پر بدگمانی کرنا کہ حضور علیہ السلام کو میلا کپڑا دیا ہوگا۔ یہ ام المؤمنین کی شان کے خلاف ہے۔

(فتاوی رضویہ ص۳۰ ج۲)

اس کی مزید توضیح کے لیے دیکھئے معارف رضا شمارہ دہم ۱۹۹۰ء فقیر اویسی غفرلہٗ فقہا کے سلف سے اختلاف کی نوعیت مضمون ص۲۳۔

Marfat.com

تبصرہ اُویسی غفرلہٗ

جب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے میلا کپڑا گوارہ نہیں تو خلاّق عالم اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کالا میلا کچیلا سایہ کیسے گوارہ کرسکتا ہے اگر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی توجیہ تسلیم کرلیجائے تو پھر کہنا پڑے گا کہ جس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک لمحہ کے لیے میلا کچیلا کپڑا پسند نہیں اسے ہمیشہ کے لئے کالا میلا کچیلا سایہ کیسے پسند ہوسکتا ہے۔

کمال شاعری اور انتہائے بلاغت سے قطع نظر امام رضا رضی اللہ عنہ کے قلم کی جولانیوں پر قربان کہ کمال محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان میں نفی سایہ کی ایک ایسی نفیس ولطیف دلیل قائم فرمائی جس پر اعدائے دین بھی داد دیئے بغیر نہ رہ سکیں۔

نفی سایہ کے وجوہ

نفی سایہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر علمائے اہلسنت کی بے شمار تصانیف معرض وجود میں آچکی ہیں خود امام احمد رضا قدس سرہٗ کے دو رسالے (قمر التمام ونفی الفیئ) اس موضوع پر عدیم النظیر ہیں لیکن چند وجوہ یہاں عرض کرنا موزونیت سے خالی نہیں۔

(۱) سایہ سیاہ کالہ ایک عیب پر دال ہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عیب توبہ۔ توبہ۔

(۲) سایہ شے کا ثانی اور مثل متصور ہوتا ہے ؏

اور جس کا ثانی نہیں اس کا سایہ کہاں

(۳) سایہ شے سے لطیف ہوتا ہے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لطیف تر کون جب کہ مسلّم ہے کہ جملہ اہل لطافت (کرّو بیاں۔ قدسیوں) کی

Marfat.com

لطافت کی انتہا ہوتی ہے وہاں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لطافت کی ابتداء ہوتی ہے۔

(۴) سایہ پاؤں کے نیچے روندا جاتا ہے اور یہ ذلت ہے اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر منسوب شے کا اعزاز مطلوب ہے۔

(۵) الحاوی للفتاوی اور تنویر الحوالک للسیوطی رحمۃ اللہ میں ہے کہ جس آئینہ مبارک میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صورت حق نُما دیکھتے تھے۔ اس آئینہ پر کوئی دوسری صورت مرتسم نہ ہو سکی یہاں تک کہ بی بی میمونہ رضی اللہ عنہا نے اس آئینہ کو محفوظ کر رکھا ہے۔ جس کی بوقت ضرورت زیارت کی جاتی ایک دفعہ اس کی زیارت سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آئینہ میں اپنی صورت کی بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

سایہ ندارد

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ نہ ہونے کے حوالہ جات بارہا اسی شرح میں آچکے ہیں لیکن موقعہ کے مطابق یہاں بھی درج کیے جاتے ہیں۔

جمہور فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے جسم اقدس کے لیے تاریک سایہ ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نور ہیں۔ اور نور کا سایہ نہیں ہوتا اور نورانیت کا ثبوت یا سایہ کی نفی بشریت کی نفی کو مستلزم نہیں ہے۔ کیونکہ سایہ مطلقاً بشریت کے لوازم سے نہیں بلکہ بشریت کثیفہ کے لوازم سے ہے۔ اور نبی علیہ السلام کی بشریت کثافت سے منزہ ہو کر اس درجہ لطافت میں تھی کہ تاریک سایہ کا موجب نہ ہوتی تھی۔ نیز یہ عقیدہ ظنی ہے۔ اور ظنیات کے باب میں دلائل ظنیہ کفایت کرتے ہیں۔

Marfat.com

حوالہ جات سایہ کی نفی میں

(۱) محدث ابن جوزی۔ الوفا باحوال المصطفےٰ ص۴۰۷ پر اور ان کے حوالے سے ملا علی قاری جمع الوسائل ص۱۷۶ ج۱۔ اور امام مناوی شرح شمائل ہامش جمع الوسائل ص۱۷۶ ج۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ شَمْسٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُهٗ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُهٗ عَلٰى ضَوْءِ السِّرَاجِ۔	ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا اور آپ کبھی سورج کی روشنی میں کھڑے نہ ہوتے مگر آپ کا نور سورج کی روشنی پر غالب آجاتا اور نہ کبھی چاند کی روشنی میں آئے مگر آپ کا نور چاند کی روشنی پر غالب رہا۔

(۲) علامہ نبہانی وسائل الوصول ص۲۱ پر تحریر فرماتے ہیں۔

وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُوْرًا فَكَانَ اِذَا مَشٰى بِالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ لَا يُظْهَرُ لَهٗ ظِلٌّ۔	اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے پس جب دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا۔

(۳) فوائد حلبیہ شرح شمائل محمدیہ ص۳۶ ج۱ میں سیدی محمد بن قاسم جسوس تحریر فرماتے ہیں۔

وَقَدْ رَوَى ابْنُ الْمُبَارَكِ	ابن المبارک اور ابن الجوزی نے

Marfat.com

وَابْنُ الْجَوْزِيُّ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا
اَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَمْ يَقُمْ مَعَ شَمْسٍ
قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضُوْءُهُ ضُوْءَ
الشَّمْسِ وَلَمْ يَقُمْ مَعَ سِرَاجٍ
قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضُوْءُهُ
ضُوْءَ السِّرَاجِ ۔ اھ وَلِهٰذَا
لَمْ يُظْهِرْ لَهُ صلى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظِلٌّ ۔ فَقَدْ
ذَكَرَ ابْنُ سَبُعٍ فِي الشِّفَاءِ
وَنَقَلَهُ الْقَاضِيُّ عِيَاضٌ
فِي الشِّفَاءِ اَنَّهُ لَا ظِلَّ
لِشَخْصِهٖ فِي شَمْسٍ وَلَا
قَمَرٍ وَيُوَجِّهُهُ ذَالِكَ
اَيْضًا بِحِفْظِ ظِلِّهِ الَّذِي
هُوَ مِثَالُ صُوْرَتِهٖ فِي
الْقَدْرِ عَنِ الْاِمْتِدَادِ عَلَى
الْاَرْضِ اِجْلَالًا اَوْ لِاَنَّ
الظِّلَّ الْمُرْتَسِمُ مُعْرِضُ
الْاِرْتِسَامِ عَلَى الْاَمَاكِنِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی
دھوپ میں کھڑے نہ ہوئے مگر
آپ کا نور سورج پر غالب رہا۔
اور نہ کبھی چاندنی میں کھڑے
ہوئے مگر چاند پر آپ کا نور
غالب رہا۔ اسی لیے نبی علیہ السلام
کا سایہ نہ تھا۔ اور ابن سبع
نے شفاءُ میں ذکر کیا اور اس
کو قاضی عیاض نے شفاءُ میں
نقل کیا کہ آپ کے شخص کریم
کا سایہ نہ تھا۔ نہ چاندنی میں
نہ دھوپ میں اور سایہ
نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ
آپ کا سایہ حقیقت (جو
حقیقت میں آپ کی مثال
کے مرتبہ کا ہے۔ زمیں پر گرنے
سے محفوظ رکھا جائے۔ یا گندی
جگہوں اور قدموں کے نیچے
واقع ہونے سے محفوظ رکھنے
کے لیے یا اس لئے کہ سایہ

Marfat.com

الْقَذَرَةِ وَلُوطُ الْمَادِّيْنَ عَلَيْهِ وَبِاَنَّ الظِّلَّ مَلْزُوْمٌ لِلظُّلْمَةِ فِي الْجُمْلَةِ بِالنِّسْبَةِ اِلَى النُّوْرِ اِذْ هُوَ حِجَابٌ لَهٗ وَهُوَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النُّوْرُ الْمُنِيْرُ فَلَا تَظْهَرُ مِنْهُ ظُلْمَةٌ وَبِاَنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ مِنْهُ ظَهَرَا اَوْ عَنْهُ نَشَاءَ فَلَا يَسْتَتِرَانِ لَهٗ اِذِ الْمُظْهِرُ لِلشَّيْءِ يَمْتَنِعُ اَنْ يَكُوْنَ سَاتِرًا لِمَا اَظْهَرَهٗ وَلَا يُقَالُ كَيْفَ يَتَاَتّٰى هٰذَا مَعَ اَنَّهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ كَمَا نَطَقَ بِهِ الْقُرْاٰنُ لِاَنَّا نَقُوْلُ لَيْسَتْ بَشَرِيَّتُهٗ كَبَشَرِيَّةِ غَيْرِهٖ فَهُوَ بَشَرٌ لَيْسَ كَالْبَشَرِ كَمَا اَنَّ الْيَاقُوْتَ حَجَرٌ لَيْسَ كَالْحَجَرِ كَمَا قَالَ اَبُو الْحَسَنِ شَاذِلِيْ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَهُوَ مَعَ بَشَرِيَّتِهٖ نُوْرٌ وَلِذَالِكَ

تاریکی کو مستلزم ہے اور نور کے لیے حجاب ہوتا ہے اور نبی علیہ السّلام تو نور منیر ہیں پس آپ کا سایہ کس طرح متصوّر ہوگا یا اس لیے کہ شمس و قمر تو آپ کے نور سے مخلوق ہوئے اور آپ کے سبب سے ظہور میں آئے پس آپ کے سبب سے ان کی روشنی کس طرح چھپ سکتی ہے حتیٰ کہ آپ کا سایہ ہو۔ کیونکہ جو کسی چیز کا مظہر ہو وہ اس کے لیے ساتر نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ حضور تو بشر ہیں جیساکہ قرآن میں ہے پھر آپ کے لیے سایہ کیونکر نہ ہوگا۔ تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ آپ کی بشریت عام بشریّت کی طرح نہیں ہے۔ جیسے یاقوت پتھر ہے۔ مگر عام

Marfat.com

سَمّٰى نُوْرًا قَالَہٗ شَیْخُنَا
الْمُحَقِّقُ فِیْ شَرْحِ ھَمْزِیَّتِہٖ
وَفِیْ حَدِیْثِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ
تَعَالٰی عَنْہُ یَا عُمَرُ ابْنُ
الْخَطَّابِ اَتَدْرِیْ مَنْ
اَنَا اَنَا الَّذِیْ خَلَقَ اللّٰہُ
عَزَّ وَجَلَّ اَوَّلَ کُلِّ شَیْءٍ
نُوْرِیْ۔ فَسَجَدَ لَہٗ فَبَقِیَ
فِیْ سُجُوْدِہٖ سَبْعَ مِاءَۃِ عَامٍ
فَاَوَّلَ کُلِّ شَیْءٍ سَجَدَ لَہٗ
نُوْرِیْ وَلَا فَخْرَ یَا عُمَرُ
اَتَدْرِیْ مَنْ اَنَا
اِنَّ الَّذِیْ خَلَقَ اللّٰہُ
الْعَرْشَ مِنْ نُوْرِیْ
وَالْکُرْسِیَّ مِنْ نُوْرِیْ
وَاللَّوْحَ وَالْقَلَمَ مِنْ
نُوْرِیْ وَنُوْرَ الْاَبْصَارِ
مِنْ نُوْرِیْ وَالْعَقْلَ الَّذِیْ
فِیْ رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ
مِنْ نُوْرِیْ وَنُوْرَ
الْمَعْرِفَۃِ فِیْ قُلُوْبِ

پتھروں کی طرح نہیں ہے۔
بقول ابوالحسن شاذلی آپ
باوجود بشریت کے نور ہیں اس
لیے آپ نور سے موسوم ہوئے
شیخ محقق نے شرح ہمزیہ میں
کہا کہ حدیث عمر میں ہے کہ
آپ نے فرمایا اے عمر جانتے
ہو میں کون ہوں۔ میں وہ ہوں کہ
جس کو اللہ عزوجل نے سب
سے پہلے پیدا کیا۔ وہ میرا نور
تھا پس میرے نور نے اللہ
کو سجدہ کیا اور سات سو سال
سجدہ میں رہا۔ پس پہلا ساجد
میرا نور تھا اور مجھے اس پر
فخر نہیں۔ اے عمر جانتے ہو
میں کون ہوں۔ میں وہ ہوں
کہ اللہ نے عرش کو میرے نور
سے پیدا کیا اور کرسی و لوح و قلم
کو میرے نور سے پیدا کیا اور آنکھوں
کے نور کو میرے نور سے پیدا کیا
اور عقل جو لوگوں کے سروں

Marfat.com

اَلْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ نُوْرِیْ	میں ہے۔ وہ بھی میرے نور سے
وَلَا فَخْرَ فَالْاَنْوَارُ	پیدا کی اور معرفت جو قلوب
وَالْاَضْوَاءُ کُلُّہَا مِنْ	مومنین میں ہے۔ وہ بھی میرے
نُوْرِہٖ خُلِقَتْ وَبِہٖ	نور سے پیدا کی۔ اور مجھے اس
اُسْتُنَارَتْ فَہِیَ الْفُرُوْعُ	پر فخر نہیں الخ پس تمام انوار اور
وَہُوَ الْاَصْلُ وَلَا نِسْبَتِہٖ	اضواء کو حضور کے نور سے پیدا کیا
لِلْفُرُوْعِ بِالْاُصُوْلِ۔	گیا۔ لہٰذا سب حضور علیہ السّلام کے

نور کی فرع ہیں اور آپ کا نور ان سب کے لیے اصل۔ بھلا فرع کا اصل کے ساتھ کیا مقابلہ ہو سکتا ہے (پھر وہ کیسے شقی العقل ہیں جو فرع کے لیے کمال نفی ظل مانتے ہیں اور اصل کے لیے اس کا انکار کرتے ہیں (سعدی)

۱۵۔

سنگِ درِ حضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے
جانا ہے سر کو جا چکے دل کو قرار آئے کیوں

حل لغات

سنگ در، دروازہ کا پتھر

۱۵۔ شرح

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آستانہ عالیہ کی حاضری سے ہمیں خدا تعالےٰ صبر نہ دے بلکہ اس کے لئے ہر وقت بے قرار رکھے۔ وہاں تو ہم نے جانا ہی جاتا ہے بلکہ تصوراتی دنیا میں بالکل پہنچ گئے اب اس ظاہری فراق میں دل کو قرار کیسے آئے اس نے بیقرار رہنا ہے اور عشق کی بیقراری جان و ایمان کا تریاق اور اکسیر اعظم ہے۔

Marfat.com

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ ایسی ہی بیقراری کی یوں تصویر کشی فرماتے ہیں۔

وَمَا لِقَلْبِكَ اِنْ قُلْتَ اكْفُفْهُمَتَا

فَمَا لِعَيْنِكَ اِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ يَهِم

۱۶۔ ہے تو رضا نرا ستم جرم پہ گر لجائیں ہم
کوئی بجائے سوزِ غم سازِ طرب بجائے کیوں

حل لغات نرا (بالکسر) اُردو) انوکھا۔ عجیب۔ صرف۔ محض یہی معنی مراد ہے۔ ستم ظلم۔ لجائیں از لجانا (بکسر اللام) شرمانا۔ شرمندہ ہونا۔ شرمندہ کرنا۔ سوز (فارسی مذکر) جلن دکھ۔ رنج۔ غم۔ ملامت۔ ساز۔ (فارسی مذکر) سامان۔ باجہ۔ طرب (عربی مؤنث) خوشی۔ فرحت۔ بجائے مارنا۔ باجے کی آواز نکالنا مجامعت یہاں دوسرا معنی مراد ہے۔ پہلا بجائے بمعنی درست ٹھیک ودرست۔ مناسب وغیرہ کے ہے۔

۱۶۔ شرح رضا (امام بریلوی) لیکن مراد ہر انسان جو اسی حیثیت کا ہو تو محض ظلم اور مجسّم خطا ہے اگر ہم جرم پر شرمندہ ہو تو پھر کسی کو کیا حق ہے کہ وہ بجائے سوزِ غم کے خوشی کے ترانے کیوں بجائے۔ یعنی جب کوئی گنہگار و خطا کار اپنے گناہوں و خطاؤں پر پشیمان ہو کر تائب ہو تو پھر کوئی اس پر خوشی و فرحت کا اظہار کیوں بلکہ اس کے لیے تو سوزِ غم ہونا چاہیئے کیونکہ اس سے یہ کام (غلطی نہیں ہونی چاہیئے تھی۔ لیکن ہو گئی اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہٗ نے سمجھایا ہے کہ کسی کی غلطی اور خطا پر خوشی کے بجائے اظہارِ غم ہونا چاہیئے جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادات کریمہ تھیں کہ کسی سے کوئی کمی خامی کا صدور دیکھتے یا سنتے تو اس سے غم کا اظہار فرماتے۔

Marfat.com

نعت شریف [۳۴]

۱۔ یادِ وطن ستم کیا دشتِ حرم سے لائی کیوں بیٹھے بٹھائے بدنصیب سر پہ بلا اٹھائی کیوں

حل لغات دشت جنگل ۔ بیابان

۱۔ شرح حرم مدینہ پاک میں خوش خرم تھے لیکن یاد وطن نے واپس لوٹایا تو بڑا ظلم کیا وہ ظالم ہمیں حرم پاک سے کیوں واپس لے آئی۔ آرام سے بیٹھے تھے ہر لمحہ مدینہ پاک میں عیدوں سے بڑھ کر تھا یہ بلا بدنصیب ہم نے سر پر کیوں اٹھالی۔ یہ مبالغہ نہیں حقیقت ہے کہ جسے مدینہ پاک کی ایک بار زیارت نصیب ہوگئی اس کے سامنے آٹھوں بہشت خشک میدان محسوس ہوتی ہیں۔

متفقہ فیصلہ دنیائے اسلام کے تمام مومنین صالحین کے نزدیک بالاتفاق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کرنا اہم ترین نیکی اور افضل ترین عبادت اور درجاتِ عُلیا تک پہنچنے کے لیے نہایت کامیاب ذریعہ اور پُر امید وسیلہ ہے۔ بلکہ بعض آئمہ عظام و علمائے کرام کے نزدیک واجب ہے۔ وسعت و طاقت کے ہوتے ہوئے اس کا ترک بہت بڑی جفا اور انتہائی بدنصیبی و محرومی ہے۔ اسی طرح معمولی اعذار کی بنا پر اس سعادتِ عظمیٰ سے محروم ہونا انتہائی فساد اور جفا ہے۔

Marfat.com

قرآن مجید

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔
(قرآن پ ۵ ع ۶)

اور لوگ جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش چاہیں اور رسول بھی ان کی بخشش چاہے (یعنی ان کی شفاعت فرمائے) تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا بہت مہربان پائیں گے۔

فائدہ

شیخ محقق حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیۂ کریمہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ

ایں آیۂ کریمہ دلالت دارد برحث وترغیب حضور درگاہ رسالت پناہ وسوال مغفرت دراں جناب اجابت مآب۔ وطلب استغفار ازوے صلے اللہ علیہ وسلم وایں رتبہ عظیمہ است کہ ابداً انقطاع پذیر نیست از جہت استوائے حالت موت و حیات نسبت بسرور کائنات

یہ آیۂ کریمہ دلالت کرتی ہے درگاہ رسالت پناہ میں حاضر ہونے کی ترغیب پر اور اُس آستانہ مقدسہ پر حاضر ہو کر طلب مغفرت کرنے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کرانے پر اور یہ ایک رتبۂ عظیمہ ہے کہ کبھی منقطع ہونے والا نہیں اس لیے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت حیات و

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم۔ ممات برابر ہے۔

فائدہ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے اسی آیۂ کریمہ کے متعلق لکھا۔

اس میں کسی کی تخصیص نہیں آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے امتی ہوں۔ اور تخصیص ہو تو کیونکر ہو آپ کا وجود تربیت تمام امت کے لیے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے امتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرانا جب ہی متصور ہے کہ آپ قبر میں زندہ ہوں۔ (آبِ حیات ص۴)

نقد ملے مدعا وہ مشہور و معروف واقعہ جو آئمہ عظام اور علمائے کرام نے اپنی اپنی معتبر تصانیف میں ذکر فرمایا ہے اس پر روشن دلیل ہے کہ وفات شریف کے بعد ایک اعرابی نے روضۂ انور پر حاضر ہو کر روضہ شریف کی خاک اپنے سر پر ڈالی اور یوں کہا کہ یا خیر الرسل اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو قرآن شریف نازل فرمایا ہے اس میں یہ بھی ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ
فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ
لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ؏

اور بے شک میں نے معصیت و نافرمانی کر کے اپنی جان پر ظلم کیا، اور اب آپ کے حضور حاضر ہوا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں۔ اور آپ سے شفاعت کا طالب ہوں۔

پھر اس اعرابی نے زار و زار روتے ہوئے یہ اشعار پڑھے۔ ؎

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهُ
فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

Marfat.com

اے بہترین ذات جن کی مبارک ہڈیاں ہموار زمین میں دفن کی گئیں کہ ان کی خوشبو سے زمین اور ٹیلے بھی معطر ہو گئے۔

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ — فِیْہِ الْعَفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

میری جان قربان ہو اس قبر پہ جس میں آپ آرام فرما ہیں اس قبر میں پاکیزگی وطہارت ہے اور اس میں بخشش وسخاوت اور کرم ہے۔

اَنْتَ الشَّفِیْعُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ — عَلَی الصِّرَاطِ اِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ

آپ وہ شفیع ہیں کہ جن کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے جب کہ پُل صراط پر لوگوں کے قدم پھسل رہے ہوں گے۔

وَصَاحِبَاکَ لَا اَنْسَاھُمَا اَبَدًا — مِنِّی السَّلَامُ عَلَیْکُمْ مَا جَرَی الْقَلَمُ

اور آپ کے دو صاحبوں (حضرت ابو بکر وعمر) کو تو میں کبھی نہیں بھول سکتا، میری طرف سے تم پر سلام ہو جب تک (کہ دنیا میں) قلم چلتا رہے۔

اس پر قبر انور سے آواز آئی قَدْ غُفِرَ لَکَ کہ تیری بخشش ہو گئی۔

(جذب القلوب صـ۲۱۱ وفاء الوفاء وغیرہ)

احادیث مبارکہ

جسے دولت عشق نصیب ہے اسے یہ لذت مجبور کرتی ہے کہ جب خود محبوب اپنے گھر بلائے تو وہ عاشق نہیں فاسق ہے کہ محبوب کے بلاوے پہ نہ جاوے اور اہل ایمان کو معلوم ہے کہ زیارت روضۂ انور کی ترغیب میں بہت سی احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں جن کے متعلق شیخ المحدثین حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اما از انچہ بصریح لفظ زیارت	اور وہ احادیث جن میں صریح
وقوع یافتہ ایں احادیث است کہ	لفظ زیارت آیا ہے جن کو ثقہ
از نقل ثقات بطریق متعددہ	اماموں نے متعدد سندوں

Marfat.com

بعضے ازاں بدرجہ صحت رسیدہ واکثر بمرتبۂ حسن آمدہ ثبوت یافتہ (جذب القلوب) | کے ساتھ نقل فرمایا ہے کہ بعض ان میں سے درجہ صحت کو پہنچی ہیں اور اکثر مرتبہ حسن کو ثابت ہوئی ہیں۔ یہ ہیں

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ۔ (جذب القلوب ص۱۹۵ شفاء السقام ص۲) | جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(۲) انہی سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ۔ (شفاء السقام ص۱۴، جذب القلوب ص۱۹۵ | جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ روضۂ انور کی زیارت کرنے والے خوش نصیب مومنوں کے واسطے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب وحلال ہو جاتی ہے۔

(۳) امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ۔

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ اَوْ زَارَنِیْ کُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا اَوْ شَہِیْدًا وَمَنْ مَاتَ فِیْ اَحَدِ الْحَرَمَیْنِ بَعَثَہُ اللّٰہُ | جس نے میری یا میری قبر کی زیارت کی میں اس کا شفیع اور شہید ہوں گا اور جو حرمین میں سے کسی ایک میں مرے گا اللہ اس کو قیامت

Marfat.com

مِنَ الْاٰمِنِیْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ کے دن امن والوں سے اٹھائے گا۔

(مسندِ ابوداؤد طیالسی ص۱۲، شفاء السقام ص۳۰، جذب القلوب ص۱۹۵)

فائدہ اہل علم وعرفان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اہلِ معصیت زائرین کے سفارشی اور اہل اطاعت زائرین کے گواہ ہوں گے۔ اور آپ کی شفاعت وشہادت، قیامت کے دن کی سختی و ہولناکی سے امن۔ معاصی کی بخشش، رفع درجات ومراتب اور بغیر حساب کے جنّت میں داخلہ کے لیے ہوگی۔

(۴) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ۔

جس نے حج کیا اور میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو یہ اس جیسا ہے کہ جس نے میری حیات میں میری زیارت کی۔

(مشکوٰۃ شریف ص۲۴۱، شفاء السقام ص۲۰، جذب القلوب ص۱۹۵)

فائدہ اس ارشاد گرامی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ زائر تمام احکام و وجوہ میں مثل صحابی کے ہوجاتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبرِ انور میں حقیقی وجسمانی حیات کے ساتھ زندہ ہیں اور زائر کو آپ کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہوکر ایک خاص سعادت وخصوصیّت حاصل ہوجاتی ہے جو اوروں کو حاصل نہیں ہوتی۔ جیسا کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو آپ کی ظاہری زیارت وصحبت کی وجہ سے ساری امت پر ایک خصوصیت و امتیاز حاصل ہے۔

Marfat.com

(۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ جَآءَنِیْ زَائِرًا لَا یَعْمَلُہٗ حَاجَۃً اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ لَہٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔

جو میری زیارت کو آئے کہ سوائے میری زیارت اور کوئی غرض نہ ہو تو مجھ پر حق ہے کہ قیامت کے دن میں اس کا شفیع بنوں۔

(طبرانی کبیر، شفاء السقام ص ۱۶، جذب القلوب ص ۱۹۵)

(۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ زَارَنِیْ فِی الْمَدِیْنَۃِ مُحْتَسِبًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ وَکُنْتُ لَہٗ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ۔ (مشکوٰۃ ص ۲۴۰)

جس نے مدینہ میں آکر میری زیارت کی برائی سے باز رہتے ہوئے با بنیت ثواب (یعنی اور کوئی غرض نہ ہو) وہ میرے پڑوس میں ہوگا اور قیامت کے دن میں اس کی سفارش کروں گا۔

(۷) ایک اور روایت میں فرمایا

مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (مشکوٰۃ ص ۲۴۰)

جو قصداً وعمداً (یعنی بنیت زیارت آکر) میری زیارت کرے وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔

فائدہ ان تینوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ زائرین حضرات مدینہ منورہ جاتے ہوئے صرف زیارت روضۂ انور کی نیت کریں۔ یعنی ان کا اصل مقصد صرف روضۂ انور ہو۔ باقی زیارات وغیرہ سب کچھ اس کے طفیل میں ہو۔ ع

Marfat.com

مقصود ذات اوست دگر جملگی طفیل

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

اُن کے طفیل حج بھی خدا نے کرادیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے
کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظِل
روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے
ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منٰی
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے۔

ریال زبوں حال جب سے ریال نے حجاز میں سر اٹھایا ہے اس وقت سے عشاق کا امتحان ہو رہا ہے کہ ریال کا تر لقمہ کھلا کر نجدیوں کے چیلے مدینہ پاک کی حاضری سے روکتے ہیں ان سے الجھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر ضرورت پڑے تو ذیل کا عقیدہ سنا کر دلائل بھی پڑھ دیجئے۔

ہم گنہگار سیاہ کار، سلطان زمین و زماں سرور کون و مکاں، شفیع عاصیاں، رحمت عالمیاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور حاضر ہو رہے ہیں تاکہ ان کی شفاعت خاص کے حق دار بن جائیں۔ (دلائل ملاحظہ ہوں)

قرآن مجید

وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِهٖ	اور جو اپنے گھر سے اللہ اور
مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ	اس کے رسول کی طرف ہجرت
ثُمَّ یُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ	کرتا ہوا نکلے۔ پھر اس کو موت

Marfat.com

وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ۔	(راستہ میں) آلے تو اللہ کے ذمہ
(قرآن مجید ۵/۱۱)	اس کا اجر ثابت ہو گیا۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ارشاد ہے۔

احادیث مبارکہ

فَمَنْ کَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى	پس جس کی ہجرت اللہ اور اس
اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ	کے رسول کی طرف ہو تو اس
اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔	کی ہجرت اللہ اور اسکے رسول کی طرف
(مشکوٰۃ ص۱۱)	ہی ہے۔

(۲) حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ وَلَمْ	جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور
يَزُرْنِىْ فَقَدْ جَفَانِىْ۔	میری زیارت نہ کی اس نے مجھ
(شفاء السقام ص۲۷، جذب القلوب ص۱۹۶)	پر جفا کی۔

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ زَارَنِىْ مَيِّتًا	جس نے میری وفات کے بعد
فَكَاَنَّمَا زَارَنِىْ حَيًّا	میری زیارت کی تو گویا اس نے
وَمَنْ زَارَ قَبْرِىْ	میری حیاتی میں میری زیارت کی
وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِىْ	اور جس نے میری قبر کی زیارت
يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ وَمَا	کی اس کے لیے قیامت کے دن
مِنْ اَحَدٍ مِّنْ اُمَّتِىْ	میری شفاعت واجب ہو گئی اور
لَهٗ سَعَةٌ ثُمَّ لَمْ	جو میری امت میں سے میری زیارت

Marfat.com

يَزُرْنِيْ فَلَيْسَ لَهٗ عُذْرٌ۔ (شفاء السقام ص۳۷، جذب القلوب ص۱۹۶)

کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور پھر میری زیارت نہ کرے اس کے لیے کوئی عذر نہ ہوگا۔

(۴) امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ وَمَنْ لَّمْ یَزُرْ قَبْرِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ (شفاء السقام ص۳۹، جذب القلوب ص۱۹۶)

جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی گویا اس نے میری حیاتی میں میری زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی اس نے مجھ پر جفا کی۔

فائدہ ان تینوں حدیثوں میں تارک زیارت کے لیے کتنی سخت وعید ہے بلا شبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار احسانات جو امت پر ہیں ان کے پیشِ نظر امتیوں کا بہزار عقیدت و محبت حاضر ہونا ہی دلیل غلامی و وفا ہے اور حاضری کا ترک اور اس سے بے رغبتی و بے نیازی ظلم و جفا بلکہ غداری ہے۔

(۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَنْ زَارَ قَبْرَ اَبَوَیْهِ فِیْ کُلِّ جُمُعَةٍ اَوْ اَحَدِهِمَا کُتِبَ بَارًّا وَاِنْ کَانَ فِی الدُّنْیَا قَبْلَ ذٰلِکَ بِهِمَا عَاقًّا۔ (جذب القلوب ص۲۱۳)

جو شخص ہر جمعہ کو اپنے ماں باپ کی قبروں میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے تو وہ نیکی کرنے والا لکھا جائے گا اگرچہ اس سے پہلے وہ دنیا میں باپ کا نافرمان ہی کیوں نہ رہا ہو۔

Marfat.com

فائدہ جب نافرمان بیٹا ماں باپ کی قبر کی زیارت کی بدولت نیکوں میں لکھا جاتا ہے تو جن پر ہزار ماں باپ قربان ہوں ان کی زیارت کرنے والا کیوں نہ افضل ترین نیکیوں میں لکھا جائے گا۔

نیز فرمایا۔

زُوْرُوا الْقُبُوْرَ۔ کہ قبروں کی زیارت کیا کرو۔

(۶) حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی شہدائے اُحد اور اہلِ بقیع کی قبور کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے تھے. تو جب دوسروں کی قبروں کی زیارت آپ کی سنّت اور باعث سعادت وزینت ہوئی تو خود آپ کی قبر شریف کی زیارت کس قدر ضروری اور باعثِ سعادت ورحمت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو حضور سیّد المرسلین، شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ بیکس پناہ کی حاضری کا سچّا ذوق وشوق عطا فرما کر حاضری کے شرف سے مشرف فرمائے۔

آمین ثم آمین (بحُرمۃ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین)

حضرت بہزاد لکھنوی مرحوم نے کیا خوب فرمایا۔ ؎

ذوقِ بطحا نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ تمنّا نہیں تو کچھ بھی نہیں

جالیاں سامنے ہوں روضے کی
یہ نظارا نہیں تو کچھ بھی نہیں

جان دوں جا کے اُن کی چوکھٹ پر
یہ ارادہ نہیں تو کچھ بھی نہیں

مال اولاد جان سے بڑھکر
عشق ان کا نہیں تو کچھ بھی نہیں

Marfat.com

یہ سمجھ لو کہ دل کی رگ رگ میں
گر مدینہ نہیں تو کچھ بھی نہیں

کیوں نہ مرجائیں تیری ادا پر

ہمارے جیسوں کو تو صرف سبز محل دیکھنے کے بعد جدائی محسوس ہوتی ہے ان بزرگوں کا کیا حال ہوگا جو بیداری میں سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سلام کا نقد جواب لیتے ہیں۔ چند بزرگوں کے اسماء گرامی ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت الشیخ السید الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ جب حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ روضۂ انور پر حاضر ہوئے تو یہ دو شعر پڑھے۔ ؎

فِیْ حَالَۃِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُھَا
تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ وَھِیَ نَائِبَتِیْ

دوری کی حالت میں میں اپنی روح کو خدمتِ اقدس میں بھیجا کرتا تھا تو وہ میری نائب بن کر آستانۂ مبارک کو چوما کرتی تھی۔

وَھٰذِہٖ نَوْبَۃُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ
فَامْدُدْ یَمِیْنَکَ کَیْ تَحْظٰی بِھَا شَفَتِیْ

اور اب جسموں کے ساتھ حاضر ہو کر ملنے کی باری آئی ہے تو اپنا دستِ مبارک دراز فرمائیے تاکہ میرے ہونٹ اس کو چومیں۔

فَخَرَجَتِ الْیَدُ الشَّرِیْفَۃُ مِنَ الْقَبْرِ الشَّرِیْفِ فَقَبَّلَھَا
تو اس پر دستِ اقدس قبر شریف سے باہر نکلا اور انہوں نے اسکو چوما۔

(الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۲۶۰)

کہا جاتا ہے کہ اس وقت روضۂ انور پر کثیر مجمع تھا۔ جن میں حضرت غوثِ اعظم محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان سب نے اس واقعہ

Marfat.com

کو دیکھا اور دستِ مبارک کی زیارت کی۔ (الافاضات الیومیہ ص۴۷۲/۴)

(۲) حضرت السید نور الدین یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ جب روضہ اقدس پر حاضر ہوئے تو عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ تو جتنے لوگ اس وقت وہاں حاضر تھے ان سب نے سُنا کہ روضۂ انور سے جواب آیا۔ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا وَلَدِیْ۔

(الحاوی للفتاوی ص۴۸۱/۲)

(۳) حضرت شیخ ابو نصر عبدالواحد بن عبدالملک بن محمد بن ابو سعید الصوفی الکرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ روضۂ انور پر حاضر ہوا۔ حجرۂ شریفہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت شیخ ابو بکر الدیار بکری تشریف لائے اور چہرۂ انور صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ تو میں نے اور تمام حاضرین نے سُنا کہ روضۂ شریفہ کے اندر سے آواز آئی۔ وَعَلَیْکَ السَّلَامُ یَا اَبُوبکر۔ (الحاوی للفتاوی ص۴۸۱/۲)

بارگاہ رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہونے والوں کے لیے تو اللہ تعالیٰ جل و علا اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ سلام فرماتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں فرمایا۔ وَاِذَا جَآءَکَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ (پ۷)

میرے حبیب وہ لوگ جو ہماری آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔ جب آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضری دیں تو انہیں سلام علیکم فرمائیے۔

اس قسم کے مزید واقعات فقیر کی کتاب

"**زائرین مدینہ**" کا مطالعہ فرمائیے

Marfat.com

۲۔ دل میں تو چوٹ تھی دبی ہائے غضب اُبھر گئی
پوچھو تو آہِ سرد سے ٹھنڈی ہوا چلائی کیوں

حل لغات چوٹ (اردو مؤنث) مار طعن۔ درد۔ حال۔ نقصان۔ دبی از دبنا بوجھ کے نیچے آنا۔ گڑنا چھپنا۔ ہٹنا۔ رُکنا۔ شرمانا۔ سمٹنا۔ ڈرنا۔ ابھر گئی از ابھرنا بمعنی بڑھنا۔ ترقی پھوٹنا۔ بغاوت کرنا۔ آہ۔ افسوس۔ ہائے۔

۲۔ شرح دل میں عشق کی چوٹ چھپی پڑی تھی لیکن افسوس غضب ہوگیا کہ وہ پھوٹ پڑی لیکن از خود نہیں پھوٹی یہ آہ سرد کی حرکت ہے اس سے پوچھو کہ اے خدا کی بندی تو نے ٹھنڈی ہوا کیوں چلائی تیری وجہ سے اب وہ دبی ہوئی چنگاری پھوٹ پڑی اور عشق کی آگ آگے بڑھے گی تو پھر کیا ہوگا۔

۳۔ چھوڑ کے اُس حرم کو آپ بن میں ٹھگوں کے آبسو
پھر کہو سر پہ دھر کے ہاتھ لُٹ گئی سب کمائی کیوں

حل لغات بن (بفتح الباء اردو۔ مذکر) جنگل۔ بیابان روئی کا کھیت۔ ٹھگوں ٹھگ کی جمع ہے۔ بمعنی دغا باز چور احسان کرنے والے کو مارنے والا۔ بسو از بسنا بمعنی آباد ہونا۔ رہنا۔ دھر کے ہاتھ از دھرنا رکھنا۔ جمانا۔ سونپنا۔ گروی رکھنا۔ لٹ گئی از لٹنا (بالضم) بمعنی تباہ

Marfat.com

ہونا۔ چوری ہونا۔ ٹھگایا جانا۔ کمائی محنت سے پیدا کیا ہوا روپیہ۔ پیسہ۔ آمدنی۔ نفع۔

۳۔ شرح خود تو حرم پاک چھوڑ کر جنگل میں چوروں میں آ کر آباد ہوئے پھر سر پہ ہاتھ رکھ کر افسوس کے طور کہو کر ہائے تمام کمائی لوٹ لی گئی۔

> باغِ عرب کا سروِ ناز دیکھ لیا ہے ورنہ آج
> ۴۔ قمریٔ جانِ غمزدہ گونج کے چہچہائی کیوں

حل لغات قمری (عربی مؤنث) ایک پرندے کا نام۔ گونج (اُردو مونث) آواز کا گنبد میں چکرانا۔ گرج آواز کا ٹکرانا۔ چہچہائی۔ از چہچہانا۔ چہکنا خوشی میں آ کر بولنا خوشی آوازی سے باتیں کرنا

۴۔ شرح معلوم ہوتا ہے کہ آج عاشق غمزدہ کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے سرفراز ہوا ہے ورنہ غمزدہ قمری گرج دار آواز سے خوشی میں آ کر کیوں بولتی یعنی آج عاشق زار کا چہرہ ہشاش بشاش اسی لیے کہ اسے محبوب کی زیارت ہو گئی ورنہ وہ محبوب کے ہجر سے ہر وقت مغموم و محزون رہتا ہے۔

> نامِ مدینہ لے دیا چلنے لگی نسیمِ خُلد
> ۵ سوزشِ غم کو ہم نے بھی کیسی ہوا بتائی کیوں

Marfat.com

۵۔ شرح بہشت کی بھینی بھینی ہوا اس لیے چل پڑی ہے کہ ہم نے مدینہ پاک کا نام لیا ہے اور وہ اس نام کی عاشق ہے کہ نام لو تو نسیم جنت فوراً قربان ہونے کو حاضر ہو جاتی ہے۔ غم کی جلن کو ہم بھی ایسی ہوا کی خبر کیوں دی۔ کہ اب وہ جلن ختم ہو جائے گی حالانکہ جو مزہ ہجر و فراق کی سوزش میں ہے وہ نسیم خلد کی ٹھنڈی ہوا میں کہاں۔

> ۶۔ کس کی نگاہ کی حیا پھرتی ہے میری آنکھ میں
> نرگسِ مستِ ناز نے مجھ سے نظر چرائی کیوں

حل لغات پھرتی (بالکسر از پھرنا بمعنی چکر کھانا۔ واپس ہونا۔ ٹہلنا۔ بغاوت کرنا۔ گشت کرنا۔ نرگس (فارسی مؤنث) ایک قسم کا پھول جو آنکھ کے مشابہ ہوتا ہے۔ نظر چرائی از نظر چرانا بمعنی آنکھ چرانا۔ چھپنا۔ کترانا۔

۶۔ شرح کس کی نگاہ حیاء کی نگاہ میری آنکھ میں گشت کر رہی ہے کہ اب نرگس مست ناز مجھ سے کیوں آنکھ کترا رہی ہے یعنی شرما رہی ہے۔ یعنی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ جو پر حیاء تھی۔ میری آنکھ میں تشریف لائی ہے تو نرگس مست ناز کو اگر اپنی نگاہ پر ناز ہے لیکن اب اسے اپنا جوبن حقیر محسوس ہوتا ہے۔ اسی لیے مجھے دیکھ کر شرما رہی ہے۔

نیز اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ سلام پیش کرتے ہوئے حیاء شریف کا یوں بھی ذکر کیا ؎

> نیچی نظروں کی شرم و حیا پر درود
> اونچی بینی کی رفعت پر لاکھوں سلام

Marfat.com

تُو نے تو کر دیا طبیب آتشِ سینہ کا علاج
۷۔
آج کے دُودِ آہ میں بوئے کباب آئی کیوں

حل لغات دُود۔ دھواں بھاپ کباب گوشت کا ٹکڑا گول کرکے اُسے بھون کر کھاتے ہیں۔

۷۔ شرح طبیب صاحب آپ نے تو سینہ کی سوزش کا علاج کرکے مطمئن کر دیا تھا کہ اب کلی شفا ہوگئی لیکن آج جو میں نے آہ کھینچی تو اس کے دھوئیں سے کباب آئی تو کیوں۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے سینہ کے اندر جگر تا حال بدستور جل رہا ہے۔

فکرِ معاش بدبلا ہولِ معاد جان گزا
لاکھوں بلا پھنسی کو روح بدن میں آئی کیوں

حل لغات معاش (بالفتح عربی۔ مؤنث) روزی خوراک گذران ہول مؤنث۔ دھکا صدمہ۔ معاد عربی۔ مؤنث لوٹ کی جانے کی جگہ۔ قیامت۔ جان گزا فاعل ترکیبی۔ جان کاٹنے والا۔

۸۔ شرح دنیا میں ایک طرف بدبلا گذر اوقات کی فکر دوسری طرف مرنے کے بعد قیامت میں اٹھنے کا خوف ہے۔ اتنا بے شمار بلاؤں میں پھنسنے کے لیے روح کیوں آئی جہاں تھی وہاں آسودہ تھی نہ فکر معاش نہ ہول معاد۔

Marfat.com

عالم ارواح :۔ امام احمد رضا قدس سرہٗ اس شعر میں عالم ارواح کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ روح بدن میں پھنس کر لاکھوں بلاؤں میں مبتلا ہوگئی حالانکہ جہاں تھی وہاں کوئی فکر اور خوف و خطر نہ تھا۔

حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ؎

خدا خود میر مجلس بود — اندر لامکاں خسرو
محمد شمع محفل بود (صلی اللہ علیہ وسلم) — شب جائیکہ من بودم

اللہ تعالیٰ خود میر مجلس تھا اے خسرو لامکاں میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس مجلس کی شمع تھے میں جس شب میں محو خواب تھا۔ یعنی عالم ارواح میں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ

۸۔
ہو نہ ہو آج کچھ مرا ذکر حضور میں ہوا
ورنہ مری طرف خوشی دیکھ کر مسکرائی کیوں

حل لغات ہو نہ ہو (اردو) غلط ہو یا صحیح۔ لابد۔ ضرور۔ مسکرائی از مسکرانا ہونٹوں میں ہنسنا۔

۸۔ شرح یقیناً آج کچھ میرا ذکر محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جناب میں ہوا ہے۔ ورنہ اس سے قبل مجھے خوشی منہ نہیں لگاتی تھی لیکن آج مجھے دیکھ کر زیر لب تبسم فرما رہی ہے اس کی مسکراہٹ کیوں ہے۔ یہ میری اسی خوشحالی کی دلیل ہے کہ آج میرے محبوب نے مجھے یاد فرمایا ہے۔

Marfat.com

۹۔ حور جناں ستم کیا طیبہ نظر میں پھر گیا
چھیڑ کے پردۂ حجاز دیس کی چیز گائی کیوں

حل لغات حور عربی حوراء کی جمع جناں بکسر الجیم جنۃ کی جمع پھر گیا..... پھر جانا سے ہے اس کے کئی معانی ہیں یہاں گھوم جانا کے معانی ہیں ہے۔ پردہ حجاب و بمعنے مطرب اور وہ چاند کا ٹکڑا جو طنبور اور ستار پر باندھتے ہیں تاکہ بجاتے وقت ہاتھ کو گزند نہ پہنچے وحفظ مقامات موسیقی و بسبب کثرت استعمال مطلق آواز کیلئے مستعمل ہوتا ہے اور بمعنے مقامات کے بھی آتا ہے مثلاً پردہ عشاق، پردۂ خراسان، پردہ عراق، پردۂ یاقوت پردۂ بکارت و پردۂ بلبل و پردۂ قمری و پردۂ جغانہ (غیاث)

شرح اے حور جنان تم نے مجھ پر ظلم کیا اب جبکہ میری نظر میں مدینہ طیبہ کے نظارے گھوم رہے ہیں پردۂ حجاب چھیڑ کر وہ ٹھیں کیوں لگائی تعجب ہمیں مدینہ طیبہ سکون ہے اور نہایت اطمینان کیساتھ وقت گذار رہے ہیں تو وطن کی باتیں چھیڑنے کا کیا فائدہ۔

علم موسیقی اور امام احمد رضا قدس سرہ یہ ایک مستقل بحث ہے یہاں صرف اتنا کافی ہے کہ من حیث العلم فن موسیقی کی اصطلاحات اور اس کے اصول و فروع پر بھی امام احمد رضا قدس سرہ نے اسی علم موسیقی کی اصطلاحات استعمال فرمائی ہیں.

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے کہ پردہ سے مراد موسیقی کے مقامات ہیں اور حجاز بھی ان موسیقی کے بارہ مقامات میں سے ایک مقام ہے. چنانچہ غیاث اللغات میں

Marfat.com

ھے کہ حجاز بالکسر ملکے است از عرب کہ مکہ و مدینہ و طائف و شہرھائے دیگر مابین زمین نجد و غور واقع و نام مقام است از نام موسیقی۔

انکشاف یا علمی چیلنج

اھل سُنّت کے خواص و عوام بڑے وثوق سے اعلان کرتے ھیں اور اپنی تحریروں میں لکھتے ہیں کہ امام احمد رضا قدس سرہ ہر فن کے نہ صرف ماہر بلکہ شہنشاہ تھے ھمارے ایک سندھی فاضل صاحبزادہ راشدی نے سندھی زبان میں ایک پمفلٹ شائع فرمایا ھے "قلم جو شہنشاہ" اس میں یہی دعویٰ مختصر سے دلائل سے ثابت کیا ھے کہ اعلیٰحضرت کے علوم و فنون دانی کی فہرست میں علمِ موسیقی بھی ہے یہ علم اگرچہ وقار کیخلاف ھے لیکن من حیث العلم مذموم نہیں۔

فقیر قطع نظر دیگر دلائل آپ کے فنِ موسیقی کی مہارتِ کاملہ پر صرف اور صرف آپ کی تصانیف کے عنوانات و اسماء پیش کرنا چاہتا ہے۔

تصانیف اعلیٰحضرت کے عنوانات کا ایک وصف یہ بھی ھے کہ اس میں صوتی حسن پایا جاتا ھے صوتی حسن سے مراد ایسی نغمگی اور ترنم ھے کہ جسکا احساس ناظر و سامع کے قلب و ذہن پر ھو۔ چنانچہ جو دلکشی اور ھمہ دانی اعلیٰحضرت کے ھاں پائی جاتی ھے وہ بہت کم مصنفین کے حصے میں آئی ہے ان کی تقریباً تمام ہی کتابوں کے عنوان حسنِ صوتیت کا آئینہ دار ھے یہی وجہ ھے کہ اگر آپ ان کی کسی کتاب کا عنوان پڑھیں تو یوں محسوس ھوگا کہ آپ کوئی شعر پڑھ رہے ہیں۔ شعر چونکہ ظاھراً لفظوں کے خوبصورت تناسب کا نام ہے اور باطناً معنے کے ابلاغ کا یہی وجہ شعر پڑھ کر یا سن کر جو حالت دل کی ہوتی ھے وہ لفظوں میں کما حقہ بیان نہیں ھو سکتی۔

یہ نقد سودا ھے گھر بیٹھے تنہائی میں آزمائیے پھر اگر اھلسنّت ھیں

Marfat.com

توجہ کیجئے اگر مخالف ہیں تو تعصب کی عینک اُتار کر ہمارے ساتھ کہہ لیجئے

ملکِ سُخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم

جس سمت چل دیئے ہیں سکے بٹھا دیئے ہیں

سوال :۔ امام احمد رضا قدس سرہ تو سرود (مزامیر) وغیرہ کے سخت خلاف تھے جیسا کہ آپ کی تصانیف شاہد ہیں. علاوہ ازیں آپ سلسلہ قادریہ سے منسلک تھے جو شخص جس شے کا مخالف ہو اسے اس سے لگاؤ کیسا اور شے سے جنہیں لگاؤ نہ ہو وہ اس کی مہارت کیسے پیدا کر سکتا ہے۔

جواب :۔ اہلِ علم کو معلوم ہے کہ کسی علم وفن کا جاننا اور ماہر ہونا گناہ نہیں اور یہ بھی ضروری نہیں کہ مذموم شے کا علم بھی مذموم ہو۔ مثلاً سحر مذموم بلکہ حرام ہے لیکن اسکا جاننا حرام نہیں. ہاں استعمال حرام ہے اعلٰحضرت قدس سرہ تو موسیقی کے اصول ومسائل کا من حیث الفن علم تھا. لیکن یہ ضروری نہیں کہ آپ نے اسے استعمال بھی کیا ہو۔ اور نہ ہی علم کے مطابق اس کا استعمال ضروری ہے۔

(مزید تحقیق فقیر نے اپنی تصنیف غایۃ المامول فی علم الرسول میں لکھ دی ہے)

۱۳- غفلتِ شیخ وشاب پر ہنستے ہیں طفلِ شیر خوار

کرنے کو گد گدی عبث آنے لگی بہائی کیوں

حل لغات غفلت (عربی) بے توجہی۔ بے پرواہی۔ بھول چوک۔ بے ہوشی۔ نیند۔ شیخ (عربی) بزرگ ستر یا اسّی سال

Marfat.com

کا بوڑھا۔ شباب (عربی) جوان۔ طفل شیر خوار بچہ دودھ پیتا۔ گدگدی (اردو) مؤنث۔ بغل یا تلوے کو کھجلی ہونا۔ مہر شوق۔ عبث (عربی) بے کار۔ بے فائدہ۔ فضول۔ بلاوجہ۔ بھائی (اردو) ایک روح ہے جو بچوں کو رلاتی اور ہنساتی ہے۔

۱۳۔ شرح بوڑھے اور جوان کی غفلت پر بچے شیر خوار ہنستے ہیں شوق پورا کرنے کے لیے ہنسانے رلانے والی روح خواہ مخواہ کیوں آئی۔ جب کہ بوڑھوں اور نوجوانوں کی غفلت کو دیکھ کر شیر خوار بچے خود بخود ہنس رہے ہیں۔ یعنی بوڑھے اور نوجوان ایسی غفلت کی نیند اور نشے میں ہیں کہ شیر خوار بچے بھی ان کی غفلت پر مذاق اڑاتے ہیں۔ اس شعر میں امام اہلسنت نے قوم کی غفلت پر اظہار افسوس کیا ہے کہ قوم کی غفلت حد سے گذر گئی ہے۔ ذرہ بھر بھی انہیں احساس نہیں کہ وہ کس گڑھے میں گر رہے ہیں۔

۱۰۔ عرض کروں حضور سے دل کی تو میرے خیر ہے
پیٹتی سر کو آرزو دشتِ حرم سے آئی کیوں

حل لغات پیٹتی مضارع از پیٹنا۔ رونا۔ مارنا وغیرہ۔ دشت جنگل۔

۱۰۔ شرح آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کروں کہ حضور میرے دل کو تو کوئی بیماری نہیں خیر ہی خیر ہے لیکن آرزو روتی اور چلاتی ہے کہ وہ دشت حرم کو چھوڑ کر کیوں واپس آ گئی۔

یہ شعر امام اہلسنت رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے زائر مدینہ کا وہ حال بیان فرمانے کے لئے کہا ہے کہ جب زائر مدینہ گھر واپس پہنچ جاتا ہے۔ اسے پھر مدینہ

Marfat.com

پاک کی یاد ستاتی ہے۔ اس حالتِ زار میں خود کو گویا بارگاہِ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم میں لے گئے ہیں اور عرض کر رہے ہیں کہ حضور! باقی سب خیر ہے بیماری وغیرہ کچھ بھی نہیں لیکن میری آرزو سر پیٹ رہی ہے اور مجھے کوس رہی ہے کہ تم دشتِ حرم چھوڑ کر کیوں گھر آ گئے۔ اس سے گویا پھر حاضریٔ مدینہ کی آرزو کا اظہار ہے۔

۱۱۔ حسرتِ نو سانحہ سنتے ہی دل بگڑ گیا
ایسے مریض کو رضا مرگِ جوان سازی کیوں

حل لغات

حسرت (عربی) افسوس۔ آرزو۔ ارمان۔ شوق۔
سانحہ (عربی) حادثہ۔ دل ہلا دینے والی بات۔ مجازاً بری خبر۔ بگڑ گیا۔ بگڑ گیا ماضی از بگڑنا خراب ہونا۔ نکما ہونا خفا ہونا۔ مرگ (فارسی) موت۔

۱۱۔ شرح

نئی حسرت کا حادثہ سن کر دل بگڑ گیا بھلا ایسے بیمار کو اے رضا (امام اہلسنت) تم نے سخت موت جیسی خبر سنائی ہی کیوں۔

مدینہ پاک سے جدائی کا سن کر عاشق کا جو حال ہوتا ہے اسکی خبر دی گئی ہے کہ عاشق مدینہ کی بہاریں لوٹ رہا ہوتا ہے لیکن جونہی اسے اچانک اسے مدینہ پاک کی جدائی کی خبر ملتی ہے تو اس کا حال موت سے بڑھکر ہوتا ہے اسی کیفیت کو امام احمد رضا قدس سرہ نے اس شعر میں بیان فرمایا ہے۔

Marfat.com

نعت شریف

۱۔ اہل صراط روح امیں کو خبر کریں
جاتی ہے امت نبوی فرش پر کریں

حل لغات صراط (عربی) پل اس سے پُل صراط مراد ہے روح امین حضرت جبریل علیہ السلام کا لقب ہے۔ فرش۔ بچھونا۔

شرح پلصراط پر متعین ملائکہ کو کہدو کہ وہ جبریل علیہ السلام کو اطلاع دیں کہ امت حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم پلصراط سے گزرنے کے لیے تیار کھڑی ہے اگر پر بچھانے کا شوق ہے تو تشریف لائیے۔

فائدہ شفاعت کی وجہ سے کتنا بے نیازی سے جبریل علیہ السلام کو آگاہی کا کہا جا رہا ہے کہ ہمیں تو ذاتی طور پر انکے پروں کے بچھانے کا خیال نہیں کیونکہ ہمیں تو اپنے آقا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی ہیں ہاں انہیں اگر خواہش ہے تو تشریف لے آئیں

انتباہ:۔ اس شعر میں امام احمد رضا قدس سرہ نے عشق نبوی کا حق ادا کیا ہے کہ پلصراط پر گزرنا ایک دشوار بلکہ سخت سے سخت ترامر ہے اور جبریل علیہ السلام کا پر بچھانا ایک عظیم خدمت ہے لیکن امام احمد رضا نے سمجھایا کہ یہ انکا احسان از خود نہیں بلکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو راضی کرنے کی بنا پر ہے تو پھر ہم ان

Marfat.com

کی طرف کیوں متوجہ ہوں ہمیں تو اس کریم پر بھروسہ ہو جنکی نظر کرم کے خود جبریل علیہ السلام محتاج ہیں۔ اسی لیے تو دوسرے مقام پر فرمایا۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
لِلّٰہِ الحمد کہ میں دنیا سے مسلمان گیا

بے نیازی کیوں نمرود اور اس کی قوم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلا ڈالنے پر متفق ہو گئی اور انہوں نے آپکو ایک مکان میں قید کر دیا اور قریہ کوثی میں ایک عمارت بنائی اور ایک مہینہ تک بکوشش تمام قسم قسم کی لکڑیاں جمع کیں اور ایک عظیم آگ جلائی جسکی تپش سے ہوا میں پرواز کرنے والے پرندے جل جاتے تھے اور ایک منجنیق (گوپھن) کھڑی کی اور آپکو باندھ کر اس میں رکھ کر آگ میں پھینکا اس وقت آپ کی زبان مبارک پر تھا حَسْبِیَ اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ جبریل نے عرض کیا کچھ کام ہے آپ نے فرمایا تم سے نہیں۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا تو اپنے رب سے عرض کیجئے۔ فرمایا سوال کرنے سے اسکا میرے حال کو جاننا میرے لیے کفایت کرتا ہے۔ (خزائن)

فائدہ اس واقعہ میں ظاہر ہے کہ حضرت جبریل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی حاجت براری کے لیے آگے بڑھے اگرچہ ابراہیم علیہ السلام سے تو اپنی محبت وعقیدت کا حق ادا کر چکے حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی خدمت کا صلہ شب معراج جبریل علیہ السلام کو بخشا جیسا کہ واقعات معراج میں روایت مشہور ہے۔

جبریل علیہ السلام کی حاجت عمدۃ المفسرین علامہ اسمٰعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب سدرۃ سے آگے بڑھے تو حضور علیہ

Marfat.com

السلام سے فرمایا یا جِبرَائیلُ ھَلْ لَکَ مِنْ حَاجَۃٍ اِلٰی رَبِّکَ (اے جبرائیل رب کی طرف کوئی حاجت ہو تو بتاؤ) جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا "یا مُحَمَّدُ سَلِ اللّٰہَ اَنْ اَبْسُطَ جِنَاحِیَّ عَلَی الصِّرَاطِ لِاُمَّتِکَ حَتّٰی یُجَوِّزُوْا عَلَیْہِ" (اے آقا محمد مصطفےٰ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے یہ سوال کریں کہ قیامت کے دن آپ کی امت جب پلصراط سے گزرے تو میں انکے قدموں کے نیچے اپنے پر بچھا دوں تاکہ وہ آسانی سے گزر جائیں۔ (روح البیان جلد خامس ص ۲۲۱)

لطیفہ اگرچہ مندرجہ ذیل بحث موضوع سے متعلق نہیں لیکن خالی از فائدہ بھی نہیں اس لیے لطیفہ ہذا سے قارئین لطف اندوز ہونگے۔

منکرین کمالات کی طرف سے سوال ہوتا رہتا ہے کہ اگر وسیلہ جائز ہوتا تو ابراہیم علیہ السلام انکار نہ کرتے۔

جواب ۱: یہاں وسیلہ کی بات ہی کوئی نہیں یہاں ابراہیم علیہ السلام کے امتحان کا بیان ہے آپ سے اس وقت صبر کا امتحان لیا جارہا تھا اسی لیے آپ نے جبریل علیہ کو فرمایا مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں اس میں اپنی ضرورت غیر کو نہ کہنے سے توکل میں کامیابی کی دلیل ہے۔ اگر مخالفین کی بات صحیح ہے تو پھر جبریل علیہ السلام کی توجہ دلانے پر کہ اللہ سے عرض کریں تو آپ نے بارگاہِ حق میں بھی عرض کرنا گوارہ نہ کیا تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ انہیں اللہ کی بھی ضرورت نہ تھی (معاذ اللہ) ثابت ہوا کہ آپ سے امتحان ہو رہا ہے اور آپ اس میں کامیاب ہوئے۔

جواب ۲: وسیلہ ادنیٰ اعلیٰ سے لیتا ہے آپ جبریل علیہ السلام کو کیسے وسیلہ بناتے جبکہ وہ آپکا خادم تھا۔ خادم وسیلہ نہیں بنتے۔

Marfat.com

نکتہ جو لوگ اس مرض میں مبتلا ہیں کہ جبریل علیہ السلام نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے استاذ ہیں ان جاہلوں کو کون سمجھائے کہ جبریل علیہ السلام اس درگاہ کا ادنیٰ خادم اور حاجتمند ہے۔

ان فتنہ ہائے حشر سے کہدو حذر کریں ۲۔ نازوں کے پالے آتے ہیں رہ سے گذر کریں

حل لغات حذر (عربی) پرہیز۔ بچنا۔ "نازوں کے پالے" مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔

۲۔ شرح اس شعر میں بھی وہی بے نیازی اور اپنے آقا و نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت پر یقین محکم کی علامت ہے کہ امتی وفادار کا کام ہے کہ وہ اپنے آقا کے کرم پر نازاں ہو، حالانکہ سب کو معلوم ہے کہ حشر کے ہولناک امور کتنے سخت سے سخت ترین ہیں لیکن جسے دامن مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا دامن نصیب ہوگا تو وہ الٹا فتنہ ہائے حشر سے فرمائیگا کہ اے فتنو ہمیں ستانے سے بچو اور پرہیز کرو۔ اس سے کہ ہم معمولی لوگ نہیں ہم تو امت امام الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم ہیں ہم ناز کے پالے ہیں فلہذا اے فتنو تم ہمارے آگے سے ہٹ جاؤ، ورنہ خود سمجھ لو کہ ھم سے ٹکر لینے میں تمہارا کیا حشر ہوگا۔

نازوں کے پالے صرف اسی ایک جملہ سے امام احمد رضا قدس سرہٗ نے دریا در کوزہ بند فرمایا ہے۔ یہاں صرف چند نمونے فقیر عرض کرے کہ اللہ نے کیسے

Marfat.com

امت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو نازوں کے پالے بنایا۔

قرآن مجید ۱۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ پ۴ ع ۴ آل عمران۔ تم بہتر امت ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔

۲۔ اسی امت کی ایک رات کو دوسری امتوں کی ہزار سے بہتر بنایا۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ۔ (پ۳۰) ایک رات ہزار ماہ سے بہتر

۳۔ دوسری امتوں کے قد و قامت عمریں طویل لیکن یہاں صرف چند سال لیکن ان کے بعض لمحات ان کی ہزاروں سالوں سے بہتر و برتر۔

۴۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ أُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ (پ۲ البقرہ ع ۱۷) اور بات یونہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں سے افضل کہ تم لوگوں پر گواہ رہو۔

فائدہ قیامت میں انبیاء علیہم السلام کا اس امت کو اپنی گواہی کا انتخاب بتاتا ہے کہ یہ امت محبوب الانبیاء ہے کیونکہ انتخاب محبوب شے کا ہوتا ہے اس معنیٰ پر یہ امت نازوں کے پالے ہے۔

احادیث مبارکہ آخیر الامم بنایا گیا تاکہ قبور میں قیامت کی زیادہ دیر انتظار نہ کریں۔

۲۔ تمام امتوں سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر زمین شق ہوگی اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی امت کے چہرے آثارِ وضو کی وجہ سے روشن ہونگے اور ان کے ہاتھ پاؤں سفید ہوں گے اور وہ موقف میں بلند مقام پر ہوں گے انہیں نبیوں کی طرح دو نور حاصل ہونگے اور باقی انبیاء کی امتوں کو ایک نور حاصل ہو گا۔

Marfat.com

۳۔ سجدہ کے اثر کی وجہ سے ان کے چہرے پر نشانی ہوگی اور ان کی اولاد انکے آگے آگے دوڑ رہی ہوگی۔ انکے اعمال نامے انکے داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے اور وہ پلصراط سے بجلی اور ہوا کی طرح گزر جائیں گے۔ ان کے نیکو کار بدکاروں کی شفاعت کریں گے انہیں دنیا اور برزخ میں عذاب دیا جائیگا تاکہ ان کے عذاب میں کمی ہو۔

۴۔ وہ قبروں میں گناہ لیئے داخل ہونگے اور قبروں سے اٹھتے وقت بے گناہ ہونگے مومنوں کے استغفار کی وجہ سے انکے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

۵۔ انہیں وہ کچھ ملے گا جس کی وہ کوشش کریں گے۔ یا جو انکے لیے کوشش کی جلئے گی اور پہلی امتوں کو وہ کچھ ملا جس کے لیے انہوں نے خود کوشش کی ہوگی۔

۶۔ قبور سے نکلیں گے تو ان کے گناہ بخشے جا چکے ہوں حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

اُمَّتِیْ اُمَّۃٌ مَرْحُوْمَۃٌ تَدْخُلُ قُبُوْرَھَا بِذُنُوْبِھَا وَتَخْرُجُ مِنْ قُبُوْرِھَا لَاذُنُوْبَ عَلَیْھَا تَمَحَّصَ عَنْھَا بِاسْتِغْفَارِ الْمُؤْمِنِیْنَ لَھَا۔ (شرح الصدور ص۱۲۸)

ترجمہ: میری امت، امت مرحومہ ہے وہ قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور جب قبروں سے نکلے گی اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کے استغفار سے اسکو گناہوں سے پاک وصاف کردے گا۔

۷۔ امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہود ونصاریٰ فدیہ بنیں گے

حدیث شریف میں ہے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیَامَۃِ دَفَعَ اللّٰہُ اِلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ یَھُوْدِیًّا اَوْ نَصْرَانِیًّا فَیَقُوْلُ ھٰذَا فِکَاکُکَ مِنَ

ترجمہ: جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایک یہودی یا نصرانی دے کر فرمائے گا کہ دوزخ سے نجات حاصل

Marfat.com

النَّارِ کرنے کے لیے تیرا فدیہ ہے۔

فائدہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث کا مطلب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واضح ہوتا ہے جس میں ارشاد ہے کہ ہر ایک شخص کے لیے ایک مکان جنت میں ہے اور ایک دوزخ میں لہذا مومن کو جب جنت میں داخل کیا جائے گا تو اس کے ساتھ ہی کافر کو دوزخ میں داخل کر دیا جائیگا اس لیے کہ وہ اپنے کفر کی وجہ سے اسکا مستحق ہے اور یہ جو لفظ ہے کہ تیرا فدیہ ہے نار دوزخ سے اسکا مطلب یہ ہے کہ تم کو دوزخ میں داخل کرنے کے لیے پیش کیا جاتا تو یہ تمہارا فدیہ ہے جو کہ تمہارے بجائے دوزخ میں داخل کیا جارہا ہے۔ کفار کو انکے گناہوں کی وجہ سے دوزخ میں داخل کیا جائیگا تو یہ مسلمان کے حق میں فدیہ ہو جائیگا۔

لطیفہ ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے میں نے چار ہزار برس تک دنبہ کی جنت میں پرورش کی تاکہ وہ اسماعیل علیہ السلام کی طرف سے ذبح ہو کر انکا فدیہ ہو جائے۔ اسی طرح میں نے فرعون کی چار سو برس تک پرورش کی تاکہ وہ دریا میں ڈوب کر موسیٰ علیہ السلام کا فدیہ ہو جائے اسی طرح اشلو یہودی کی پچاس سال تک پرورش کی تاکہ وہ سولی پر چڑھ جاتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے فدیہ ہو جائے اسی طرح خدا تعالیٰ یہود و نصاریٰ کی اپنی نعمتوں سے پرورش کر رہا ہے تاکہ یہ دونوں فرقے قیامت کے دن دوزخ میں داخل ہو کر امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فدیہ ہو جائیں (نزہتہ المجالس صہ ۳۵۱)

کفار و مشرکین فدیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

اِنَّ ھٰذِہٖ اُمَّۃٌ مَّرْحُوْمَۃٌ ترجمہ:۔ بیشک یہ امت مرحومہ ہے

عَذَابُھَا بِاَیْدِیْھَا فَاِذَا کَانَ اسکا عذاب اس کے اپنے ہاتھ میں

Marfat.com

يَوْمُ الْقِيَامَةِ دُفِعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَيُقَالُ هٰذَا فِدَاؤُكَ مِنَ النَّارِ۔

ہے پس جب قیامت کا دن ہو گا ہر مسلمان آدمی کو ایک مشرک دیا جائے گا پھر کہا جائے گا کہ یہ آگ سے تیرا فدیہ ہے۔ (جواہر البحار ص ۳۲۴)

حضرت ابو بردا اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

يَجِيْءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاسٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ بِذُنُوْبٍ أَمْثَالِ الْجِبَالِ فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لَهُمْ وَيَضَعُهَا عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى۔ (مسلم شریف ص ۳۶۰ ج ۲)

ترجمہ: قیامت کے دن کچھ مسلمان گناہوں کے پہاڑ سر پر لیکر آئیں گے اللہ تعالیٰ انکے گناہ معاف فرما دیگا اور ان کے گناہوں کے پہاڑوں کو یہودیوں اور عیسائیوں پر رکھ دیگا۔

۹۔ پچاس ہزار سال چند منٹ میں

قیامت کا بڑا طویل دن اس امت کے افراد نازوں کے پالے صرف چند منٹ محسوس کریں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کا دن جو پچاس ہزار سال کا ہو گا کیسے گزریگا اس پر آپ نے فرمایا۔ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّهٗ لَيُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتّٰى يَكُوْنَ أَهْوَنَ عَلَيْهِ مِنَ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ يُصَلِّيْهَا فِي الدُّنْيَا (مظہری ص ۴۲ ج ۷)

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے قیامت کا دن مومن کے لیے چھوٹا ہو جائے گا یہاں تک کہ اسے دنیا میں ایک فرض نماز کی ادائیگی سے بھی کم وقت محسوس ہو گا۔

Marfat.com

بے حساب و کتاب ایک دن حضور علیہ السلام نے لمبا سجدہ کیا کہ ہمیں یہ گمان ہو گیا کہ شاید آپکی روح کو سجدے کی حالت میں قبض کر لیا گیا ہے پھر یکایک آپ نے سرِ اقدس کو اٹھایا اور فرمایا میرے رب نے مجھ سے میری امت کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے میں نے عرض کی الٰہی جس طرح تو چاہے انکے ساتھ سلوک کر اس لیے کہ وہ تیرے بندے اور تیری مخلوق ہیں پھر رب تعالیٰ نے دوسری مرتبہ مجھ سے مشورہ طلب فرمایا میں نے وہی جواب دیا۔ پھر تیسری مرتبہ مشورہ طلب فرمایا تو میں نے پھر وہی جواب دیا جو پہلے دے چکا تھا اس پر خدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں تجھے تیری امت کے بارے میں رسوا نہ کروں گا اور مجھ کو یہ بشارت دی کہ سب سے پہلے میری امت کے لوگ جو داخلِ جنت ہونگے وہ ستّر ہزار ہوں گے اور ہر ایک ہزار کے ساتھ ستّر ہزار ہوں گے۔ جن سے حساب نہ لیا جائیگا

(خصائص کبریٰ ص۴۴۸ ج۲)

لاڈلی امت حضرت مکحول فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک یہودی سے کچھ قرض لینا تھا آپ اسکے پاس اپنا حق طلب کرنے کے لیے تشریف لے گئے آپ نے اس یہودی کے سامنے یوں قسم یاد فرمائی کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو انسانوں پر برگزیدہ کیا میں تجھ کو نہ چھوڑونگا۔ یعنی تجھ سے اپنا حق ضرور وصول کرونگا۔ یہودی نے کہا واللہ اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر سے برگزیدہ نہیں کیا اس پر فاروق اعظم نے اس یہودی کو ایک طمانچہ مارا، یہودی نے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں آکر فریاد کی، آپ نے فرمایا اے عمر تم نے جو یہودی کو طمانچہ مارا ہے اسکے عوض اس یہودی کو راضی کرو اور یہودی سے ارشاد فرمایا کہ اے یہودی آدم صفی اللہ ہیں۔ ابراہیم خلیل اللہ ہیں، موسیٰ نجی اللہ، عیسیٰ روح اللہ اور میں حبیب اللہ ہوں۔ اے یہودی اللہ کے دو نام ایسے ہیں جن کے ساتھ اس نے میری امت کا نام رکھا

Marfat.com

ہے اللہ تعالیٰ کا ایک نام اسلام ہے اور اس نام کے ساتھ اس نے میری امت کا نام رکھا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔ دوسرا نام اللہ تعالیٰ کا مومن ہے اور اس نام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے میری امت کا نام مومنین رکھا اے یہودی تم اولین لوگ ہو ہم آخرین السابقین قیامت کے دن جنت دوسری امتوں پر حرام ہے جب تک کہ میری امت اس میں داخل نہ ہو جائے۔ (خصائص کبریٰ صہ ۵۴ ج ۲)

تمنائے کلیم علیہ السلام

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے موسیٰ علیہ السلام جو شخص میرے پاس اس حال میں آئیگا کہ وہ میرے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتا ہوگا، میں اسکو دوزخ میں داخل کروں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الٰہی یہ احمد صلے اللہ علیہ وسلم کون ہے، خُدا تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں نے ان سے افضل کسی کو پیدا نہیں کیا، میں نے زمین و آسمان کی پیدائش سے پہلے انکا نام اپنے نام کے ساتھ عرش پر لکھا وَاِنَّ الْجَنَّةَ مُحَرَّمَةٌ عَلٰى جَمِيْعِ خَلْقِيْ حَتّٰى يَدْخُلَهَا هُوَ وَ اُمَّتُهٗ اور بیشک جنت میری ساری مخلوق پر حرام ہے جب تک وہ اور اس کی امت داخل نہ ہو جائے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اس کی امت کون ہے۔ خُدا تعالےٰ نے فرمایا وہ ہر حال میں میری حمد و ثناء بیان کرنے والے ہونگے۔ طہارت اور پاکیزگی کے پابند ہونگے دن کو روزہ رکھیں گے رات کو تہجد پڑھیں گے میں انکے تھوڑے سے عمل کو بھی قبول فرما لوں گا اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے پر ان کو داخل جنت کر دونگا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ مجھے اس امت کا نبی بنادے خُدا کا ارشاد ہوا انکا نبی انہی میں سے ہو گا اس پر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ مجھے

Marfat.com

اس نبی کی امت میں سے کردے ارشاد ہوا تو اس امت سے پہلے ہو چکا۔ اس کا زمانہ آخری ہوگا لیکن میں تجھے اس کے ساتھ جنت میں ملا دوں گا (خرپوتی صہ ۱۸۵)

نورانی چہرے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا کہ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي زُمْرَةٌ هِيَ سَبْعُونَ أَلْفًا تُضِيءُ وُجُوهُهُمْ إِضَاءَةَ الْقَمَرِ۔ ترجمہ: میری امت کا ایک گروہ ستر ہزار کی تعداد میں جنت میں داخل ہوگا انکے چہرے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے۔

۳۔ تمام مخلوقات سے پہلے ان کا فیصلہ کیا جائے گا۔ ان کی غیر شعوری طور پر کی ہوئی غلطیاں معاف کر دی جائیں گی۔ ان کے اعمال کا وزن سب سے زیادہ ہوگا۔ انہیں عادل حاکموں کا مرتبہ حاصل ہوگا اور وہ لوگوں پر گواہی دیں گے کہ ان کے انبیاء نے ان تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ ان میں سے ہر ایک کو یہودی یا نصرانی عطا کیا جائے گا اور اسے کہا جائیگا اے مسلمان، اسے آگ سے چھڑا کر تجھ پر فدا کیا جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تمام امتوں سے پہلے جنت میں داخل ہوگی۔

جنت جاگیر حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائیگا آج دوزخ کا حصہ الگ کر دو۔ وہ عرض کریں گے الٰہی دوزخ کا حصہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے، یہ وہی وقت ہوگا جب بچے بوڑھے ہو جائیں گے۔ حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے اور تم لوگوں کو غشی کی حالت میں دیکھو گے۔ حالانکہ وہ غشی کی حالت میں نہ ہوں گے بلکہ عذاب الٰہی میں مبتلا ہونگے صحابہ کرام کو یہ امر بہت گراں گزرا اور انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ وہ شخص ہم میں سے کون سا ہوگا جو ہزار میں سے بچے گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا تم خوش رہو یاجوج ماجوج

Marfat.com

ہیں سے ہزار اور تم میں سے ایک پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے میں یہ خواہش رکھتا ہوں کہ تم اہل جنت کی ایک تہائی ہو اس پر صحابہ نے خدا کی حمد و ثنا اور تکبیر کہی، پھر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ میں جان ہے میں خواہش کرتا ہوں کہ تم اہل جنت میں سے نصف ہو گے۔

(بخاری شریف مصری صد ۱۳۳ ج ۱)

ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

اَهْلُ الْجَنَّةِ عِشْرُوْنَ وَ مِائَةُ صَفٍّ ثَمَانُوْنَ مِنْهَا مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَ اَرْبَعُوْنَ مِنْ سَائِرِ الْاُمَمِ۔

ترجمہ:۔ اہل جنت کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی۔ اسی صفیں صرف اس امت کی اور چالیس باقی ساری امتوں کی۔

دیدار الٰہی اہلسنت وجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر تجلی فرمائے گا اور وہ اسکے دیدار کی لذتوں سے لطف اندوز ہونگے۔ اور اسے سجدہ کریں گے ابن ابی حمزہ کے نزدیک باقی امتوں کے سلسلے میں دونوں احتمال موجود ہیں کہ انہیں رب ذوالجلال کا دیدار حاصل ہوگا یا نہیں۔

سارے جنتی حضرت ابن عمر کی مرفوع حدیث مروی ہے کہ ہر امت میں سے کچھ لوگ جنت میں اور کچھ دوزخ میں لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام امت بہشت میں جائے گی۔ ( )

انتباہ:۔ یہاں کل امت سے امت اجابت مراد ہے۔ کفار، مشرکین اور مرتدین مراد نہیں۔

احمد رضا کا کمال امام احمد رضا قدس سرہ نے صرف نازوں کے بارے کہہ کر طویل مضمون کی طرف اشارہ فرمادیا کہ اگر اس تمام مضمون کو یکجا جمع کیا جائے تو ایک دفتر ضخیم تیار ہو۔ فقیر نے بھی قلم کو روکتے روکتے ایک تصنیف (رسالہ) کی مقدار میں مضمون

Marfat.com

سپرد قلم کر دیا۔

۳- بد ہیں تو آپ کے ہیں بھلے ہیں تو آپکے
ٹکڑوں سے تو یہاں کے پلے رُخ کدھر کریں

حل لغات بد - بُرا - بھلے ، بھلا کی جمع - نیک ، اچھے ٹکڑوں ٹکڑا کی جمع - بھاگ - پھانک روٹی کا نوالہ - رزق - روزی -

شرح بُرے ہیں یا نیک یا حبیب اللہ (صلی اللہ علیک وآلک وسلم) ہیں تو آپ کے اور آپ کے در اقدس سے ہم پلتے رہے اب آپکے سوا کہاں جائیں - اس شعر میں دو عقیدے بیان فرمائے -

۱- جس کو جو کچھ ملتا ہے در اقدس سے ملتا ہے اس پر قرآن و احادیث کے بکثرت دلائل موجود ہیں -

۲- استغاثہ اسکے متعلق شرح ہذا میں متعدد مقامات پر دلائل بیان ہوئے -

عقیدہ ۱ :- ہر شے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتی ہے - باذن اللہ

قرآن مجید - ۱- وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ

(پ۱۰ التوبہ ع)

ترجمہ :- اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اسکے رسول نے انہیں دیا اور کہتے ہیں ہمیں اللہ کافی ہے - اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول -

Marfat.com

۲۔ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (پ۱۰ توبہ ع۱۶)

اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ اور رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کیا۔

احادیث مبارکہ اس موضوع پر بکثرت روایات فقیر بیان کر چکا ہے۔ بالاستیعاب فقیر کی تصنیف ''اختیار الکل مختار الکل'' میں ملاحظہ ہو۔ یہاں صرف ایک حدیث شریف مع شرح عرض کر دوں۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

اسی حدیث کی ترجمانی کرتے امام احمد رضا قدس سرہٗ نے فرمایا۔

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
دیتا ہے وہ دلاتے ہیں یہ

فائدہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک سے ثابت ہوا کہ جو چیز اللہ تعالے جس کسی کو عطا فرماتا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُسے تقسیم فرماتے ہیں۔ یعنی کائنات میں جس کسی کو عطا فرماتا ہے خواہ دینی نعمت ہو یا دنیاوی یا اخروی حسی نعمت ہو یا روحانی اولین وآخرین سب کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ کرامت سے ملتی ہے آپ قاسم نعمائے الٰہی ہیں۔ اللہ کے خزانوں کے کنجی بردار ہیں۔ علماء کو علم، فقہا کو فقہ، اولیاء کو ولایت، شہداء کو شہادت صابرین کو صبر شجاعوں

Marfat.com

کو شجاعت، شاکرین کو شکر امیروں کو امیری، دولت مندوں کو دولت، حسینوں کو حسن دنیاداروں کو دنیا، دینداروں کو دین، بادشاہوں کو بادشاہی، حاکموں کو حکومت، سرمایہ داروں کو سرمایہ، جاگیرداروں کو جاگیر، حتیٰ کہ انبیاء کو نبوت اور رسولوں کو رسالت عطا اللہ تعالیٰ نے کی ہے لیکن ملی مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی وساطت ووسیلہ سے ہے کہ آپ تقسیم فرمانے والے ہیں اور جو ملتا ہے وہ تقسیم کرنے والے کے ہاتھ سے ہی ملتا ہے امام احمد رضا قدس سرہ نے کیا جواب فرمایا۔

کون دیتا ہے دینے کو منہ چاہیئے
دینا والا ہے سچا ہمارا نبی

نکتہ ۱۰: حدیث پاک میں یُعطِی کا متعلق ذکر نہیں کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کیا دیتا ہے اسی طرح قاسم کا متعلق بھی ذکر نہیں کیا گیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کیا تقسیم فرماتے ہیں اور فنِ بلاغت کا قاعدہ ہے کہ جہاں فعل وشبہ فعل کا متعلق (مفعول) مذکور نہ ہو۔ وہاں مراد عام ہوتی ہے تو حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز عطاء فرماتا ہے اور نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم ہر چیز تقسیم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عطاء عام سے کسی کو انکار نہیں اور بمطابق فرمان نبوی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تقسیم عام کا بھی اقرار کرنا پڑے۔ انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ ؎

قولِ حق قرآن ہے قول پیمبر ہے حدیث
اہلِ حق کے واسطے تقریر ہے دونوں کی ایک
اس نے بخشا دل تو اس نے دعوت اسلام دی
یہ نبی اور وہ خدا تدبیر ہے دونوں کی ایک

بخاری شریف صد ۱۷۰ پر ارشاد نبوی ہے۔ اِنِّی اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ

Marfat.com

لمجل المکتۃ البہیتہ، ۳۷، ۳۸ قلمی) اپنی عظیم تصانیف میں بھی یہی فرمایا کہ فقیر کے سپرد ناموس رسالت کا تحفظ اور خدمت فقہ کی گئی جسکو یہ حسب استطاعت انجام دے رہا ہے آپنے ان گستاخان بارگاہ رسالت وہابیوں اور دیوبندیوں وغیرہ کے عقائد باطلہ کے رد میں دو سو سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں۔ (الدولۃ المکیہ ۱۶۹) اخلاقی مسائل میں عقائد حقہ اہلسنت کو ثابت کرنے کے لیے اور عقائد باطلہ کے رد کے لیے قرآن کریم، احادیث نبویہ اور فقراء و علماء وصلحاء سے دلائل کے انبار لگا دیئے بعض بعض مسائل پر دو سو سے زائد دلیلیں پیش کیں کہ دشمن دین کے فرار کے تمام راستے بند کر دیئے امام اہلسنت نے ان بے ادب وہابیوں کے بے ادبی کے قلعوں اور مرکزوں پر قرآن وحدیث اور اقوال فقہائے کرام سے عظمت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کے وہ تیر برسائے کہ ان بے ادبوں کے قلعوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی ان کے فرار کے تمام راستے بند کر دیئے پھر ان کے تمام اقوال باطلہ اور عقائد ضالہ کی دھجیاں اڑا دیں فرقہائے باطلہ بالعموم اور وہابی و دیوبندی سب ہی کو امام اہلسنت فاضل بریلوی نے ایسا رائیگاں کر دیا تھا کہ بچہ بچہ پہچان گیا تھا کہ یہ تمام باطل پرست اور گمراہ عقیدے سے رکھنے والے اور تمام وہابی اور دیوبندی توحید ورسالت کی توہین کرنے والے ہیں اللہ عزوجل اور اسکے رسول معظم حضور سرور کائنات اروحنا فداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں بدترین بے ادبی اور گستاخی کرنے والے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت فاضل بریلوی نے ان گستاخوں پر تعظیم محبوب رب العالمین کی وہ گولا باری کی کہ انکے مسخ شدہ چہروں پر بے ادبی کی چھاپ لگ گئی اور لفظ وہابی اور دیوبندی ایک بدترین مذہبی برائی سمجھی جانے لگی یہ لوگ خود کو وہابی دیوبندی بتلاتے ہوئے شرماتے ہیں یہی حال شیعوں، قادیانیوں، دہریوں

Marfat.com

چکڑالویوں اور ندویوں کا ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے وصال کو ایک عرصہ گزر چکا ہے مگر اس وقت تک امام رضا کی قلعہ شکن اور جگر شگاف تیر اندازی اور گولہ باری کا وہ خوف اور وہ دہشت ہے۔ کہ وہابی اور دیوبندی چھپا چھپا رہتا ہے۔ سامنے آنے کی ہمت نہیں غرض امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ نے تحفظ ناموس رسالت کا فریضہ نہایت حسن وخوبی کے ساتھ اعلیٰ درجہ پر ادا فرمایا اور اس پر قرآن کریم کی آیات کریمہ، احادیث مبارکہ، اقوال علماء و فقہاء سے وہ ذخیرہ جمع فرمادیا جو کئی صدیوں تک تحفظ ناموس رسالت کے لیے ڈھال اور سپر کا کام دیتا رہے اور باطل پرستوں اور گستاخ و بے ادب لوگوں کی زبانوں کو گونگا بناتا رہے گا۔ امام اہلسنت امام احمد رضا علیہ الرحمتہ بڑے پر اعتماد اور نہایت فاتحانہ انداز میں فرماتے ہیں۔

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

یہ گمراہ اور باطل فرقے جب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے دلائل و براہین کا جواب نہ دے سکے تو انہوں نے دجل و فریب اور مکر و کید کا راستہ اختیار کیا بجائے جواب دینے لکھنے کے یا اپنا باطل دعویٰ ثابت کرنے کے (اور یہ دونوں کام یہ لوگ تا قیامت نہ کر سکیں گے) ان باطل پرستوں نے اعلیٰ حضرت کی ذات کو نشانہ بنایا ان کی جلالت علم کو تو وہ کچھ نہ کہہ سکے اس کو تو چارو ناچار ماننا ہی پڑا جیسا کہ ابوالحسن ندوی کے والد سید عبدالحئی صاحب اپنی کتاب نزہتہ الخواطر میں دس برائیاں ڈالنے کے باوجود اعلیٰ حضرت کی علمی وجاہت کا اعتراف کیا۔

آپ کی ذات پر ان وہابیوں اور دیوبندیوں نے کیا کچھ کیچڑ اچھالی وہ اگر دیکھنا ہو تو مولوی احمد حسین دیوبندی کی تصنیف "الشہاب ثاقب" کا مطالعہ کرو کوئی

Marfat.com

گالی ایسی نہیں جو مولوی حسین احمد نے فاضل بریلوی کو نہ دی ہو لیکن اس عشق رسول کے منوالے اور ناموس مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثنا پر اپنا جان و مال اور سب کچھ قربان کرنے والے نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی بلکہ اطمینان کا اظہار کیا کہ جتنی دیر یہ مجھے گالیاں دیں گے پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کی بیہودہ گوئی سے محفوظ رہیں گے میری جان اور میرا مال ان پر قربان۔ فاضل بریلوی نے رد عقائد باطلہ ناموس مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت کے لیے جو تصنیفات کیں ان کی تفصیل "الجمل المعدد لتالیفات المجدد" میں دیکھی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

نعت شریف

> وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
>
> ۱۔ تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

حل لغات لالہ زار - لالہ کا کھیت - باغ - لالہ ایک قسم سرخ رنگ پھول یہاں مطلق باغ مراد ہے۔ بہار - بسنت پھول کھلنے کا موسم - خوشی ، شباب - تماشہ

۱۔ شرح شانِ وُرود مولوی سید شاہ جعفر میاں صاحب خطیب جامع مسجد کپورتھلہ نے اپنے والد صاحب کے عرس کے موقع پر اس واقعہ کو نہایت مؤثر انداز میں بیان کیا تھا کہ جب جناب حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب قدس سرہٗ دوسری مرتبہ زیارت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے۔ شوق دیدار میں روضہ شریف کے مواجہہ میں درود شریف پڑھتے رہے اور یقین کیا کہ ضرور سرکار ابد قرار صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عزت افزائی فرمائیں گے اور بالمواجہہ زیارت سے مشرف فرمائیں گے لیکن پہلی شب ایسا نہ ہوا تو کچھ کبیدہ خاطر ہو کر ایک غزل لکھی جسکا مطلع یہی اوپر والا شعر ہے۔ اس غزل کے مقطع میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

فرماتے ہیں۔

Marfat.com

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضاؔ
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

یہ غزل مواجہہ میں عرض کر کے انتظار میں مؤدب بیٹھے ہوئے تھے کہ قسمت جاگ اٹھی اور چشم سر سے بیداری میں زیارت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے۔ (ماہنامہ سالک راولپنڈی جولائی اگست ۱۹۶۳ء)

رؤیتہ النبی فی الیقظہ بیداری میں زیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار دور سابق میں ایک فرقہ نے کیا دور حاضرہ میں بعض فرقے اسی گمراہ فرقہ کے تتبع میں نیا رنگ جما کر انکار کرتے ہیں تو انکے انکار سے حقیقت نہ چھپ سکتی ہے نہ مٹ سکتی ہے امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے تنویر الحلک فی رؤیتہ النبی والملک ہی کے رد میں رسالہ لکھا بلکہ بقول امام شعرانی خود امام سیوطی رحمہ اللہ کو ۷۵ بار بیداری میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی فقیر نے امام سیوطی رحمہ اللہ کے فیض سے ایک ضخیم تصنیف "تحفۃ الصلحاء" سپرد قلم کی۔ کئی بار شائع ہوئی ہے۔

رؤیتہ فی الیقظہ کی دلیل از حدیث حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَنْ رَآنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَۃِ۔ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ بیداری میں دیکھے گا۔

شرح الحدیث اس وقت حدیث کے معنی یوں ہوں گے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھنے کا مشتاق ہو گیا۔ اور اس کا یہ شوق حد سے متجاوز ہو گیا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں ضرور دیکھ لیگا۔ جیسا کہ اکثر اولیاء

Marfat.com

کرام کے لیے واقعہ ہوا۔ ان میں سے شیخ ابوالعباس مرسی ہیں انہوں نے فرمایا کہ اگر میں پلک جھپکنے کی مقدار بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اوجھل ہو جاؤں تو میں اپنے آپکو مسلمانوں میں شمار نہ کروں اور اسی طرح سیدی ابراہیم مقبول رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیداری میں دیکھتے تھے اور اسی طرح شیخ سیحیمی اور ہمارے شیخ برادری رضی اللہ عنہما۔ یہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جمال مبارک جلگتے ہوئے کھلم کھلا دیکھا کرتے تھے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بیداری میں کرنا اور آپ کا اپنے غلاموں کو اپنے لطف و کرم سے مستفید فرمانے کی بے شمار تصریحات موجود ہیں۔

صاحب روح المعانی پارہ ۲۲ ص۲۳ میں لکھتے ہیں حضور کے وصال کے بعد بہت سے بزرگوں کو خواب میں زیارت ہوئی اور بیداری میں بھی فَقَدْ وَقَعَتْ رُؤْيَتُهٗ صلی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِہٖ لِغَیْرِ وَاحِدٍ مِّنَ الْکَامِلِیْنَ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ وَلَا اَخْذَ مِنْهُ یَقْظَةً کَمَا قَالَ الشَّیْخُ سِرَاجُ الدِّیْنِ بْنُ الْمُقَلِّنِ فِیْ طَبَقَاتِ الْاَنْبِیَاءِ۔

صاحب روح المعانی کی عبارات یا واقعات اسی رسالہ تنویر الحلک سے ماخوذ ہیں چنانچہ اسکے بعد سیدنا غوثنا الاعظم رضی اللہ عنہ کا واقعہ درج فرما کر شیخ خلیفہ بن موسیٰ رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ حضور علیہ السلام کو بیداری اور خواب میں بہت بار دیکھا کرتے تھے۔

اس کے بعد تنویر الحلک کا واقعہ حضرت تاج الدین کی کتاب لطائف المنن کی عبارت نقل فرمائی جو شیخ ابوالعباس مرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے۔

صاحب روح المعانی نے ایک عجیب تقریر فرمائی مجھے بہت پسند آئی جو بہت سے اعتراضات کے جوابات ہیں۔

Marfat.com

وَهِيَ هٰذِهٖ وَالْمَرْئِيُّ اَمَّا رُوْحُهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَلَّتِيْ هِيَ اَكْمَلُ الْاَرْوَاحِ تَجَرُّدًا وَّ تَقَدُّسًا بِاَنْ تَكُوْنَ قَدْ تَطَوَّرَتْ وَظَهَرَتْ بِصُوْرَةٍ مَرْئِيَّةٍ بِتِلْكَ الرُّؤْيَةِ مَعَ بَقَاءِ تَعَلُّقِهَا بِجَسَدِهِ الشَّرِيْفِ الْحَيِّ فِي الْقَبْرِ السَّامِي الْمُنِيْفِ عَلٰى حَدِّ عَامَ لَهٗ بَعْضُهُمْ مِنْ اَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَعَ ظُهُوْرِهٖ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صُوْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَاَمَّا جَسَدُهٗ مِثَالِيٌّ تَعَلَّقَتْ بِهٖ رُوْحُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُجَرَّدَةُ الْقُدْسِيَّةُ وَلَا مَانِعَ مِنْ اَنْ يَّتَعَدَّدَ الْجَسَدُ الْمِثَالِيُّ اِلٰى مَا لَا يُحْصٰى مِنَ الْاَجْسَادِ مَعَ تَعَلُّقِ رُوْحِهِ الْقُدْسِيَّةِ عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلْفُ اَلْفٍ۔

اور جو چیز دیکھنے میں آئی ہے یا وہ روح مبارک ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تجرد اور تقدس کے لحاظ سے تمام روحوں میں سب سے زیادہ ہے بایں طور پر کہ وہ روح مبارک صورت میں اس روایت کے ساتھ نظر آنے لگتی ہے اور اس روح اقدس کا تعلق حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی باقی ہے جو قبر مبارک میں زندہ ہے یہ قول بعض محققین کے اس قول کے بالکل مطابق ہے کہ جبریل علیہ السلام جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت دحی کلبی وغیرہ کی صورت میں حاضر ہوتے تھے۔ (دیکھئے جبریل علیہ السلام زمین پر بھی ہیں اور اسی وقت سدرۃ المنتہی پر بھی موجود ہیں اور یہ مثالی جسم نظر آتا ہے جسکے ساتھ روح مجردہ قدسیہ متعلق ہے اور اس سے کوئی شے مانع نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مثالی جسم لاتعداد اور لاتحصی ہو جائیں اور روحیہ قدسیہ کا تعلق ہر جسم سے مساوی طور پر ہے

Marfat.com

اور یہ تعلق بالکل ایسا ہے جیسا کہ ایک روح ایک بدن کے الگ الگ اجزاء واعضاء سے رکھتی ہے اور مثالی جسموں میں وہ روح اپنے ادراکات واحساسات میں ان آفات کا قطعاً محتاج نہیں ہوتی جس کی ضرورت اسے کسی مشاہدہ کرنے والے شخص میں اسکے بدن کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لیے ہوتی ہے اور اس بیان پر اس قول کی وجہ بھی ظاہر ہو جاتی ہے جسکو شیخ صفی الدین ابی منصور اور شیخ عبدالغفار نے حضرت شیخ ابوالعباس طنجی سے نقل کیا اور وجہ یہ ہے کہ حضرت ابوالعباس طنجی نے آسمانوں اور زمینوں اور عرش اور کرسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرا ہوا دیکھا نیز بعض بزرگوں نے اس شعر میں اشارہ کیا ہے جب ان سے اس روایت کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے یہ شعر پڑھ دیا۔

كَالشَّمْسِ فِيْ بُعْدِ السَّمَاءِ وَضُوْءُهَا يُغْشِي الْبِلَادَ مَشَارِقًا وَ مَغَارِبًا۔

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سورج کی طرح ہیں جو آسمان کے وسط ہو اور اس کی روشنی مشرقوں اور مغربوں کے تمام شہروں کو ڈھانک لے۔

ف: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس روحانی طاقت کا نام حاضر و ناظر ہے لیکن جن کی عقل پر پتھر پڑ گئے وہ اسے نہ صرف ممتنع مانتے ہیں بلکہ ایسے عقیدہ والوں کو مشرک گردانتے ہیں۔ حالانکہ اکثر طور پر دیکھا گیا ہے کہ شرک شرک کی رٹ لگانے والے شرک کی تعریف سے کماحقہ واقف نہیں ہوتے دوسروں کی آنکھوں میں تنکے بتانے والے اپنی آنکھ کے شہتیر کا کچھ خیال نہیں کرتے۔

Marfat.com

۲- جو ترے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یونہی خوار پھرتے ہیں

۲۔شرح اے حبیب پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جو بھی آپکے در اقدس سے منہ موڑ جاتے ہیں وہ دنیا و آخرت (دونوں جہانوں میں) ذلیل وخوار در در کے دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ قرآن مجید! اللہ نے منافقین کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ وَهُم مُّسْتَكْبِرُونَ (پ ۲۹ المنافقون)

اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ تمہارے لیے رسول اللہ استغفار کر دیں تو وہ اپنے سر پھیر لیتے ہیں اور تم انہیں دیکھتے ہو وہ متکبر ہیں۔

(فائدہ) منافقوں نے دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منہ موڑا تو دنیا میں ذلیل ہوئے اور آخرت میں تو اس سے بڑھ کر ذلیل وخوار ہوں گے جیسا کہ قرآنی آیات میں صریح ہے

ابو عامر راہب کی موت مروی ہے کہ جب حضور علیہ السلام مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے تو یہی ابو عامر آپکو ملنے آیا۔ آپ سے پوچھا آپ کون سا دین لائے ؟ آپ نے فرمایا: دین حنیف یعنی دینِ ابراہیم علیہ السلام لایا ہوں۔ ابو عامر راہب نے کہا میں بھی اس پر ہوں۔ آپ

Marfat.com

نے فرمایا تو دین حنیف پر نہیں اس نے کہا میں تو یقیناً دین ابراہیم پر ہوں لیکن آپ نے اس میں اپنی طرف سے غلط باتیں داخل کرلی ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا میں نے تو اس میں کسی قسم کی غلط بات نہیں بڑھائی۔ بلکہ دین حق لایا ہوں۔ ابو عامر نے کہا ہم میں جو جھوٹا ہو وہ مسافرت اور تنہائی میں لاوارث ہو کر مرے۔ آپ نے فرمایا آمین!

بعدہٗ آپ نے اسکا نام ابو عامر فاسق رکھا۔ چنانچہ وہ قنسرین علاقہ شام میں کافر ہو کر مرا۔

ف:۔ قنسرین بکسر القاف وتشدید النون المفتوحہ اوالمکسورہ ملک شام میں ایک شہر کا نام ہے۔

اعجوبہ:۔ ابو عامر کی اس بہت بڑی خباثت کے باوجود اسکا لڑکا حضرت ابو حنظلہ صالح نیک بخت صحابی تھا جو غزوہ احد میں شہید ہوئے اور انہیں ملائکہ کرام نے غسل دیا اس لیے وہ لقب "غسیل ملائکہ" سے مشہور ہوئے۔

ابو عامر راہب کا تعارف

ابو عامر خزرج قبیلہ کے اشراف لوگوں سے تھا جاہلیت کے دور میں اس نے نصرانیت اختیار کر کے انکا راہب بن گیا اور موٹے کپڑے پہن کر زاہدانہ زندگی بسر کرتا۔ تورات اور انجیل کا بہت بڑا ماہر تھا۔ کاشفی نے لکھا کہ اسکی عادت تھی کہ وہ ہمیشہ اہلِ مدینہ کو حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے مناقبات و کمالات و فضائل سناتا رہتا تھا لیکن اس کی بدقسمتی کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اہلِ مدینہ آپکے کمال کے شیفتہ اور عاشق ہو گئے اس سے ابو عامر راہب کی شیخی میں کمی واقع ہو گئی یہاں تک کہ اکثر حضور سرورِ دنیا و دین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتے اور وہ مکھیاں مارتا رہتا تھا۔

Marfat.com

باوجود لب جاں بخشی تو اے آبحیات
حیفم آید سخن از چشمۂ حیواں گفتن

اس طرح سے ابو عامر راہب پر حسد کا حملہ ہوا تو آقائے کونین ماوائے ثقلین صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت میں گھر گیا اور کہتا تھا کہ میرا ساتھی کوئی نہیں ورنہ (معاذاللہ) میں آپکو مٹا کر چھوڑتا اس کے بعد اس نے حضور علیہ السلام کے خلاف محاذ آرائی رکھی یہاں تک کہ "ہوازن" کی جنگ میں حضور علیہ السلام سے شکست کھا کر ملکِ شام کو بھاگ گیا۔ کاشفی نے لکھا کہ ملک شام میں پہنچ کر اس نے ہرقل روم کے بادشاہ سے ساز باز کی اور اسے ابھارا کہ ایسا لشکر تیار کیا جائے جو مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دے۔ اِدھر قبار کے منافقین مثلاً ثعلبہ بن حاطب کو خط لکھا کہ قبا میں پہلی مسجد کے مقابلہ میں ایک اور مسجد تیار کیجئے جس میں وہاں حاضر ہو کر عوام کو افاضہ وافادۂ علوم سے بہرہ ور کروں۔ اس کے لکھنے پر منافقین مسجد ضرار کی تیاری کی اور حضور علیہ السلام سے ازراہِ منافقت عرض کی کہ آپ ہماری مسجد میں قدم رنجہ فرمائیں۔ آپ چونکہ اس وقت غزوۂ تبوک کی تیاری میں مصروف تھے۔ فرمایا اِن شاء اللہ تعالےٰ واپسی پر تمہاری مسجد میں آئیں گے۔ آپ سے مسجد کی تیاری کا عذر پیش کیا چونکہ مسجد قبا ہم سے کچھ فاصلہ پر ہے اور ہمارے ضعیف اور کمزور نمازی وہاں نہیں پہنچ سکتے اس لیے بوجہ مجبوری ہم نے مسجد تیار کی ہے حضور علیہ السلام نے غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد ان کی مسجد میں تشریف لیجانے کا وعدہ فرمایا۔ چنانچہ جب حضور علیہ السلام غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو وہی پرانی عرضداشت پیش کی کہ حضور! آپ ہماری مسجد میں تشریف لے چلیں اس سے ان کی غرض و غایت یہ تھی کہ آپ تشریف لائیں گے تو ہم اپنے منصوبے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ عوام ہمارے ساتھ ہونگے انہیں بہکانے کا ہمیں موقع مل جائے گا۔ لیکن اللہ نے اس مسجد اضرار کو مٹانے

Marfat.com

مٹانے کا حکم نازل فرمایا تو ابو عامر کا تمام منصوبہ خاک میں مل گیا۔ مزید تفصیل فقیر کی تفسیر "فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان میں دیکھئے۔

آہ کل عیش تو کئے ہم نے ۳۔ آج وہ بے قرار پھرتے ہیں

۳۔ شرح اس شعر میں قیامت کا نقشہ جما کر امام احمد رضا رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ کل دنیا میں شفاعت کے لیے کمربستہ ہو کر بے قرار ہیں یہ ان کی شان کریمی ہے کہ اپنی گنہگار امت کے لیے بیقرار ہیں۔

یہ شعر شفاعت کے منظر پر مبنی ہے فقیر شفاعت کے مضامین شرح ہذا میں متعدد مقامات پہ لکھ چکا ہے یہاں منکرین شفاعت کے چند اعتراضات اور انکے جوابات ملاحظہ ہوں۔

منکرین شفاعت معتزلہ وخوارج وغیرہ صراحتہً شفاعت کے منکر تھے ہمارے دور میں نجدی وہابی اور انکے ہمنوا فرقے لفظاً تو اقرار کرتے ہیں لیکن اسکا نتیجہ وہی نکالتے ہیں جو معتزلہ وخوارج کا مدعی تھا چنانچہ جو اعتراضات معتزلہ انکار شفاعت پر وارد کرتے تھے آج یہی فرقے طریقہ سوال تبدیل کر کے اعتراضات وارد کرتے ہیں

شفاعت کا بیان حضرت امام محمد اسماعیل حقی حنفی رحمہ اللہ روح البیان میں لکھتے ہیں۔

Marfat.com

عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ۔ آپکو آپکا رب تعالٰے روضۂ اطہر سے اٹھائیگا۔ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝ ایسے مقام پر جو آپ ؐ کے ہاں اور تمام لوگوں کے نزدیک محمود ہوگا اس سے اہل حشر کے لیے وہ مقام شفاعت عامہ مراد ہے جسے دیکھ کر جملہ اولین و آخرین رشک کریں گے اس لیے کہ جملہ انبیاء علیہم السلام کے ہاں تمام مخلوق حاضری دے گی تو ہر ایک شفاعت سے انکار فرما دیں گے کہ ہیں تو تمہاری شفاعت کے لیے پہلے سے منتظر ہوں اور صرف میں ہی اسکا مستحق ہوں اسکے بعد آپ شفاعت فرمائیں گے جو اسکا اہل ہوگا۔

فائدہ صاحب فتوحاتِ مکیہ رحمتہ اللہ تعالٰی نے فرمایا کہ مقام محمود ایک ایسا مقام ہے جو تمام مقامات کا مرکز ہے بلکہ تمام اسمائے الٰہیہ کا نظارہ گاہ ہے اور وہ صرف حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے مخصوص ہے اور باب شفاعت اسی جگہ سے کھلے گا۔

؎ اے ذات در دو کون مقصود وجود
نام تو محمدؐ و مقامات محمود

ترجمہ:۔ اے محبوب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپکی ذات دونوں جہانوں اور جملہ وجود کا مقصود ہے آپکا نام نامی اسم گرامی حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم اور آپکا مقام محمود ہے

منکرین شفاعت کا ردّ آیت ہیں منکرین شفاعت معتزلہ (اور وہابیہ نجدیہ اور فرقہ نیچری وغیرہا) کا ردّ ہے وہ کہتے ہیں کہ شفاعت کے عقیدہ سے نااہل کو ثواب کا مستحق بنانا لازم آتا ہے اور یہ ظلم ہے۔ ان کا یہ خیال غلط ہے اس لیے کہ یہی اعتراض تو اللہ تعالٰی پر بھی وارد ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالٰے اپنے قضا اور لطف و کرم سے جسے چاہے بخش دے اور اپنے عدل و الطاف سے عذاب کے مستحق کو عذاب میں مبتلا کرے اور یہی عقیدہ اپنے مقام پر حق ہے کہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ پر کوئی شے واجب نہیں بلکہ وہ مالک ومختار ہے اپنے بندوں میں جس طرح چاہے کرے۔

سوال :۔ اگر معتزلہ سے سوال وارد ہو کہ تمہاری کتب روایات میں ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ۔ میری امت کے اہل کبائر کے لیے میری شفاعت برحق ہے۔

اس حدیث شریف سے لازم آتا ہے کہ بُرے کو برائی کے ارتکاب کی کھلی چھٹی ہے وہ جس طرح چاہے کرتا پھرے جبکہ اسکے دل میں عقیدہ راسخ ہو گا کہ مجھے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم چھڑالیں گے۔ اس سے الٹا بڑے بڑے گناہ مثلاً زنا، قتل اور شراب وغیرہ کی اشاعت ہوگی اور یہ بات روح اسلام کے خلاف ہے اور بعثت انبیاء علیہم السلام کے بھی منافی ہے۔

جواب :۔ اس سے برائی کی اجازت واشاعت لازم نہیں آتی بلکہ اظہار شان رسالت وکمال نبوت مقصود ہے کہ بارگاہ حق میں ان کی اتنی رسائی ہے کہ باوجودیکہ اللہ تعالیٰ کا مجرم جہنم کا مستحق ہے اور عذاب اس کے لیے لازم ہو چکا ہے لیکن محبوب خُدا صلی اللہ علیہ وسلم ایسے بندے کی نجات کے لیے عرض کرتے ہیں تو ذوالجلال والاکرام اپنے مجرم بندے کو بخش دیتا ہے اور احکم الحاکمین اس شان کو ظاہر فرماتا ہے کہ میرے ہاں اس شفیع المذنبین کا وہ مرتبہ ہے کہ میں اپنے قانون عدل وانصاف کو توڑ سکتا ہوں لیکن اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی دل شکنی نہیں کرتا۔

تازیانۂ عبرت

صاحب روح البیان رحمہ اللہ تعالیٰ نے معتزلہ کے رد میں مذکورہ بالا جواب لکھ کر آخر میں لکھتے ہیں۔

Marfat.com

فَفِیْہِ مَدْحُ الرَّسُوْلِ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسلم نَفْسُہٗ بِمَالِہٖ عِنْدَ اللّٰہِ تعالٰی مِنَ الدَّرَجَۃِ الرَّفِیْعَۃِ والوسیلۃ ؎

اس میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح ہے اور بتایا ہے کہ اللہ تعالٰے کے ہاں انکا بہت بڑا مرتبہ ہے اور آپ ہی اللہ تعالٰی کے ہاں سب کے وسیلہ جلیلہ ہیں۔

مسئلہ:۔ جب ثابت ہوا کہ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا کبائر کی شفاعت فرمانا حق ہے تو صغائر کی شفاعت بطریق اولیٰ ثابت ہوئی۔

ازالہ وہم معتزلہ کا یہ کہنا کہ شفاعت کبائر ظلم ہے یہ انکا وہم اور گمان ہے ورنہ ان کا اللہ تعالےٰ کے متعلق کیا خیال ہے اس لیے کہ جب اللہ تعالےٰ نے پیدا فرمایا اور اسکے لیے ارتکاب کبائر کی قدرت اور طاقت پیدا فرمائی اللہ تعالیٰ کے اس فعل کو نہ کوئی برائی کی اشاعت واجازت سے تعبیر کر سکتا ہے اور نہ ہی اسے کوئی ظلم سے موسوم کر سکتا ہے جب ذات حق پر اس قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا تو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کیوں؟ حالانکہ نبوت الوہیت کے تجلیات کا مظہر ہے (یہی جواب وہابیہ، دیوبندیہ کے جملہ اعتراضات کا دفعیہ بن سکتا ہے جبکہ وہ اپنے بہت سے عقائد ومسائل میں حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدف نشانہ بناتے ہیں۔ (روح البیان پ ۱۵ آیۃ مذکورہ)

مثنوی میں ہے۔ حضرت مولانا رومی قدس سرہ نے فرمایا۔ ؎

گفت پیغمبر کہ روز رستخیز
کے گذارم مجرمانرا اشک ریز
من شفیع عاصیاں باشم بجان
تا رہانم شان ز اشکنجہ گران

Marfat.com

عاصیاں و اہل کبائر را بجہد

وا رہانم از عتاب و نقص عہد

صالحاں امتم خود فارغ اند

از شفاعتہائے من روز گزند

بلکہ ایشاں را شفاعتہا بود

گفت شان چوں حکم نافذ می رود

ترجمہ :۔ ا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن میں مجرموں کو آنسو بہاتے ہوئے کیسے چھوڑونگا۔

۲۔ عاصیوں اور اہل کبائر کو کوشش کر کے عذاب اور عتاب سے بچا لوں گا

۳۔ بدل و جان میں ہی مجرموں کا شفیع ہوں تاکہ میں انہیں شکنجۂ گراں سے نجات دلاؤں

۴۔ میری امت کے نیک بخت فارغ ہوں گے انہیں قیامت میں میری شفاعت کبریٰ سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

۵۔ بلکہ انہیں بھی میری خاص شفاعت نصیب ہوگی اور ان پر بھی حکم الٰہی نافذ ہوگا تو بھی میری شفاعت سے ضرور بہرہ ور ہونگے۔

۴۔ اُن کے ایما سے دونوں باگوں پر

خیل لیل و نہار پھرتے ہیں

حل لغات ایما۔ منشا۔ اشارہ۔ باگوں۔ باگ کی جمع۔ راس۔ لگام۔ خیل (عربی) سوار اور گروہ آدمیوں کا اور گلہ گھوڑوں کا لیل۔ رات۔ نہار دن۔

Marfat.com

۴۔ شرح

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشاروں پر رات اور دن کی گھڑیاں چلتی پھرتی ہیں۔

آیاتِ تسخیر

قرآن مجید میں درجنوں آیات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات اپنے بندوں کے لیے مسخر فرمائی مثلاً

سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ (الآیۃ) اور فرمایا سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اور فرمایا سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ۔ وغیرہ وغیرہ اور تسخیر کا لغوی معنیٰ ہے تابع کرنا۔ قابو میں لانا اور فتح کرنا۔ اور علم الاصول کا قاعدہ ہے کہ حقیقی معنیٰ ہی مراد لیا جائے۔ مجازی معنیٰ بوقت ضرورت مراد لیا جا سکتا ہے۔ اور حضور نبی پاک کی نبوت دشمنی کا ثبوت دینا ہے۔ جبکہ آپکے لیے تسخیر صرف عقیدہ کی حد تک تسلیم نہیں کیا جاتا۔ بلکہ واقعۃً آپکے لیے کائنات کی تسخیر کا ثبوت قرآن و احادیث مبارکہ میں موجود ہے بالخصوص سورج لوٹانا اور چاند کا ٹکڑے کر کے جوڑنا۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب۔ "اختیار الکل لمختار الکل"

فائدہ

آیات کا مطلب جو فقیر نے اوپر ذکر کیا ہے وہ مطلب حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا۔

دریں مرتبہ عارف متصرف گردد و سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ظہور پذیرد۔ وصاحب اختیار باشد۔ (ضیاء القلوب ۲۹)

جس میں وہ تمام جہان پر متصرف ہو جاتا ہے اور سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ کا اظہار ہوتا ہے اور وہ صاحب اختیار ہو جاتا ہے۔

فائدہ:۔ جب ایک امتی عارف کا یہ مقام ہے تو پھر نبی اور پھر سید الانبیا کا کیا مقام ہوگا؟ ہم یہاں چند احادیث کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

کے اس مقام کی نشاندہی کرتے ہیں۔

احادیث مبارکہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے دو وزیر آسمان پر اور دو زمین پر ہوتے ہیں۔

فَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ فَجِبْرِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَاَمَّا وَزِيْرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ۔ (الترمذی، باب المناقب)

میرے آسمانی وزیر جبریل و میکائیل اور میرے زمینی وزیر ابو بکر و عمر ہیں

آپکی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ کی ولادت مبارکہ کے بعد ان الفاظ میں اعلان ہوا۔

قُبِضَ مُحَمَّدٌ عَلَى الدُّنْيَا كُلِّهَا لَمْ يَبْقَ خَلْقٌ مِنْ اَهْلِهَا اِلَّا دَخَلَ فِيْ قَبْضَتِهٖ۔ (زرقانی ۱: ۱۱۴)

تمام دنیا محمد کے قبضہ میں ہے اور زمین و آسمان کی کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو انکے زیر نگین نہ ہو۔

خزائن زمین کی چابیاں یہ متفق علیہ روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدِيْ۔ (البخاری ۴۱۸)

میں سو رہا تھا کہ تمام خزائن زمین کی چابیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

جنت کی چابیاں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

Marfat.com

وَاِلَیَّ مَفَاتِیْحُ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَلَا فَخْرَ۔

روز قیامت جنت کی چابیاں میرے پاس ہوں گی مگر مجھے اس پر فخر نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں۔

لِوَاءُ الْکَرَامَۃِ وَمَفَاتِیْحُ الْجَنَّۃِ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ یُوْمَئِذٍ بِیَدِیْ۔

روز قیامت کرامت وحمد کا جھنڈا اور جنت کی چابیاں میرے پاس ہوں گی۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم صفحہ ۶۴ و ۶۵ ج ۹)

جہنم کی چابیاں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہ قیامت کے دن خازن نار اہل محشر سے مخاطب ہو کر کہے گا اے اہل محشر اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَدْفَعَ مَفَاتِیْحَ جَھَنَّمَ اِلٰی مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم (الامن والعلی، ۴۳)

اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ جہنم کی چابیاں محمد کو دے دوں۔

سورج اور چاند پر حکومت

ڈوبا ہوا سورج آپکے حکم پر واپس آگیا اور انگلی کے اشارے پر چاند دو ٹکڑے ہو کر نیچے آگیا۔

درختوں پر حکومت

احادیث میں متعدد واقعات کا تذکرہ ہے کہ سرور عالم نے جب بھی کسی درخت کو حکم دیا تو وہ چل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اگر ٹہنی کو حکم دیا تو وہ کٹ کر حاضر ہو گی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضور کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ ایک اعرابی نے آپکے سچا ہونے پر یہ دلیل چاہی کہ سامنے والا درخت آپکی خدمت میں حاضری دے۔ آپ نے فرمایا۔ اس درخت کو جا کر کہو تجھے محمد یاد کر رہے ہیں۔ اس اعرابی

Marfat.com

نے جب درخت سے حضور کا ذکر کیا تو وہ

تَخُدُّ الْاَرْضَ خَدًّا فَقَامَتْ بَیْنَ یَدَیْہِ فَاسْتَشْہَدَ ثَلَاثًا ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰی نَبْتِہَا (شمائل الرسول ص۲۹۷ ج۱)

زمین پھاڑتا ہوا آپکے سامنے حاضر ہوا اور تین دفعہ اس نے آپ کے سچا ہونے کی گواہی دی اور پھر اپنے اصل مرکز کی طرف لوٹ گیا۔

حجر و شجر کا اپنے آقا پر سلام

اس سلطنت و حکومت کا اظہار یوں بھی ہوتا ہے کہ حجر و شجر آپکو سلام عرض کرتے۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر پر نکلے۔

فَمَا اسْتَقْبَلَہٗ جَبَلٌ وَلَا شَجَرٌ اِلَّا قَالَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (شمائل الرسول ص۳۱۸ ج۱)

حجر و شجر استقبال کرتے ہوئے عرض کرتے، اسلام علیک یا رسول اللہ!

اولیائے امت

بلکہ آپکی امت کے اولیائے کاملین تو یوں فرماتے ہیں۔

وَمَا مِنْہَا شُہُوْرٌ اَوْ دُہُوْرٌ تَمُرُّ تَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَالِیْ (قصیدۂ غوثیہ

کوئی مہینہ اور زمانہ نہیں جو گزرے اور میرے پاس نہ آئے۔

یہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا دعویٰ ہے۔ اور حق ہے اور سچ ہے۔

۵۔ ہر چراغِ مزار پر قدسی کیسے پروانہ وار پھرتے ہیں

حل لغات

چراغ۔ دیا۔ دیپک۔ مزار۔ درگاہ۔ زیارتگاہ۔ قبر۔ قدسی۔ فرشتہ

Marfat.com

۵۔ شرح مزار حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزار مبارک کے چراغ پر دیکھو اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے جو مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ صبح و شام ملائکہ کی بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتی ہے اس حدیث شریف کو فقیر اس شرح میں بارہا ذکر کر چکا ہے۔

دور نجدی یہ چراغ مزار پاک پر دور نجدی میں ختم کر دیئے گئے یوں تو صرف مدینہ شہر بلکہ تمام حجاز کے شہر اور دیہات روشنی بنے ہوئے ہیں لیکن مزار پاک کے اندر روشنی ان کے نزدیک ناجائز ہے۔ مگر قادر کریم کی قدرت دیکھئے مزار پاک کے چاروں طرف محراب و منبر شریف اور پوری قدیمی مسجد نبوی جو بالکل مزار پر انوار سے ملحق ہے روشنیوں سے جگمگا رہی ہے جن کے نزدیک مزار پر روشنی کرنا ناجائز تھا انہیں کے ہاتھوں یہ سب کچھ کرایا جا رہا ہے۔ جو معجزہ سے کم نہیں۔ اسی لیے مزار پاک پر اور اس کے ارد گرد کوئی روشنی کا انتظام نہیں۔ چراغاں کا ثبوت۔ یہ صرف نجدیوں کی اپنی اختراع ہے کہ مزار پر روشنی نہ ہو حالانکہ شرعاً چراغاں جائز ہے۔ فقیر نے اس موضوع پر ایک رسالہ لکھا ہے۔ چراغاں کا ثبوت۔ اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کا صرف اسی موضوع پر کہ قبر پر چراغاں جائز ہے۔ "بریق المنار" رسالہ مشہور ہے۔

اولیاء کرام کے مزارات پر اس نیت سے گنبد بنانا کہ ایصال ثواب کے لیے آنے والوں کو دھوپ اور بارش وغیرہ سے آرام رہے گا اور لوگوں کی نظر میں صاحب قبر کی عظمت ظاہر ہوگی۔ بلاشبہ امر مستحسن ہے۔

Marfat.com

دیارِ مصر کے مفتی شیخ عبدالقادر رافعی حنفی فرماتے ہیں۔

فِیْ رُوْحِ الْبَیَانِ عِنْدَ قَوْلِهٖ تَعَالیٰ اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰی اُوْلٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِیْنَ مِنْ سُوْرَۃِ التَّوْبَةِ مَا نَصُّهٗ قَالَ الشَّیْخُ عَبْدُ الْغَنِیِّ النَّابُلُسِیُّ فِیْ کَشْفِ النُّوْرِ عَنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ مَا خُلَاصَتُهٗ اَنَّ الْبِدْعَةَ الْحَسَنَةَ الْمُوَافِقَةَ لِمَقْصُوْدِ الشَّرْعِ تُسَمّٰی سُنَّةً فَبِنَاءُ الْقِبَابِ عَلٰی قُبُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَالْاَوْلِیَاءِ وَالصُّلَحَاءِ وَوَضْعُ السُّتُوْرِ وَ الْعَمَائِمِ ـ وَالثِّیَابِ عَلٰی قُبُوْرِهِمْ اَمْرٌ جَائِزٌ اِذَا کَانَ الْقَصْدُ بِذٰلِکَ التَّعْظِیْمَ فِیْ اَعْیُنِ الْعَامَّةِ حَتّٰی لَا یَحْتَقِرُوْا صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ وَ کَذَا اِیْقَادُ الْقَنَادِیْلِ وَالشَّمْعِ عِنْدَ

روح البیان میں آیۂ مبارکہ اِنّما یعمر مساجد اللہ الآیہ کے تحت فرمایا کہ علامہ عبدالغنی نابلسی "کشف النور" میں فرماتے ہیں کہ بدعت حسنہ جو مقصود شریعت کے مطابق ہو اسے سنت کہا جاتا ہے۔ لہذا علماء اولیاء اور صلحا کی قبروں پر قبے بنانا، چادر وغیرہ چڑھانا جبکہ اس سے عوام کی نگاہیں تعظیم مقصود ہو تاکہ وہ صاحب قبر کو حقیر نہ جانیں جائز ہے۔ اسی طرح دیئے اور موم بتی اولیاء کرام کی تعظیم و تکریم ہے اس میں مقصد حسن ہے۔ تیل اور موم بتی کی جو اولیاء کے لیے نذر مانی جاتی ہے تاکہ تعظیم و محبت کے طور پر ان کی قبروں کے پاس روشنی کی جائے جائز ہے۔

Marfat.com

قُبُوْرَ الْاَوْلِيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ مِنْ بَابِ — اس سے
التَّعْظِيْمِ وَالْاِجْلَالِ اَيْضًا لِلْاَوْلِيَاءِ فَالْمَقْصَدُ — روکنا
فِيْهَا حَسَنٌ وَنَذْرًا لِزَيْتٍ وَالشَّمْعِ — نہیں
لِلْاَوْلِيَاءِ يُوْقَدُ عِنْدَ قُبُوْرِهِمْ تَعْظِيْمًا — چاہیئے
لَهُمْ وَمَحَبَّةً فِيْهِمْ جَائِزٌ اَيْضًا لَا
يَنْبَغِيْ النَّهْيُ عَنْهُ (التحریر المختار لرد المختار ج۱ ص۱۲۳)

اسی عبارت کا کچھ حصہ علامہ ابن عابدین شامی نے ردالمختار جلد خامس ص۲۵۶ میں نقل کر کے اسے برقرار رکھا اور فرمایا۔

"كَذَا فِيْ كَشْفِ النُّوْرِ عَنْ اَصْحَابِ الْقُبُوْرِ لِلْاُسْتَاذِ عَبْدِ الْغَنِيِّ نَابْلَسِيِّ قُدِّسَ سِرُّهٗ۔ اسی طرح استاذ عبدالغنی نابلسی کی کتاب "کشف النور" میں ہے۔

حضرت علامہ سیدی عبدالوہاب شعرانی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَكَانَ سَيِّدِيْ عَلِيٌّ خَوَّاصٌ وَاَفْضَلُ — سیدی علی خواص اور افضل الدین
الدِّيْنِ يَكْرَهَانِ بِنَاءَ الْقُبَّةِ — عوام کی قبروں پر قبضہ بنانے، لکڑی
عَلَى الْقَبْرِ وَوَضْعَ التَّابُوْتِ الْخَشَبِ — کا تابوت رکھنے اور چادر چڑھانے
وَالسِّتْرَ عَلَيْهِ وَنَحْوَ ذٰلِكَ — کو ناپسند رکھتے تھے اور کہا کرتے تھے
لِاٰحَادِ النَّاسِ وَيَقُوْلَانِ هٰذَا — کہ یہ انبیاء عظام اور اولیاء کرام کے لائق
لَا يَلِيْقُ اِلَّا بِالْاَنْبِيَاءِ وَمَنْ دَانَا — ہے۔
هُمْ مِنَ الْاَوْلِيَاءِ الْاَكَابِرِ (لواقح الانوار القدسیہ فی بیان العہود المحمدیۃ ص۲۴۲)

Marfat.com

۶۔ اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاجدار پھرتے ہیں

۶۔ شرح مجھے فخر ہے کہ میں اس کوچۂ کرم کا گداگر ہوں جہاں بڑے بڑے بادشاہ منگتے بن کر بھیک کی صدا لگاتے رہتے ہیں۔

۷۔ جان ہیں جان کیا نظر آئے
کیوں عدو گردِ غار پھرتے ہیں

۷۔ شرح ہجرت کر کے حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غارِ ثور میں پہنچے تو دشمن آئے لیکن دیکھ نہ سکے تو امام احمد رضا قدس سرہٗ نے نہ دیکھنے کی وجہ بتائی کہ حضور نبی پاک صلی اللہ وآلہٖ وسلم تو جان ہیں پھر نظر کیا آتے دشمن غار کا چکر لگاتے رہے لیکن آپکو نہ دیکھ پائے محروم ہو کر واپس لوٹے۔

حاضر و ناظر مصرعۂ اولیٰ میں منکرین حاضر و ناظر کے سوال کا جواب ہے سوال یہ ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اگر حاضر ہیں تو نظر نہیں آتے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی نے جواب میں فرمایا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جانِ جان ہیں جب تمہیں جان (روح) نظر نہیں آتی تو پھر وہ ذات جو روح الروح جان جان ہے۔

Marfat.com

تو وہ کیسے نظر آئے۔ دوسرے مصرعے میں اس دعویٰ کی دلیل قائم فرمادی کہ دیکھو حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سمیت غار میں موجود تھے لیکن آپکے دشمن غار کے گرد پھرتے رہے مگر آپ انہیں نظر نہ آئے۔

غارِ ثور میں حاضر و ناظر لیکن نظر نہ آتے

جب حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ سے ہجرت کے روز انہ ہو چکے تو قریش نے ہر گھر کا کونا کونا چھان مارا کھوہ اور غار تلاش کر ڈالے یہاں تک کہ وہ غارِ ثور تک جا پہنچے یہاں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے مبارک کا نشان مشتبہ پایا۔ چونکہ عرب کے لوگ نشان قدم کو بہت پہچانتے تھے۔ لہذا وہ نشان قدم پر تلاش کرتے ہوئے ٹھیک غارِ ثور کے کنارے پر پہنچ گئے۔ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کے طور پر غار کے منہ پر مکڑی سے جالا تنا دیا تھا۔ اور کنارے پر کبوتری سے انڈے دلا دیئے تھے۔

(مشکوٰۃ شریف۔ باب فی المعجزات)

قریش غار کے اوپر پہنچ گئے لیکن مکڑی کا جالا اور کبوتری کے انڈے دیکھ کر کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم غار میں داخل ہوتے تو مکڑی جالا نہ تنتی اور کبوتری انڈے نہ دیتی مگر ان عقل کے اندھوں کو کیا خبر تھی کہ خدائے وحدہٗ لاشریک اور بزرگ و برتر نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ رکھنے کی خاطر یہ سب کچھ کیا ہے۔

فائدہ: حضرت سہل فرماتے ہیں کہ حرم کے کبوتروں کی نسل اس کبوتر سے چلی ہے جس نے غار کے کنارے پر گھونسلا بنایا تھا۔

(سیرت مغلطائی)

(نوٹ) یہ صرف ایک واقعہ نہیں بلکہ اس قسم کے متعدد واقعات احادیث مبارکہ میں وارد ہیں۔ چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

Marfat.com

ہجرت کی شب اوّل

حضرت محمد بن کعب القرظی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب مشرکین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف فیصلہ کن پروگرام طے کرنے کو جمع ہوئے ان میں ابوجہم بن ہشام بھی تھا۔ سارے مشرکین مل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر گئے اور ابوجہم نے ان سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ محمد کا خیال ہے کہ اگر تم ان کی پیروی کروگے تو عرب وعجم کے بادشاہ ہوجاؤ گے۔ پھر مرنے کے بعد تمہیں قبر سے اٹھایا جائے گا اور تمہیں جنت ملے گی اور اردن کے حسین باغات کی طرح باغات ملیں گے اگر ایسا نہ کروگے تو تم سے جنگ کی جائیگی اور تم مرنے کے بعد ہمیشہ ہمیشہ آگ میں جلائے جاتے رہوگے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ آپ اٹھے اور ایک مٹھی مٹی کی اٹھائی اور ابوجہم سے مخاطب ہوکر فرمایا بلاشبہ میں وہی بات کہتا ہوں جو ابھی تم کہہ رہے تھے اور تم سے بھی وہی کہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈالا کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھ سکتے تھے آپ نے کلام الٰہی یٰسین والقرآن الحکیم سے فھم لا یبصرون تک کی تلاوت کی اور سب کے سروں پر مٹی ڈالی کسی کو خالی نہ چھوڑا اور جہاں سے باہر نکلنا چاہتے تھے وہاں سے باہر نکل گئے لیکن مشرکین یہ سمجھتے تھے کہ آپ گھر میں ہیں اور ہمارے محاصرہ میں بے بس ہوچکے ہیں۔ کسی اور نے آنحضرت کو باہر جاتا ہوا دیکھا تو ان لوگوں سے آکر کہا کہ تم لوگ کس کی انتظار میں ہو؟ مشرکین کہنے لگے کہ محمد کی انتظار میں ہیں وہ کہنے لگا کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں ناکام کردیا۔ خدا کی قسم محمد تو یہاں سے نکل گئے اور تمہیں پتہ تک نہ چلا اور تمہارے سب کے سروں پر مٹی بھی ڈال گئے ذرا سروں پر ہاتھ پھیر کر تو دیکھو۔ سب نے اپنے سروں پر ہاتھ پھیرا تو مٹی نیچے جھڑنے لگی آخر وہ گھر

Marfat.com

میں جھانک کر دیکھنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک پر حضرت علی چادر اوڑھے لیٹے ہوتے تھے کہنے لگے خدا کی قسم یہ محمد سوتے ہوئے۔ یہ ان کی چادر ہے جسے انہوں نے اوڑھا ہوا ہے اسی خیال میں وہاں کھڑے رہے حتی کہ صبح ہو گئی تو حضرت علی اس بستر سے اٹھ کھڑے ہوئے اس پر انکے منہ سے بے ساختہ نکلا واللہ لقد کان صدقنا الذی حدثنا یعنی خدا کی قسم جس نے ہمیں ان کے چلے جانے کی خبر دی تھی اس نے سچ کہا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام) ص ۴۸۳ ج ۱ / (تفسیر ابن کثیر ص ۲۰۳ ج ۲) (مسند احمد ص ۲۶۰ ج ۴)

فائدہ | آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مٹی پھینکی تھی وہ سب کافروں کے سروں پر اور سب کی آنکھوں میں جا پہنچی۔ یہ ایک معجزہ ہوا اور آپکا ان محاصرہ کے باوجود ان کو نظر آئے بغیر نکل جاتا۔ دوسرا معجزہ ہوا اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہیں تو موجود ہوتے ہوئے بھی دیکھنے والوں کو نظر نہ آئیں۔

ابو یعلی، ابن ابی حاتم اور ابو نعیم نے اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا جب سورۃ (تبت ید ابی لہب) نازل ہوئی تو ابولہب کی بیوی گالیاں بکتی خنجر لیکر آپکی تلاش کرتی کعبہ میں آئی آپ اس وقت کعبہ میں آئی آپ اس وقت کعبہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف فرما تھے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکو اس حالت میں دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ آپ کی طرف آرہی ہے مجھے خوف ہے کہ وہ آپکو دیکھ لے گی۔ آپ نے فرمایا وہ مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتی اور تلاوت قرآن شروع کر دی وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کھڑی ہو گئی اس نے آپ کو نہ دیکھا حالانکہ آپ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ہی تشریف فرما تھے۔ اس کے علاوہ یہ روحانی عرفانی مسئلہ ہے

Marfat.com

اب بھی حاضر و ناظر کے باوجود آپکو وہی دیکھ سکتے ہیں جو روحانی عارف ہیں بلکہ وہ تو فرماتے ہیں کہ اگر پلک جھپکنے کی مقدار بھی ہم نہ دیکھیں تو ہم کافر ہو جائیں۔ حضرت ابوالحسن شاذلی اور حضرت ابوالعباس مرسی رحمہما اللہ کے اقوال فقیر نے اسی شرح میں نقل کیے ہیں۔ حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑانی قدس سرہٗ نے فرمایا۔

البوم بصر حدید وے ہر وقت یار تے دید وے

آج بینائی تیز ہے کہ اب ہر وقت محبوب پر نگاہ ہے

مزید تفصیل فقیر کی تصنیف۔ دلوں کا چین،، ملاحظہ ہو

پھول کیا دیکھوں میری آنکھ نہیں ۸۔ دہشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں

۸۔ شرح | پھول کو دیکھوں ہی کیوں میری آنکھ کے تصور میں تو مدینہ طیبہ کے کانٹے سامنے ہیں جس پر ہمہ قسم کے پھول قربان کیے جائیں۔ حقیقی عاشق مدینہ بھی وہی ہے جسے مدینہ پاک کی ہر شئے جملہ نعمتوں سے محبوب و مرغوب تر ہو۔

لاکھوں قدسی ہیں کام خدمت میں ۹۔ لاکھوں گرد مزار پھرتے ہیں

۹۔ شرح | لاکھوں قدسی فرشتے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

Marfat.com

مصروف ہیں اور لاکھوں مزار اقدس کے طواف میں ہیں۔

احادیث مبارکہ

ابن بشکوال حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور باعثِ تخلیق کائنات صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ تَعْظِیْمًا لِحَقِّیْ خَلَقَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ ذٰلِکَ الْقَوْلِ مَلَکًا لَہٗ جَنَاحٌ بِالْمَشْرِقِ وَ اٰخَرُ بِالْمَغْرِبِ یَقُوْلُ عَزَّوَجَلَّ لَہٗ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّ فَھُوَ یُصَلِّیْ عَلَیْہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔

(الہدایہ المبارک)

جو مجھ پر میرے حق کی تعظیم کے لیے درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جس کا ایک پر مشرق اور دوسرا مغرب میں اللہ تعالےٰ اس سے فرماتا ہے کہ درود بھیج میرے بندے پر جیسے اس نے درود بھیجا میرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر چنانچہ وہ فرشتہ قیامت تک اس پر درود بھیجتا رہتا ہے۔

خاتم المحققین حضرت مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمتہ (والد ماجد اعلیٰ حضرت) نے اپنی کتاب "الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح" میں امام سخاوی سے نقل فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔

"خدا تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے کہ اسکا ایک بازو مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں جب کوئی شخص مجھ پر محبت کے ساتھ درود بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ پانی میں غوطہ کھا کر اپنے پر جھاڑتا ہے۔ خدائے قدیر اسکے پروں سے ٹپکنے والے ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ یہ تمام فرشتے درود پڑھنے والے کے لیے قیامت تک استغفار کرتے ہیں۔

Marfat.com

فائدہ مواہب لدنیہ میں
"مروی ہوا کہ کچھ فرشتے ہیں کہ تسبیح الٰہی کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل ان کی ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ اور سیدی شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ فتوحات کے باب ۲۹۷ میں فرماتے ہیں کہ۔

"نیک کلام اچھا کام فرشتہ بن کر آسمان کو بلند کرتا ہے۔ ان کے نزدیک آیت قرآنی کا یہ مطلب ہے۔ اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ۔ امام قرطبی تذکرہ میں علماء ومشائخ سے نقل فرماتے ہیں کہ جو شخص سورۂ بقرہ وآل عمران پڑھتا ہے اللہ عزوجل اسکے ثواب سے فرشتے بناتا ہے جو روز قیامت اس قاری کے لیے جھگڑیں گے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اِنَّ لِلّٰہِ مَلَکًا لَہٗ جَنَاحَانِ	اللہ کے ایک فرشتے کے دو پر ہیں
جَنَاحٌ بِالْمَشْرِقِ وَ جَنَاحٌ	ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اسکا
بِالْمَغْرِبِ وَرَاسُہٗ تَحْتَ	سر عرش کے نیچے اور اسکے دونوں پاؤں
الْعَرْشِ وَ رِجْلَاہُ تَحْتَ الْاَرْضِ	ساتویں زمین کے نیچے اور مخلوق کی گنتی
السَّابِعَۃِ وَعَلَیْہِ بِعَدَادِ خَلْقِ	کے مطابق پر ہیں جب میری امت
اللّٰہِ تَعَالٰی رِیْشٌ فَاِذَا صَلّٰی	کا مرد یا عورت درود پڑھتے ہیں تو
رَجُلٌ اَوْ اِمْرَأَۃٌ مِنْ اُمَّتِیْ	اللہ تعالیٰ اسے حکم فرماتا ہے کہ عرش
عَلَیَّ اَمَرَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنْ	کے نیچے سے نور کے دریا میں غوطہ لگا
یَغْمِسَ نَفْسَہٗ فِیْ بَحْرٍ مِنْ	دے جب وہ دریا سے نکلتا ہے
نُوْرٍ تَحْتَ الْعَرْشِ فَیَنْغَمِسُ	تو اپنے پروں کو جھاڑتا ہے تو اس

Marfat.com

فِیْہِ ثُمَّ یَخْرُجُ وَ یَنْفُضُ جَنَاحَیْہِ فَیَقْطُرُ مِنْ کُلِّ رِیْشَۃٍ قَطْرَۃً فَیَخْلُقُ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ کُلِّ قَطْرَۃٍ مَلَکًا یَسْتَغْفِرُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ۔

کے ہر پر سے جو قطرہ گرتا ہے اس سے اللہ تعالےٰ فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو درود پڑھنے والے کے لیے قیامت تک وہی فرشتے بخشش مانگتے رہیں گے۔

(الکنز المدفول ص۳)

فوائد:۔ جب اللہ تعالیٰ کے ایک فرشتے کی یہ کیفیت ہے جو عالم دنیا میں حاضر و ناظر اور ہر ایک کے حال سے باخبر ہے تو پھر آقا کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے یہ اشکال کیوں اور شرک کیسا جبکہ آپکی امت کا ایک خادم فرشتہ یہ طاقت رکھتا ہے تو اسکا اور سب بلکہ انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کے آقا کو یہ طاقت کیوں حاصل نہ ہو جب علمائے امت نے دلائل سے ثابت کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام علی الاطلاق جملہ عالم سے افضل ہیں اور یہ بھی متفق علیہ فیصلہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام جملہ ملائکہ سے افضل ہیں اور علم الکلام کا قاعدہ ہے کہ اولیاء کرام باستثناء خواص ملائکہ باقی جملہ ملائکہ سے افضل ہیں۔

۲۔ جب فرشتے کا طول و عرض مشرق و مغرب یعنی تمام کو گھیرے ہوئے ہے وہ حاضر و ناظر ہوا یا نہ۔

۳۔ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت اللہ تعالیٰ کو ہے کہ ایک دفعہ پڑھنے پر ان گنت فرشتے پیدا فرما کر درود پڑھنے والے کے لیے تا قیامت استغفار کریں۔

۴۔ درود پڑھنے والے کا علم کیوں نہ ہو۔

Marfat.com

زمین کو ایک فرشتے نے اپنے کندھوں پر اٹھا رکھا ہے

روایت ہے کہ جب حق تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو وہ کشتی کی طرح ڈولنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو زمین کو ساکن اور برقرار رکھنے پر مامور فرمایا۔ فرشتے نے زمین کے نیچے داخل ہو کر کرۂ زمین کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور اسکے بعد اپنے دونوں ہاتھ ایک جانب مشرق اور ایک جانب مغرب دراز کر کے زمین کے ساتوں طبقوں کو جکڑ لیا۔ کرۂ زمین کو قابو کرنے کے بعد فرشتے کے پاؤں ڈگمگانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے جنت سے ایک بیل بھیجا جس نے اپنے سینگوں پر فرشتے کے پاؤں (اس بیل کے ۴۰ ہزار سینگ اور ۴۰ ہزار ٹانگیں ہیں) رکھنے چاہے مگر اس کے سینگ فرشتے کے قدموں تک نہ پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ایک سبز رنگ کا یاقوت اس بیل کے سینگوں پر رکھ دیا۔ اسی یاقوت پر فرشتے کے پاؤں رکھے ہوئے ہیں۔ (الحبائک للسیوطی وحیوۃ الحیوان)

فوائد

۱۔ یہ فرشتہ اور اتنا طویل و عریض شکل صورت کے باوجودیکہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرید ہے یعنی آپکا امتی ہے اس کی قوت اور طاقت بھی قابل دیدنی و شنیدنی ہے لیکن شرک کا وہم نہ ہو کیونکہ یہ فرشتہ ہے اور فرشتوں وغیرہ کے لیے وہابی دیوبندی ماننے کو عین اسلام سمجھتے ہیں ہاں انکو خطرہ ہے تو اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کہ کہیں توحید میں فرق نہ آجائے اس لیے کہ ان کی توحید کا عقیدہ نہایت ہی کمزور اور ڈانواں ڈول ہے۔

انتباہ:۔ یہ خدام ملائکہ آپکی امت کے لیے ہیں جو درحقیقت آپ کی ہی خدمت ہے امت اور آپکی خدمت کے ملائکہ کا شمار کا اندازہ لگانا ہے تو امام سیوطی

Marfat.com

رحمہ اللہ کی کتاب " الاارائنگ " کا مطالعہ فرمائیے۔

۱۰۔	دَرشدیاں بولتے ہیں ہرکارے پہرہ دیتے سوار پھرتے ہیں

حل لغات ہرکارے۔ ہرکارہ کی جمع۔ چٹھی رساں۔ ڈاکیہ۔ قاصد جاسوس۔

۱۰۔ شرح قاصد ملائکہ کرام آپکے دروازے پر حاضر ہوکر صلوٰۃ و سلام کے تحائف کرتے ہیں دوسرے اور ملائکہ آپکے شہر کا پہرہ دے رہے ہیں ان میں پیدل بھی ہیں سوار بھی۔

۱۔ طبرانی وغیرہ میں برجال ثقات مروی ہے کہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی گئی کہ مدینہ شہر میں کہیں وبار زدہ آدمی آنا چاہتا ہے۔ (وہ شہر کے باہر تک پہنچ گیا ہے) اہلِ مدینہ گھبرا گئے کہ کہیں ہم وبار میں مبتلا نہ ہوجائیں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اِنِّیْ لَاَرْجُوْ اَنْ لَا یُطْلِعَ عَلَیْھَا لِنِقَابِھَا (اَیْ طُرُقِ الْمَدِیْنَۃِ) (خلاصۃ الوفاء)

مجھے امید ہے وہ یہاں نہیں آئیگا۔ اس لیے مدینہ کے راستوں پر پہرہ دار ملائکہ نہیں آنے دیں گے۔

۲۔ ابن الشبہ سے برجال صحیحہ مروی ہے۔

عَلٰی کُلِّ نَقْبٍ مِنْھَا مَلَکٌ لَا یَدْخُلُھَا الدَّجَّالُ وَلَا

مدینہ کے ہر راستہ پر ملائکہ کی نگرانی ہے اسی لیے اس میں نہ دجال آسکتا

Marfat.com

الطَّاعُونُ (ایضاً) ہے نہ طاعون

فائدہ :۔ دجال تمام ملکوں کا دورہ کریگا ہر شہر میں جائیگا لیکن مدینہ طیبہ میں نہیں جا سکیگا۔

۱۔ صحیحین میں ہے کہ مدینہ منورہ کی حفاظت کے لیے ہر کوچہ کے سرے پر جماعت ملائکہ کھڑی ہے تاکہ دجال کو مدینہ پاک میں نہ آنے دیں اور نہ ہی اس میں طاعون داخل ہو۔

۲۔ بخاری شریف میں ہے کہ مدینہ پاک میں دجال آنا چاہے گا پھر دیکھے گا کہ مدینہ پاک کا ملائکہ کرام پہرہ دے رہے ہیں اسی لیے وہ مدینہ پاک داخل نہ ہو سکیگا اور نہ ہی انشاء اللہ طاعون داخل ہو گا۔

۳۔ صحیحین میں ہے کہ کوئی شہر ایسا نہیں جہاں دجال نہ جائے سوائے مکہ معظمہ اور مدینہ پاک کے اس لیے کہ اس کی کوئی گلی نہیں جہاں فرشتے پہرہ نہ دے رہے ہوں وہ مقام سنجہ پر اتریگا پھر فرشتے اہل مدینہ کو تین بار زور سے حرکت دیں گے۔

فائدہ :۔ اس حرکت کا نام زلزلہ ہے اس زلزلہ سے منافقین مدینہ پاک سے نکل کر دجال کے پاس پہنچ جائیں گے۔ (مدینہ پاک میں صرف اور صرف عشاق رہ جائیں گے

لطیفہ کسی نے مجھ پر سوال کیا کہ نجدی اللہ و رسول جل جلالہ، وصلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہیں تو حرمین بالخصوص مدینہ پاک کے بادشاہ ہیں میں نے کہا کہ زلزلہ کے وقت یہ نکل کر دجال کی گود میں جا گریں گے اور ان کا مدینہ پاک ہونا ضروری تھا اس لیے کہ یہ ہوں گے تو زلزلہ سے بھاگیں گے۔ ورنہ عشاق تو اب بھی کہتے ہیں۔

Marfat.com

زہے نصیب مدینہ مقام ہو جائے
در رسول پہ قصہ تمام ہو جائے

ملک فہد کا محل | مدینہ پاک میں ملک فہد نے جو محل بنوایا ہے اتنا مضبوط ہے کہ صدیوں تک قائم رہے گا اور اتنا شاندار کہ اس کی مثال نہیں یہ محل وہاں ہے جہاں دجال اتریگا۔ چنانچہ وفاء الوفا و خلاصۃ الوفا جلد اوّل میں ہے۔

فَیَأْتِیْ سُبْخَۃَ الْجُرُفِ فَیَخْرُجُ اِلَیْہِ کُلُّ مُنَافِقٍ وَّمُنَافِقَۃٍ — دجال وادی جرف پر اتریگا تمام منافق مرد، عورتیں اسکے ہاں پہنچ جائیں گے۔

(خلاصۃ الوفاء)

لطیفہ | ملک فہد کا یہ محل ہزاروں افراد کو مکتفی ہوگا اور بہترین تعمیر کا ایک نمونہ روزگار قابل دید ہے اسی لیے میں کہا کرتا ہوں کہ ملک صاحب نے چچا کی سہولت کے لیے پہلے ہی محل تیار کر دیا۔

مزید روایات و بیانات فقیر کی کتاب "محبوب مدینہ ص ۱۵۲ ج ۱ تا ص ۱۵۹ .۱۷) کا مطالعہ فرمائیے۔

۱۱۔
رکھیئے جیسے ہیں خانہ زاد ہیں ہم
مول کے عیب دار پھرتے ہیں

حل لغات | خانہ زاد جو گھر پیدا ہوا ہو۔ غلام مول (اردو) مذکر اور مجہول۔ قیمت۔ دام

Marfat.com

۱۱۔شرح: اے حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ہاں ہمیں رہنے دیجئے بیچئے نہیں اس لیے کہ ہم تو آپکے خانہ زاد غلام ہیں۔ دوسرے دام اور قیمت کے لحاظ سے تو ہم ہزاروں عیوب والے ہیں اور عیوب والے غلام کو کون لیتا ہے بلکہ خود بیچنے والا بھی نہیں بیچتا اس لیے کہ اسکے بیچتے وقت عیب بتانا پڑیگا عیب بتائے بغیر بیچنا جائز بھی نہیں اسی لیے لامحالہ ہمیں ہمارے عیوب کی وجہ آپ کو اپنے پاس رکھنا ہوگا۔

۱۲۔ ہائے غافل وہ کیا جگہ ہے جہاں
پانچ جاتے ہیں چار پھرتے ہیں

۱۲۔شرح: اے غافل بڑا افسوس ہے کہ وہ کیا جگہ پانچ جاتے ہیں تو چار پھرتے ہیں یعنی دنیا فانی سے دل لگانا مناسب نہیں اس لیے کہ یہاں نہ کوئی رہا نہ کوئی رہیگا۔

۱۳۔ بائیں رستے نہ جا مسافر سن
مال ہے راہ مار پھرتے ہیں

حل لغت: راہ مار (اردو) مرکب۔ رہزن لٹیرا۔

Marfat.com

۱۳- شرح | بائیں راستہ پر اے مسافر نہ جانا۔ اے مسافر اچھی طرح سن لے تیرے پاس ایمان کا مال ہے اگر تو بائیں جانب چلا گیا تو لٹیرے ڈاکو تیرا مال لوٹ لیں گے اس شعر میں امام اہلسنت رحمۃ اللہ نے اہل ایمان کو نصیحت فرمائی ہے کہ مسلک اہل سنت پر مضبوط رہ۔ اسے چھوڑ کر کہیں چلا گیا تو پھر بدمذاہب لٹیرے رہزن تیرا ایمان برباد وتباہ کر دیں گے۔

قرآن مجید | اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ

۲- اِنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ

۱۴- جاگ سنسان بن ہے رات آئی
گرگ بہر شکار پھرتے ہیں

حل لغات | سنسان۔ ویران۔ اجاڑ۔ غیر آباد۔ چپ چاپ۔ خالی۔ خوفناک بن جنگل بیابان۔ گرگ بھیڑیا۔ بہر۔ واسطے۔

۱۴- شرح | اے غافل جاگتا رہ خوفناک جنگل ہے اور رات آئی بھیڑیئے شکار کے لیے پھرتے ہیں اسی لیے ہوشیاری سے کام لے ورنہ لٹ جائے گا۔

اس شعر میں امام اعلحضرت محدث بریلوی قدس سرہ نے ہر طرح کے دشمنوں سے

Marfat.com

ڈرایا ہے غلط کاری پر ابھارنے والے بھی اور گندے عقائد کی طرف بلانے والے بھی۔ اور سب سے زیادہ خطرناک یہی پچھلے دشمن ہیں اس لیے
یہ اپنی توانائیاں گمراہ کرنے پر خرچ کرتے ہیں اور عوام کو پھنسانے میں ہر طرح کے حربے استعمال کرتے ہیں اسی لیے قرآن واحادیث میں ایسے بھروپیوں سے دور رہنے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔

نفس یہ کوئی چال ہے ظالم ۱۵۔ جیسے خاصے بجار پھرتے ہیں

حل لغات چال۔ رفتار حرکت۔ مکر۔ فریب یہی معنیٰ مراد ہیں۔ بجار سانڈ موٹا تازہ۔ زبردست۔

شرح: نفس سے مکر و فریب کی چال پر امام احمد رضا قدس سرہ نے طعنہ دے کر اسے شرمسار کیا ہے۔ اس لئے کہ نفس کی دھوکہ دھی مشہور ہے کہ اسے کسی نیک کام کیطرف لگانا چاہو تو کوئی حیلے بہانے بناتا ہے مثلاً بیماری کمزوری وغیرہ ظاھر کریگا۔ اعلحضرت نے فرمایا کہ اے نفس یہ تیرے مکر و فریب ہیں کہ نیک کام کیلئے کہو تو بہ بیمار اور ضعیف اور نحیف بن جاتے ھیں۔ بھلا تیری بات مانے گا کون تمھیں دیکھ کر تیری دھوکہ دھی اور مکر و فریب کا سبب تو پتہ چل جائے گا کہ تم کتنا موٹے تازے ھو جیسا کہ موٹا تازہ سانڈ ھو۔

فائدہ: اس میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے سالکین کو نفس کی شرارتوں سے آگاہ فرمایا ھے۔

Marfat.com

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا

۱۶- تجھ سے کتّے ہزار پھرتے ہیں

۱۶۔ شرح معارف رضا کراچی شمارہ دہم ص ۵۵ پر علامہ مصباحی لکھتے ہیں کہ

جب دوسری بار ۱۳۲۴ھ میں آقائے کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو شوق دیدار کے ساتھ مواجہہ عالیہ میں درود شریف پڑھتے رہے انہیں امید تھی

کہ ضرور سرکار مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم عزت افزائی فرمائیں گے اور زیارت جمال سے سرفراز کریں گے لیکن پہلی شب تکمیل آرزو نہ ہوسکی۔ یاس و حسرت کے عالم میں ایک نعت کہی جسکا مطلع یہ ہے۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں

تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

مقطع میں عاشق مصطفےٰ کا ناز اور ایک جلیل القدر ولی کا عرفان، پھر بے کس و محرومی کا اظہار کچھ عجب انداز لیے ہوئے نظر آتا ہے عرض کرتے ہیں۔

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا

تجھ سے کُتّے ہزار پھرتے ہیں

مواجہہ شریف میں یہ نعت عرض کی اور مودب و منتظر بیٹھ گئے۔ قسمت جاگی، حجاب اٹھا اور عالم بیداری میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور جمال جہاں آرا کے دیدار سے شرف یاب ہوئے۔

یہ آقائے کونین صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وہ اعزاز ہے جو بڑے ناز کے

Marfat.com

پالوں کو ہی میسر آتا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمتہ نے میزان الشریعتہ الکبریٰ میں ذکر فرمایا ہے کہ چھتر بار بیداری میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ بالمشافہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تحقیقات حدیث کی دولت پائی۔ بیداری میں شرف زیارت کے اثبات میں علامہ سیوطی کا ایک رسالہ بھی ہے۔

تنویر الحلک فی امکان رویہ النبی و الملک۔

(مطبوعہ استنبول ترکی (مشمولہ بر الحاوی للفتاویٰ مطبوعہ مصر و فیصل آباد) اویسی غفر لہٗ۔

امام احمد رضا قدس سرہٗ خواب میں بار بار زیارت جمالِ اقدس سے شرف یاب ہوئے مگر اس بار خاص روضۂ رسول کے حضور عالم بیداری میں دیدار سے سرفراز ہوئے ہیں جو انکے کمالِ عشق و عرفان کی کھلی ہوئی دلیل اور بارگاہِ رسالت میں ان کی مقبولیت کا بیّن ثبوت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ایک شامی بزرگ نے امام احمد رضا کے خاص یوم وصال پر خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِن کے جنازے کا انتظار کر رہے ہیں۔

ایک ایسا واقعہ بھی نذر قارئین ہے جس سے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی قدر و منزلت کا ایک حد تک صحیح اندازہ ہوتا ہے اور عاشق مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقامِ عشق پر قلب و نگاہ دونوں کو رشک آتا ہے۔ نواب وحید احمد خان وکیل سکھر پاکستان رقمطراز ہیں۔

جب میں الہ آباد ہائیکورٹ میں وکالت کرتا تھا تو علی گڑھ کے ایک متمول بیرسٹر بھی میرے بنگلہ کے قریب ہی رہتے تھے۔ وہ علی گڑھ سے الہ آباد وکالت کرنے آئے تھے۔ ان کا نام خواجہ عبدالمجید تھا بڑے پکے کانگریسی تھے اور عقائد میں

Marfat.com

مذبذب۔

ایک روز اعلحضرت رضی اللہ عنہ کا ذکر ہوا تو کہنے لگے وہ عالم تو زبردست تھے مگر توہم پرست اور کانگریس کے خلاف تو ہم پرست تو یوں کہ میں نے مہدی میاں (رحمتہ اللہ علیہ سجادہ نشین درگاہ برکاتیہ مارہرہ شریف) کے قدم چومتے انکو دیکھا بھلا اتنا بڑا عالم اور ایک دنیا دار آدمی کے قدم چومے یہ توہم پرستی نہیں تو اور کیا ہے۔

اور چونکہ وہ کانگریس کے خلاف تھے اس لیے میں انکو برا بھلا کہتا ہوں۔

واقعہ انہوں نے اس طرح بیان کیا کہ حکیم اجمل خان مرحوم (دہلوی) کے پاس ایک شامی بزرگ آئے۔ بیرسٹر (خواجہ عبدالمجید) صاحب بھی چونکہ کانگریسی تھے اس لیے حکیم اجمل خان مرحوم کے ساتھ بہت رہتے تھے۔ شامی بزرگ کی اکثر کرامتیں مشاہدہ میں آتی رہتی ہیں منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ ایک روز حکیم صاحب نے دریافت کیا کہ کہاں کی تیاری ہے حکیم صاحب نے فرمایا کہ فلاں شخص کا علاج کرنے فلاں شہر جا رہا ہوں۔ شامی صاحب نے بھی ساتھ جانے کا ارادہ ظاہر کیا حکیم صاحب نے بخوشی منظور کر لیا بیرسٹر صاحب بھی ساتھ تھے وہاں پہنچ کر حکیم صاحب نے مریض کی نبض دیکھی اور نسخہ تجویز کر دیا۔ شامی صاحب کے دریافت کرنے پر حکیم صاحب نے کہا کہ اسکے کوئی مرض نہیں ہے دو چار دن میں انشاء اللہ تعالیٰ درست ہو جائیگا۔

شامی صاحب نے مسکرا کر کہا کہ حکیم صاحب آپ اس مریض کا علاج نہ کریں کیونکہ پرسوں یہ مر جائیگا اور آپ کی بدنامی ہوگی۔ حکیم صاحب متحیر ہو کر کہنے لگے کہ شامی صاحب آپ کیا فرما رہے ہیں۔ مریض تو بالکل اچھا ہے شامی صاحب نے فرمایا آپکو اختیار ہے مگر اس کی زندگی کا چراغ پرسوں گل ہو جائیگا۔

بیرسٹر صاحب بھی اس گفتگو میں شریک تھے اور حکیم صاحب کو انہوں نے مشورہ دیا کہ پرسوں تک یہاں ہی قیام کیا جائے۔ چنانچہ تیسرے روز وہ مر گیا۔ سب کو تعجب ہو گیا

Marfat.com

شامی صاحب تو پہلے ہی دن وہاں سے غائب ہو گئے تھے۔

بیرسٹر صاحب فرماتے ہیں کہ اس دن سے میں شامی صاحب کی بزرگی کا قائل ہو گیا شامی صاحب ہم سے دور دور رہنے لگے اور بہت ہی کم ملاقات کرتے۔

ایک دن کانگریس کے مخالفین کا ذکر چھڑا۔ بیرسٹر صاحب نے اعلیٰ حضرت کو بُرا بھلا کہنا شروع کیا۔ فوراً شامی صاحب نے روک دیا اور کہا کہ خبردار اس شخص کو برا نہ کہنا تم اسکا مرتبہ کیا جانو؟ (یہ واقعہ ۱۹۲۴ء کا ہے جبکہ اعلحضرت کے وصال کو تین سال ہو چکے تھے) بیرسٹر صاحب نے اصرار کیا کہ مفصل ارشاد فرمایا جائے۔ شامی صاحب پہلے تو انکار کرتے رہے اور صرف یہی کہتے رہے کہ "دیکھو اس شخص کو کبھی بُرا مت کہو۔

جب بیرسٹر صاحب نے بہت زیادہ اصرار کیا تو فرمانے لگے۔

"بھائی ان آنکھوں نے وہ واقعہ دیکھا ہے کہ بیان سے باہر ہے اور اگر بیان کرونگا تو تم اسکی تصدیق نہیں کرو گے۔

بیرسٹر صاحب نے کہا آپ کی روحانیت کا سکہ ہمارے دل پر بیٹھ گیا ہے ہم کبھی آپکو دروغ گو خیال نہیں کر سکتے اور جو کچھ فرمائیں گے۔ بدل وجان منظور کر لیں گے۔

شامی صاحب نے فرمایا اگر تم روحانیت کے قائل ہو تو سنو۔ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربارِ مقدس پر حاضر ہوا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اور بزرگانِ دین رحمتہ اللہ علیہم کو حاضر پایا۔ مولوی احمد رضا بھی حاضر تھے۔

حضور اکرم وانور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ "احمد رضا وعظ کہو۔"

شامی صاحب نے فرمایا بتاؤ اس شخص کے مرتبہ کا کوئی ٹھکانہ ہے اب بھی اسکو بُرا کہو گے؟

Marfat.com

بیرسٹر صاحب کہنے لگے کہ اس دن سے میں نے انکو بُرا کہنا چھوڑ دیا۔ یہ واقعہ خود خواجہ عبدالمجید صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔

(معارف رضا کراچی)

بارگاہ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں یہ مقبولیت یقیناً ایک ایسا انعام عشق ہے جسے رب کائنات کا فضل واحسان ہی کہا جاسکتا ہے۔

وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشآء

اعلیٰحضرت قدس سرہ نے خود کو اور اپنے جیسے دوسرے عشاق کو دَرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کُتّا کہا ہے۔

یہ صحیح ہے اور حق ہے فقیر نے اسی شرح میں اس پر طویل بحث لکھی ہے لیکن عاشقانِ رضا یہاں جھجکتے ہیں۔ بعض تو "شیدا ھزار پھرتے ھیں" سے تبدیل کر کے پڑھتے ھیں یہ نا مناسب ھے اس لیئے کہ عاشق اسی لفظ سے زیادہ خوش ہوتا ھے جو وہ اپنے محبوب کیلیئے خود انتخاب کرے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایسے ھی دیگر صحابہ کو ابو تُراب سے مسرت ھوتی نہ کہ ابوالحسن سے۔

اسی لیئے میرا خیال ہے کہ لفظ کو جوں کا توں رھنے دیجئے ایسے ھی خواجہ سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا شعر "گستاخ اکھیاں کتھے جا لڑیاں" وہاں بھی بعض لوگ "مشتاق اکھیاں" پڑھتے ھیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس تبدیلی سے ان عاشقوں کی روح راضی نہیں ھوگی۔

لطیفہ: ایک صاحب نے فرمایا کہ یہاں کُتّے بکسر الکاف ہو۔ اس لیئے کہ کِتّے بمعنے کِتنے میں نے کہا آپ کی تعبیر بسر وچشم لیکن میرا امام احمد رضا اس تعبیر سے خوش نہ ھو گا (واللہ تعالیٰ اعلم)

Marfat.com

نعت شریف

۱۔ ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

حل لغات مہک۔ خوشبو۔ غنچے غنچہ کی جمع بند کلی بن کھلا پھول کھلا دیئے ہیں۔ ماضی از کھلنا بمعنی دعوت کرنا۔ سانپ کو منتر کے زور سے خوش کرنا۔ کھولنا۔ یہاں یہی مراد ہے کوچے۔ کوچہ کی جمع گلیاں محلے۔ بسا دیئے ہیں۔ ماضی از بسنا دینا۔ آباد کرنا۔ خوشبو دار بنانا۔

۱۔ شرح حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو نے مغموم دلوں کی بند کلیاں کھول دی ہیں اور انہیں شاد و آباد فرمایا آپ جس راستے سے گذرے گلیاں کوچے آباد فرما دیئے۔ اس لیے کہ آپ کی مہک جملہ عوالم میں پھیلی ہوئی ہے اور ہر عالم میں ہر دکھ کی دوا آپ کی ذات ہے۔ آپ کے نام سے کام بنتے ہیں اور دکھ ٹلتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

یہ نام کوئی بگڑنے نہیں دیتا۔
بگڑے بھی بنا دیتا ہے نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

اگلے شعر میں مزید تفصیل آرہی ہے یہاں چند حوالہ جات پر اکتفا کرتا ہوں۔

(۱) علامہ الفاضل الکامل الشیخ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں۔

Marfat.com

وَفِيْ قَصَصِ الْاَنْبِيَاءِ وَ
غَيْرِهَا اَنَّ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
مُشْتَاقٌ اِلٰى لِقَاءِ مُحَمَّدٍ
صلى الله عليه وسلم
حِيْنَ كَانَ فِي الْجَنَّةِ فَاَوْحَى
اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ هُوَ مِنْ
صُلْبِكَ وَيَظْهَرُ فِيْ اٰخِرِ
الزَّمَانِ فَالَ لِقَاءَ مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حِيْنَ كَانَ فِي الْجَنَّةِ فَاَوْحَى
اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ فَجَعَلَ
اللّٰهُ النُّوْرَ الْمُحَمَّدِيَّ فِيْ
اِصْبَعِهِ الْمُسَبِّحَةِ فَلِذٰلِكَ
سُمِّيَتْ تِلْكَ الْاِصْبَعُ مُسَبِّحَةً
كَمَا فِي الرَّوْضِ الْفَائِقِ اَوْ اَظْهَرَ
اللّٰهُ تَعَالٰى جَمَالَ حَبِيْبِهِ فِيْ
صَفَاءِ ظُفْرَيْ اِبْهَامَيْهِ
مِثْلَ الْمِرْاٰةِ فَقَبَّلَ اٰدَمُ ظُفْرَيْ
اِبْهَامَيْهِ وَمَسَحَ عَلٰى عَيْنَيْهِ
فَصَارَ اَصْلًا لَهٗ مُرِيْتِهٖ
فَلَمَّا اَخْبَرَ جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ

ترجمہ: قصص الانبیاء وغیرہ کتب
میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام
کو حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ
وسلم کی ملاقات کا اشتیاق
ہوا تو اللہ تعالٰی نے آدم علیہ السلام
کے دائیں ہاتھ کے کلمے کی انگلی
میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
چمکایا تو اُس نور نے اللہ تعالٰی
کی تسبیح پڑھی اسی واسطے اس
انگلی کا نام کلمے کی انگلی ہوا جیسا کہ
روض الفائق میں ہے اور اللہ تعالٰی
نے اپنے حبیب کے جمال
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حضرت
آدم علیہ السلام کے دونوں
انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم
کر آنکھوں پر پھیرا۔ اسی وجہ
سے یہ سنت ان کی اولاد میں
جاری ہوئی۔ پھر جب جبریل امین
نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو اس کی خبر دی تو
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِھٰذِہٖ الْقِصَّۃِ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ سَمِعَ اِسْمِیْ فِی الْاَذَانِ فَقَبَّلَ ظُفْرَیْ اِبْھَامَیْہِ وَمَسَحَ عَیْنَیْہِ لَمْ یَعْمَ اَبَدًا۔

فرمایا جو شخص اذان میں میرا نام سُنے اور اپنے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے۔ وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

(روح البیان صـــ ۶۴۹/۴)

فائدہ اس روایت سے دو فائدے حاصل ہوئے۔

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسم گرامی چومنے پر بہشت کا ٹکٹ۔

(۲) آنکھوں کی روشنی اور اس کے دیگر ہر قسم کے امراض سے حفاظت۔

(۳) بنی اسرائیل میں ایک بدکار شخص تھا۔ جس نے عرصہ دراز تک خدا کی نافرمانی کی جب وہ مرگیا تو بنی اسرائیل نے اُسے اٹھا کر ایک گندی جگہ ڈال دیا۔ فَاَوْحَی اللّٰهُ عَلٰی مُوْسٰی اَنْ اُخْرُجْ وَصَلِّ عَلَیْہِ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اُسے وہاں سے اُٹھا کر اُس کا جنازہ پڑھیئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الٰہی بدکار تھا۔ خدا نے فرمایا۔

ھٰکَذَا کَانَ اِلَّا اَنَّہٗ کُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرٰۃَ وَنَظَرَ عَلٰی اِسْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبَّلَہٗ وَوَضَعَہٗ عَلٰی عَیْنَیْہِ وَ

ہاں ایسا ہی تھا مگر جب یہ تورات کھولتا تھا تو نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اُسے چوم لیا کرتا تھا۔ اور اپنی آنکھوں پر رکھ لیتا تھا اور درود شریف

Marfat.com

صلی علیہ۔ پڑھا کرتا تھا۔

(خصائص کبریٰ ص۱۶ ج۱)

فائدہ

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(۳) مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزّ وجل نے مجھے فرمایا کہ اے محبوب مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم جس کا نام تمہارے نام پر ہوگا اُسے دوزخ کا عذاب نہ دوں گا (ابو نعیم فی حلیتہ)

یعنی جس کا نام محمد و احمد ہوگا وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ (سیرۃ حلبیہ ص۱۳۵ ج۱)

فائدہ

بچوں کے نام محمد رکھنے سے دوزخ سے نجات اور بہشت کا داخلہ۔

ابن ابی ملیکہ ابن جریج سے نقل کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کی بیوی پیٹ سے ہو اور وہ اس بات کی نیّت کرے کہ میں اس بچہ کا نام محمد رکھوں گا۔ خدا تعالیٰ اُسے نرینہ فرزند عطا کرتا ہے اور جس گھر میں محمد نام کا کوئی شخص ہوتا ہے تو خود خدا تعالیٰ اس گھر میں برکت نازل فرماتا ہے۔ عبدالجلیل کی بیٹی جلیلہ نے خدمت مبارک میں عرض کی کہ اے رسولِ خدا میں ایک ایسی بدنصیب عورت ہوں جس کے ہاں بچہ زندہ نہیں رہتا۔ فرمایا تو اپنے ذمہ یہ بات لازم کر لے اور منت مان کہ اس دفعہ جو بچہ پیدا ہوگا تو میں اس کا نام محمد رکھوں گی۔ مجھے امید ہے کہ وہ لڑکا طویل عمر پائے گا۔ جلیلہ کہتی ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے صالح فرزند عنایت کیا اور وہ زندہ بھی رہا۔ یہاں تک کہ بحرین (ایک جگہ کا نام ہے) میں ان کی اولاد سے زیادہ کسی قبیلہ کے افراد نہیں۔ (نزہتہ المجالس)

Marfat.com

خوشبوئے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بہت بڑی تفصیل گزری اور فقیر کا رسالہ بھی پڑھیئے۔ تبرکاً یہاں عرض ہے۔

(۱) حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس راستہ سے گذر جاتے۔ چالیس دن تک خوشبو مہکتی رہتی۔

(۲) مسجد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تشریف لانا صحابہ کرام کو آپ کی خوشبو سے معلوم ہوتا۔

(۳) ہر عضو میں خوشبو محسوس ہوتی مثلاً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک کے لیے فرماتے ہیں کہ ریشم سے بڑھ کر نرم اور بے حد خوشبودار تھے جس شخص سے آپ مصافحہ کرتے وہ دن بھر اپنے ہاتھوں سے خوشبو پاتا اور جس بچے کے سر پر آپ اپنا دستِ مبارک رکھ دیتے وہ خوشبو میں دوسرے بچوں سے ممتاز ہو جاتا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی جب آپ مسجد سے باہر تشریف لائے تو میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ بچے آپ کے سامنے آئے تو آپ ان میں سے ہر ایک کے رخسارے پر اپنے ہاتھ مبارک پھیرنے لگے۔ میرے رخسارے پر بھی آپ نے ہاتھ پھیرا۔

فَوَجَدْتُ لِيَدِهٖ بَرْدًا وَرِيحًا كَاَنَّمَا اَخْرَجَهَا مِنْ جُوْنَةِ عَطَّارٍ۔

(مسلم شریف ص ۲۵۶)

تو میں نے آپ کے دستِ مبارک کی ٹھنڈک اور خوشبو ایسی پائی کہ گویا آپ نے اپنا ہاتھ عطار کے صندوقچہ سے نکالا ہے۔

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

مَا مَسَسْتُ دِیْبَاجَۃً وَّلَا حَرِیْرًا اَلْیَنَ مِنْ کَفِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْکًا وَّلَا عَنْبَرَۃً اَطْیَبَ مِنْ رَائِحَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (بخاری ص ۲۶۴/۱)	کہ میں نے کسی ریشم اور دیبا کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے کف دست سے نرم نہیں پایا اور نہ کسی مشک و عنبر وغیرہ خوشبو کو آپ کی خوشبو سے بڑھ کر پایا۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

کُنْتُ اُصَافِحُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ لَمَسَ جِلْدِیْ جِلْدَہٗ فَاتَعَرَّفُہٗ بَعْدَ فِیْ یَدِیْ وَ اِنَّہٗ لَاَطْیَبُ رَائِحَۃً مِّنَ الْمِسْکِ۔ (مواہب لدنیہ ص ۱۸۳/۱)	میں حضور صلے اللہ سے مصافحہ کرتا یا میرا جسم آپ کے جسم مبارک کو مَس کرتا تو میں خوشبو محسوس کرتا اور آپ کی خوشبو مشک سے زیادہ خوشبودار تھی۔

Marfat.com

جب آگئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
۲-
جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

۲- شرح

اس شعر میں واضح فرمایا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نگاہ تلطف سے کتنا نوازا کسے نوازا۔

آدم علیہ السلام

(۱) جب حضرت آدم علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو اپنے کیے پر بہت پشیمان ہوئے اور طرح طرح کی دنیوی مشقتیں جھیلیں۔ چنانچہ مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر تشریف لائے تو تین سو سال سر جُھکائے اشکِ ندامت بہاتے رہے اور آسمان کی جانب سر نہ اُٹھایا۔ مسعودی فرماتے ہیں کہ اگر تمام رُوئے زمین کے رہنے والوں کے آنسو جمع کیے جائیں تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کے آنسوؤں کے مقابلے میں کم ہی نکلیں گے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے آنسو سے عود۔ رطب۔ زنجبل۔ صندل اور طرح طرح کی خوشبوئیں پیدا فرمائیں۔ اور حضرت حوا کے آنسو سے لونگ دجائفل وغیرہ پیدا فرمائے بعد ازاں حق تعالےٰ نے کلمات الہام فرمائے۔ جن کی وجہ سے ان کی توجہ قبول ہوئی اور وہ کلمات نام نامی اسم گرامی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے۔

۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! آدم علیہ السلام ہند میں اتارے گئے ان کو وحشت ہوئی، جبریل امین علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے یوں اذان کہی، اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ دو بار کہا، اشہد ان محمد رسول اللہ دو بار آدم علیہ السلام نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا

Marfat.com

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں۔ جبریل امین نے کہا یہ آپ کی اولاد میں آخری نبی ہیں۔
(خصائص کبریٰ ص۱۲ فتاویٰ حدیثیہ ص۱۵۶)

فائدہ اب بھی اذان میں وہی تاثیر ہے کہ غمزدوں کو سنائی جائے تو غم ٹل جاتے ہیں۔ درمختار میں باب الاذان میں اذان کہنا سنت پر ایک جامع شعر لکھا کر ؎

فَرْضُ الصَّلٰوۃِ وَفِیْ اَذَانِ الصَّغِیْر — وَقْتِ الْحَرِیْقِ وَلِلْحَرْبِ الَّذِیْ وَقَعَا
خَلْفَ الْمُسَافِرِ وَالْغِیْلَانِ اِنْ ظَهَرَتْ — فَاحْفَظْ سَتٍ مِّنَ الَّذِیْ قَدْ شَرَعَا
وَ زِیْدُ اَرْبَعَ دِرْهَمٍ وَذُوْ غَضَبٍ — مُسَافِرٍ ضَلَّ فِیْ قَفْرٍ وَمَنْ صَرَعَا

(۱) اذان پنجگانہ کے وقت (۲) نومولود کے کان میں (۳) آگ لگنے کے وقت (۴) جنگ کے وقت (۵) مسافر کے پیچھے (۶) جن کے اثر والے پر) (۷) غصہ والے پر (۸) مسافر بھول جائے تو (۹) مرگی والے پر (۱۰) غم دور کرنے کے لیے

فائدہ اس مسئلہ کی مزید توضیح و تحقیق امام احمد رضا قدس سرہ کا رسالہ ایذان الاجر اور ان کے طفیل فقیر نے رسالہ لکھا ہے اذان بر قبر کا مطالعہ کیجئے۔

سُنّت صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت عبداللہ بن عمر و حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین کی روایات بار بار مذکور ہوتی ہیں کہ ان کا پاؤں مفلوج ہو گیا تو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمِ گرامی زبان پر لانے سے انہیں شفا ملی۔

اس موضوع پر فقیر کی ایک تصنیف ہے " شہد سے میٹھا نام محمد" صرف تبرکاً ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔ حضرت عارف رومی قدس سرہ نے مثنوی شریف میں لکھا کہ

؎

۱۔ بود در انجیل نامِ مصطفیٰ — آں سرِ پیغمبراں بحرِ صفا

Marfat.com

۲۔ بُود ذکر حلیہ ہا دشکل اُو بود ذکر غز و صوم و اکل اُو
۳۔ طائفہ نصرانیاں بہر ثواب چوں رسیدندے بداں نام وخطاب
۴۔ بوسہ دادندے بداں نام شریف رو نہادندے بداں وصف لطیف
۵۔ نسل ایشاں نیز ہم بسیار شُد نور احمد ناصر آمد یار شُد
۶۔ واں گروہ دیگر از نصرانیاں نور احمد داشتندے مُستہاں
۷۔ مستہان خوار گشتند آں فریق گشتہ محروم از خود و شرط طریق
۸۔ ہم محیط دین شان و حکم شان از پئے طور ماماۓ کژ بیاں
۹۔ نام احمد چُوں چنیں یاری کند تاچہ نورش چوں مددگاری کند
۱۰۔ نام اُو احمد حصارے شد حصیں تاچہ باشد ذات آں روح الامین

ترجمہ :۔ ۱۔ انجیل میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک درج تھا۔ وہ مصطفےٰ جو پیغمبروں کے سردار اور بحر صفا ہیں۔

۲۔ نیز آپ کے اوصافِ جسمانیہ شکل وشمائل جہاد کرنے، روزہ رکھنے اور کھانے پینے کا حال بھی درج تھا۔

۳۔ عیسائیوں کی ایک جماعت جب اس نامِ پاک اور خطاب مبارک پر پہنچی تو وہ لوگ بغرض ثواب اس نام شریف کو بوسہ دیتے اس ذکر مبارک یہ بطور تبرک چومنے کو سمجھتے تھے۔

۴۔ ان کی نسل بڑھی حضور علیہ السّلام کا نور مبارک ان کا ناصر و مددگار ہوا۔

۵۔ ایک گروہ نصرانی بدبخت بھی تھا۔ جو حضور علیہ السّلام کے نور سے پیار نہیں کرتے بلکہ گستاخ تھے۔

۶۔ وہ ذلیل وخوار ہوئے اور راہ حقیقی سے بھی محروم رہے۔

۷۔ یہ ساری نحوست ان کی غلط بیانی اور غلط روی سے ہوئی۔

Marfat.com

۸۔ جب حضور علیہ السلام کا نام مددگاری کرتا ہے تو آپ کے نور کی مدد کا کیا مرتبہ ہوگا۔

۹۔ جب آپ کا نام حصار اور مضبوط قلعہ ہے تو پھر آپ کی ذات کا کیا کہنا۔

انتباہ یہ مضمون قرآنی آیت وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ سے مؤید ہے۔ تفصیل دیکھئے (شہد سے میٹھا نام محمد)

۳۔ **ایک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا**
تم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں۔

حل لغات آزار (فارسی مذکر) دکھ، تکلیف، بیماری

۳۔ شرح ہمارا دل اور اس کے دکھ درد کوئی اتنا بڑا کام نہیں کہ اے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے اس کا علاج نہ ہو سکے آپ کا کمال تو مشہور ہے کہ آپ نے چلتے پھرتے مردے زندہ فرما دیئے۔ یعنی جو کفر و شرک کے باعث مُردوں سے بھی بدتر تھے آپ نے انہیں ایمان وایقان کی روح عطا فرما کر زندہ فرما دیا۔

مردوں کو زندہ کرنا (۱) امام بیہقی نے دلائل النبوت میں روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دعوتِ اسلام دی۔ اس نے جواب دیا کہ میں آپ پر ایمان نہیں لاتا۔ یہاں تک کہ میری بیٹی زندہ کی جائے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کی قبر دکھا۔ اس نے آپ کو اپنی بیٹی کی قبر دکھائی تو آپ نے اس لڑکی کا نام لے کر پکارا۔ لڑکی نے قبر سے نکل کر کہا لَبَّيْكَ

Marfat.com

وَسَعْدَيْكَ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو پسند کرتی ہے کہ دنیا میں پھر آجائے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! قسم ہے اللہ کی میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنے والدین سے بہتر پایا اور اپنے آخرت کو دنیا کو اچھا پایا (مواہب لدنیہ)

۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْحَجُوْنَ كَئِيْبًا حَزِيْنًا فَاَقَامَ بِهَا مَاشَاءَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ رَجَعَ مَسْرُوْرًا قَالَ سَاَلْتُ رَبِّيْ فَاَحْيَا لِيْ اُمِّيْ فَاٰمَنَتْ بِيْ ثُمَّ رَدَّهَا (رواہ الطبرانی فی الاوسط)

امام طبرانی نے معجم اوسط میں ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بموقع حج الوداع کے حجون قبرستان مکہ معظمہ زاداللہ شرفا وتکریما میں نزول فرمایا۔ درآں حالیکہ حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام بے حد غمگین وحزین تھے، آپ نے کچھ عرصہ تک وہاں اقامت اختیار کی جس قدر خداوند کریم کو منظور تھی۔ پھر جناب رسالت مآب علیہ التحیتہ والصلوٰۃ نہایت خوش و خرم میرے پاس تشریف لائے۔ فرمایا اے عائشہ میں نے اپنے پاک پروردگار سے سوال کیا اس نے اپنے فضل وکرم سے میری والدہ ماجدہ کو زندہ کر دیا، اس نے میری نبوت ورسالت کی دعوت کو تسلیم کر لیا۔ پھر فوت ہوگئیں۔ مواہب لدنیہ صہ ۳۳ ماثبت ما السنتہ صہ ۳۷ التعظیم والمنۃ للسیوطی)

۳۔ تفسیر روح البیان صہ ۴۷ ج ۱ میں الامام الشیخ مولانا اسمٰعیل صاحب حقی مصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

ذُكِرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكٰى بُكَاءً شَدِيْدًا عِنْدَ قَبْرِ اُمِّهٖ وَغَرَسَ شَجَرَةً يَابِسَةً قَالَ اِنْ اَخْضَرَتْ فَهُوَ عَلَامَةٌ لَا مَكَانَ اِيْمَانِهِمَا فَاخْضَرَتْ ثُمَّ خَرَجَا مِنْ قَبْرِهٖ

Marfat.com

بِبَرَکَۃِ دُعَاءِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَسْلَمَا وَاَرْتَحلاً ۔

مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ بارک وسلم نے اپنی والدہ شریفہ کی قبر گرامی پر بے حد گریہ زاری کی۔ اور ایک خشک درخت لے کر والدہ ماجدہ کی قبر کے نزدیک زمین میں گاڑ دیا اور اپنے قلب گرامی میں گمان کیا۔ اگر یہ درخت قدرت ربانی سے سرسبز و شاداب ہوگیا۔ تو یہ میرے والدین شریفین کے قبول اسلام کی علامت ہوگی، پھر وہ درخت خدا کی قدرت سے فوراً ہرا بھرا ہوگیا۔ اور حضور پُرنور کے والدین گرامی حضور پُرنور کی دُعا سے زندہ ہوگئے اور دعوت اسلام حقانی کی قبول کرنے کے بعد وفات پاگئے۔

مجدد مائۃ عاشر حضرت امام جلال الدین سیوطی نور اللہ مرقدہٗ الدرج المنیفہ ص بعد ذکر حدیث ہذا رقم طراز ہیں کہ روایت کیا اس حدیث شریف کو خطیب بغدادی نے کتاب السابق واللاحق میں اور محدث دارقطنی اور ابن عساکر نے غرائب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں اور امام محدث ابوحفص بن شاہین نے کتاب الناسخ والمنسوخ میں اور محب طبری نے سیرت نبوی میں امام سہیلی نے روض الانف میں اور امام قرطبی نے تذکرہ میں اور ابن منیر اور فتح الدین الدمشقی نے اور دوسرے اہل علم حضرات نے جیسے صلاح الدین صفدی اور حافظ شمس الدین ابن ناصر الدین دمشقی نے اپنے ابیات میں ذکر کیا ہے۔

وَجَعَلُوْہُ نَاسِخًا لِمَا خَالَفَہٗ مِنَ الْاَحَادِیْثِ مُتَاخِرِہٖ وَلَمْ یُبَالُوْا لِضُعْفِہٖ لِاَنَّ الْحَدِیْثَ الضَعِیْفَ یَعْمَلُ فِی الْفَضَائِلِ وَالْمَنَاقِبِ ۔

اور اس حدیث شریف کی دوسری تمام مخالف حدیثوں کے لیے ناسخ قرار دیا ہے، اور اس بارہ میں ضعف اسناد کی کچھ پرواہ نہیں کی، کیونکہ جمہور

Marfat.com

علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے نزدیک فضائل اور مناقب میں ضعیف احادیث پر عمل کرنا جائز ہے۔

سید احمد حموی شارح الاشباہ والنظائر ص ۲۵۳ میں لکھتے ہیں کہ
فَاِنْ قُلْتَ الْحَدِیْثُ الَّذِیْ وَرَدَ فِیْ اِحْیَائِہِمَا مَوْضُوْعًا قُلْتُ زَعَمَہٗ بَعْضُ النَّاسِ اِلَّا اَنَّ الصَّوَابَ اِنَّہٗ ضَعِیْفٌ وَلَقَدْ قَالَ الْحَافِظُ نَاصِرُ الدِّیْنِ الدِّمَشْقِیُّ حَیْثُ قَالَ ؎

حَبَا اللّٰہُ النَّبِیَّ مَزِیْدَ فَضْلٍ عَلٰی فَضْلٍ وَکَانَ بِہٖ رَؤُفًا
فَاَحْیَا اُمَّہٗ وَکَذَا اَبَاہُ لِاِیْمَانٍ بِہٖ فَضْلًا لَطِیْفًا
فَسَلِّمْ فَالْقَدِیْمُ بِہٖ قَدِیْرٌ وَاِنْ کَانَ الْحَدِیْثُ بِہٖ ضَعِیْفًا

۴۔ حافظ ابونعیم نے کعب بن مالک کی روایت سے نقل کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے، اور آپ کا چہرہ متغیر پایا۔ اس لیے وہ اپنی بیوی کے پاس واپس آئے اور کہنے لگے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر دیکھا ہے۔ میرا گمان ہے کہ بھوک کے سبب سے ایسا ہے کیا تیرے پاس کچھ موجود ہے؟ بیوی نے کہا اللہ کی قسم! ہمارے پاس یہ بکری اور کچھ بچا ہوا توشہ ہے۔ پس میں نے بکری کو ذبح کیا، اور اس نے دانے پیس کر روٹی اور گوشت پکایا۔ پھر ہم نے ایک پیالہ میں ثرید[۱] بنایا۔ پھر میں اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گیا۔ آپ نے فرمایا اے جابر اپنی قوم کو جمع کر لو۔ میں ان کو لے کر آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے فرمایا،

---

[۱] ایک قسم کا کھانا ہے جو روٹی کے ٹکڑوں کو گوشت کے شوربے میں تر کرنے سے تیار ہوتا ہے۔

Marfat.com

ان کو میرے پاس جدا جدا جماعتیں بنا کر بھیجتے رہو۔ اس طرح وہ کھانے لگے۔ جب ایک جماعت سیر ہو جاتی تو وہ نکل جاتی اور دوسری آتی۔ یہاں تک کہ سب کھا چکے اور پیالے میں جتنا پہلے تھا اتنا ہی بچ رہا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ کھاؤ اور ہڈی نہ توڑو پھر آپ نے پیالے کے وسط میں ہڈیوں کو جمع کیا، اور ان پر اپنا مبارک ہاتھ رکھا۔ پھر آپ نے کچھ کلام پڑھا جسے میں نے نہیں سُنا۔ ناگاہ وہ بکری کان جھاڑتی اٹھی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا۔ اپنی بکری لے جا۔ پس میں اپنی بیوی کے پاس آیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بڑے عقل سے نوازا۔ آپ کو رؤف کا خطاب بخشا۔ اپنی ماں اور باپ کو زندہ فرمایا تاکہ ان پر مزید لطف و فضل ہو۔ یہ مسلم ہے کیونکہ اللہ قادر ہے اگرچہ یہ معجزہ حدیث ضعیف سے ثابت ہے۔

اس معجزہ کے مزید حوالہ جات

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے والدین کو زندہ کیا

یہاں تک کہ وہ حضرت پر ایمان لائے۔ کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۳، خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۸۵ وجواہر البحار ج ۱ ص ۲۸۱ عنہ، وجواہر البحار ج ۲ ص ۷، از ابن حجر مکی۔ وص ۳۶۹، از جمل، وتسعہ رسائل سیوطی۔ تذکرہ امام قرطبی۔ ومختصر تذکرہ قرطبی للشعرانی اخبار الاخیار ص ۱۳۵۔ شمول الاسلام لاعلحضرت در رسالہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔ تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۶۰ تحت آیت اِنَّ اللّٰہَ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ج ۴ ص ۳۷۳۔

فائدہ حضور علیہ السلام کے والدین کریمین کے ایمان کے متعلق دیکھئے امام احمد رضا کی تصنیف شمول الاسلام۔ ان کے فیض سے فقیر کی

Marfat.com

کتاب "ابوین مصطفٰے" لکھی جو خوب ہے۔

وہ بولی یہ کیا ہے؟ میں نے کہا، اللہ کی قسم یہ ہماری بکری ہے۔ جسے ہم نے ذبح کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے دعا مانگی۔ پس اللہ نے اسے زندہ کر دیا۔ یہ سُن کر میری بیوی نے کہا۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (خصائص کبریٰ ص ۶۷ ج ۲)

فائدہ تاریخ الخمیس میں ہے کہ آپ نے حضرت جابر کے دو بیٹے بھی زندہ فرمائے۔

۵۔ غزوۂ خیبر کے بعد سلام بن مشکم یہودی کی زوجہ نے بکری کا زہر آلود گوشت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ بھیجا۔ آپ اس میں سے بازو اٹھا کر کھانے لگے۔ وہ بازو بولا کہ مجھ میں زہر ڈالا گیا ہے۔ وہ یہودیہ طلب کی گئی تو اس نے اعتراف کیا کہ میں نے اس گوشت میں زہر ملایا ہے۔

فائدہ یہ معجزہ مُردے کے زندہ کرنے سے بھی بڑھ کر ہے۔ کیونکہ یہ میت کے ایک جزو کا زندہ کرنا ہے حالانکہ اس کا بقیہ جو اس سے منفصل تھا مردہ ہی تھا۔

انتباہ بکری کے زہر کی پہلے خبر نہ دینا یہودیوں کو اپنی نبوت کی تصدیق کے لیے تھا کہ میں وہی آخر الزمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوں جس کا ذکر تمہاری کتابوں میں ہے۔ لو دیکھ لو میرے ساتھ تمہارا زہر آلود گوشت گفتگو کر رہا ہے۔ مزید تحقیق فقیر نے اپنی غایۃ المامول فی علم الرسول میں لکھ دی ہے۔

۶۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے بھی مردے زندہ ہو گئے۔ چنانچہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک جوان نے وفات

Marfat.com

پائی۔ اس کی ماں اندھی بڑھیا تھی۔ ہم نے اس جوان کو کفنا دیا۔ اور اس کی ماں کو پُرسہ دیا۔ ماں نے کہا، کیا میرا بیٹا مر گیا ہے۔ ہم نے کہا ہاں۔ یہ سُن کر اس نے دعا کی یا اللہ تجھے معلوم ہے کہ میں نے تیری طرف اور تیرے نبی علیہ السلام کی طرف اس امید پر ہجرت کی کہ تو میری ہر مشکل میں مدد کرے گا۔ اس مصیبت سے مجھے تکلیف نہ دے۔ ہم وہیں بیٹھے تھے کہ اس نوجوان نے اپنے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور کھانا کھایا ہم بھی اس کے ساتھ کھانے میں شامل تھے۔ (مواہب لدنیہ)

فائدہ یہ مردوں کو زندہ کرنے کا کام آپ کی امت کے اولیاء کرام سے بھی بکثرت ثابت ہے۔ سیدنا غوثِ اعظم سے بے شمار واقعات مشہور ہیں۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب بڑھیا کا بیڑا اور غوث اعظم۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

> ان کے نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو
> ۴۔ جب یاد آ گئے ہیں سب غم بھلا دیئے

حل لغات نثار کوئی شے صدقے کے طور کسی کے سر پر بکھیرنا نچھاور کرنا۔ صدقے قربان۔ غم بھلا دیئے۔ ماضی۔ یعنی غم غلط کر دیئے یعنی دل بہلائے اور راحت و خوشی سے بدل دیا۔

۴۔ شرح آپ پر قربان جاؤں کہ آپ کی کتنی رحمت و شفقت وسیع ہے کہ کوئی کتنا ہی بڑے دکھ درد اور رنج و الم میں ہو آپ کا نام پاک زبان پہ آنے کی دیر ہے تمام غم اور دکھ درد بھول جاتے ہیں،

Marfat.com

فداہ ابی وامی ان کے نثار کہہ کر امام اہلسنت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت پر عمل کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت تھی کہ جب حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسمِ گرامی زبان پر لاتے تو کہتے "فداہ ابی وامی"۔

غم ٹال وظیفہ اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے دکھ درد اور مصائب ومشکلات ٹالنے کا بہترین وظیفہ بتایا ہے۔ قرآن مجید کی آیت صلوٰۃ وسلام بھی اس کی قوی دلیل ہے۔ چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

احادیث مبارکہ (۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو کوئی صلی اللہ علیٰ سیدنا محمد کا ورد کرے تو اس کی برکت سے اُس کے دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں اور قسم ہے حق تعالیٰ کی کہ اس سے لوگ محبت اس لیے محبت کریں گے کہ وہ حق تعالیٰ کا محبوب ہوگا۔ اسی طرح دوسری روایت میں حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص صلی اللہ علیٰ سیدنا محمد کا ورد کرے اس کا قلب نفاق سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے پانی سے کپڑا۔ (کتاب الصلوٰۃ والبشر)

(۲) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تم کسی مجلس میں بیٹھے ہوئے پڑھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم صلی اللہ علیٰ سیدنا محمد تو اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کا ایک ایسا فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو تمہاری غیبت سے روکے گا۔ (کتاب مذکور)

(۳) علامہ شیخ حقی نازلی علیہ الرحمۃ نے خزینۃ الاسرار مطبوعہ مصر ص۱۸۱ میں یوں روایت کی۔

Marfat.com

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِی الدُّنْیَا مَنْ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً نَادَاہُ مَلَکٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا فُلَانُ لَمْ تَسْقُطْ لَکَ حَاجَۃٌ اِلَّا قُضِیَتْ۔	ابن ابی الدنیا محدث علیہ الرحمۃ نے حدیث روایت کی ہے کہ جس شخص نے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ ستر بار کہا۔ فرشتہ اُسے پکارتا ہے۔ اے فلاں تجھ پر بھی رحمت۔ تیری ہر حاجت پوری کی جائے گی ۔

حکایت

ایک عورت نے اپنے لڑکے کو اس کی موت کے بعد خواب میں دیکھا کہ اُسے عذاب ہو رہا ہے۔ اس سے سخت غمگین ہوئی۔ پھر دیکھا اس کے بیٹے کو نور رحمت سے نوازا جا رہا ہے۔ اس کی وجہ پوچھی تو بیٹے نے کہا کہ قبرستان سے کوئی شخص گزرا ہے جس نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب قبرستان والوں کو بخشا ہے اس سے مجھے بھی حصہ ملا ہے اس کی برکت یہی حال ہے جو تُو نے دیکھ لیا۔ (روح البیان پ ۲۲ آیۃ صلوۃ وسلام)

حکایت

مولانا شمس الدین کیشی کے علاقے میں ایک دفعہ وبا کا حملہ ہوا تو انہیں خواب میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کوئی ایسی دعا فرمائیے جس کی برکت سے وبا دفع ہو۔ آپ نے مذکورہ بالا درود شریف بتا کر فرمایا۔ جو شخص اسے پڑھے گا طاعون اور وباء سے محفوظ رہے گا۔

(روح البیان پ ۲۲ آیۃ مذکورہ)

Marfat.com

اگر ز آفت دوران شکستہ حال شوی
امان طلب ز جناب مقدس نبوی
وگر سہام حوادث ترا نشانہ کند
پناہ بر حصار طلب درودِ مصطفوی

ترجمہ:۔ اگر دورِ زمانہ کی آفت سے تم شکستہ حال ہوئے ہو تو جناب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ تلاش کرو اگر تمہیں حوادثِ زمانہ نے اپنے تیر کا نشانہ بنایا ہے تو درود مصطفوی کے حصار سے پناہ ڈھونڈو۔

فائدہ وہ درود شریف جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مولانا کیشی مرحوم کو سکھایا مندرج ذیل ہے اور روح البیان پ ۲۲ آیۃ صلوٰۃ والسّلام کے ماتحت مذکور ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ دَاءٍ وَّ دَوَاءٍ

۵۔ ہم سے فقیر بھی اب پھیری کو اٹھتے ہوں گے
اب تو غنی کے در پر بستر جما دیئے ہیں۔

حل لغات ہم سے ہمارے جیسے پھیری طواف۔ چکر۔ گشت جما دے سے ماضی از جما دینا۔ جمانا بمعنی چسپاں کرنا۔ ٹھاننا مضبوط کرنا۔ ترتیب سے لگانا۔ ڈال دینا۔

۵۔ شرح ہمارے جیسے گدا اپنے وقت پر جالی مبارک یا قدین کی طرف یا ریاض الجنۃ کی جانب سے بارگاہِ حبیب

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم حاضری کے لیے اٹھتے ہیں اور چند لمحات کے بعد واپس چلے جاتے ہیں لیکن ہم نے اب سے دل میں ٹھان لی ہے کہ بس درِ اقدس پر بستر لگا دینا ہے یعنی در پر پڑے رہیں گے واپسی کا نام تک نہ لیں گے۔

اوقاتِ حاضری حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مزار اقدس کے دروازے کے لیے زائرین کے لیے گیارہ بجے کے بعد عموماً بند ہو جاتے ہیں۔ سوائے رمضان المبارک کے پچھلے دن یا کبھی کبھی پورا مہینہ پھر صبح کو تہجد کی اذان کے وقت کھلتے ہیں تو اس وقت عشاق کی حاضری کا نظارہ دیدنی ہوتا ہے بعض تو اسی وقت دروازے کے کھلنے کے لیے گھنٹوں پہلے آ کر بیٹھ جاتے ہیں اس کے بعد سارے دن تا شب دس بجے کے دوران بھی زائرین جالی اقدس کے سامنے حاضری کے اوقات اپنے طور مقرر کر لیتے ہیں اسی کو امام اہلِ سنّت نے پہلے مصرعہ میں ادا فرمایا ہے۔ دوسرے میں مصرعہ میں فرمایا کہ پھیری کو اٹھنا تو عام بات ہے۔ عاشق کامل تو بستر ہی درِ اقدس پہ جما کر بیٹھ جاتا ہے ایسے عشاق کو ہم نے دیکھا کہ قدمین شریفین کی طرف پڑے ہیں یا ریاض الجنۃ کی شرقی دیوار کے قریب بیٹھے ہیں غرضیکہ عاشقانِ کا تبین کی ترجمانی کسی دوسرے شاعر نے یوں کی ہے ؎

دن کو پھروں گلیوں میں مانگتا

اور رات بھر رہوں درِ سرور کے سامنے

Marfat.com

آنے دو یا ڈبو دو اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی لنگر اٹھا دیئے ہیں۔

حل لغات ڈبو دو از ڈبونا بمعنی غرق کرنا۔ برباد کرنا۔ بنی ہوئی بگاڑنا
لنگر اٹھا دیئے از لنگر اٹھانا کشتی جہاز کا چلتا کرنا۔

شرح ہم تو اے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ہاں حاضری کا عزم کر چکے ہیں اور آپ کی جانب روانگی سے قبل جہاز کو چلتا کر دیا۔ اب آپ کی مرضی پر ہے غلاموں کو حاضر ہونے دو یا غرق کر دو۔

اس شعر میں یہ عقیدہ ظاہر فرمایا ہے کہ خود کو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کر دے گویا اس شعر کا مصداق بن جائے ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را
تو دانی حساب کم و بیش را

میں نے خود کو آپ کے سپرد کیا ہے اس لیے کہ آپ ہی کمی بیشی کو خوب جانتے ہیں اس لیے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نائب خدا و خلیفۂ اعظم ہیں۔ علاوہ ازیں ہر امتی کے براہِ راست مرشد ہیں تو مرید کا کام ہے کہ اپنا ہر معاملہ مرشد کے سپرد کرے۔

قرآن مجید! "وَ یُزَکِّیْہِمْ" جیسی آیات سے فقیر پہلے بھی دلائل سے ثابت کر چکا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک امتی کا تزکیہ فرماتے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ملاتے ہیں اور یہ سلسلہ تاقیامت جاری رہے گا۔

Marfat.com

اس کے چند شواہد بھی قائم کیئے۔

امام احمد رضا قدس سرہ براہ راست حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنا مرشد و رہبر بتاتے ہیں اور جن اولیاء کرام کو ہم اپنا مرشد و رہبر بناتے ہیں یہ حضرات حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نائبین ہیں یہ ایسے ہے جیسے سابقہ امم میں حقیقتاً نبوت تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جاری تھے۔ دوسرے انبیاء علیہم السلام آپ کے نائبین و خلفاء تھے۔

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

اِنَّ اَکْرَمَ خَلِیْفَۃَ اللّٰہِ	اللہ تعالیٰ کے سب سے
اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	بڑے خلیفہ حضور علیہ الصلوٰۃ
وَآلِہٖ وَسَلَّمَ (رواہ البیہقی)	والسلام ہیں۔

یہ قاعدہ ہے کہ جو مرید خود کو مرشد کے سپرد کر دے وہ ہر وقت کامیاب رہتا ہے۔

دولہا سے اتنا کہہ دو پیارے سواری روکو
مشکل میں ہیں براتی پُرخار بادیے ہیں ۷

حل لغات دولہا نیا شادی شدہ جوان۔ پیارا۔ عزیز از جان۔ براتی شادی کے جلوس والے۔ دولہا کے ساتھی
پرخار باء فارسی کا پیش بمعنی بھرا ہوا لبریز۔ پورا خار کانٹا۔ بادیے بادیہ کی جمع (فارسی مذکر) تانبے کا بڑا پیالہ۔ جنگل۔ بن۔ یہی معنی مراد ہیں۔

Marfat.com

شرح یہ شعر اس منظر کی طرف اشارہ کرتا ہے جو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو میدانِ حشر میں جب لیجایا جائے گا تو آپ مزارِ مبارک سے باہر تشریف لائیں گے تو آپ برات سوار کر کے روانہ ہوں گے تو ملائکہ کرام اور امت تمام بمنزلہ برات آپ کے ساتھ ہدایا و تحائف صلوٰۃ و سلام پیش کرتی ہو گی۔ فقیر ان روایات کو یہاں لکھتا ہے۔

دولہا کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ	سب سے پہلے میری قبر کھلے
الْأَرْضُ فَأَجْلِسُ جَالِسًا	گی، میں اپنی قبر میں بیٹھ جاؤں
فِي قَبْرِي فَيُفْتَحُ بَابٌ إِلَى	گا میرے سر کے بالمقابل آسمان
السَّمَاءِ بِحِيَالِ رَأْسِي	کی طرف ایک دروازہ کھولا
حَتَّى أَنْظُرَ إِلَى الْعَرْشِ	جائے گا یہاں تک کہ میں عرش کو
ثُمَّ يُفْتَحُ لِي بَابٌ مِنْ	دیکھ لوں گا، پھر میرے نیچے
تَحْتِي حَتَّى أَنْظُرَ إِلَى الْأَرْضِ	میرے لیے ایک دروازہ کھولا
السَّابِعَةِ حَتَّى أَنْظُرَ إِلَى	جائے گا یہاں تک کہ میں ساتوں
الثَّرَى ثُمَّ يُفْتَحُ بَابٌ	زمین دیکھ لوں گا حتیٰ کہ تحت الثریٰ
عَنْ يَمِينِي حَتَّى أَنْظُرَ إِلَى	تک میری نظر پہنچ جائے گی، پھر
الْجَنَّةِ وَمَنَازِلِ أَصْحَابِي	میرے دائیں طرف ایک دروازہ
وَأَنَّ الْأَرْضَ تَحَرَّكَتْ بِي	کھولا جائے گا، حتیٰ کہ میں جنت
فَقُلْتُ لَهَا مَا لَكِ أَيَّتُهَا	اور اپنے صحابہ کے مکانات دیکھ
الْأَرْضُ فَقَالَتْ إِنَّ رَبِّي	لوں گا۔ اور زمین مجھ سے حرکت کرے گی۔

Marfat.com

اَمَرَنِیْ اَنْ اَلْقِیَ مَا فِیْ جَوْفِیْ۔

میں اُسے کہوں گا اے زمین تجھے کیا ہو گیا ہے پس وہ جواب دے گی کہ میرے ربّ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میرے پیٹ میں جو کچھ ہے میں اُسے باہر نکال پھینکوں۔

(تفسیر مظہری ص ۲۲۸ ج ۱۰)

براتی ملائکہ کرام

مَا مِنْ یَوْمٍ یَطْلَعُ اِلَّا نَزَلَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلَائِکَۃِ حَتّٰی یَحُفُّوْا بِقَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَضْرِبُوْنَ بِاَجْنِحَتِہِمْ وَیُصَلُّوْنَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا اَمْسَوْا عَرَجُوْا وَھَبَطَ مِثْلُھُمْ فَصَنَعُوْا مِثْلَ ذَالِکَ حَتّٰی اِذَا انْشَقَّتْ عَنْہُ الْاَرْضُ خَرَجَ فِیْ سَبْعِیْنَ اَلْفًا مِنَ الْمَلَائِکَۃِ یَزِفُّوْنَ۔

(مشکوٰۃ باب الکرامات)

کوئی دن طلوع نہیں کرتا مگر اس میں ستّر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے بازو قبر پر پھیلا دیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب شام ہو جاتی ہے تو یہ فرشتے آسمان پر چلے جاتے ہیں اور اتنے ہی فرشتے دوسرے آجاتے ہیں اور صبح تک یہی کرتے رہتے ہیں اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جبکہ آپکی قبر کھلے گی اور آپ قبر سے برآمد ہوں گے اور ستر ہزار فرشتے ربّ کے محبوب کو بارگاہِ ربّ العزت میں لے جائیں گے۔

Marfat.com

۸۔ اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہو گا
رو رو کے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریا بہا دیئے ہیں

حل لغات اللہ تعجب کے وقت بولتے ہیں۔ واہ۔ آہا۔ اوہ۔ آہ۔

۸۔ شرح تعجب ہے کہ اب بھی دوزخ کی آگ ٹھنڈی نہیں ہو گی جبکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے امت کے غم میں رو رو کر آنسوؤں کے دریا بہا دیئے ہیں۔

گریہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت عبداللہ بن الشخیر روایت کرتے ہیں کہ ایک روز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور رونے کے سبب سے آپ کے شکم مبارک سے تانبے کی دیگ (کے جوش) کی مانند آواز آ رہی ہے (شمائل ترمذی)

۹۔ میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے دُرّ بے بہا دیئے ہیں

حل لغات قطرہ (عربی مذکر) بوند۔ بوند برابر۔ دُر۔ موتی بے بہا (فارسی) انمول۔ بہت قیمتی۔

Marfat.com

۹۔ شرح میرے کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اگر کسی نے بوند برابر یعنی بالکل معمولی خیرات مانگی تو آپ نے اس سائل کے لیے دولت کے دریا بہا دیئے بلکہ اُسے قیمتی اور انمول جوہر عطا فرمائے۔

جود و سخا اس شعر میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جود و سخا کا بیان ہے۔ فقیر نے اس کے متعلق شرح ہذا کے حصہ اول میں بہت کچھ لکھا ہے یہاں تبرکاً چند واقعات حاضر ہیں۔

حضور علیہ السلام کے خزانچی کا بیان حضرت بلال مؤذن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانچی تھے۔ ایک روز عبداللہ ہوازنی نے ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانہ کا حال پوچھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ نہ رہتا تھا۔ بعثت سے وفات شریف تک یہ کام میری تحویل میں تھا۔ جب کوئی ننگا بھوکا مسلمان آپ کے پاس آتا آپ مجھے حکم دیتے۔ میں کسی سے قرض لیتا اور چادر خرید کر اسے اڑھاتا اور کھانا کھلاتا۔

جود و سخا سے راحت ایک دفعہ ایک سائل آپ کی خدمت شریف میں آیا آپ نے فرمایا میرے پاس کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ تو مجھ پر قرض کرے۔ جب ہمارے پاس کچھ آجائے گا۔ ہم اسے ادا کر دیں گے۔ حضرت عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا نے آپ کو اس چیز کی تکلیف نہیں دی۔ جو آپ کی قدرت میں نہیں۔ حضرت عمر فاروق اعظم کی یہ بات حضور علیہ السلام کو پسند نہ آئی۔ انصار میں سے ایک شخص بولا یا رسول اللہ عطا کیجئے اور عرش کے مالک سے تقلیل کا خوف نہ کیجئے۔ یہ سن کر آپ نے تبسم فرمایا۔

Marfat.com

اور آپ کے روئے مبارک پر تازگی پائی گئی۔ فرمایا۔ اسی کا امر کیا گیا ہو (ترمذی)

عباس رضی اللہ عنہ

حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بحرین سے مال لایا گیا اور زیادہ سے زیادہ مال تھا جو آپ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو مسجد میں ڈال دو۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اس مال کے پاس بیٹھ گئے اور تقسیم فرمانے لگے۔ ان کے چچا حضرت عباس آپ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے یا رسول اللہ مجھے اس مال میں سے دیجئے۔ کیونکہ جنگِ بدر کے دن میں نے فدیہ دے کر اپنے آپ کو اور عقیل بن ابی طالب کو آزاد کرایا تھا۔ آپ نے فرمایا لے لو۔ حضرت عباس نے دونوں ہاتھوں سے اپنے کپڑے میں ڈال لیا۔ پھر اٹھانے لگے تو نہ اٹھا سکے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کسی سے فرمادیں کہ اٹھا کر مجھ پر رکھ دے آپ نے فرمایا کہ میں کسی سے اٹھانے کو نہیں کہتا۔ حضرت عباس بولے آپ خود اٹھا کر مجھ پر رکھ دیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں بھی نہیں اٹھاتا پس حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ گرا دیا۔ پھر اُسے اپنے کندھے پر اٹھا لیا۔ اور روانہ ہوئے۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہو گئے۔ (بخاری شریف)

یہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ طمع وحرص دنیوی سے نہ تھا بلکہ آپ کثیر العیال تھے۔ اسی لیے چاہتے کہ جتنا زیادہ لے جائیں گے عیال کو فائدہ ہوگا۔

فائدہ

کسی بزرگ نے آپ کی سخاوت اور جود و کرم کو ایک شعر میں بیان فرمایا ہے ؎

نرفت بزبان مبارکش ہرگز
مگر در اشہد ان لا الٰہ اِلاَّ اللہ

Marfat.com

سوائے کلمہ شہادۃ کے کبھی لَا (نہ) آپ کی زبان اقدس سے نہ نکلا جو شخص بھی آپ سے کوئی شے مانگتا تو آپ نہ نہ فرماتے۔ اگر وقت پر وہ شے موجود نہ ہوتی تو سکوت فرماتے یا اس کی دلجوئی فرماتے بسا اوقات یہ بھی فرما دیتے کہ میرے نام پر قرض لے لیں اسے ادا کروں گا۔

فائدہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو جو مال دیا تھا بروایت ابنِ ابی شیبہ ایک لاکھ درم تھا۔

دریا بہا دیئے (۱) ترمذی کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نوے ہزار درہم آئے اور چٹائی پر رکھے گئے آپ نے سب تقسیم فرما دیئے اور کسی سائل کو رد نہ کیا یہاں تک کہ کچھ باقی نہ رہا۔

۲۔ جب جنگِ حنین فتح فرمائی مال کثیر ہاتھ آیا آپ نے ایک ایک بدوی کو سَو سَو اونٹ اور ہزار ہزار بکریاں عطا فرمائیں۔

۳۔ اسی دن صفوان بن امیہ نامی ایک شخص کو حضور نے سو بکریاں عطا فرمائیں پھر سَو اور عطا فرمائیں۔

۴۔ امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ روزِ حنین آپ نے صفوان کو ایک وادی عطا فرمائی کہ اونٹ اور بکریوں سے بھری ہوئی تھی پس صفوان نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس امر پر کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر جود و عطا میں کوئی نہیں۔

۵۔ ابی سفیان یہ سُنکر حضور کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ آج کے روز قریش میں سب سے زیادہ مالدار آپ ہی ہیں۔ مجھ کو بھی اس مال سے کچھ عطا فرمایئے آپ نے تبسّم فرمایا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم کیا کہ

Marfat.com

چالیس⁴ اوقیہ چاندی اور سو اونٹ اس کو دیے پھر سفیان نے کہا کہ میرے لڑکے یزید کا بھی حصہ دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ اس کو بھی عطا فرمائے پھر سفیان نے عرض کی میرے لڑکے معاویہ کا بھی حصہ دیجئے حکم فرمایا کہ اس کو بھی چالیس اوقیہ چاندی اور سو اونٹ دیئے جائیں۔ پس ابی سفیان نے عرض کی خدا کی قسم میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ زمانۂ جنگ و زمانۂ آشتی دونوں میں کریم ہیں خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عنایت فرمائے۔

۷۔ صاحب مواہب لدنیہ تحریر فرماتے ہیں کہ یوم فتح حنین کے دن جو مال آپ نے لوگوں کو عطا فرمایا وہ حساب سے پانچ سو ہزار تھا محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ تو پانچسو ہزار تھا اگر ہزار دو ہزار ہوتا تو بھی آپ اس کو اسی طرح لوگوں کو عطا فرما دیتے اور کسی کو محروم نہ فرماتے کہ آپ کا جود و نوال حصر و اندازہ سے باہر تھا ؎

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

بیشک آپ کے جود سے دنیا و آخرت ایک معمولی حصہ ہے اور آپ کے علوم میں لوح و قلم کا علم ایک جزو ہے۔

بخاری شریف میں ہے کہ بحرین سے بہت مال آیا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسجد میں ڈال دو۔ مال کی طرف ذرہ بھی توجہ نہ فرمائی۔ نماز سے فراغت کے بعد تشریف لائے اور تمام مال اسی وقت تقسیم کر دیا۔ غرضیکہ جس طرح ممکن ہوتا آپ صدقات و خیرات و عطیات فرماتے باوجودیکہ اپنا یہ حال تھا دو دو ماہ تک گھر میں کھانا نہ ہوتا آپ۔ شکم مبارک پہ پتھر باندھتے

Marfat.com

یاد رہے کہ آپ کا یہ فقر و فاقہ اختیاری تھا۔ (تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب

اَلْبَشَرِیَّۃُ لِتَعْلِیْمِ الْاُمَّۃِ

۸۔ حدیث شریف میں ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَللّٰہُ اَجْوَدُ وَجَوَّادٌ اَنَا اَجْوَدُ" اللہ تعالیٰ سخیوں کا سخی ہے پھر میں تمام مخلوق میں بڑا سخی ہوں۔

عادت سخاوت اگر آپ کا قرض کسی پر آتا تو اسے معاف فرما دیتے۔ بسا اوقات آپ اشیاء خریدتے اور قیمت دینے کے بعد ہی اس چیز کو بھی دینے والے کو عنایت فرما دیتے۔ اور کبھی قیمت میں زیادتی فرما دیتے کبھی قرض لیتے تو اس سے زیادہ صاحب قرض کو عطا فرماتے۔ جب آپ کسی کو محتاج دیکھتے تو اپنے کھانے پینے کی اشیاء اور کپڑا اسے عطا فرما دیتے باوجودیکہ ان کی آپ کو ضرورت ہوتی۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے دوسرے مقام یہ کیا خوب فرمایا۔

؂

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذرّہ تیرا

فیض ہے یا شہ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

اغنیا پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا

فرش والے تری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ بھی اڑتا ہے پھریرا تیرا

ان اشعار کی شرح اسی شرح الحقائق کی جلد اوّل میں ہے۔

Marfat.com

ملکِ سخن کی شاہی رضاؔ تم کو مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکّے بٹھا دیئے ہیں ۱۰

حل لغات ملک (بضم المیم) ولایت۔ علاقہ۔ راج۔ سخن بفتح اوّل وبضم ثانی یا بالضم سین وسکون اسحاء) فارسی لفظ ہے بمعنی بات چیت۔ قول۔ مسلّم (اسم مفعول از تسلیم قرار رکھا گیا۔ مانا گیا۔ درست ٹھیک۔ واجب۔ سونپا گیا۔ اعتبار کیا گیا۔ سمت (عربی) مؤنث راہ۔ روش۔ جانب۔ رخ۔ سکّے بٹھا دیئے سکہ بٹھانا اپنے نام کا روپیہ چلانا۔ رعب جمانا۔ یہی معنیٰ مراد ہے۔

۱۰۔ شرح اے احمد رضا (رحمۃ اللہ تعالےٰ) ملک سخن کی شاہی تو آپ کو سونپ دی گئی ہے آپ کا کمال ہے کہ جس جانب ہو گئے ہیں اسی طرف پر رعب جما دیا کہ پھر کسی کو دم مارنے کی گنجائش نہیں رہتی۔

تحدیث نعمت جسے اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرمائے اسے ظاہر کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (پ ۳۰ الم نشرح ۱۱) اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

احادیث مبارکہ (۱) حدیث شریف میں ہے
التحدث بالنعمة شکر۔
نعمتوں کا بیان کرنا بھی شکر ہے۔ (روح البیان)

Marfat.com

۲۔ اَلتَّحَدُّثُ بِالنِّعْمَةِ شُكْرٌ وَتَرْكُهُ كُفْرٌ۔ نعمتوں کا بیان کرنا شکر اور بیان نہ کرنا کفر ہے (ایضاً)

قرآن و احادیث سے ثابت ہوا کہ ہر صاحب نعمت کو اظہار نعمت ضروری ہے تو امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کا شعر مذکور خود ستائی نہیں بلکہ اظہار نعمت ہے اور امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں سے خوب نوازا بالخصوص علمی دولت کہ باید و شاید۔ آپ کی تصانیف کا مطالعہ کرنے والوں اور سوانح پڑھنے والوں کو معلوم ہے کہ آپ پچاس علوم و فنون کے نہ صرف عالم بلکہ ماہر اور حاذق تھے ان میں بعض کے تو خود موجد بھی تھے۔

ان پچاس علوم و فنون کی فہرست جن میں آپ کی تصانیف و تالیفات موجود ہیں

۱ عقائد ۳۱	۲ کلام ۱۷	۳ تفسیر ۷	۴ تجوید ۲	۵ رسم خط قرآن مجید ۱	۶ حدیث ۱۱	۷ اصول حدیث ۲	۸ فضائل و مناقب ۳۱	۹ اذکار ۵	۱۰ ترغیب و ترتیب ۱
۱۱ سیر ۳	۱۲ فقہ ۱۵۰	۱۳ اصول فقہ ۹	۱۴ تصوف ۳	۱۵ سلوک ۲	۱۶ اخلاق ۲	۱۷ ادب ۶	۱۸ نعت ۲	۱۹ تاریخ ۳	۲۰ مناظرہ ۱۸
۲۱ تکسیر ۱	۲۲ علم الوفق ۱	۲۳ جفر ۳	۲۴ توقیت ۶	۲۵ ریاضی و ہندسہ ۶	۲۶ ہیأت ۳	۲۷ زیجات ۱	۲۸ حساب ۱	۲۹ ارثما طیقی ۳	۳۰ جبر و مقابلہ ۱
۳۱ تنجیم ۱	۳۲ رد یہود ۱	۳۳ رد آریہ ۲	۳۴ رد نصاریٰ ۶۳	۳۵ رد نیچریہ ۷	۳۶ رد ندوہ ۱۷	۳۷ رد قادیانیہ ۶	۳۸ رد اسمٰعیل دہلوی ۱۰	۳۹ رد نانوتوی ۱۱	۴۰ رد گنگوہی ۲۵
۴۱ رد تھانوی ۹	۴۲ رد نذیر حسن ۶	۴۳ رد غیر مقلدین ۳۶	۴۴ رد وہابیہ ۷۶	۴۵ رد روافض ۴	۴۶ رد نواصب ۱	۴۷ رد مفسقہ ۷	۴۸ رد تفضیلیہ ۷	۴۹ رد متصوفہ باطلہ ۲	۵۰ شتی ۵
✕	مطبوع ۱۱۲	بیضہ ۱۶۸	مسودہ ۵۴	ناتمام ۱۶	ازانجملہ گمشدہ ۴	عربی ۱۰۰	فارسی ۲۷	اردو ۳۲۳	✕

Marfat.com

تبصرہ اویسی غفرلہ یہ تصانیف ایک دو ورق کے کتابچے نہیں بلکہ بعض تو ان میں ہزاروں صفحات پر مشتمل ہیں مثلاً فتاویٰ رضویہ جہازی سائز بھر ضخیم جلدوں پر مشتمل پھر اس میں سینکڑوں رسائل وکتب کئی معرکۃ الآرا تحقیقات بھی موجود ہیں اور آپ کی جملہ تصانیف نہ کسی کا ادھار اکھاتہ ہے کسی مضمون کو دوسرے مضمون میں گھسیٹرا گیا ہے اور غور سے دیکھا جائے تو آپ کی ہر تحقیق سمندر کی موجیں ہیں کہ جدھر دیکھو علمی دریا بہتے نظر آتے ہیں ہر تصنیف اپنے موضوع کے اعتبار سے دریا در کوزہ کی مانند ہے اس تفصیل کے لیے بھی ایک ضخیم تصنیف درکار ہے۔

مُلک سُخن سخن کا اطلاق شعر وشاعری پر آتا ہے تو بھی شعر وشاعری میں امام احمد رضا نہ صرف بادشہ بلکہ اس فن میں شعراء نے آپ کو شہنشاہ مانا ہے اس کی تفصیل کسی دوسرے مقام پہ عرض کردی گئی ہے۔ یہاں یہ عرض کرنا ہے کہ اگرچہ سخن کا اطلاق شعر وشاعری پر بھی لیکن حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہٗ ہر علمی وعقلی کے فنون خواہ ان کے ایجاد کردہ ہیں یا پہلے سے چلے آرہے ہیں۔ فن تفسیر سے لیکر فن تنجیم تک ہر ایک کے شہنشاہِ معظم ہیں یہ نہ صرف دعویٰ ہے بلکہ ہر صاحب فن کو دعوت ہے کہ وہ اپنے فن کی تحقیق منزل کے بعد امام احمد رضا قدس سرہٗ کے مضامین تحقیقیہ پر غائرانہ نگاہ سے دیکھے اس کے بعد اگر تعجب نہیں تو لازماً کہہ اٹھے گا۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم

فقیر ذیل میں ایسے دو گواہ لاتا ہے جنہوں نے غائرانہ طور پر امام احمد رضا کے متعلق مافی الضمیر کا اظہار کیا۔

Marfat.com

(۱) مولانا کوثر نیازی

(امام احمد رضا کانفرنس ۱۹۹۳ء اسلام آباد سے خطاب)

بعنوان" امام العلماءٔ امام ابو حنیفہ ثانی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم،

قرطاس وقلم سے میرا تعلق دو چار سال کی ہی بات نہیں نصف صدی کی بات ہے اس دوران وقت کے بڑے بڑے اہلِ علم وقلم مشائخ وعلماء کی صحبت میں بیٹھ کر استفادہ کرنے کا موقعہ ملا اور ان کے درس میں شریک رہا اور اپنی بساط کے مطابق فیض کرتا رہا۔ زندگی میں میں نے اتنی روٹیاں نہیں کھائیں ہیں جتنی کثیر تعداد میں کتابیں پڑھی ہیں۔ میری اپنی ذاتی لائبریری میں دس ہزار سے زیادہ کتابیں ہیں وہ سب مطالعہ سے گزری ہیں اس سب مطالعہ کے دوران امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی کتب نظر سے نہیں گزری تھیں اور مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ علم کا خزانہ پا لیا ہے اور علم کا سمندر پار کر لیا ہے علم کی ہر جہت تک رسائی حاصل کر لی ہے مگر جب امام اہلِ سنت کی کتابیں مطالعہ کیں اور ان کے علم کے دروازے پر دستک دی اور فیض یاب ہوا تو اپنی جہل کا احساس اور اعتراف ہوا۔ یوں لگا کہ ابھی تو میں علم کے سمندر کے کنارے کھڑا صرف سیپیاں چن رہا تھا، علم کا سمندر تو امام کی ذات ہے۔ امام کی تصانیف کا جتنا مطالعہ کرتا جاتا ہوں عقل اتنی ہی حیران ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ کہے بغیر نہیں رہا جاتا کہ امام احمد رضا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اتنا وسیع علم دے کر دنیا میں بھیجا ہے کہ علم کی کوئی جہت

Marfat.com

ایسی نہیں جس پر امام کو مکمل دسترس حاصل نہ ہو اور اس پر کوئی تصنیف نہ لکھی ہو یقیناً آپ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے صحیح جانشین تھے جس سے ایک عالم فیض یاب ہوا۔

یہاں علوم و فنون کے حوالے سے ایک بات کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ دوران تعلیم مولوی فاضل کے درجے میں مقامات حریری پڑھے جو عربی ادب کے حوالے سے ایک منفرد مقام کے حامل ہیں اسی طرح فیضی کی تفسیر بے نقط دیکھی جس کو تاریخ میں ایک بلند امتیاز حاصل ہے کہ چند حروف بے نقط سے قرآن پاک کی تفسیر لکھ دی گئی یقیناً صاحب تصنیف کا ایک عظیم کارنامہ ہے اسی طرح عربی ادب کے اور بھی شاہکار مطالعہ کے دوران نظر سے گذرے مگر ان سب پر امام احمد رضا کے فتاویٰ کا عربی خطبہ فوقیت اور انفرادیت رکھتا ہے اس میں امام نے فقہ کی کتابوں اور مصنفوں کے ناموں کو اس طرح مربوط ترتیب دیا ہے کہ عقل حیران رہ جاتی ہے، ۹۰ کتابوں کے ناموں کو اس طرح ترتیب دیا ہے کہ خطبہ میں حمد و ثنا بھی بیان ہو گئی نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ادا ہو گئی اور صحابہ کرام و آل رسول پر صلوٰۃ بھی۔ بلاشک و شبہ مولانا کا عربی خطبہ عربی ادب کا لازوال شاہکار ہے جس کی مثال پیش کرنا مشکل ہے۔

اردو زبان کے تو آپ شہنشاہ تھے کثیر تعداد میں تصانیف اردو زبان میں لکھیں ہیں اور عموماً تمام کتب کا معیار اتنا بلند ہے کہ ان کو صرف اہل علم ہی سمجھ سکتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے کتابیں لکھی ہی اہل علم کے لیے ہیں لیکن اب ضرورت اس امر کی ہے کہ امام کی کتابوں کو عوام کی رسائی تک پہنچانے کے لیے ان کو آسان زبان میں منتقل کیا جائے۔

Marfat.com

یا حواشی کے ساتھ کتابیں شائع ہوں تاکہ عوام بھی اس علم کے سمندر سے افادہ کر سکیں۔ امام احمد رضا دراصل علماء کے امام تھے یعنی امام العلماء تھے اور دعوے سے کہتا ہوں کہ آج عالم کی کسوٹی یہ ہے کہ اگر وہ امام کی کتابوں کو سمجھ لیں تو وہ عالم کہلانے کے مستحق ہیں اور وہ امام کے علم کی تہہ تک پہنچ جائیں۔ تو وہ عالم کہلانے کے حقدار ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے نبی تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کی پاک و ہند کی سرزمین کی طرف بھی خاص نظر تھی۔ احادیث میں لفظِ ہند بھی آیا ہے خاص کر شمشیر ہندی کا تذکرہ بارہا آیا ہے اور شروع کے لٹریچر میں اس کا ذکر برابر ملتا ہے کیونکہ ہند کی تلوار اس زمانے میں بہت مشہور ہوا کرتی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہند کے مختلف قبائل اور ذاتوں سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔ چنانچہ واقعہ معراج میں ایک روایت یہ بھی پائی جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مختلف انبیاء کرام کے حالات بیان فرمائے تو فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کو ہند کی قوم "جاٹ" کی طرح مضبوط پایا یعنی ڈیل ڈول میں قوم جاٹ کے جوانوں کی طرح آپ کی جسامت مضبوط تھی۔ اس کا مکمل حوالہ میرے کتب خانے میں موجود ہے ابھی ذہن میں پورا حوالہ نہیں آ رہا ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم کے تمام انسانوں کی جسامت کا بھی علم تھا اسی لیے تو موسیٰ علیہ السلام کی جسمانی طاقت کو ہند کی قوم جاٹ سے تشبیہ دے کر بتایا۔ اس طرح ہندوستان سے تعلق رکھنے والے ایک صحابی بابا رتن کا بھی تذکرہ ملتا ہے اور ان سے حدیثوں کا مجموعہ بھی منسوب ہے اگرچہ یہ صحابی کی حیثیت سے اکثریت کے نزدیک مشکوک ہیں لیکن عشاق کے لیے یہ بہت کافی ہے کہ سرزمین ہند سے

Marfat.com

بھی ایک فرد کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔

امام ابوحنیفہ کے آباؤ اجداد کا تعلق بھی سندھ کی سرزمین سے بتایا جاتا ہے اور غالباً مناظر حسن گیلانی نے ان کو قوم کی جاٹ کی ایک شاخ سے تعلق بتایا ہے اور دور حاضر کے امام ابوحنیفہ ثانی کا تعلق بھی اسی سرزمین ہند بریلی سے ہے یہ ہندوستان کے لیے بڑی عظمت کی بات ہے۔

فقہ حنفیہ میں ہندوستان میں دو کتابیں مستند ترین ہیں۔ ان میں سے ایک فتاویٰ عالمگیریہ ہے جو دراصل چالیس علماء کی مشترکہ خدمت ہے۔ جنہوں نے فقہ حنفیہ کا ایک جامع مجموعہ ترتیب دیا دوسرا فتاویٰ رضویہ ہے۔ جس کی انفرادیت یہ ہے کہ جو کام ۴۰ علماء نے مل کر انجام دیا وہ اس مرد مجاہد نے تنہا کر کے دکھایا اور یہ مجموعہ فتاویٰ رضویہ عالمگیریہ سے زیادہ جامع ہے اور میں نے جو آپ کو امام ابوحنیفہ ثانی کہا ہے وہ صرف محبت میں یا عقیدت میں نہیں کہا بلکہ فتاویٰ رضویہ کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات کہہ رہا ہوں کہ آپ اس دور کے ابوحنیفہ ہیں۔ آپ کے فتاویٰ میں مختلف علوم و فنون پر جو بحث کی گئی ہیں ان کو پڑھ کر بڑے بڑے علماء کی عقل دنگ رہ جاتی ہے کاش کہ اعلیٰ حضرت کی حیات اس دور کو میسّر آجاتی تاکہ آج کل کے پیچیدہ مسائل حل ہو سکتے کیونکہ آپ کی تحقیق حتمی ہوتی۔ اس کے آگے مزید گنجائش نہ ہوتی، بہرحال ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کی جانب سے جو کتابیں بشمول فتاویٰ رضویہ اسلامی نظریاتی کونسل کو پیش کی ہیں۔ میں ان تمام کتب کی فوٹو کاپی کروا کر اپنے ساتھیوں کو دوں گا تاکہ وہ اس کا مطالعہ کریں اور پھر اسلامی نظریاتی کونسل میں جو مسائل زیر بحث ہیں ان کو ہم آپ کے علم کے نور سے حل کر سکیں۔ (شکریہ، مجلہ، امام رضا کانفرنس ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء صفحہ ۴۹/۵۰)

Marfat.com

عنوان

امام احمد رضا کی طبی بصیرت

۲۔ حکیم محمد سعید دہلوی

مولانا کی شخصیت بہت جامع تھی، وہ اپنے تفقہہ اور علم و اطلاع کی وسعت کے اعتبار سے علمائے متاخرین میں اپنا ایک ممتاز مقام رکھتے تھے انہوں نے اکثر علمی اور دینی موضوعات پر اہم اور قابل قدر کتابیں لکھی ہیں لیکن جو تحریریں ان کی شخصیت کی مکمل ترجمانی اور آئینہ داری کرتی ہیں وہ ان کے فتاویٰ ہیں کہ جو متعدد مبسوط اور ضخیم جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

میرے نزدیک ان کے فتاویٰ کی اہمیت اس لیے نہیں ہے کہ وہ کثیر در کثیر فقہی جزئیات کے مجموعے ہیں بلکہ ان کا خاص امتیاز یہ ہے کہ ان میں تحقیق کا وہ اسلوب و معیار نظر آتا ہے۔ جس کی جھلکیاں ہمیں صرف قدیم فقہا میں نظر آتی ہیں میرا مطلب یہ ہے کہ قرآنی نصوص اور سنن نبویہ کی تشریح و تعبیر اور ان سے احکام کے استنباط کے لیے قدیم فقہا جملہ علوم و وسائل سے کام لیتے تھے، اور یہ خصوصیت مولانا کے فتاویٰ میں موجود ہے کہ اسی اصل تحقیق کو اپنے پیش نظر رکھیں۔ اور یہ بات ذہن میں رکھیں کہ کتاب و سنّت نے جس نظام حیات کی طرف ہماری رہبری کی ہے اور جو ضابطہ ہمیں عطا کیا ہے وہ مکمل اور دائمی ہے۔ اس کے دوام اور اس کی ہمہ گیری کا تقاضا یہ ہے کہ فقہا۔ کسی چیز کے جواز یا عدم جواز کا فتویٰ دینے سے پہلے ایک ایک لفظ کی تحقیق اس طرح کر لیں کہ اس کا مدلول واضح ہو جائے اور کسی عہد میں تشنگی کا احساس نہ ہو۔ ایسی تحقیق کے لیے ہمیں طبی اور سائنسی علوم کا بھی مطالعہ کرنا ہوگا۔ ورنہ احکام کی وسعت

Marfat.com

اور دین کی حکمت کا اندازہ دشوار ہوگا۔ قرآن پاک میں تیمم کے لیے "سعید" کا لفظ وارد ہوا ہے جسے مٹی کہتے ہیں مگر مٹی اور جنس ارض کا اطلاق جن جن چیزوں پر ہوتا ہے ان کا تعین علمائے طبیعات وطب کو نظر انداز کر کے نہیں کیا جا سکتا۔

فاضل بریلوی کے فتاویٰ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ احکام کی گہرائیوں تک پہنچنے کے لیے سائنس اور طب کے تمام وسائل سے کام لیتے ہیں اور اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ کس لفظ کی معنویت کی تحقیق کے لیے کن علمی مصادر کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ اس لیے ان کے فتاویٰ میں بہت سے علوم کے نکات ملتے ہیں مگر طب اور اس علم کے دیگر شعبے مثلاً کیمیا اور علم الاحجار کو تقدم حاصل ہے۔ اور جس وسعت کے ساتھ اس علم کے حوالے ان کے ہاں ملتے ہیں اس سے ان کی دقت نظر اور طبی بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے وہ اپنی تحریروں میں صرف ایک مفتی نہیں بلکہ محقق طبیب بھی معلوم ہوتے ہیں۔ ان کے اس تحقیقی اسلوب و معیار سے دین وطب کے باہمی تعلق کی بھی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے۔

مولانا نے مٹی اور جنس ارض نیز احجار کی تحقیق کے سلسلے میں صرف متقدین کی تصریحات پر تکیہ نہیں کیا بلکہ از روئے دیانت علمی احجار و معدنیات اور طب و کیمیا کے مستند علماء کی کتابوں کا بھی مطالعہ کیا جو تحقیق کا صحیح انداز ہو سکتا تھا اس لیے کہ کسی شے کی حقیقت و ماہیت ہمیں اس کے ماہرین ہی کے ذریعہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے کہ ایک چیز عرف عام میں یا اپنی ظاہری صورت میں پتھر معلوم ہوتی ہو لیکن اس کی یہ خصوصیت اس کے ماہرین ہی بتا سکتے ہیں اور جب تک ان کا حوالہ نہ دیا جائے اس سے تیمم کے جواز یا عدم جواز

Marfat.com

کا فتویٰ ہمیشہ محل نظر ہو گا۔ فاضل بریلوی ماہرین فن کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ مثلاً کہربا جو بظاہر پتھر معلوم ہوتا ہے، مولانا نے اس کی ماہیت ابن سینا اور القامفتی جیسے محققین طب سے معلوم کی اس کے بعد یہ فتویٰ دیا کہ یہ پتھر نہیں ہے اس سے تیمم درست نہیں۔ سنگ بصری کے سلسلے میں بھی انہوں نے اسی طرز تحقیق سے کام لیا اور رازی کے حوالے سے یہ بتایا کہ یہ پتھر نہیں سیسے کا دھواں ہے، اس سے تیمم نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح ابرک چونکہ معدنیات سے ہے اس لیے اس کی ماہیت بھی متعدد اکابر علمائے طب سے ہے اس لیے اس کی ماہیت بھی متعدد اکابر علمائے طب سے معلوم کی اور ان میں ویسقوایدوس، داؤد انطاکی، رازی، ابن البیطار، اور صاحب مخزن جیسے محققین طب ہیں ان کی کتابوں کے مکمل حوالے ہیں اور ابرک کی حقیقت و ماہیت کے ساتھ ان کی اقسام پر مکمل بحث ہے اسی طرح ان کے فتاویٰ میں وسعت اور گہرائی کے ساتھ دینی و دنیوی علوم کا حسن امتزاج ملتا ہے۔

اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک محقق کے لیے یہ بات کہاں تک درست ہو سکتی ہے کہ وہ علمائے طب کی تصریحات پر آنکھ بند کر کے انحصار کرے تو میں یہ عرض کروں گا یقیناً یہ بات اصول تحقیق کے خلاف ہے، لیکن یہ بھی عرض کروں گا کہ مولانا اس نکتے سے واقف ہیں اس لیے اطبائے کرام کی تصریحات کا مطالعہ بھی وہ انتقادی نظر سے کرتے ہیں۔ ارسطو نے زجاج کو پتھر کہا اب مولانا کا تعقب ملاحظہ کیجئے۔

"ارسطو زجاج بلور میں فرق نہیں کر سکا اس لیے کہ وہ بلور کو بھی زجاج ہی کہتا رہا حالانکہ ان میں سے ایک معدنی ہے، ایک مصنوعی اور ان دونوں کی ماہیت میں فرق ہے۔"

Marfat.com

پھر ابن البیطار اور مخزن کے حوالے پیش کیے ہیں۔

ایک مثال اور ملاحظہ فرما لیجئے: فقہ کی تمام کتابوں میں جن پتھروں سے تیمم کو جائز کہا گیا ہے ان میں ایک نام البلخش بھی ہے۔ مولانا لکھتے ہیں۔

"کتب لغت حتیٰ کہ قاموس محیط میں اس لفظ کا پتہ نہیں۔ نہ تاج العروس نے اس سے استدراک کیا نہ جامع ابن بیطار نہ داؤد انتطاکی، وتحفہ ومخزن میں اس کا ذکر۔ عجب یہ کہ کتاب معرب میں اس سے غفلت کی۔ مگر انوار الاسرار میں اس کا تذکرہ آیا۔

(ترجمہ) بلخش ایک پتھر ہے جو اطراف مشرق میں سونے کی کان میں ہوتا۔ اس کا رنگ یاقوت احمر کا ہوتا ہے، اور یہ یاقوت سے زیادہ شفاف ہوتا ہے۔ یہ تعریف لعل پر صادق آتی ہے مگر سونے کی کان میں پیدا ہونا ظاہراً اس کے خلاف ہے"

مولانا کی طبی بصیرت اور ان کی دقت نظر کا اندازہ مرجان کی تحقیق سے بھی ہوتا ہے مرجان کی حقیقت و ماہیت معلوم کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ دس مستند فقہی کتابوں میں تو اس سے تیمم کے جواز کی صراحت ملتی ہے مگر فتح اور در مختار میں اس سے تیمم کی ممانعت آئی ہے۔

مولانا نے یہ محسوس کیا کہ آخر الذکر فقہا نے مرجان کی حقیقت و ماہیت دریافت کرنے کی کوشش نہیں فرمائی اور ان ماخذ کی طرف رجوع نہیں کیا جن سے مرجان کے بارے میں مستند معلومات حاصل ہو سکیں۔ فقہا بڑی حد تک لغتوں میں الجھ گئے اور نزاع لفظی کے شکار ہو گئے اگر مرجان کی ماہیت کے لیے کتب طبیہ کی طرف رجوع کیا جاتا تو جواز اور عدم جواز کی متنازعہ صورت حال واقع نہیں ہوتی۔ مولانا نے مرجان سے جواز تیمم کا فتویٰ دیا اور اس کی ماہیت پر طبی کتابوں

Marfat.com

کی مدد سے مبسوط روشنی ڈالی۔

سب سے پہلے مخزن کے حوالے سے لکھا ہے کہ

مرجان ایک جسم حجری ہے جو شاخ درخت سے مشابہ ہوتا ہے پھر تحفہ کے حوالے سے لکھا کہ مرجان بسد کو کہتے ہیں اور وہ ایک پتھر ہے جو نباتی قوت کے ساتھ دریا کی گہرائی میں پیدا ہوتا ہے۔

مولانا لکھتے ہیں کہ علامہ ابن الجوزی مرجان کو عالم نبات اور عالم جمادات کی درمیانی چیز تصوّر کرتے ہیں داؤد انطاکی کا خیال بھی یہی ہے کہ وہ نباتی اور حجری اشیاء کی درمیانی چیز ہے۔

مولانا نے اطباء کے ان اقوال میں تطبیق کی ایک اچھی صورت نکالی ہے۔ فرماتے ہیں۔

جس طرح کھجور کو کہنا کہ وہ نبات اور عالم حیوانات میں متوسط ہے نر و مادہ ہوتی ہے اور مادہ جانب نر میل کرتی ہوئی دیکھی جاتی ہے، تلقیح سے باردر ہوتی ہے اور اسے نبات سے خارج اور حیوانات میں داخل نہیں کرتا، اسی طرح مرجان کو نباتات سے مشابہت کے باوجود اسے احجار سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔

اس استدلال کے بعد واضح انداز میں مولانا نے لکھا ہے کہ اصحاب احجار نے اس کے حجر ہونے کی تصریح کر دی ہے زیادہ سے زیادہ اسے حجر شجری کہا، شجر حجری کسی نے نہیں کہا۔ مفردات ابن البیطار میں بہ حوالہ ارسطو منقول ہے۔

بسذ و مرجان ایک ہی پتھر ہیں فرق یہ ہے کہ مرجان اصل ہے اور بسذ فرع۔

ان تصریحات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہمارے اکثر فقہائے کرام نے مرجان کی ماہیت کا تعین نہیں کیا اسی لیے اختلاف ہوا، مولانا نے اب حجت قاطعہ پیش کر دی ہے، اور طبی کتابوں کی مدد سے اس کی ماہیت کا تعین کر دیا ہے، جسے

Marfat.com

ہم تحقیق کی جدید تکنیک کہہ سکتے ہیں۔

فتاویٰ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی جزئیے یا مسئلے کا جائزہ مولانا نے سرسری طور پر نہیں لیا اور تقلیدی طور پر اس کے جواز یا عدم جواز کا فتویٰ نہیں دیا، بلکہ اس کی پوری پوری تحقیق کی مثلاً

فقہا مقبرے کی مٹی سے تیمم کو سمجھتے ہیں، بہ شرطیکہ اس میں کسی قسم کی نجاست نہ ہو، مولانا کا ذہن فوراً گل مختوم کی طرف گیا جو اصلاً تو مٹی ہے لیکن اس کے بارے میں عجیب وغریب روایات مشہور ہیں اگر ان کا یقین کر لیا جائے تو پھر اس مٹی سے یا اس کے ڈھیلوں سے تیمم جائز نہ ہوگا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آخر گل مختوم ہے کیا؟ اور اس کے بارے میں کون سی عجیب وغریب روایات مشہور ہیں۔

چونکہ اطباء گل مختوم کو دوائً استعمال کراتے ہیں اس لیے مولانا نے طب کی امہات کتب سے اس کی ماہیت معلوم کی، تاکہ اس مٹی سے تیمم کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں کوئی فقہی رائے دی جا سکے۔ گل مختوم کے بارے میں مولانا لکھتے ہیں، اگرچہ حوالہ مذکور نہیں ہے مگر خزانۃ الادویہ میں ہے؛

"بحر مغرب میں ایک جزیرہ بلیون ہے، وہاں ایک معبد ہے جس کی مجاور عورت ہوتی ہے۔

بیرون شہر ایک ٹیلہ ہے جس کی مٹی متبرک خیال کی جاتی ہے وہ عورت تعظیم کے ساتھ اس کو لاتی اور گوندھ کر اس کی ٹکیاں بنا کر ان پر مہر لگاتی دیقوریدوس وغیرہ نے زعم کیا کہ اس میں بکری کا خون ملتا ہے۔ جالینوس کہتا ہے کہ میں انطاکیہ سے دو ہزار میل سفر کر کے اس جزیرے میں پہنچا میرے سامنے اس عورت نے وہاں سے ایک گاڑھی مٹی لی اور ٹکیاں بنائیں اور خون کا کچھ

Marfat.com

لگاؤ نہ تھا۔ میں نے وہاں کے مؤدب لوگوں اور علماء کے صحبت یافتوں سے، پوچھا کہ پہلے کسی زمانے میں اس میں خون ملایا جاتا تھا۔ جس نے یہ سوال سنا مجھ پر ہنسنے لگا۔"

مولانا پر تو اس حقیقت کا انکشاف ہو گیا کہ اس میں خون نہیں ملایا جاتا اور یہ خالصتاً مٹی ہے، لہٰذا تیمم کے عدم جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن مطالعہ کے دوران انہیں خود اطباء کے اقوال میں خلط آراء کا ایک دلچسپ تماشا نظر آیا، جس کی تنقیح انہوں نے ضروری سمجھی بلاشبہ یہ غلطی داؤد انطاکی سے سرزد ہوئی۔ مگر میرا خیال یہ ہے کہ انطاکی نے مظنۂ عامہ بیان کیا ہے یا پھر تحقیق سے پہلے کی یہ رائے ہے بہرحال مولانا لکھتے ہیں۔

حیرت ہے کہ انطاکی نے اپنی کتاب التذکرہ میں گل مختوم کے اندر خون ملانے کے وہم کو جالینوس کی طرف منسوب کر دیا ہے اور تنکا بنی نے اپنی کتاب تحفہ میں دیسقوریدوس کی طرف اس کا انتساب کیا جب کہ جالینوس ہی وہ شخص ہے جس نے ذاتی طور پر گل مختوم کی حقیقت معلوم کی اور اس کا عینی مشاہدہ کیا۔"

قرائن یہ کہتے ہیں کہ دیسقوریدس نے گل مختوم کے بارے میں عام معتقدات کی طرف اشارہ کیا ہوگا اور جالینوس نے اسی کا خیال نقل کر دیا ہوگا اس لیے انطاکی نے اسی کی جانب منسوب کر دیا اگر جالینوس کو اس کا یقین ہوتا تو وہ جزیرہ مغرب کا سفر کرنے کی صعوبت کیوں اٹھاتا۔

یہ باتیں تو جملہ معترضہ کے طور پر آ گئی تھیں جہاں تک مولانا کا تعلق ہے ان کے مطالعہ کی وسعت اور ان کی طبی بصیرت مسلم ہے، تحقیق میں سنجیدگی اور دیانت کی جو مثال انہوں نے قائم کی ہے وہ محققین کے لیے سبق آموز ہے۔ اور سب سے بڑا نقطہ جو سامنے آتا ہے وہ یہ ہے کہ فقہ اور طب کے درمیان ایک گہرا تعلق ہے اور کوئی شخص اس وقت تک کامل فقیہ نہیں ہو سکتا جب

Marfat.com

تک اسے طبی علوم پر دسترس نہ ہو، مولانا کے اکثر فتاویٰ سے طبی بصیرت کا اظہار ہوتا ہے۔

علم الاحجار والمعادن طب کا ایک اہم شعبہ ہے معدنیات کی تکوینی حقیقت کا علم وقّت نظر کا متقاضی ہے وہ صرف احجار کے اسماء تک محدود نہیں ہے بلکہ اپنی ماہیت کے اعتبار سے ایک بحر بیکراں ہے مولانا کی طبی بصیرت کا ایک اہم ثبوت یہ بھی ہے کہ انہوں نے عام فقہا کی طرح صرف معدنی احجار کا ذکر نہیں کیا بلکہ اپنی اس اہم تحقیق سے بیان کا آغاز کیا کہ "جملہ معدنیات کا تکون گندھک اور پارے کے امتزاج سے ہے۔ کبریت تو ہے کہ گرم ہے اور پارہ مادہ۔" کیمسٹری کے علماء شاید انکار نہ کرسکیں کہ جدید علم الکیمیا کا نظریہ بھی یہی ہے اور معدنیات کی تخلیق فطری کیمیائی عمل ہی سے ہوتی ہے۔

تیمم ہی کے ضمن میں رماد یعنی راکھ کی بحث بھی آگئی ہے۔ جس میں مولانا نے جامع الرموز وغیرہ کے حوالے سے کشتہ سازی کے بھی سارے نکات بیان کر دیئے ہیں۔

مولانا کی اس طبی بصیرت کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ فقہاؔ نے جو قابل تیمم اشیاء بتائی تھیں ان پر انہوں نے ۱۰۰ چیزوں کا اضافہ کیا۔

آج فقہا طبی اور سائنسی علوم سے بیگانگی کی وجہ سے بلیشتر تمدنی مسائل میں عصری علوم کے حوالے سے احکام شریعت کی تشریح وتعبیر کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی اہلیت سے محروم ہیں، اور یہ ایک زبردست المیہ ہے غالباً اسلاف کی زندگیاں ان کے سامنے نہیں ہیں۔

بشکریہ!

مجلہ امام رضا کانفرنس کراچی ۱۴۱۵ھ / ۱۹۹۴ء ص

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com